قاضی علی محمد قاضی طاہر محمد تیزاب والا

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ

حالات بابرکات وملفوظات طیبات سیاح دشت تجرید وسباح دریائی توحید

حضرت مولانا سید غوث علی شاہ قلندر قدس سرہ (پانی پتی) مسمّٰی بہ

تذکرۂ غوثیہ

نو ترمیم

واسم تاریخی

شجرۂ معرفت

مع

ضمیمۂ جدیدہ

حسب اجازت واقف اسرار طریقت حضرت مولف مولوی شاہ گل حسن صاحب قادری خلیفۂ خاص ووصی بالاختصاص حضرت مولانا مرحوم سلمہم اللہ تعالیٰ

باہتمام احقر انام محمد عبدالاحد غفرلہ الصمد

بماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ ہجری مطابق ماہ مارچ ۱۹۱۱ء

در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

(کاپی رائٹ بنام حضرت مولف بذریعہ رجسٹری باضابطہ محفوظ ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فحاجتی ورُوحی بیدیک | من غیرک اعرضت واقبلت الیک
فالی عمل صالح استظہر بہ | قد جئتک راجیا توکلت علیک

حمدوثنا سہو وخطا۔ شکر وسپاس وہم ووسواس۔ کیسی حمد اور کس کا شکر حامد کون محمود کیا۔ شاکر کدھر مشکور کہان۔ قطرہ ہے تو دریا موہوم دریا ہے تو قطرہ معدوم۔ جبتک ذرہ ذرہ ہے آفتاب نہان ہے جب وجود آفتاب نمودار ہوا تو ذرہ کہان ہے۔ قطرہ امر اعتباری ہے ہر قطرہ مین دریا جاری ہے۔ آفتاب سے ذرہ کا وجود ذرہ سے آفتاب کی نمود قطرہ سے دریا کا ظہور قطرہ قطرہ مین دریا معمور۔ لیکن نہ قطرہ نہ دریا نہ ذرہ نہ آفتاب وہ خود نیست یہ خود نایاب نہ اس کا پتا نہ اُس کا نشان نہ اس کا ٹھکانا نہ اُس کا مکان تحریر وتقریر سے پاک خارج از فہم وادراک جو سمجھے سو غلط جو لکھا سو خبط جو کہا سو جنون تعالےٰ شانہ عما یصفون۔

زبسکہ حسن فزود وغمش گداخت مرا | نہ من شناختم او را نہ او شناخت مرا

نہین نہین صواب وخطا عتاب وعطا فراق وصال وہم وخیال ذکر ونسیان طاعت وعصیان سب منظور سب مقبول سب معتبر سب معقول جب واحد دائنین نہین تو سوائے عین العین نہین کل شئ ہالک الا وجہہ [illegible]

Marfat.com

لینا ایک نہ دینا دوئی * کہان کا وہم کیسا قیاس اپنی حمد اپنا سپاس اپنی داستان
اپنا بیان اپنی مقال اپنا حال خود شاکر و خود مشکور خود ذاکر و خود مذکور قطرہ مین دریا غرق
دریا مین قطرہ فنا ذرہ پر آفتاب محیط آفتاب پر ذرہ حاوی دانہ مین شجر کے آثار شجر مین
دانہ آشکار وجود مین شہود شہود مین وجود ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن **شعر** او در دل
من است و دلِ من بدست اوست * چون آئینہ بدست من و من در آئینہ - نہ ہجر نہ وصال
نہ اتصال نہ انفصال نہ یکی نہ دوئی نہ مائی نہ توئی نہ اقرار سے سود نہ انکار سے زیان نہ
کسی سے راز نہ کسی سے نیاز نہ کچھ بُرا نہ کچھ بھلا نہ اسکی تمنا نہ اُسکی پروا یہ بھی درست وہ
بھی بجا اطلاق سے مطلق قید سے آزاد نہ یاد سے فراموش نہ فراموشی مین یاد نہ
کنارہ نہ حد نہ شمار نہ عدد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ اسم و مسمّے مین تمیز نہین
لفظ و معنی دو چیز نہین ذات سمجھو یا صفات وہی ایک بات خیال شخص سے عمرو زید
کہان اگر ہے تو وہ ہی وہ ہے اگر نہین تو کچھ بھی نہین **رباعی** لا آدم فی الکون ولا ابلیس
لا ملک سلیمان ولا بلقیس * فالکل عبارۃ وانت المعنی * یا من ہو للقلوب مقناطیس
آفتاب کی دید بدون آفتاب ناپدید - نور آفتاب نظر مین سمایا تو آفتاب نظر آیا -
خود نقاب و خود حجاب خود ضیا و خود آفتاب نور مین آفتاب مستور آفتاب ہمہ تن
نور خود ناظر و خود منظور خود شاہد و خود مشہود خود گویا و خود گفتگو وَحْدَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوْ **شعر**
اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے * حیران ہون پھر مشاہدہ ہے کس حساب مین * حمد
ہے تو غیر کا نشان نہین شکر ہے تو کسیکا احسان نہین خود سمیع و خود بصیر خود کلام و خود
کلیم جو چاہا سو کہا جو چاہا سو کیا کس نے کہا اور کس نے کیا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى **رباعی** از حق جز حق دگر چہ روید بابا * از حق جز حق دگر کہ
در شدت این ظہور مہجور صفت * حق را جز حق دگر کہ جوید بابا * ...
شکر عین مشکور دریائے قدم کی موج حدوث کا اوج وجود کی نمود عدم کا شہود
وحدت مین کثرت کی ترکتاز حقیقت عین مجاز مدح و ذم ہم قدم رنگ و بیرنگ ہم
صورت و معنی ہم قافلہ کسی سے شکایت نہ کسی کا گلہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

Marfat.com

ذات سے صفات صفات سے افعال کمال سے نقصان لقصان [illegible] کمال آشکار ہے
مسمیٰ سے اسم روح سے جسم بلندی سے پستی نیستی سے ہستی نمودار ہے **سہ** [illegible] کی اولیٰ
کا یا بن برہم کیا بولی ÷ **بیت** ذات او را بے صفاتش کس ندید ÷ ذاتِ حق با ما کند گفت و شنید
وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۞

نعت

حسن کو پردہ مین قرار نہین خوبی بدون اظہار نہین معشوق کو حجاب عاشق کو تاب کہان جمال بے تجلی اور طالب کو تسلی محال **ع** کہ حسن از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را ÷ حسن ذات نے حلیۂ صفات مین نگار بیرنگی نے لباس تعینات مین ظہور کیا وہی رد ازل وہی موج اول وہی تجلی وہی نزول وہی مرتبہ اولیٰ وہی شان اُخرے جو حال جو قال جو عبارت جو اشارت چاہو قرار دو اعتبار اظہار تجلی تفصیل تغیر و تبدیل تصور تخیل تشخص تعین حدوث خلق کون فساد سب کا ایجاد اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ **سہ** اے پردہ برگرفتہ ببازار آمدہ ÷ خلقے درین طلسم گرفتار آمدہ ÷ یعنی غایت مقصود علم مین مقدم مگر ظہور مین موخر ہے تخم ریزی سے پہلے ثمر مدنظر ہے بعدہ ظہور شجر ہے شاخ و برگ و پھل پھول یہ سب اُسی اجمال کی تفصیل ہے انجام کار ثمر کا اظہار ثمر مین تخم مندرج تخم کے اندر ثمر موجود خفا مین ظہور ظہور مین خفا غیب مین شہادت شہادت مین غیب ظاہر مین باطن باطن مین ظاہر ہو الاول ہو الآخر **شعر** اے ختم رسل قرب تو معلومم شد ÷ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ ÷ صورت عابد معنی معبود ظاہر ساجد باطن مسجود شریعت احمد حقیقت احد خود وحی و خود الہام خود صلوٰۃ و خود سلام خود پیمبر و خود پیام خود مرسل و خود مرسل الیہ **ع** از من بمن سلام و ہم از من بمن پیام **آمدم برسر مطلب** نہ ما و من نہ کلام و سخن نہ دید و شنید ÷ نہ قریب و بعید نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ نہ شریعت نہ طریقت نہ حق نہ حقیقت وہی دایرہ وہی پرکار وہی مرکز وہی مدار **سہ**

پھر پھر کے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم	آئی کہان سے گردش پرکار پاؤن مین

Marfat.com

چیست توحید آنکہ از غیر خدا	فرد آئی در خلاؤ در ملا

وہی علم وہی ارادہ وہی ازل وہی ابد وہی دور جاری وساری وہی آثار و اطوار طاری وہی سبو وہی پیمانہ وہی خم وہی خمخانہ دریا کا وہی جوشش وخروشش موج وحباب کی وہی آب وتاب اُسی شان بیچون وچگون بے شبہ وبے نمون نے پردہ اسرار سے یہ تجلی نمودار کی کہ حضرت قبلہ وکعبہ شہنشاہ والا جاہ شاہباز بلند پرواز شہسوار معارک تجرید تاجدار کشور توحید مرد میدان تفرید عارف بیباک اکمل الکملا ورا والورا واصل بے حجاب شاہد بے نقاب دریائے بیکنار بحر ذخار جہان عرفان آفتاب حقیقت برزخ کبریٰ تارک ماسوا جہان سوز بزم افروز قلندر خانمان برباد فرد الافراد اعنی **سید غوث علی شاہ** قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ وسادہ آرائے ہدایت و ارشاد ہوئی راقم خانہ بدوش جام ارادت سے مدہوش کبھی بادیہ گردی اور صحرا نوردی کی خاک اڑاتا کبھی آستانہ علیا پر جبین سائی کی دولت پاتا ع اب بھی تو دھیان میں سایہ تیری دیواروں کا + مدت ہائے درازیہی سوز وساز رہا ہر چند نعمت ہم کلامی حاشیہ نشینی بساط گرامی اجلاس عام کی حضوری بزم انس کا اختصاص زیارت صبح وشام گویا شرب مدام تھا ذوق لقا ولطف وصال میں تحریر حالات کی پروا اور تدوین نکات کا دماغ کہاں تھا اور نیز ابتدائی حال سے حضرت قبلہ عالم کو کبھی تصنیف وتالیف منظور خاطر نہ ہوئی عالم بے نشانی مدنظر رہا پابندی وتقلید سے طبع آزاد ونفور تھی جو اشعار ونکات یا رموز واسرار کہ وقتاً فوقتاً زبان فیض ترجمان پر جوشش دریائے غیب سے جاری ہوئے یا تعلیم تلقین اصحاب کے اقتضا سے اظہار وبیان میں آئے بعض ارادتمندوں نے تحریر وتالیف کی اجازت چاہی تو زنہار مرضی مبارک کا میلان اس طرف نہ پایا نقش … دست سے مٹایا۔ البتہ آخر ایام میں اس خاکسار کو از راہ عنایت … اجازت حاصل ہوئی کہ اشعار ومقالات اشلوک ودوہے وجو بانی … زبان گوہر بار شاہ مبارک میں حسب موقع وارد ہوتے تھے یہ کمترین یادداشت کے لئے فوراً تحریر کر لیتا تھا بجز اس کے کوئی حرف وحکایت یا نقل وروایت سوائے سماعت کے سپرد قلم نہیں کی گئی

Marfat.com

جبکہ اُس شاہباز کنگرۂ تقدیس اور آفتاب جہان تنزیہ نے حجاب و نقاب ظہور چہرۂ ذات
بے نشان سے اُٹھا لیا **ع** آن قدح بشکست وآن ساقی نماند ؛ تو دلِ بیتاب گھبرایا
وصل و بے غمی کا زمانہ نشاط و ہمدمی کا کارخانہ یاد آیا جوشِ وحشت حد سے زیادہ ہو
کوئی سبیل کوئی شغل کوئی کام اس کے علاوہ ذہن مین نہ آیا کہ جس کے قرب و وصال
اور لقاء جمال مین اتنی عمر گذری بقیہ عمر بھی اُسی کی یادگاری بس ہے من احب شیئاً
اکثر ذکرہ **اشعار** طالب حق ذکر حق دارد مدام ؛ ذکر غیر حق حرام آمد حرام ؛ گو ہاتھ کو جنبش
نہین آنکھون مین تو دم ہے ؛ رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے ؛ جملہ احباب نے یہ
امر پسند کیا اور اظہار اشتیاق سے دل شکستہ کی ہمت کو سہارا دیا ناچار قلم اُٹھایا وحشت
جدائی اور غم تنہائی کو اس طرح دور کیا اگرچہ اس ہنگامہ قیامت کے بعد فراموشی کا غلبہ
اور نسیان کا طغیان تھا لیکن جب فکر ادھر مصروف ہوا تو عالم غیب سے وہ شاہدان
سخن جو از یاد رفتہ ہو گئے تھے جلوہ گری کرنے لگے ذرہ سی بات یاد آئی اور تمام قصہ نے
ہنگامۂ گذشتہ کا سما باندھ دیا وہی مرشد وہی ارشاد وہی کلیم وہی کلام وہی بیان وہی
زبان وہی چشم و گوش وہی صدائے نوشانوش بزم خیال مین موجود ہو گئی اسی طرح جو
کچھ یاد آگیا قلم بند کیا لیکن بہت کچھ مقالات ہین کہ اُن کا نقش دل و دماغ سے بالکل مٹ گیا
اور بیشمار ایسے حالات و معاملات ہین کہ روزمرہ اطراف و جوانب اور ممالک دور و دراز سے حل
مشکلات و مہمات کے لئے خلق خدا آتی تھی اور اپنی مراد و مقاصد اور مدعا و مطالب جناب
قبلہ کی فیض نظر اور برکاتِ انفاس سے پاتے تھے اور عجیب و غریب تصرفات و کرامات
روزانہ ظہور مین آتے ہین سنے اُن تمام باتون کو اس نظر سے قلم انداز کیا کہ نہ کبھی جناب قبلہ
نے اُن امور کو اپنی طرف منسوب کیا نہ قابل اظہار و مایۂ افتخار سمجھا بلکہ ہمیشہ دریائے توحید
کے مواج مین کشف و کرامات اور ظہور کمالات کو ہیچ فرماتے رہے اور تَطْهِيْرُ الْقَلْبِ عَنْ
مَا سِوَى اللهِ کو اصل مقصود سمجھا **شعر** جو کچھ ہونا جسے کہتے ہین پستی ہے میان ؛ فقر مین
پستی یہی ہے اور پستی کچھ نہین ؛ اور اگر کسی ارشاد مین اس قسم کی کوئی بات نکلتی ہے تو
خوش طبعی کے طور پر مذکور ہوتی ہے **شعر** راہ را اینجا درِ ناکامی است ؛ کام نیک مرد در بدنامی ہست

Marfat.com

اسکے علاوہ طوالت کتاب کے لحاظ سے بھی اسکے ترک کا خیال رہا اب **التماس** یہ ہو کہ یہ نیاز مند خاکسار خادم الفقرا **گل حسن** قادری نہ تو اُردو کا اہل زبان نہ اس دیار کی پیدائش آوارہ گرد بے وطن نہ کوئی ماوا نہ کہین مسکن ہے ع آن وطن مصر و عراق و شام نیست ٭ آن وطن شہر یست کان را نام نیست ٭ عبارت و الفاظ دلپسند یا شاعرانہ جوڑ بند کہان سے لاتا ان اوراق کے پڑھنے والے مجھکو معاف فرمائین الفاظ و عبارت سے قطع نظر کرین مضمون و مطالب کو اصل مقصد سمجھین **شعر** قال را بگزار مرد حال شو ٭ پیش مرد کاملے پامال شو ٭ یہ رسالہ جسکا نام **تذکرہ غوثیہ و شجرۂ معرفت** رکھا گیا چھ باب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا گیا و ما توفیقی الا باللہ ۱۲

ف بعض حکایات و مضامین مصلحتاً بوقت طبع کتاب خارج کر دئے گئے ہیں جنکے درج نہ ہونے سے وارد ناظرین معاف فرمائین ۱۲-۱۶

باب اول احوال دودمان شریف جناب قبلہ مشتمل بر دو فصل

فصـــل اول - حال آبا و اجداد -
فصـــل دوم - حال اخوان و بنی اعمام

باب دوم بیان ولادت و تربیت مشتمل بر سہ فصل

فصـــل اول - حال ولادت و تربیت -
فصـــل دوم - حال تحصیل و تکمیل علم -
فصـــل سوم - کیفیت بیعت -

اب سوم بیان سیاحت مشتمل بر یکصد و دو ارشاد

ب چہارم بیان توحید مشتمل بر چہار فصل

فصـــل اول - تعر
فصـــل دوم - آیات و احادیث مشتمل بر توحید
فصـــل سوم - مقالات اہل توحید
فصـــل چہارم - آثار و اطوار اہل توحید

Marfat.com

باب پنجم ۔ مشتمل بر سہ صد و سیزدہ ارشادات حضرت

باب ششم ۔ کیفیت اوقات وخصائل وشمائل حضرت مشتمل بر دو فصل ۔

فصل اول ۔ کیفیت اوقات شریف وخصائل وشمائل ۔

فصل دوم ۔ ذکر وصیت وحالات وصال ۔

خاتمہ ۔ مشتمل بر بعضے حالات حضرت بعد از وصال وحال راقم ۔

باب اول احوال دودمان شریف مشتمل بر دو فصل ۔ **فصل اول** آباواجداد کا

جناب قبلہ کا سلسلہ نسبی (۱۷) واسطہ سے حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین سید عبداللہ جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ تک پہونچتا ہے اور (۳۲) واسطہ سے ذات بابرکات سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے تفصیل اس سلسلۂ گرامی کی ذکر بعینہ مین درج ہوگی ۔ یہان صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اس دودمان ذیشان کے قدو فیض لزوم سے خاک ہندوسندھ کو کن بزرگون نے معزز ومشرف فرمایا اور یہ بحر عر کے گوہر شہوار سرزمین بہار مین کس طرح منتقل ہوئے کتاب اخبار الاخیار مین لکھ ہے کہ مخدوم شیخ محمد الحسنی الجیلانی روم سے خراسان مین اور خراسان سے ملتان مین پہونچے اور شہر اوچھ واقع ملک سندھ مین اقامت اختیار فرمائی انتہی کلامہ آپ کے چار صاحبزادے ہوئے اول سید عبدالقادر ثانی ۔ دوم سید عبداللہ ربانی ۔ سو سید مبارک حقانی ۔ چہارم سید محمد نورانی ۔ چوتھے صاحبزادہ تولا ولد گئے اور تین صاحبزا اولاد ہوئی چنانچہ ہمارے حضرت جناب قبلہ وکعبہ سید محمد غوث علیشاہ قلندر قادر رحمۃ اللہ علیہ سید مبارک حقانی کی اولاد مین ہین پھر مخدوم صاحب کی اولاد مین بعض بزرگ تو پنجاب کو تشریف لے گئے اور بعض وہین سکونت پذیر رہے ساتوین پشت مین جناب قبلہ کے جد امجد حضرت سید ظہور الحسن صاحب نے ظہور فرمایا سیر وسیاحت ہندوستان کے بعد صوبۂ بہار مین وارد ہوئے اور موضع استھاوان ذمونگیر کو وطن کے لئے پسند فرمایا چنانچہ **ایک روز ارشاد ہوا** کہ ہمارے جد بزرگوار سید ظہور الحسن صاحب عرف سید ظہور محمد صاحب نے علوم ظاہری کی تحصیل وتکمیل کے بعد اپنے والد ماجد سید محمد علی عرف سید

Marfat.com

محمود صاحب سے علم باطن کی تعلیم پائی جب اُنکے والد نے رحلت فرمائی تو سندہ سے عزم ہندوستان کیا اور امصار و دیار کی سیر فرماتے ہوئے مقام مونگیر مضافات صوبہ بہار مین قیام کیا اور موضع استھاوان مین کہ صوبہ مذکور مین سادات عظام کی بستی ہی ایک سید بزرگ کی دختر عالی گہر سے نکاح ہوگیا اللہ تعالے نے دو فرزند ارجمند عطا فرمائے ایک سید احمد حسن عرف سید احمد علی صاحب دوسرے سید محمد حسن عرف سید محمد علی صاحب المختصر سید ظہور الحسن صاحب تا زیست وہین رہے اور ہزار ہا آدمی آپکے شرف بیعت اور فیضان صحبت سے مشرف ہوئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی نے جب سنا کہ بڑے بھائی صاحب نے صوبہ بہار کی سکونت اختیار کی ہے تو وہ بھی مع قبائل [illegible] ملک سندہ سے نہضت فرمائے ملک بہار ہوئے اور موضع استھاوان [illegible] برادر بزرگ کے شامل حال ہوگئے چونکہ اُن کی اولاد صلبی نہ تھی اس لئے ہمارے والد بزرگوار سید احمد علی صاحب [illegible] صورت تھی چہار [illegible] [illegible] شادی کی [illegible] سید ظہور الحسن صاحب [illegible] باز آؤ کیون بزرگون [illegible] علیہ کا یہی حکم ہے [illegible]

نقل ہے کہ ایک [illegible]

حسب عادت مجلس [illegible]

گستاخی [illegible]

تھے اپنے کیون [illegible]

کام کرتا ہے [illegible]

آدم خاکی [illegible]

کن فیکون [illegible]

Marfat.com

باپ کو خبر کی امیر اور اُسکے صلاح کار و مشیر آپکے بڑے بھائی صاحب کی خدمت مین آئے
کیفیت واقعہ عرض کی وہ بھی بہت متعجب ہوئے کہ ہم تو اُنکو ایسا نہین جانتے تھے ع
مارا ازین گیاہ ضعیف این گمان نبود * پھر مع اُن سب آدمیون کے اُن کے پاس گئے
دیکھکر بولے کہ بھائی صاحب خیر ہے یہ مجمع کیسا ہے اُنھون نے فرمایا کہ بھائی یہ سب تمھاری
ہی تو خوبیان ہین آج تمنے کیا کہدیا بولے کہ حضرت اُسوقت نہ تو زبان میری ہوتی ہے نہ میرے
اختیار مین ہوتی ہے پوچھا کہ اب کیا علاج جواب دیا کہ خیر قہر درویش برجان درویش یہ لوگ
پھر مجلس منعقد کرائین اور یارون کے چار ٹکے دلوائین اگر اُسوقت حال وارد ہوا اور لڑکا پھر
اُسیطرح چھیڑے تو دیکھیے زبان سے کیا نکلتا ہے الحاصل پھر وہی سامان کیا گیا حال وارد
ہوا اور لڑکے نے چھیڑنا شروع کیا تو آپکی زبان مبارک سے نکلا کہ ابے لونڈے کیا کرتا ہے
یہ کہنا تھا کہ وہ حالت اصلی پر آگیا اُس دن سے آپنے حال ترک فرما دیا چونکہ کمال ظاہر
ہوگیا تھا سب لوگ تعظیم کرنے لگے یہ بات پسند نہ آئی ناچار وطن چھوڑا اور موضع جھٹلی مشہور جھرنا
مین جا رہے جو وہان سے تین کوس پر تھا جبتک جیے محنت خشت سازی اور لاٹی سے اوقات بسر کرتے رہے
نقل ہے کہ ایک دن گاؤن کے آدمی مجتمع ہوکر آپکی خدمت مین آئے اور بیان کیا کہ حضرت ہمارے ۵۷ مزدوری درود ۱۲
گاؤن کو گنگا کاٹتی چلی آتی ہے اگر چندے یہی حال رہا تو ہماری بستی دریا برد ہو جائے گی ایسی ہمت فرمائیے
کہ دریا ہٹ جائے فرمایا کہ تم سب لوگ پھاوڑے اور کدال لیکر آجاؤ وہ آگئے تو آپنے بھی کدال
سنبھالا اور سب کو حکم دیا کہ کراڑہ کو کاٹ کر دریا مین ڈالو کہ دریا ہٹ جائے وہ نادان اس رمز
کو کیا سمجھتے بولے کہ صاحب اسمین تو اور ہمارا ہی نقصان ہے فرمایا کہ بھائی ہمنے تو اسیطرح
دریا ہٹتے سنے ہین لوگون نے کہا ارے چلو بھی یہ تو خبطی سا معلوم ہوتا ہے وہ تو چلدیے اور
آپ بذات واحد دن بھر مٹی کاٹ کر دریا مین ڈالتے رہے شام کو گھر مین تشریف لائے
صبح کو لوگون نے جاکر دیکھا تو دریا تین کوس پرے ہٹ گیا تھا سب متعجب ہوئے اور حاضر
خدمت ہوکر اپنے قصور کی معافی چاہی اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا بھید تھا فرمایا کہ میان جدھر
رب اُدھر سب بھلا اُسکی مرضی کے خلاف ہم کیا کرسکتے تھے اللہ تعالےٰ کو تو کراڑہ کا گرانا منظور
تھا ہم بھی گرانے لگے تم بھی سمجھے خدا کی مرضی پر کام کیا تو خدا نے ہمارا مدعا پورا کردیا

Marfat.com

زاولیا اہل دعا خود دیگرند
کہ وہان شان بستہ باشد از دعا
در قضا وقتے ہمی بینند خاص
آب حیوان گردد ار آتش بود
جملگی یکسان بود شان نیک و بد
کای الہ از ما مگردان این قضا

گہ ہمی دوزند و گاہے میدرند
از رضا کہ ہست رام آن کرام
کفر شان آمد طلب کردن خلاص
زہر در حلقوم شان شکر بود
ازچہ باشد این ز حسن ظن خود

قوم دیگر می شناسم ز اولیا
جستن دفع قضا شان شد حرام
ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود
سنگ اندر راہ شان گوہر بود
کفر باشد نزد شان کردن دعا

القصہ باقی عمر وہین بسر کی اور بعد وفات ایک عالیشان گنبد مزار پر بنایا گیا تو اتبک زیارتگاہ خاص و عام ہے **ایک روز ارشاد ہوا** کہ جب چھوٹے دادا صاحب نے رحلت فرمائی تو ہمارے والد ماجد سید احمد علی صاحب اپنی تائی صاحبہ کیخدمت مین ریاض و محنت سے اوقات بسر کرتے رہے جب تائی صاحبہ نے بھی وفات پائی تو اپنے والد ماجد کیخدمت مین حاضر ہوئے اگرچہ فیض بطون تایا صاحب سے بھی حاصل کیا تھا مگر بیعت نہ تھی کیونکہ اس خاندان مین اول والد ماجد سے بیعت کرتے ہین من بعد اجازت دیجاتی ہے کہ اگر زیادہ ہمت و حوصلہ ہو تو اور بزرگون کی خدمت مین طلب کرو اُسوقت حضرت والد ماجد کی عمر شریف سولہ برس کی تھی اپنے پدر بزرگوار سے شرف بیعت حاصل کیا سترہ سال آپکی پہلی شادی ہوئی پھر دوسری اور تیسرے نکاح کی نوبت پہنچی اسکے بعد سرکار مین نوکری کرلی رفتہ رفتہ رسالدار بہادر ہو گئے مدت تک اسی عہدہ پر مامور رہے آخر کار پنشن لیکر گھر آن بیٹھے اور گوشۂ عافیت مین یاد الٰہی کرتے رہے قوت جسمانی بھی آپکی ایسی تھی کہ بڑا چرس ڈول کی طرح کھینچ لیتے تھے اللہ تعالے نے آپ کو بارہ فرزند ارجمند عطا فرمائے تھے زوجۂ اول سے مانند ابو الحسن حیدر حسن فضل الحسن (چار صاحبزادون کے نام راقم بھول گیا) زوجۂ ثانی سے دو ابوا[illegible] اور سید الحسن زوجۂ ثالث سے تین صاحبزادے [illegible] آپکے بھائی سید محمد حسن صاحب کے پانچ فرزند تھے قاسم علی [illegible] علی جعفر علی (دو کا نام یاد نہین رہا)

فصل دوم

حالات بنی اعمام و اقوال [illegible] **ایک روز ارشاد ہوا** کہ ہمارے برادر عم زاد سید قاسم علی صاحب ہمارے والد ماجد [illegible]

چند روز کے بعد ایک انگریز کو جو رسالہ کا افسر تھا اردو پڑھانے لگے چونکہ بھائی صاحب آزاد منش اور رنگین طبع آدمی تھے دیوالی دسہرہ محرم شبرات رمضان سب کا لطف اوٹھاتے تھے الامیخواری و زناکاری سے نہایت محترز و مجتنب رہتے منشی و نقاش و مصوّ بھی بے بدل تھے لکھنے مین یہ کمال تھا کہ ہر خط مین خط ملا دیتے تھے اتفاق سے دیوالی آئی خرچ پاس نہ تھا اُس انگریز کے نام سے تنخواہ کا بل بنایا اور بعینہٖ اُسکے سے دستخط کر کے خزانہ سے پیشگی روپیہ وصول کر لیا اور ایام دیوالی مین خوب کہایا اوڑایا جب انگریز نے حسب معمول خزانہ پر بل بھیجا تو افسر خزانہ نے وہ پہلا بل دکھلایا اور کہا کہ روپیہ تم وصول کر چکے ہو دیکھا تو بعینہٖ اسکے دستخط موجود تھے متحیر ہو گیا بعد تحقیق پتا لگا کہ یہ صناعی سیّد قاسم علیصاحب کے سوا کوئی نہین کر سکتا انکو بولا کر حال دریافت کیا تو آپنے سارا حال سچ سچ بیان کر دیا ضابطہ کے موافق سنگین پہرہ مین نظر بند کیے گئے تیسرے دن پہرہ والون سے بولے کہ میان اتبو جی گھبر گیا ہم جاتے ہین یہ کہکر آنکھون مین غائب ہو گئے بیڑی اور ہتکڑی پڑی رہگئی پھر جو دیکھا تو کچھ فاصلہ پر کھڑے ہوئے بے باکانہ کہتے ہین کہ صاحب سے ہمارا سلام کہدینا لو بھائی ہم تو جاتے ہین اگر کچھ حوصلہ پکڑنے کا رکھتے ہو تو آجاؤ۔ شعر نہ چارہ کر سکے کچھ موج دریا کی روانی کا ٭ کہین وارستگان زنجیر جاڑے سے ٹھرتے ہین ٭ پہرہ والون نے دوڑ کر صاحب کو اطلاع دی اُسنے فوراً رسالہ کو تیار کیا اور گرفتاری کا حکم دیا سوارون نے آنکر چار طرف سے محاصرہ کر لیا اور چاہا کہ گرفتار کرین دیکھا تو صرف ایک جھنڈ کھڑا ہے وہان سے غائب ہو کر دور جا کھڑے ہوئے اور بولے کہ صاحبو سلام اب ہم جاتے ہین صاحب سے بھی سلام کہنا پھر سوار دوڑے اور ہر طرف سے گھیر لیا دیکھا کہ ایک ببول کا درخت کھڑا ہے اور سید صاحب کا پتہ نہین اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے اسی میدان مین ایک ندی بہتی تھی دیکھا کہ ندی کے اُس کنارہ پر کھڑے ہوئے کہتے ہین کہ لو یہ آخری سلام ہے اتبو جاتے ہین میکدہ سے میر ٭ پھر ملین گے اگر خدا لایا ٭ پھر نظر نہ آئے رسالہ واپس چلا آیا صاحب نے یہ ماجرا سُنکر سخت افسوس کیا اور کہا کہ مین اُس کا دشمن نہ تھا اگر اب بھی آجاتے تو مین اپنی تنخواہ کا اختیار دیتا ہون خود کھائے اور مجھے کھلائے لیکن افسوس چلا ہی گیا

Marfat.com

بہت خوب آدمی تھا۔ قدر نعمت ست بعد زوال۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب سرکار انگریزی اور راجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب میں اتفاق واتحاد کا سلسلہ قائم ہوا تو ملکہ انگلستان نے خلعت فاخرہ بھیجا جنرل صاحب نے حکم دیا کہ اس خلعت کے ساتھ میر احمد علی صاحب رسالدار مع اپنے رسالہ کے جاوین اُس زمانہ میں ہم بھی والد کی خدمت میں تھے اُنکے ہمراہ منزل بمنزل لاہور پہونچے وہاں بھائی قاسم علی صاحب جو غائب ہوگئے تھے معلوم ہوا کہ رنجیت سنگھ کے رسالہ میں نوکر ہیں ہر چند والد نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلو تمھارا قصور معاف کرا دین گے مگر انہون نے قبول نہ کیا پھر ہم دہلی کو واپس آئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ بھائی سید حیدر علی صاحب ابن عم کا بھی عجیب حال گذرا ہے سترہ برس کے سن میں والدین نے اُنکی شادی کردی اُسی زمانہ میں ایک فقیر صاحب [illegible] مجذوب پنجاب سے تشریف لائے چونکہ ہمارا خاندان [illegible] بھی اہل اللہ سے محبت رکھتا [illegible] چھ مہینے گذر گئے تو فقیر صاحب [illegible] فرمایا کہ اگر تمھاری والدہ [illegible] نے مجھے کہا کہ آپ کسی طرح [illegible] مین عرض کیا اُنھون نے فرمایا میں ایسا [illegible] دولت فقر گھر بیٹھے ہاتھ آئی ہے [illegible] ہے فقیر بنانے مگر ہمارے [illegible] تو ہمکو اختیار ہے جو چاہین [illegible] کھینچکر فرمایا جاؤ [illegible] کہ تمکو کچھ اثر معلوم ہوا [illegible] گھڑی کے بعد بھائی صاحب [illegible] ہو تھوڑی دیر مین منہ سے کف [illegible] عالم طاری نہ خواب نہ بیداری [illegible]

Marfat.com

دن رات بیہوش پڑے رہتے نہ اپنی کہتے نہ اور کی سُنتے اگر کوئی کھلاتا کھاتے اُٹھاتا اُٹھتے بٹھاتا
بیٹھتے ہر وقت آدمی نگہبان رہتے ع دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند * عجب شان ایزد سبحان
ہے ؎ ایکن کو دیت پھر آپہی ایکن کو مانگے نہ دیت ہے * ایکن کو بیٹھے دیت ایکن کو دیت
نہ لیت ہے * سال بھر تک یہی حال رہا من بعد ایک دن دفعۃً ہوش مین آئے اور کہا کہ بھائی جی
مین برہنہ ہون اپنی چادر دو کہ وہی فقیر صاحب آتے ہین ہمنے چادر دی اور پوچھا کہ وہ کہان
ہین کہا قریب آ گئے ہین یہ کہتے ہی تھے کہ فقیر صاحب تشریف لے آئے بھائی صاحب چادر
اوڑھ دست بستہ گردن جھکائے سامنے آئے فقیر صاحب نے فرمایا کہ کیون فقیری کا مزا
چکھا کیا کہین تم زبردست کی اولاد ہو گردن پکڑ کے ہمکو بھیج دیا ورنہ ہم تو خوب دق کرتے خراب
کھو کیا کہتے ہو بھائی صاحب تو چپ تھے ہمنے کہا **قطعہ** ارے او میکدہ کے جانے والے *
ذرا کہہ دیجیو پیر مغان کو * شراب شوق کا کم ہو گیا کیف * پلا ایسی کہ بھولے دو جہان کو *
فرمایا اچھا ٹوپی کرتہ تہبند لاؤ مین حسب طلب لایا۔ دونون صاحب نہائے لنگوٹے کھولے
کپڑے پہنے مسجد مین آئے مجھ سے فرمایا تم دروازہ پر کھڑے رہو کسی کو مسجد کے اندر نہ آنے
دو گھنٹہ تک اُنکو تعلیم کیا باہر آئے اور لنگوٹا باندھکر چلدیئے پھر کبھی نہ آئے بھائی **حیدر علی**
صاحب اُسی مسجد مین ہمیشہ گوشہ نشین رہے اور تا حیات اسی قسم کا لباس
رکھا نہ دنیا و ما فیہا سے کام نہ کسی سے کلام ؎ نہین ملتے ہین جہان مین وہ کسی سے جرأت
ملگیا جنکو مزا گوشہ تنہائی کا * **ایک روز ارشاد ہوا** کہ ہم چھ سات برس کی عمر
مین ایک دن بھائی **انوار الحسن** کے ساتھ کھیل رہے تھے دفعۃً جو آسمان کی طرف نگاہ
گئی کیا دیکھتے ہین کہ ایک دستہ سوارون کا بڑے زرق و برق سے ایک کوتل گھوڑا ہمراہ
لئے چلا آتا ہے جب قریب آئے تو ایک سوار نے کہا کہ انوار الحسن آؤ یہ سُنتے ہی وہ اُس
گھوڑے پر سوار ہو کر اوڑ گئے اور ہماری نظرون سے غائب ہو گئے ہمنے چلا کر والدہ صاحبہ
سے کہا کہ بھائی انوار الحسن کو آسمانی سوار اُڑا کر لیگئے والدہ نے فرمایا چپ چپ شور
نہ مچا۔ پہلے بھی کئی بار ایسا معاملہ ہو چکا ہے بلکہ ایام شیر خواری مین بھی بارہا میری نظرون سے
غائب ہو کر پھر آجاتے تھے لیکن ہمنے اس روز کے بعد پھر بظاہر گھر مین آتے نہین دیکھا البتہ

Marfat.com

شب جمعہ کو چھپ کر والدہ صاحبہ سے ملجاتے تھے ایک بار والدہ صاحبہ نے اُن سے کہا کہ
اپنے والد سے بھی تو ملو وہ تمھارے مشتاق دیدار ہین کہا کہ بہت اچھا بلائیے حضرت والد تشریف
لائے اور فرمایا کہ میاں تم نے تو صورت دکھانی بھی چھوڑ دی کہان رہتے ہو عرض کیا کہ میرا مسکن
و مقام دیکھئے گا فرمایا کہ اچھا والد اور والدہ دونون کی آنکھین بند کرائین پھر جو کھولین تو ایک گلشا
باغ دیکھا نہرین لبریز سبزہ لہلہاتا پھول کھلے ہوئے درخت میوے سے لدے ہوئے مرغان
خوش الحان نغمہ سنج عمارتین خوشنما ہین ع مبارک منزلے فرخندہ جائے ✤ سات دن اسی
باغ مین پھرتے رہے نہ کہین اس کا آغاز ملا نہ انجام نہ انوار الحسن کا نشان نظر آیا جب
بھوک لگتی میوے کھاتے نہرون کا پانی پی لیتے جس مکان مین جی چاہتا رات کو سو رہتے
آٹھوین دن میان انوار الحسن بھی ہنستے ہوئے آئے اور کہا حضرت مین یہان رہتا
ہون فرمایا کہ تم ہمکو چھوڑ کر کہان چلے گئے تھے آج شکل دکھلائی ہے ہم آدمیون [illegible]
والے یہان آٹھ دن تنہائی مین گذرے بھلا گھر کے لوگ کیا کہتے ہون گے ہمکو تو
جہان سے لائے ہو وہین پہونچادو اب ہمارا دل گھبرا گیا کہا کہ بہت اچھا
آنکھین بند فرمائیے پھر جو آنکھین کھولتے ہین تو وہی وقت ہے وہی دن وہی
تاریخ وہی اپنا گھر حیران ہوئے کہ الٰہی یہ آٹھ دن کہان سے آئے جو ہم نے باغ
مین گذارے۔ غرض بھائی انوار الحسن زمرۂ ابدال مین سے تھے اور اسی [illegible]
قطب الاقطاب خضر وقت ہوا کرتے ہین۔ اور [illegible]
راقم نے سیاحی کے حال مین لکھا ہے ✤

بابِ دوم ذکر ولادت شریف و حال پرورش و تحصیل و تکمیل علم [illegible]

فصلِ اول

ولادت شریف و حال پرورش۔ بتاریخ ۲۳ یا [illegible]
المبارک ٹھیک تاریخ راقم کو یاد نہین رہی ۱۲۱۲ھ سنہ ہجری [illegible]
۲۰۔ الخ [illegible] ۱۲۱۲ [illegible]
سرو گلستان تفرید شاہباز اوج حقیقت [illegible]

منزل شناس ہر طریق سلطان ممالک تحقیق مرد میدان ترک و تجرید نغمہ سنج قانون عشق و توحید آفتاب انوار آلہی سرچشمۂ فیض نامتناہی یعنے حضرت مرشدی و مولائی قبلۂ عالم و عالمیان کعبہ جان و جہانیان سید **غوث علی شاہ قلندر قادری** مثل آفتاب جہانتاب جلوہ فرمائے مطلع ظہور ہوئے۔

سر و روحانیان آمد پدید
کوکب کون و مکان آمد پدید
کاروان غیب آمد در شہود
صاحب دور زمان آمد پدید
علم حق میراث پیغمبر بود
افتخار دودمان آمد پدید
آستانش قبلہ گاہ قدسیان
[illegible] آمد پدید
[illegible]
[illegible] آمد پدید

بخشش در جسم و جان آمد پدید
بوستان جان بہار از سر گرفت
یوسفے در کاروان آمد پدید
کشتی طوفانئے ہستی این جہان
وارث پیغمبران آمد پدید
از برائے صید مرغان مکان
قبلہ گاہ قدسیان آمد پدید
[illegible] جوان حق [illegible]
صاحب [illegible] جوان آمد پدید
ابوالحسن غوث علی سلطان جان

شد منور عرصۂ کون مکان
نوبہار بوستان آمد پدید
ہست ہر دور زمان را صاحبی
نوح کشتئ جہان آمد پدید
ذات پاکش دودمان را افتخار
شاہباز لامکان آمد پدید
ز وصلائے کنت کنزاً مخفیاً
جوان حق را میزبان آمد پدید
غوث ظہور و ظاہر و مظہر یست
آی حسن سلطان جان آمد پدید

چونکہ والدہ ماجدہ [illegible] حضرت رحمۃ اللہ علیہا کو ایک قسم کا جنون تھا اس لئے جد امجد [illegible] صاحب نے انکا دودھ پلانا مناسب نہ سمجھا فکر [illegible] ایک پنڈت نیک شعار رام سنیہی نام [illegible] نیک نفس اور حمیدہ خصال ہیں دودھ پلا سکتی ہیں [illegible] دامن تمنا کو ثمر مراد سے پُر کیا۔ اوڈھوای [illegible] دولت کھڑی ہے۔ زہے قسمت اُس پنڈتانی [illegible] نصیب ہوئی سچ ہے (بن مانگے موتی ملیں [illegible] آپ کا حضرت جد امجد نے

Marfat.com

مسمّٰی بکہا تھا اور والد بزرگوار نے ابوالحسن بڑی والدہ صاحبہ نے
معروف علی پنڈتانی مائی نے گنگا بشن ہرچند کہ پنڈتانی مائی کی اولاد دختری بہت تھی مگر
اولاد پسری کی جانب سے یاس ہوگئی تھی اللہ تعالےٰ نے حضرت کے قدوم فیض لزوم
کی برکت سے بعد مدت رضاعت ایک فرزند بخت بلند عطا فرمایا جس نے حضرت قبلہ کی
صحبت سے آخر کو رتبہ بجتیا ہوم حاصل کیا۔

فصل دوم تحصیل علم

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم چار برس چار مہینے کے ہوئے تو بڑی والدہ صاحبہ نے
بسم اللہ پڑھا کر قرآن شریف شروع کرایا اور پنڈت رام سینھی صاحب نے جو پدر
رضاعی تھے نرنکار کا نام لیکر شاستر کا آرنبھ کیا دس برس کی عمر مین قرآن شریف
نصف حفظ کرلیا اور نصف ناظرہ پڑھا کتب فارسیہ بھی تا سکندر نامہ بڑی والدہ
سے پڑھین اور سنسکرت سارت سدھ چندر کا تک پنڈت جی سے حاصل کی اور عربی
کی صرف ونحو نانا محمد حیات صاحب سے جو بڑی والدہ صاحبہ کے والد تھے پڑھی بعد
چند مدت کے ہمارے والد ماجد نے اپنے پاس دہلی مین بلا لیا یہان مولوی محمد
صاحب سے ایک سبق کافیہ کا اور مولوی شاہ اسحاق صاحب سے اور مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب سے حدیث شریف پڑھی باقی کتابین مولوی فضل امام صاحب خیرآبادی سے
پڑھین یہ مرد مغفور ہمارے حال پر نہایت شفقت فرماتے تھے اور اُنکی اہلیہ کو بھی مثل
مادر مشفقہ کے محبت تھی حتیٰ کہ بغیر ہمارے کہانا تناول نفرمایا کرتی تھین ہم اُنکے ساتھ پٹیالہ
بھی گئے اور ضروری کتب دینیہ و منطق پڑھتے رہے جب وہ عالم قدس کو رحلت فرمائی
توہمکو نہایت رنج والم ہوا اُس دن سے کتابین بالائے طاق رکھدین
سے کوئی پڑھائے گا نہ ہم پڑھین گے۔

فصل سوم ذکر بیعت

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم نے حسب دستور اپنے ...
کی حضرت والد نے بعد تعلیم و تلقین دیکھا کہ ... طلب ...
بابرکت مین لیجانے لگے اور جہان جہان مناسب سمجھا ...

شجرۂ نسبی و خاندانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم حرق قلبی بحرمت ابوالحسن خورشید علی عرف سید غوث علی
بن سید احمد حسن عرف احمد علی بن سید ظہور الحسن عرف ظہور محمد بن سید
محمد علی بن سید حامد حسن عرف حامد علی - بن سید حمید علی عرف حمید الدین - بن
سید ابوسعید عرف انوار الحسن - بن سید مصلح الدین عرف ناصر حسن میر عمران - بن سید
مبارک حقانی - بن سید محمد عرف محمد غوث اوچی حلبی گیلانی بن سید شمس الدین
عرف محمد اعظم بن شاہ سید امیر عرف عبداللہ حسن بن سید ابوالحسن عرف
کرم علی - بن سید ابو علی عرف محمد صالح - بن سید مسعود عرف نور الدین - بن سید
ابوالعباس احمد عرف حمید الدین - بن صفی الدین عرف سید صوفی - بن سید عبدالوہاب
عرف سیف الدین - بن قطب الاقطاب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی - بن سید
ابو صالح - بن سید موسیٰ ثالث بن سید عبداللہ ثالث - بن سید محمد زاہد - بن سید
محمد رومی - بن سید داؤد - بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی - بن سید موسیٰ بن
سید محسن عبداللہ بن حسن مثنیٰ المعروف سید محمد بن شہید جام عشق حضرت امام حسن -
بن بلبل باغ مدینہ زہراے بتول خاتون جنت حضرت فاطمہ بنت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ
فخر انبیا سرور اصفیا محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین
بنار عشقک وانوار محبتک

ایک روز ارشاد ہوا - کہ دہلی مین حضرت والد ماجد مجھکو سید فدا حسین شاہ صاحب ...
شاہی قدس اللہ اسرارہم کی خدمت بابرکت مین لیگئے ... ایک ... پیش کیا تو میان

Marfat.com

صاحب اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر لائے اور فرمایا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ روپیہ اٹھالیا قبلہ گاہی صاحب نے فرمایا کہ بھائی مبارک ہو پھر ایک چھڑا اور کنٹھ کہربائی اور ایک رومال سبز کاہی اپنے مرید میاں توکل حسین شاہ صاحب سے طلب فرمایا رومال تو اپنے دست مبارک سے میرے سر پر باندھا اور چھڑا اور کنٹھا میرے ہاتھ میں دیا اس خاندان عالیشان کا شجرہ طیبہ یہ ہے۔

	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
اسم اللہ بر زبان رانم	شجرہ سہروردیہ میخوانم	ہاتف غیب چون ندا فرمود
خاکساران ہند از و بشنود	نحن اقرب الیہ فی القرآن	غوثؒ ما و علی ما ست ہمان
ہست انسان مجمع البحرین	جسم خاکست و جان فدا حسینؒ	جلوہ گر شد وجود ذات لطیف
خود مظفر حسینؒ شاہ حنیف	صورت انسان معنی اللہ	ظاہر حق رسول صلے اللہ
کرد تنزیہ جلوہ در تشبیہ	نعمت اللہؒ نفخت روحی فیہ	روح خود را نمود بہر شہود
گفت وحدت بنغمہ داؤدؒ	نحن اقرب بود ز جان قریب	بلکہ جان وجہان جملہ حبیبؒ
قلب انسان بیت رب جلیل	ہست قربان جان اسمعیلؒ	جملہ عالم وجود حق دانید
مرتضیٰؒ جان آن ہمہ خوانید	خلق تصویر صورت خلاق	خالق اندر شکم بود رزاقؒ
عشق چون روح در بشر افتاد	معرفت ذات پاک اللہ دادؒ	مدرک جزو و کل زمین و زمن
ناطق است از توجہ پیرنؒ	ہست ذاتی مع الصفات بتن	زان شود دور آسمان منجنؒ
صورت خویش حق عیان بنمود	شد محمدؐ وجود حق مشہود	وحدت ذات کثرت آفاق
متجلّٰی بجلوہ اسحٰقؒ	ذات واجب بہر صفت موجود	خلق ممکن جو آ [illegible]
غیر حق را کجاست نشو و نمو	جملہ بگذار خویشتن راؒجو	من [illegible]
ہر کہ خود را شناخت شد مخدومؒ	جملہ کائنات قائم از دست	این جہان وجہانیان ہمہ اوست
خود توئی حضرت جلال بزرگ	غیر تو نیست بے زوال بزرگ	ہر احد احمد کبیر بدان
زانکہ در احمد ست احد پنہان	کل شئی محیط ذات جلالؒ	ہست مستجمع صفات کمال

Marfat.com

ما نفی ایم و تو ہمہ اثبات [illegible]
بلکہ لاریب فیہ عین یقین [illegible]
صدر انسان ترجمان کتاب [illegible]
رویت اندر ضیا و عین عیان الہامات [illegible]
حسن خلق محمد عبد اللہ لا شک [illegible]
ہر دل اندر ہزار اقلیم ست ہو ہم شد [illegible]
امر بی جنید ارواح ست یرجع الاصل [illegible]
وحدہ لاشریک لہ فقطی ما عرفناک گفت [illegible]
آئینہ صاف صیقل داود در ہمہ خلق روح خود [illegible]
کُلَّ شَئٍ حَبِیبَ بَلْ اَنْتُمْ حی و قیوم ست [illegible]
علم توحید موسیٰ کاظم منکشف بر ما [illegible]
چون احادیث مصحف ناطق گفت حضرت محمد باقر
شاہ زین العباد خود فرمود کس دگر نیست واحد ست وجود
قل ہو اللہ ہست فی الکونین جملہ اسما صفات ذات [illegible]
عین حق جملہ جہان علی ست اندرون و برون خفی [illegible]
ظاہرا عبد باطنا معبود من عرف نفسہ [illegible]
یک حقیقت محمدی انسان شد منزہ ز شبہ ہو فی شان
چون عبای وصال را پوشید اے برادر [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت [illegible]
میر اعظم علی شاہ صاحب سے بیعت کیا [illegible]
جہان میں جاتا آپ بھی ہمراہ جاتے اگر [illegible]
اقرار لیتے اتفاقاً معاودت میں دیر ہو جاتی تو [illegible]
یہی معاملہ رہا جب خلافت عطا فرمائی [illegible]

Marfat.com

خاندان عالیہ کا شجرۂ طیبہ یہ ہے۔

شجرۂ قادریہ

پاک آن ذات بے نشان احد	کہ بدو ہیچ سلسلہ نہ رسد	لیک اندر طریقۂ ارشاد
دست در دست رہنمایان داد	اشرف الانبیاؐ حبیب خدا	اسد اللہ باب علم ہدا
ہم حسنؒ ہم حبیب ہم داؤد	باز معروفؒ راہ حق پیمود	زدہ سریؒ جنیدؒ و شبلیؒ دم
عبد واحدؒ ابو الفرحؒ پے ہم	بوالحسنؒ بو سعیدؒ آمد باز	غوثؒ اعظم کشودہ پردۂ راز
عبدؒ رزاق شد از و صالح	اقتدایش نمود ابو صالحؒ	ازپس شاہ احمدؒ ... ولی
کرد دعوت شہابؒ دین بخدا	شمسؒ دین ست پس علاؒؤ الدین	باز نور محمدؒ ست ...
بعد محمودؒ ہست عبدؒ جلال	پس بہاؒ ول قلندر خوش حال	بوالمعالیؒ ست رہنمای یقین
باز حضرت مقیمؒ محکم دین	بعد سیدؒ امیر بالا پیر	راہ عبد اللطیف برّیؒ گر
شیخ درویشؒ و خان احمد شاہ	باز عبد اللطیفؒ حق آگاہ	مدحؒ شاہ ست و سید اعظم ...
شاہ غوث علیؒ و مولائی	شہ سوار معارک تجرید	تاجدار ممالک توحید
بحر عرفان محیط بے پایان	برتر از وصف ماورای بیان	ای حسن کو زبان کہ راند
خبر از بے نشان کہ باز دہد		

اس خاندان کی تعلیم و تلقین کے بعد ہم نے میر صاحب قبلہ سے عرض کیا کہ حضرت اب کیا کیا جائے فرمایا کہ میرٹھ مین مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب کے پاس جاؤ جو کچھ فرماوین عمل مین لاؤ اور ایک نامہ بنام شاہ صاحب تحریر فرمایا اس کو لیکر ہم میرٹھ پہونچے اور مولوی نیاز علی صاحب کا ساتھ شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے نہایت مربیانہ اور ... تین دن روزہ رکھوا کر اتحادی توجہ دی من بعد داخل سلسلہ کر ... کی ایک برس ہم وہین رہے رات کو بھی شاہ صاحب ہمکو اپنے پاس ٹھہراتے تھے جب سلوک طے ہوگیا تو مولوی صاحب نے خلافت عطا فرمائی اور اپنی اولاد کو مرید کرایا اس خاندان عالیشان کا شجرۂ طیبہ یہ ہے۔

Marfat.com

شجرۂ خاندان ...

شرح سازم خاندان نقشبندی راجلی	فرد ...
شہ حبیب اللہ صاحب مظہر اسرار غیب	بو ... صاحب
مظہر حق جان جاناںؒ نائب پیغمبران	سید نور محمد ... الدین ...
خواجہ معصومؒ ست احمدؒ خواجہ باقیؒ خواجگی	خواجہ درویش محمد ... خواجہ ...
خواجہ یعقوبؒ و بہاؤ الدینؒ دگر میر کلالؒ	خواجہ باباؒ داں دگر خواجہ ...
خواجہ محمودؒ ست و دیگر خواجہ عبد الخالقؒ است	خواجہ یوسف ... خاندان
بو الحسنؒ پس بایزیدؒ و جعفر صادقؒ بود	قاسمؒ و سلمانؒ ابو بکرؒ و رسول ...
یا الٰہی از طفیل خاندان نقشبند	مبتلا سازی بعشق خود حسن را دائمی

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

مولوی نیاز علی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ اُسوقت چند مرید حضرت شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر تھے بعد توجہ فرمایا کہ کوئی شخص انکے جسم کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بیہوش ہوکر گر پڑے گا یہ ظرف عالی ان ہی کا ہے کہ تحمل کیا دوسرا ہوتا تو قلب شق ہو جاتا۔ المختصر اُنیس ۱۹ بزرگون سے جناب قبلہ نے بیعت کی انمین گیارہ مسلمان تھے اور آٹھ ہندو راقم کو جو شجرہ ہاتھ آیا وہ لکھا۔

باب سوم در حالات سیاحت مشتمل بر یکصد و دو ارشاد

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہماری عمر آٹھ برس کی تھی کہ جناب دادا صاحب نانا صاحب اور والد بزرگوار اپنے ہمراہ ہمکو حاجی لعل صاحب کی خدمت مین لے گئے یہ بزرگ مولانا فخر الدین صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے جب ہم انکی خدمت مین پہونچے تو سرو قد تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور بڑے تپاک سے اپنے پاس بٹھایا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ فرمانے لگے کہ بھائی لڑکے مین بہت دنون سے تمہارا منتظر

112133

Marfat.com

ومشتاق تھا خوب ہوا تم آگئے ہمارے پاس جو تمھاری امانت ہے لیلو اُس وقت محفل خاص
تھی دروازہ بند اور قوال خوش الحان غزل گارہے تھے کہ حضرت کو جوش آیا اور میری طرف
متوجہ ہو کر القا کیا مین ایسا بیخود و بے ہوش ہوا کہ تن بدن کی بھی کچھ خبر نرہی بلکہ اُسدم علم بھی
بالکل مفقود تھا نانا صاحب خفا ہونے لگے کہ اس صغیر سن بچہ پر ایسی سخت نظر کیون ڈالی
والد نے عرض کیا کہ حضرت جائے شکر ہے نہ محل شکایت یہ بچہ بڑا صاحب نصیب ہی پھر
والد مجھکو گھر اُٹھا لائے آٹھ دن تک وُہی حالت رہی نوین دن ہوش آیا اور طبیعت غالب
ہوئی اُس روز سے جس بزرگ کی خدمت مین حاضر ہونے کا اتفاق ہوا کسی کی توجہ کا
اثر نہین ہوا اور اگر کچھ ہوا بھی تو بیخودی طاری نہ ہوئی اور اگر آناً فاناً بیخودی بھی ہوئی تو علم
نے مطلق جنبش نہین کی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ زمانہ طفلی مین ہمکو ایک سنیاسی نے جڑ تاڑی کپالی تعلیم کی
اس شغل مین حواس ظاہری مفقود ہو جاتے ہین اور روح دماغ مین آجاتی ہے جس
خیال مین انسان بیٹھتا ہے اُسی مین رہتا ہے جب ہمکو مشق ہوگئی تو ایک دن خیال
آیا کہ دیکھین تو دوسرے پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے یا نہین ہمنے اپنے بھائی کو جو والدہ صاحبہ
کلان سے تھے کپالی چڑھائی وہ بالکل بیہوش ہو کر بشکل مردہ گر پڑے اُتارنا ہمکو آتا
نہ تھا نہایت حیرانی دامنگیر ہوئی کہ اب کیا علاج کرین والدہ صاحبہ کلان کو خبر ہوئی مضطر
ہو کر تشریف لائین اور فرمایا کہ ایک تو گیا ہی دوسرا بھی چلا لوگ گمان کرین گے
اس نے بھائی کو مار ڈالا ہے ایک پیالہ دہی کا لا کر اس کے سامنے گرا دیا جو آنکر پوچھتا اُسسے
فرماتین کہ نہین معلوم کیا ہوا دہی کھا کر قے کی ہے مین گھبرا کر اُس سنیاسی فقیر کے پاس
گیا اور سارا حال بیان کیا اُس نے بہت ملامت کی اور کہا تمکو اسواسطے یہ عما
تھا کہ لوگون کا تماشا دیکھو ہمنے تو اس لئے سکھایا تھا کہ یاد الٰہی مین مشغو
پھر ایسی حرکت نہ کرنا یہ کہکر ہمارے گھر آئے اور بھائی کے سر پر شکلین چھوڑوائین جب
تیسری مشک کی نوبت پہونچی تو اُٹھ بیٹھے پھر ہمنے بھائی سے بیہوشی کی کیفیت دریافت
کی کہا مین تو زندہ تھا اور تم سب کو پکار پکار کے کہتا تھا کہ مین زندہ ہون تم گھبراؤ مت

Marfat.com

مین کو ئے [illegible]

نہ تھی اُس دن سے [illegible] توبہ کی [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے [illegible]

کرتا تھا ہمنے دریافت کیا اُس سے [illegible]

کہ جس روز تیرا منتر سدھ ہو ہمکو بھی ساتھ لے چلنا [illegible]

دریا کے کنارے پہونچکر موہن بھوگ اور چاول [illegible]

پڑھ کر فارغ ہوا دونون گھر کو چلے [illegible] نے کہا کہ [illegible]

ایک درخت پر مارا نیچے سے اوپر تک آگ لگ گئی [illegible]

ماجرا دیکھ کر ہمنے کہا کہ اب تو ایک کنکر ہمارے [illegible]

سننے سے مجبور ہو کر بولا کہ لو ہوشیار ہو جاؤ ہمنے [illegible]

اپنے گرد حصار کھینچ لیا اُس نے کنکر مارا اچھے تہوا دوسرا [illegible]

ہم حصار کو توڑ کر باہر نکل آئے کہ یہ بھروسہ اچھا نہین اُس [illegible] پھونک

اُس نے غصہ مین آکر ایک اور مارا تو وہ کنکر ہمارے سینہ پر [illegible] لگتا ہے ہم

ہمارے سینے پر سے اوچٹ کر اُسکی پیشانی پر جا لگا وہ اوندھے منہ [illegible]

جسم سے خون جاری ہو گیا ہمنے دوڑ کر اُس کے باپ کو اطلاع دی [illegible] اپنے لڑکے کو [illegible]

ہمارے نانا محمد حیات صاحب کی خدمت مین لایا نانا صاحب نے [illegible] کیفیت [illegible]

فرمائی ہم نے حال مفصل بیان کر دیا آپ نے دو تین طمانچے لگائے اُسوقت ہماری [illegible]

کوئی دس بارہ برس کی تھی پھر فرمانے لگے کہ شیخ عبدالقادر [illegible]

بیٹھے ہین کہ ہر دم تاکتے رہین گے یا ہر وقت تیرے ساتھ [illegible]

جو پھر ایسا کیا اگر یہ مرجاتا تو کیا علاج ہوتا [illegible]

کا غصہ فرو ہوا پھر سورہ مزمل دم کرکے اُسکو پانی پلایا [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہماری عمر دس بارہ [illegible]

پڑھکر گھر کو آتے تھے راہ مین ایک فقیر ملے سبق وغیرہ [illegible] فرمایا [illegible]

Marfat.com

تمکو ایک آیت بتلاتے ہین گیارہ دن تک پڑھو ہمنے کہا بہت اچھا - پھر آیت کریمہ باموکلات
بتائی اور کہا کہ رات کے وقت تنہا مکان مین حصار کرکے پڑھنا اور چراغ کی لو کو دیکھتے
رہنا ہمنے ایسا ہی کیا اول روز تو کچھ معلوم نہوا دوسرے دن دو شیر جھینگے کے برابر چراغ
کی لو پر لڑتے ہوئے نظر آئے تیسرے دن چوہے کی برابر چوتھے روز بلی کی برابر پانچوین
دن کتے کی برابر ہو گئے اسوقت چراغ گل ہوگیا اور کوٹھری کا دروازہ کھل گیا ہم ڈر کے
بھاگے اور بڑی والدہ کی گود مین جا چھپے اسوقت کچھ ہوش نہ رہا اور بخار چڑھ آیا صبح کو
فقیر صاحب خفا ہوتے ہوئے آئے کہ تم نے عمل خراب کردیا نانا صاحب نے فرمایا کہ
شاہ جی آپ ناحق ناراض ہوتے ہین اگر عمل کرانا منظور تھا تو آپ اُس کے پاس
بیٹھے ہوتے بھلا یہ عمر اور جلالی عمل اگر آپ ہمکو بتائین تو دیکھو پورا کرتے ہین یا نہین
یہ سنکر فقیر کا غصہ دہیما ہوا اور ہم سے کہا کہ آؤ ہم تمکو ایک چیز بلا محنت دینے ہین
الگ لیجا کر یہ قطعہ بتایا ؎

اے کریمیکہ از خزانہ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری

اور کہا اس کو سوتے وقت تین بار پڑھ لیا کرو صبح کو ایک روپیہ ملجایا کرے گا - ہم نے
پڑھا تو صبح کو روپیہ پایا اور والدہ صاحبہ کو دیدیا تیسرے روز انھون نے دریافت فرمایا
کہ تم ہر روز روپیہ کہان سے لاتے ہو ہمنے اصل حال کہدیا فرمایا کہ اچھا تم ہمکو
بھی اجازت دو ہمنے اجازت دیدی اُن کو بھی ایک روپیہ روز ملنے لگا پھر والدہ نے
فرمایا کہ اپنے والد کو بھی اجازت دو والد نے کہا کہ ایسا نہ ہو سب سے اس کی تاثیر
جاتی رہے چنانچہ یہی ہوا مین نے والد کو بھی اجازت دیدی اگلے روز کسی کو کچھ نہ ملا
جناب دادا صاحب نے بھی یہ تمام قصہ سنا مجھکو اپنے پاس
ہم تو سمجھتے تھے تم نے کوئی کمال راہ فقر کا حاصل کیا ہوگا یہ کیا بڑی بات سب نے [illegible]
سیکھی تھی آج رات کو یہ شعر پڑھکر سونا ؎

کریما ببخشائے برحال ما	کہ ہستم اسیر کمند ہوا

Marfat.com

تھا اور چونکہ حضرت والد ماجد اور رسالدار مین واسطہ اتحاد تھا اس لئے ہم دونون مین بھی
اُنس ہوگیا ایک دن لڑکے نے پچاس روپے بطور قرض مانگے مین نے دیدیئے کیونکہ حضرت
قبلہ کی تنخواہ میرے پاس رہتی تھی اور اس امر کی اطلاع بھی حضرت کو کردی فرمایا کہ خوب کیا
لیکن اُس سے لینا نہین دو مہینے بعد وہ روپیہ لایا مین نے انکار کیا اُس نے اپنے والد
سے کہا وہ خود لیکر آئے حضرت قبلہ نے فرمایا کہ رسالدار صاحب بچون کے معاملہ مین آپ
کیون پڑتے ہین وہ آپس مین بھگت لین گے مین نے نہ روپیہ دیا نہ آپ سے لون خیر
حساب دوستان در دل سمجھکر وہ چپ ہو رہے مگر دو روپیہ بصورت تحائف ادا کیا وہ
لڑکا ہمارا بڑا یار نہایت حسین وجمیل آدمی تھا یہان تک کہ اپنے حسن صورت پر آپ فریفتہ
ہوگیا ایک دن کیا دیکھتا ہون کہ آئینہ روبرو ہے اور آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے مین نے پوچھا
کیون بھائی خیر ہے بولا کیا کہون مجھکو اپنی صورت پر آپ پیار آتا ہے اگر دوسرے پر عاشق
ہوتا تو بھلا اُس کو گلے سے تو لگا سکتا اب خود ہی عاشق خود ہی معشوق کرون تو کیا کرون
مین نے کہا کہ یہ تو کچھ بڑی بات نہین تم آئینہ مین اپنے آپ کو دیکھو اور میری چھاتی
سے لگ جاؤ ہنسنے لگا اور کہا کہ بھائی تمکو تو ہر وقت دل لگی ہی سوجھتی ہے تمھاری بلا سے
کوئی مرے یا جیے پھر آئینہ پھینک کر کھڑا ہوگیا ع عاشق وعشق وبت وبتکدہ وعیار کجیست۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولانا شاہ **عبد العزیز** صاحب سے ہم سبق پڑھتے تھے
کہ ایک شخص امیرانہ لباس پہنے ہوئے آیا اور عرض کی کہ میری سرگذشت سننے کے
قابل ہے حضرت میری عقل کام نہین کرتی حیران ہون کیا کرون اور کہان جاؤن آپکی
خدمت مین اس لئے آیا ہون کہ جو ارشاد ہو بجالاؤن مین لکھنؤ کا باشندہ اور روزگار
پیشہ آدمی تھا ایک دفعہ بیکاری کے باعث گھر پر تنگی سے گذرنے لگی ارادہ کیا کہ کہین باہر
نکل کر تلاش معاش کرون سرمایہ کم رہگیا تھا تھوڑا سا زادراہ لیکر اودے پور
راہ مین ریواڑی آئی اُس زمانہ مین وہان صرف ایک سرائے [illegible] سرائے
مین چند بھٹیاریان اور دو ایک کسبیان رہتی تھین مین سرائے مین اُترا اور گھوڑا
باندھ کر خاموش ومتفکر ہو بیٹھا کیونکہ خرچ پاس نہ تھا اتنے مین ایک کسبی

Marfat.com

مین نے کہا نہین کہا اجی مین وہی تو ہون جس نے تمکو دس روپے دیئے تھے آج اُسکی بدولت اللہ تعالے نے یہ عروج مجھکو عطا فرمایا ہے لو یہ تمھاری ہنڈوی بھی موجود ہے جو قبر مین گر پڑی تھی اب دیر نکرو جلد چلے جاؤ مین نے کہا ذرا یہا ئی سیر تو کر لون وہ بولی کہ یہان کی سیر قیامت تک بھی نکرسکوگی اتنی ہی دیر مین دنیا کے اندر کیا سے کیا ہوگیا ہوگا بس تم جاؤ خیر مین اُس کے کہنے کے موافق چلا آیا شاید کوئی تین گھڑی کا عرصہ لگا ہوگا قبر کے باہر نکلکر دیکھتا ہون تو زمانہ کا رنگ ہی کچھ اور ہے نہ وہ تکیہ نہ وہ سرائے نہ وہ آدمی نہ وہ بستی سرائے کی جگہ پر ایک شہر آباد ہے پہلا حال جس سے کہتا ہون وہ مجھکو دیوانہ دیوانہ بتاتا ہے اور کہتا ہے میان خیر ہے کیسی سرائے اور کون امیر ہے

اے ہمنفس نہ پوچھ عبث ہے کہان سرائے	ہم ہین مسافر اور جہان کاروان سرائے

آخر ایک آدمی نے کہا چلو مین تمکو ایک بزرگ کے پاس لے چلون شاید اُن سے کچھ پتا لگے وہ بڑا معمر آدمی تھا میرا حال سنکر اُسنے تحیر تفکر مین غوطہ لگایا اور [illegible] کے بعد کہا کہ ہان کچھ کچھ مجھکو یاد ہے میرے پردادا فرمایا کرتے تھے کہ [illegible] عرف ایک سرائے بھی اور اُسمین ایک کسبی آباد تھی ایک امیر آکر ٹھہرا اور [illegible] مگر آدھی رات کو وہ بھی غائب ہوگیا تھا پھر اُسکا کچھ پتہ نہ لگا [illegible] بات کو کوئی تین سو برس کا عرصہ گذرا ہوگا جب مین نے حال [illegible] تو لوگ میرے گرد جمع ہوگئے اور حیرت کرنے لگے اب مجھکو خبط [illegible] جاؤن تو کہان جاؤن اور اس ہنڈوی کو کیا کرون [illegible] وہان کی ایک گھڑی یہان کی ایک صدی ہوتی [illegible] جاؤ [illegible] باقی عمر یاد الٰہی مین گذارو چنانچہ اُن [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم بنگالہ مین مولوی **وضل** [illegible] تھے تب بھی فقیرونکی تلاش وطلب رہتی تھی [illegible] مبتلا تھا سنا کہ راجہ کے فیلخانہ مین ایک سالک [illegible] ہے ہم دونون جس وقت سبق سے فراغت پاتے اُنکی خدمت مین [illegible]

Marfat.com

گذر گیا ایک دن ہمارے ہم سبق نے اُن سے کہا کہ حضرت آج تو سلطان الاذکار کی اجازت دید یجیے اُسوقت جذب کی حالت تھی تین بار ران پر ہاتھ مارا اور کہا کہ جاؤ اجازت ہے تھوڑی دیر بعد اس طالب علم کے بدن مین اثر ظاہر ہونے لگا پہلے تو کچھ لرزہ سا محسوس ہوا پھر وہ نفخہ صور کیطرح بڑھتا گیہ تمام جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہم سے کہا کہ دیکھو مولویصاحب کو اسبات کی خبر نہ ہونے پاے اثنائے راہ مین ہر بن موسے خون ٹپکنے لگا بہزار وقت اُسکو مکان پر لائے مولویصاحب کو خبر ہوئی حکیم صاحب کو بلوایا کہا اُس کے قلب پر صدمہ پہونچا ہے اور حرارت شدید ہے قرابہ کے قرابہ گلاب کیوڑے کے پلادیئے مگر کچھ افاقہ نہوا ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ✣ ہر رگ وپے سے ایک آواز نکلنے لگی گھنٹہ بھر کے بعد دونون طرف کی شہ رگین پھٹ گئین اور وہ جان بحق ہوئے مگر خون اور آواز دلرزہ بند نہ ہوا مولویصاحب نے ہمسے پوچھا کہ اصل ماجرا کیا ہے ہم نے سارا حال کہہ سنایا مولوی صاحب نے فرمایا کہ میان پہلے سے کیون نہ کہا خیر اب کیا ہوتا ہے منظور خدا یہی تھا رضی مولا از ہمہ اولےٰ غرض نہلا دہلا اور کفن پہنا جنازہ جعفر شاہ کے سامنے لیگئے اور مولویصاحب نے کہا میان صاحب کیا کیا بولے مین کیا کرون تمھارے یہ دو مُنڈے روز آنکر مجھکو ستاتے اور اُنگلی کرتے تھے آج میری زبان سے بھی ایک بات نکل گئی اب لیجاؤ مولویصاحب نے کہا کہ حضرت یہ خون کا بہنا اور بدن کا ہلنا تو بند ہوجائے فرمایا کہ بس صاحب یہ قیامت تک یون ہی رہیگا ایسے شہیدون کا کہین خون بند ہوتا ہے آخر لیجا کر دفن کردیا مولویصاحب پھر **جعفر شاہ** صاحب کے پاس آئے اور ہماری طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس لڑکے کو کہین نہ مار ڈالنا بولے صاحب مین کیا کرون یہ روز آنکر چھیڑتے ہین انکو منع کرو۔ گو یہ واقعہ وبر وگذرا از مولوی صاحب نے بھی منع فرمایا مگر ہم نے بھی اُن کے پاس کا جانا نہ چھوڑا وہ بھی ہمیشہ التفات فرماتے رہے ایکبار حضرت قبلہ **غلام علیشاہ** صاحب کے ایک خلیفہ آگئے ہمسے پوچھا کہ یہان کوئی کامل فقیر بھی ہے ہمنے کہا کہ ہان چلئے ہم اُنکو **جعفر شاہ** صاحب کے پاس لے گئے اور کہا کہ لو حضرت آج ایک اور شکار لایا ہون فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ باتین ہونے لگین خلیفہ صاحب بولے کہ حضرت میرے لطائف جاری نہین ہوتے آپنے کہا کہ نہین ہوتے یہ کہکر اپنے ہاتھ کو چکر دینا شروع کیا اور کہنے لگے چل بے چل بے چل یہ کہنا تھا کہ خلیفہ جی قلب کو

Marfat.com

پکڑ کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ ہمنے کہا کہ میان صاحب کہین انکو بھی مار ڈالو گے بولے کہ خوب ہوا جو تمنے یاد دلادیا خیر آیندہ یون مناسب ہے کہ ہمیشہ چپ چاپ ہمارے سامنے آکر بیٹھ جایا کرو خواہ ہم تمھاری جانب مخاطب ہون یا نہون ہمنے کہا کہ ہان یہی طریقہ تعلیم کا ہے غرض اُن خلیفہ صاحب کو تعلیم فرماکر رخصت کیا لیکن نقشبندیون کے کام کے تو وہ رہے نہین جنگل باشی ہو گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہمارے والد ماجد کا رسالہ دہلی سے تبدیل ہو کر لکھنؤ مین پہونچا اُسی دن صبح کے وقت شیخ **امان اللہ** جنکی عمر ساٹھ ستر برس سے کم نہ ہوگی جنگل مین رفع حاجت کے لئے گئے ایک بوٹی مین سفید پھول دیکھا بیٹھے بیٹھے توڑ لیا اُسی وقت دوسرا نکل آیا اُس کو بھی توڑ لیا غرض سات پھول نکلے اور ساتون توڑ لیے ان آثار سے تاڑ گئے کہ ہو نہ ہو یہ اکسیر کی بوٹی ہے جب قضائے حاجت کر چکے تو بوٹی کو اُکھیڑ مع پھولوں چٹ کر گئے مکان پر آئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ جسم سوجنے لگا دوپہر مین دُم سُم ہو گئے انگریز کو خبر پہونچی ڈاکٹر آیا سب قصہ سُنایا اُس نے پوچھا کہ کچھ تکلیف تو نہین معلوم ہوتی کہا کچھ نہین بلکہ دل کو ایک فرحت سی ہے اُس نے کہا کہ ابھی علاج کی کچھ ضرورت نہین شام تک دیکھنا چاہیے جب ظہر کا وقت ہوا تو جسم پھٹا اور اُس کے اندر سے ایک گابھا سا نکل آیا آدمی دوڑے ڈاکٹر صاحب کو لائے اُس نے اُس گابھے کو روئی کے پہلون مین رکھوا دیا اور غذا کے لئے مرغ کا شوربا تجویز کیا بعدہ ایک جلاب دیا جسمین سیاہ سدے نکلے ہفتہ بھر مین نہایت صاف و سرخ و سفید جسم ہو گیا یہ تماشا دیکھ کر سب آدمی حیران ہو گئے یا تو شیخ **امان اللہ** ساٹھ برس کے سفید ریش بوڑھے تھے یا پندرہ برس کے نوجوان سبزہ آغاز بن گئے سبحان اللہ اسی بوٹی مین یہ تاثیر

شعر

کیسی کیسی ہے عناصر مین بھی صورت بازی	شعبدے لاکھ طرح کے ہین [illegible]
یہ جہان ہے عجب تماشا گاہ	ہر تماشا [illegible]

پھر انگریز نے حکم دیا کہ اُس بوٹی کو تلاش کرو تمام لشکر جستجو کے لئے دوڑ پڑا سارا جنگل چھان ڈالا کسی کو پتہ نہ ملا اس تلاش مین لوگون کا عجیب حال ہوا جہان کسی بوٹی مین سفید پھول دیکھا توڑ کر کھا گئے ایک شخص کی جو شامت آئی تو ایسی بوٹی کھا

Marfat.com

گیا کہ اُس کے اثر سے تمام دانت گر پڑے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب مولوی **فضل امام** صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا تو ہمارا دل بہت گھبرایا پڑھنا ترک کرکے وطن کو چلے گئے اُس زمانہ مین ہماری عمر اٹھارہ برس کی تھی حضرت والد نے پھر اپنے پاس دہلی مین بلا لیا اُنکی خدمت مین رہنے لگے چند روز کے بعد ایک فقیر صاحب پنجاب سے تشریف لائے اور ایک سوداگر کے مکان مین ٹھہرے ہماری ملاقات بھی اُن سے ہوگئی چھ مہینے بعد فقیر صاحب کا بیٹا پنجاب سے آیا اور کہا کہ ہمشیرہ کی شادی ہے چلئے وقت روانگی سوداگر نے ایک ٹٹو اور سو روپیہ نقد ایک عمدہ جوڑا کپڑون کا اور کچھ زیور اُنکی بیٹی کیواسطے دیا فقیر صاحب بہت خوش ہوئے سوداگر سے سیر بھر آنولہ سار گندک منگائی اور لیکر ہمارے مکان پر آئے اور کہا کہ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ اُس سوداگر نے ہمارے ساتھ سلوک کیا ہے ہم بھی اسکا بدل کرنا چاہتے ہین ہمکو جنگل مین اپنے ساتھ لے گئے اور ایک بوٹی کا عرق گندھک مین ڈالکر پیالہ دھوپ مین رکھ دیا گھنٹہ بھر مین نیل نکل آیا وہ تیل لاکر سوداگر کے حوالہ کیا کہ بوتل مین بند کرکے بحفاظت رکھو تمھارے کام آئے گا پھر فقیر صاحب تو اپنے وطن کو چلے گئے سوداگر نے تیل ایک کپّی مین بھر کر اُسی حجرہ مین لٹکا دیا جہان وہ میان صاحب رہا کرتے تھے سال بھر کے بعد میان صاحب آئے تیل کی کیفیت پوچھی دیکھا تو تیل کپّی کو توڑ کر نکل گیا تھا اور قدرے زمین تر تھی بہت افسوس کیا ہمارے پاس آئے اور شکایت کرنے لگے کہ دیکھو اُس بیوقوف سوداگر نے کیسی بیقدری کی ہے آؤ اُس کو کچھ تماشا دیکھا دین ہم نے کہا کہ میانصاحب آپ بدنام ہوجائین گے اور یہان سے بھاگنا پڑے گا لیکن انھون نے نہ سُنا آخر دو بڑی بڑی دیگین منگوائین اور کہا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ کی گیارھوین کرتا ہون وہ مٹی کھودی جسپر تیل گرا تھا کچھ پانی مین گھول کر دیگون پر مل دی اور باقی دریائے جمن مین پھنکوادی جب دیگون کے نیچے آگ دی گئی تو ایک دیگ سفید خاکستر ہوکر بیٹھ گئی اور دوسری خالص کندن بنگئی وہ خاکستر کہ تمام اکسیر اعظم تھی دریا مین ڈالکر بھاگ گئے دیگ والے کو خبر ہوئی اس نے سرکار مین اپنی دیگ کا دعوی پیش کیا انگریز

Marfat.com

نے سوداگر سے حال پوچھا اُسنے تمام قصہ سُنایا حاکم نے مدعی سے سوال کیا کہ تمھاری دیگ کاہے کی تھی کہا تانبے کی تب حاکم نے کہا کہ یہ دیگ تو سونے کی ہے پھر تم کیسا دعویٰ کرتے ہو سوداگر کی قسمت سے سونے کی بنگئی اب بجز اسکے کچھ نہین ہو سکتا کہ پُرانی دیگون کے عوض نئی لے لو چنانچہ سوداگر سے نئی دیگین دلوا دین بہت سے فقیر اُس دیگ کی خاکستر کا حال سنکر آئے جب معلوم ہوا کہ دریا برد ہو گئی تو اپنا سر پیٹ لیا کہ ہائے ڈیڑھ من اکسیر جاتی رہی بعد اس مقدمہ کے والد نے ہمسے دریافت کیا کہ فقیر صاحب یہ نسخہ کیا تمکو بتلا گئے ہین ہین نے عرض کیا کہ ہان وہ تیل تو میرے ہی ہاتھ سے بنوایا تھا ایک اس نسخہ کی اور ایک درود مستغاث کی اجازت مجھکو دی ہے حضرت قبلہ گاہی نے فرمایا کہ خبردار تم ہرگز نہ کرنا متوکل رہنا ورنہ کہین گرفتار ہو جاؤ گے اُس روز سے ہمکو تو خیال بھی اس بات کا نہین ہوا ہمیشہ توکل پر گذران رہی -

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہمارے والد کا رسالہ لکھنؤ سے تبدیل ہو کر نصیر آباد کی چھاؤنی مین پہنچا تو کرنیل نے بلا کر اُن سے کہا کہ سب آدمیون کو ہوشیار کردو اس پہاڑ پر ایک بڑا موذی سانپ رہتا ہے جس کو کاٹتا ہی کھوپڑی پھٹ جاتی ہے والد نے لشکر والون کو آگاہ کر دیا یہ خبر سُنکر ہمارے چچا زاد بھائی **میر عباس علی** جو سوارون مین نوکر تھے والد سے عرض کیا کہ ارشاد ہو تو اُس سانپ کو پکڑ دون اور ایک تماشا ایسا دکھاؤن کہ کسی نے تمام عمر نہ دیکھا ہو نہ سُنا مگر آپ جرنیل صاحب سے اجازت لے دین اور جو شئے اُن سے طلب کرون وہ ملجائے والد نے جرنیل صاحب سے درخواست بیان کی کہا کہ بہت اچھا رسالدار ضرور اُس موذی کو پکڑوا دو کیونکہ اُسنے چار آدمی مارے ہین اور **میر عباس علی** کو بلا کر کہا کہ جو تم مانگوگے ہم دین گے اور اگر کہو تو اس تماشہ مین اور صاحب لوگون کو بھی بلائین میر صاحب نے کہا کہ بہت اچھا مین صاحب کو ... پانچ من دودھ دو من کھانڈ اور سو کونڈے منگا دیجئے اور اتوار کا دن ... کیجئے الغرض اتوار کے دن سب سامان موجود ہو گیا پہاڑ کے گرد سارا لشکر جا رہتے پھیلو ... کیا گیا ایک طرف انگریز بھی جمع ہو گئے کونڈون مین دودھ اور کھانڈ ڈالی گئی اور اُنکے بیچ ... یا

Marfat.com

چوکی نہایت پر تکلف بچھائی گئی اسپر ایک پیالہ چینی کا دودھ سے لبریز ریشمی رومال سے ڈھککر رکھدیا اب میر عباس علی صاحب نے چوکی کے پاس کھڑے ہوکر جیب سے بانسری نکالی اور بجانے لگے تھوڑی دیر بعد سانپوں کی آمد شروع ہوئی ہزار ہا قسم کے سانپ جُدا جُدا ٹولیان بنائے ہوئے آئے سر جھکا کر میر صاحب کو سلام کیا اور قرینہ بقرینہ کھڑے ہوگئے سب سے پیچھے ایک سانپ آیا نہایت خوبصورت سنہرا رنگ ڈیڑھ بالشت کا قد ایک بڑے موٹے تازے سانپ پر سوار اس کے چارون طرف بیس بیس تیس تیس سانپ جلو مین تھے جب قریب آیا تو سب سانپون نے اُسکو سلام کیا پھر اُس سانپ نے سواری سے اُتر کر بھائی صاحب کو سلام کیا اُنھون نے چوکی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ کود کر جا بیٹھا جرنیل صاحب نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے بھائی صاحب نے بتایا کہ یہ سانپون کا بادشاہ ہے اور کلی ناگ اسی کو کہتے ہین جرنیل صاحب نے کہا کہ اب اسکو دودھ پینے کی اجازت دیجئے بھائی صاحب نے پیالہ سے رومال اُتار کر کہا دودھ پیو سب پینے لگے بادشاہ بھی نازو انداز سے ایک ایک گھونٹ پیتا اور چارون طرف سر اُٹھا کر دیکھتا جاتا تھا جب سب سانپ پی چکے اُسنے بھی بس کی بھائی صاحب نے ریشمی رومال سے بادشاہ کا منہ صاف کیا اور کہا کہ مین نے آپ کو تکلیف اس لئے دی ہے کہ آپ ہمارے چور کو جو چار آدمی مار چکا ہے گرفتار کردین اُس نے اردلی کے سانپون کی طرف دیکھا وہ دوڑے اور ایک سبز رنگ سانپ کو پکڑ لائے اُسکے آتے ہی پندرہ بیس سانپ ایک گروہ مین سے نکل کر بھائی صاحب کے قدمون پر آگرے گویا کہ وہ اپنے رشتہ دار کی سفارش کرتے ہین بھائی صاحب نے کہا چلے جاؤ اس بدمعاش کو بے سزا دئے نہ چھوڑین گے اُسکے بعد جیب سے ایک رومال نکالا اور کہا کہ دیکھو آیندہ جو ایسا کام کریگا یہی سزا پائیگا یہ کہکر رومال کی ایک دھجی پھاڑی سانپ بھی اوسی دم سر سے دُم تک چر گیا پھر ہر ایک گروہ سانپون کا سلام کرتا ہوا اپنے اپنے مسکن کو چلدیا جرنیل صاحب اور تمام انگریز اور لشکر کے سپاہی اس عجیب وغریب تماشے کو دیکھکر حیران رہ گئے جرنیل صاحب نے اُس کے صلہ مین بھائی صاحب کو انعام دینا چاہا اُنھون نے انکار کیا جرنیل نے یہ تجویز کی کہ ہم لندن کو لکھتے ہین وہان سے تمکو اسکا صلہ ملیگا وہ بولے کہ صاحب کونسی بہادری ہے

Marfat.com

کہین معرکہ مین بڑھ کر تلوار کی یا کوئی ملک سرکار کو فتح کرا دیا جسکا انعام مجھکو ملتا ہے مین
ہرگز راضی نہین اس مین تو میرا اور بھی ہتک ہے لوگ طعنے دین گے کہ انگریزی لشکر مین سپیرے
نوکر ہین اور سپاہیون کو سانپون کے کرتب پر انعام ملتا ہے اس بات کو سنکر ہمارے والد
اور سب انگریز افسر بہت خوش ہوئے جرنیل صاحب بھی اُسوقت تو چپ ہو رہے مگر چار
مہینے بعد انکو جمعدار کر دیا اور ہمیشہ اُنکی ترقی کا خیال رکھا ایک دن ہمنے بھائی صاحب سے
دریافت کیا کہ تمھین یہ بات کس نے سکھلائی کہا ایک بنگالی فقیر ہمارے مکان پر بھیک مانگتا
ہوا آیا مین نے کہا کہ میانصاحب آپ کھانا یہان کھایا کیجئے اور کہین بھیک نہ مانگئے وہ راضی
ہو گیا اور میرے پاس رہنے لگا چھ مہینے بعد اُس نے جانے کا ارادہ کیا اور مجھے حبس دم اور
یہ منتر تعلیم کر گیا اب مین ان دونون کا عامل ہون وہ منتر یہ ہے۔ اَرْبَعَ حَبَّا مُعْطَرَہْ
هِنْدِیْ قَطْعَ ضَعًا اگرچہ حبس دم مین یہ کامل تھے مگر اتفاق سے ایک دن پریٹ
کی مسجد مین حسب عادت دو بجے رات سے چار بجے تک حبس دم کیا اور خشکی کی زیادتی
سے اُتار نہ سکے صبح کو تلاش ہوئی دیکھا کہ مسجد مین بے دم پڑے ہین والد بزرگوار چارپائی
پر ڈالکر لے آئے چونکہ ایک زمانہ مین ہمنے بھی حبس دم کیا تھا اور بھائی صاحب کے راز سے
آگاہی تھی اس لئے تدبیر کی گئی اور سقہ کو بلا کر تین مشکین اُن کے سر پر چھوڑوائی گئین بارے
اُٹھ بیٹھے اور کہنے لگے کہ بہت ہی اچھا ہوا جو مین نے اپنا راز تم سے کہدیا تھا ورنہ چچا صاحب کا ڈر داب آتے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے والد کے رسالہ مین ایک نئے کرنیل صاحب بدلکر آئے
اُنکے ملازمون سے معلوم ہوا کہ کرنیل صاحب صرف نوکری کے وقت باہر جاتے ہین
ورنہ رات دن اپنے کمرہ مین تنہا اور چپ چاپ بیٹھے رہتے ہین نصف تنخواہ تو میم کو دیتے
ہین اور نصف خدا کے نام خیرات کر دیتے ہین رفتہ رفتہ ہمارے والد سے بہت ربط
بڑھ گیا ایک دن کہا کہ رسالدار صاحب آپ کی نسبت ذوق و شوق ...
ہوتی ہے مگر توحید کی بو بھی نہین یہ بات سنکر والد ہوشیار ہو گئے کہ دیتے باہر آ کر
کہنے لگے کہ بھلا بچہ تیری توحید دیکھنی ہے چونکہ حضرت کی نسبت قوی اور بڑے
زور کی تھی تین چار دن مین ایسی غالب آئی کہ کرنیل صاحب پر بھی ذوق و شوق طاری

Marfat.com

جو گیا یہاں تک کہ کمرہ مین تنہا بیٹھے رویا کرتے ایک روز والدنے پوچھا کہ صاحب اب وہ وجد کہاں گئی جواب دیا کہ رسالدار صاحب ہم نہین جانتے آپنے کیا کردیا اب تمہارا جی ہمنے ہی مین لگتا ہے آپکی نسبت نہایت زبردست ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب والد کا رسالہ نصیر آباد کی چھاؤنی مین تھا تو ہم اور والد ہمیشہ پنجشنبہ کے دن عصر کے وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جایا کرتے تھے اُس زمانہ مین ولی عہد روس یعنی الگزنڈر اول اس زار کا باپ جو بالفعل تخت نشین ہے وہان کشمیری فقیر کے بھیس مین موجود تھا بہت لوگ اُس کے مُرید بھی ہوگئے تھے ہمارے والد بھی کبھی کبھی اسکے پاس تشریف لیجاتے مگر پہلی ہی ملاقات مین فرمادیا تھا کہ یہ شخص نصارٰی ہے اور فقیری کا صرف بہروپ بھر رکھا ہے چھ مہینے مین ایسی محبت بڑھی کہ اگر والد ہفتہ مین ایکبار اُس سے نہ ملتے تو آدمی بھیجکر بولاتا اسی عرصہ مین ایک اشتہار صدر سے کمشنر اجمیر کے پاس آیا جسمین لکھا تھا کہ عرصہٗ دوسال سے ولی عہد روس گھر چھوڑکر نکلا ہے کہین پتہ لگے تو اطلاع دو اسکے ساتھ شہزادہ کی تصویر بھی تھی مخبر بھی غضب ہوتے ہین کسی نے پتا لگالیا اور کمشنر کو خبر دی کہ شہزادہ فقیری بھیس مین حضرت کی خانقاہ کے اندر موجود ہے کمشنر صاحب اول بطور سیر آئے اور اُس کشمیری فقیر کو تصویر سے مطابق کیا تو سرمو فرق نہ پایا دوسرے دن تمام انگریز معہ رسالہ اور پلٹن کے درگاہ شریف مین آئے اور فقیر کے سامنے ٹوپیان اُتار کر کھڑے ہوگئے بولا باباخیر ہے انگریزون نے کہا کہ آپ ولی عہد روس ہین چھاؤنی مین تشریف لے چلئے پہلے تو انکار کیا لیکن جب تصویر دکھائی تو ہان گیا اور ساتھ ہولیا لشکر نے سلامی اُتاری بڑی تعظیم ہوئی شہر مین روشنی کرائی گئی ملک روس کو خبر گئی کہ شہزادہ ملگیا وہان سے جہاز لینے کو آئے اکیس روز بعد اجمیر سے روانہ ہوگیا اس عرصہ مین ایک دن ہمارے والد کو بُلا کر دو تین گھنٹہ تک باتین کین اور بہت کہا کہ ہمارے ساتھ چلئے اپنے باپ سے کہکر آپکو بڑا عہدہ دلاؤن گا والدنے کہا کہ بھلا مین اپنے بال بچون کو چھوڑکر کہان جاؤن گذران کے لئے یہ تنخواہ بھی کافی ہے شہزادہ نے کہا اچھا آپ اپنے بال بچون کو بھی

Marfat.com

ساتھ لے چلئے خرچ ہمارے ذمہ رہا اور اگر یہ بھی منظور نہو تو چھ مہینے ہمارے پاس رہا کیجئے اور چھ مہینے اپنے بال بچون مین اور اس آمد و رفت کا خرچ مین دون گا تنخواہ آپ کی اس کے علاوہ رہی ہرچند شہزادہ نے سمجھایا مگر والد راضی نہوئے جب شہزادہ اپنے ملک مین پہنچ گیا تب بھی جرنیل صاحب کو چٹھی لکھی کہ **میر احمد علی** صاحب رسالدار سے ہمارا سلام کہو اگر اب بھی وہ آنا چاہے تو روانہ کردو جرنیل صاحب نے بلا کر کہا کہ شہزادہ تمپر بہت مہربان ہے تم چلے کیون نہین جاتے ہم تو ذرا سا بھی سہارا پاتے تو فوراً چلے جاتے معلوم نہین تم سے کیون اسقدر خوش ہے کہ بار بار طلب کرتا ہے ہمارے نزدیک اگر مستقل طور پر نہین جاتے تو بطور سیر ہی چلے جاؤ رخصت دلادینا ہمارا کام ہے مگر والد نے جانے کا ارادہ نہین کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ میان **امیر الدین شاہ** صاحب چشتی نظامی صاحب کشف اور آزاد منش آدمی تھے اُن سے بابری مین ملاقات ہوئی تھی نہایت مہربانی سے ملتے رہے ایک دن جذبہ مین آنکر بڑے زور شور کی توجہ ہمین دی بعد توجہ بولے کہ بل بے تیرا حوصلہ اس وقت اگر ستون آہنی بھی ہوتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتا مگر تم کو جنبش نہوئی تم کوئی بلا نوش ہو تمہارا پردہ پھٹا ہوا ہے اُسی توجہ سے ہمارا قلب آئینہ ہوگیا تھا اور پانسو کوس تک کی چیز ہر وقت پیش نظر رہتی تھی

دکھلا رہی ہے دل کی صفائی جہان کی سیر		کیسا آئینہ کہ ہوا اپنے مکان مین ہے

میان صاحب نے ایک دوا بھی (از قسم کشتہ) ہمکو تین دن کھلائی تھی جسکا اثر اٹھارہ برس تک رہا جب عرب مین ہمنے ہیضہ کیا تو وہ اثر جاتا رہا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم اول بار پانی پت مین آئے تھے تو اس زمانہ مین حضرت شاہ کابل باغ والے زندہ تھے انکی خدمت مین جانے کا اکثر اتفاق ہوا ایک بار گئے تو وہ پتھر لیکر دوڑے ہم نے کہا کہ سنو میانصاحب نہ کوئی دین کی ... ہم تو آپ کو مرد خدا سمجھ کے چلے آئے ہین اگر مرضی نہین تو لو ہم جاتے ہین خیر آپکی زیارت ہو ہی گئی آخر سیدھے ہوگئے پاس بلایا حال پوچھا اور ہر روز آنے کی اجازت دی

Marfat.com

ایک دن کا ذکر ہے کہ قاری نجیب اللہ صاحب کے والد مرحوم مٹھائی لیکر پہونچے اور کہا کہ میاں **مردان شاہ** نے یہ نذر بھیجی ہے اور عرض کیا ہے کہ اگر اجازت ہو تو کل قدمبوسی حاصل کرون **جمعیت شاہ** بڑے خفا ہوئے شیرینی پھیر دی اور کہا کہ اُن کو کہدینا اپنی کود بھاند وہین رکھو ورنہ پتھرون سے سر پھوڑ دون گا شیرینی کھلانی ہو تو حاجی صاحب کو کھلاؤ یہان اسکا کچھ کام نہین غرض کہ شاہ جی بڑے بے لاگ اور تارک آدمی تھے یہ بات بھی مشکل ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم پانی پت مین امام **بدرالدین** رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر گئے تھے کرنال کی سڑک پر دیکھا کہ ایک انگریز بگی مین سوار چلا آتا ہے ہمنے سلام کیا اُس نے بگی تھام دی اور ڈنڈا ہاتھ مین لے نیچے اُتر پڑا ہمنے کہا کہ خدا خیر کرے پاس آنکر پوچھا کہ تمنے کیون سلام کیا ہمنے کہا کہ صاحب آپ حاکم ہین اور ہم محکوم اس لئے رسم تعظیم ادا کی بولا نہین صاحب ہم بھی سرکاری رعایا اور تم بھی سب برابر ہین ہمنے کہا کہ صاحب ہمارے نزدیک تو تمھاری قوم کا ہر آدمی سرکار ہے پھر اُس نے جیب مین ہاتھ ڈالا تو کچھ نہ تھا خانسامان سے مانگا اُس نے جواب دیا کہ دہلی کی ہنڈوی کے سوا اور کچھ نہین تب بولا کہ اسوقت روپیہ ہمارے پاس نہین سلام کے بدلے ہم بھی سلام کرتے ہین سلام سلام سلام اُس کے بعد سڑک کے کنارہ بیٹھ گیا اور ہمکو بھی بیٹھا لیا پوچھا پانی کس کنوے کا اچھا ہے ہمنے اونچے کنوین کا پتا دیا وہان سے پانی منگایا اور کھانا کھانے لگا ہمارے واسطے خانسامان سے کھانا مانگا ہر چند انکار کیا مگر نہ مانا ناچار ہم بھی کھانے لگے اور حال دریافت کیا تو کہا کہ میرا بڑا بھائی پشاور مین جرنیل ہے اور مین نیمچ کی چھاؤنی مین کرنیل ہون بھائی سخت بیمار تھا اُس کو دیکھنے گیا تھا خدا کے فضل سے آرام ہوگیا اب مین اپنی چھاؤنی کو جاتا ہون ہمنے پوچھا کہ صاحب آپ کے بھائی نے کچھ سلوک بھی کیا بولا اجی لاحول ولا قوۃ آپنے یہ کیا فرمایا ہم اس واسطے نہین گئے تھے تنخواہ تھوڑی سہی مگر ہم ارادہ دینے کا رکھتے ہین نہ لینے کا اگر ہم ذرا بھی اس بات کا اشارہ پاتے تو اُس کی صورت سے بیزار ہو جاتے۔

گدا دوست اہل کرم دیکھتے ہین	ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہین

Marfat.com

پھر ہم سے کہنے لگا کہ ول پادری صاحب ہمارے ساتھ چلو ہم بہت آرام سے آپکو رکھین گے اور پھر ہین پہنچا دین گے اور آپکے گھر کے لیے خرچ بھیجتے رہینگے جب وہ زیادہ در پے ہوا تو ہمنے یہ کہکر پیچھا چھوڑایا کہ صاحب ہماری والدہ ضعیفہ ہین اُنکی خدمت اور خبرگیری کے لئے کوئی نہین ہمکو معاف رکھیے

ایک روز ارشاد ہوا کہ سید اعظم علی شاہ صاحب قبلہ کے ہمراہ راجپور جانے کا اتفاق ہوا کلو کپتان کے مکان پر ٹھہرے اُن کو افیون کی دھت تھی ہردم پینک مین رہتے اور رات کے بارہ بجے کھانا کھاتے پھر آم چوستے چوستے دو بجے سونا ملتا صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہماری طبیعت گھبراتی ناچار ہمنے یہ تدبیر کی کہ جس وقت موذن عشا کی اذان دینے کھڑا ہوا تو ہم نے سکھا دیا کہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی کہدے اُس نے ایسا ہی کیا کپتان صاحب پینک سے چونکے ارے میان جلد کھانا لاؤ آج تو صبح ہی ہوگئی کھانا آگیا جب کھا پی چکے تو ٹن ٹن دس بجے کپتان صاحب بولے ہین یہ کیا نو بجے صبح کی اذان کس نے کہدی موذن بلایا گیا اُس نے کہدیا کہ حضور مجھ سے تو مولوی **غوث علی** صاحب نے فرمایا تھا کہ تو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اسی وقت پڑھ دے مین نے اُن کے کہنے کے موافق کیا ہے کپتان صاحب ہماری طرف مخاطب ہوئے ہم نے کہا کہ صاحب بارہ بجے تک بھوک کے مارے آنتین قل اللہ پڑھتی ہین پھر دو بجے سوتے ہین تو صبح کو آنکھ نہین کھلتی بجز اس بات کے کوئی چارہ نہ دیکھا کپتان صاحب نے اُسی وقت اپنے آدمیون کو بُلا کر حکم دیا کہ انکو آٹھ بجے کھانا کھلا دیا کرو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم سونی پت مین میر **اعظم علی شاہ** صاحب قبلہ کے ہمراہ قلعہ کی مسجد مین رہتے تھے ایک دن فریزر صاحب ارزیڈنٹ دہلی تشریف لائے اُس وقت میر صاحب مکان کے اندر تھے ہم سے پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے ہم نے کہا کہ ایک پیرزادہ کا صاحب نے کہا کہ پیرزادے تو ٹھگ ہوتے ہین صاحب ہوتے ہون گے یہی گفتگو تھی کہ میر صاحب تشریف لائے صاحب نے پوچھا یہ کون ہین ہم نے کہا صاحب یہ وہی ٹھگ ہین جنکا مکان ہے بولے نہین نہین یہ تو پادری صاحب ہین اور ہمکو اشارہ سے منع کیا کہ وہ بات اُن سے نہ کہو۔ پھر میر صاحب

Marfat.com

کا مزاج پوچھا اور پانچ روپے نذر دیئے دوسرے دن بڑے تکلف سے دعوت کی اور جب تک وہان قیام رہا ہر روز میر صاحب کے سلام کو آتے رہے پھر دہلی کی جانب کوچ کیا نہایت خلیق وخوش مزاج انسان تھا ~~ ۵

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام	با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب اول مرتبہ ہم پیران کلیر گئے ہین تو دو وقت کا فاقہ ہوا ہم نے مخدوم صاحب کے مزار پر جاکر کہا کہ حضرت آپنے تو عمر بھر گولریون پر گذران کی کیا ہمکو بھوکا ہی مارئیے گا۔ غور سے جو دیکھا تو قبر کو ایک سیاہ سانپ لپٹا پڑا تھا خیر ہم اپنا حال کہکر چلے آئے تھوڑی دیر مین ایک خادم کھانا لایا اور عذر معذرت کرنے لگا کہ مین بھول گیا تھا آپ معاف کرین غرض وہان سال بھر رہنے کا اتفاق ہوا ایک بار تمام خادمان درگاہ حضرت عبد القدوس گنگوہی کے عرس مین چلے گئے تھے وہان سوائے ہمارے اور کافر شاہ مجذوب کے کوئی نہ تھا وہ عارضہ اسہال مین مبتلا تھے ایک دن ہم سے کہا کہ اب میرا وقت قریب آگیا ہے میرا بدن اور کپڑے سب ناپاک ہین کپڑے تو تالاب پر دھولاؤ اور مجھکو نہلا دو ہم نے کپڑے دھو دیئے اور اُنکو خوب نہلا دیا بعد نماز مغرب چادر تان کر لیٹ گئے اور السلام علیکم کہکر جان بحق ہوئے اس زمانہ مین مزار کے آس پاس بہت جنگل تھا ہم اُنکی لاش کی نگہبانی کرتے رہے جب آدھی رات گذری تو خیال آیا کہ اب لاش کو تنہا چھوڑتے ہین تو خوف ہے کہ کوئی جانور نہ کھا جائے اور نہین جاتے تو نماز قضا ہوئی۔ ہم اسی فکر مین تھے کہ وہ مجذوب لا الٰہ الا اللہ کہکر اُٹھ بیٹھے ہمنے لاحول پڑھی اور اپنا ڈنڈا سنبھالا کہ شاید کوئی بھوت لاش کے اندر حلول کر گیا مارنے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ گھبرا کر بولے میان غوث علی شاہ خبردار کوئی جن بھوت نہین مین تو وہی کافر شاہ ہون تم جو متردد تھے اس لئے مین سرکار سے دو پہر کی رخصت لے کر آیا ہون اب تم جاؤ نماز پڑھو مین دو گھڑی دن چڑھے مرون گا خیر ہم نے لٹھ رکھ دیا اور ان سے باتین شروع کین۔ اول تو ہم نے پوچھا کہ آپ ہین کون۔ دوسرے یہ کہ آپ کو فیض

کہان سے ہوا تیسرے یہ کہ مرنے کے بعد کیا گذری - جواب دیا کہ مین شاہزادہ ہون تیموریہ خاندان سے اور فیض باطنی مجھکو حضرت مخدوم علی احمد صابر کی روح پر فتوح سے ہوا ہے - اور وہان کا حال مختلف ہے مجھ پر خیر گذری زیادہ حال گفتنی نہین تم جب آؤ گے خود معلوم کرلو گے - اب جاؤ نماز پڑھو دیر ہوتی ہے مگر اشراق پڑھ کر جلد چلے آنا ہم ٹھیک وقت پر آ پہنچے تو بولے کہ لو اب ہم جاتے ہین تم کفن و دفن کا کچھ فکر نہ کرنا مولوی قلندر صاحب جلال آبادی آتے ہین دو طالب علم بھی انکے ہمراہ ہین وہ تمھارے شریک حال ہو جائین گے دو چادر اُن کی اور ایک ہماری ان مین لپیٹ کر دفن کر دینا اور میری قبر مخدوم صاحب کے پا انداز بنانا - پھر بولے کہ اب انگوٹھون مین سے جان نکل گئی اب ٹخنون مین آئی اب گھٹنون مین اب کمر مین اب سینہ مین اب حلق مین السلام علیکم اتنا کہکر رخصت ہوے تھوڑی دیر مین مولوی صاحب بھی تشریف لائے اور بموجب وصیت اُن کو دفن کر دیا ہم نے تمام حال مولوی صاحب سے بیان کیا بہت دیر تک متحیر رہے اور کہنے لگے کہ حقیقت مین یہ فقیر اپنے فن کا پورا تھا -

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم اور کمبل پوش دلی سے پیران کلیر کو چلے اُن دنون گنگا اشنان کرنے والے بھی ہردوار کو جا رہے تھے اثنائے سفر مین ایک دن مین نے کمبل پوش سے کہا کہ یار بھوک لگی ہے کہین کھانا کھا دین اُس نے کہا کہ اگر تم میرے چیلے بن جاؤ تو مین ابھی حلوا پوری کھلاتا ہون مین نے کہا اچھا اُس نے ہم کو تو چیلا بنایا اور خود ایک غرقی لنگوٹ باندھ بھبوت مل سڑک کے کنارے بیٹھ گیا جسیم آدمی ڈاڑھی صفاچٹ خاصہ پرم ہنس معلوم ہوتا تھا اتفاقاً ایک بیکانیر کا امیر اس طرف سے گذرا کمبل پوش با... کر کے این این کرنے لگا ہم سے پوچھا کہ باباجی کیا چاہتے ہین ہم نے کہا کہ کھانا مانگتے ہین مگر انکو حلوا پوری مرغوب ہے لیکن اپنے ہاتھ سے نہین کھاتے اُس نے فوراً طیار کرایا - ایک کونڈے مین حلوا اور بہت سی پوریان نذر کین وہ پھر این این

کرنے لگا پوچھا کہ کیا کھانا ہے مین نے کہا کھلانے کو کھانا ہے آپ نے کہا کہ [illegible] دیر مین کھائیگا ہماری منزل کھوٹی ہوتی ہے مہربانی کر کے تم اس کو کھا [illegible] تو چلدیا اور ہم دونون کنوئے کے کنارے بیٹھ کر حلوا پوری کھایا اَلدُّنْیَا [illegible] لَا یُحَصِّلُ اِلَّا بِالنُّذُوْرِ کمبل پوش نے کہا کہ پس چیلا ہو تو ایسا ہو کہ گرو کے اشارہ کو انتہا تک پہونچادے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ پیران کلیر مین ایک خادم کے گھر ہماری روٹی پکتی تھی اُسکی عورت کے سر پر الٰہ بخش بھوت آچڑھا وہ خادم روتا پیٹتا ہمارے پاس آیا اور ہم کو لے گیا ہمنے الٰہ بخش سے کہا کیون صاحب جہان ہماری روٹی پکتی ہے وہین تم بھی آئے کوئی اور جگہ نہ تھی۔ بولا کہ خیر جب تک آپ رہین گے مین اس عورت کے سر پر نہ آؤن گا پھر ہمنے پوچھا کہ بھلا ہمارے سر پر کیون نہین آتے جواب دیا کہ مین مغضوب الٰہی ہون جسپر غضب ہوتا ہے اُسی کے سر پر آتا ہون آپ مقبول ہین بھلا مقبولون کے پاس میرا کیا کام پھر ہم نے کہا کہ یہ عورت بیچاری تو بدصورت ہے کبھی انگریزون کے پاس نہین جاتے جو نہایت خوبصورت ہوتی ہین کہا اُنکا اقبال درست ہے ہمنے کہا کہ خیر یہ باتین تو ہولین اب یہ بتلاؤ کہ حضرت بندگی شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے تمکو کیا تعلیم کیا تھا وہ ہمکو بھی تعلیم کردو اس بات کے سنتے ہی رونے لگا اور کہا کہ میانصاحب اس کا ذکر نہ کیجئے کہ بن آئی مرنا پڑتا ہے جب ہم وہان سے بابری مین چلے آئے تو وہ خادم دوڑا آیا کہ صاحب اللہ بخش پھر آنے لگا میر صاحب قبلہ اُس کے لئے کچھ لکھنے لگے مین نے منع کیا کہ حضرت آپ کچھ نہ لکھین ہمارا اقرار یہی تھا اور اُس کو بھی ہر قسم کے عمل آتے ہین وہ زبردست ہے آپ کے عمل سے نہین جائے گا البتہ عجز وانکسار سے چلا جائے تو کچھ عجب نہین یہ بات سنکر میر صاحب خاموش ہو رہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دوبارہ پیران کلیر مین گئے تو وہان ایک بزرگ میان غلام فرید صاحب جو بابا فرید شکر گنج کی اولاد مین سے تھے مع چند مریدون کے

Marfat.com

تشریف لائے انکے ہر ایک مرید کو ایک ایک خدمت سپرد تھی اتفاق سے جس مرید کو گھوڑے کی گھاس لانے کا کام تھا اسکو بخار اس شدت سے آیا کہ بیچارہ گھاس نہ لاسکا اسپر پیرجی کا غضب نازل ہوا فرمایا کہ جا ہمنے تجھے مردود کیا اور چودہ خانوادہ سے باہر نکال دیا یہ سنکر اُس بیچارہ کا دم نکل گیا بہت رویا پیٹا توبہ استغفار کی مگر پیرجی نے ایک نہ مانی آخر وہ روتا ہوا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت آج بڑا غضب ہوا میرا کہین ٹھکانا نہین رہا دونون جہان سے راندہ گیا ہمنے کہا کہ ابھی اس جہان مین تو موجود معلوم ہوتا ہے بات تو کہہ اُس نے رو رو کر اپنا تمام قصہ بیان کیا ہمنے کہا ارے بیوقوف روتا کیون ہے تیرے پیرجی کو صرف چودہ خاندان یاد تھے ہمکو چھتیس یاد ہین آ تجھکو پندرھوین خانوادے مین بھرتی کرلین تو گھبرامت لیکن تو جا اور اپنے پیرجی سے پہلے یہ بات دریافت کر کہ حضرت جب آپنے مجھکو چودہ خانوادون مین داخل کیا تھا تو مین کہان کا بادشاہ یا وزیر یا ولی کامل ہوگیا تھا اب جو آپ نے نکالدیا تو میرے پاس سے کیا چھن گیا مین تو جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہون البتہ آپ کے نکالنے سے ایک فائدہ ہوا کہ گھاس کے بوجھ سے سبکدوش ہوگیا اگر تجھسے پوچھین کہ یہ بات تجھکو کہان سے سوجھی تو کہنا کہ مین پندرھوین خانوادے مین داخل ہوگیا ہون یہ اس کی بسم اللہ ہے غرض اُس نے جاکر اسیطرح سے بیان کیا یہ سُنکر اُن کے مریدون کے کان کھڑے ہوئے اور پیرجی سے کہنے لگے کہ حضرت یہ خاندان تو بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اول تو گھوڑے کی گھاس سے چھوٹا دوسرے ہم سے ایک خاندان آگے بڑھ گیا اگر آپ کو آگے کے خاندان مین دسترس ہوتی تو ہم بھی پندرھوین خاندان مین داخل ہوجاتے پھر تو پیرجی کے چھکے چھٹے اور گھبرا کر بولے کہ یہ کہین میان غوث علی پاس تو نہین جا پہونچا یہ سارا فساد انکا ہی معلوم ہوتا ہے ورنہ اور کسی کو یہ باتین کیا سوجھتین الحاصل وہ ہمارے پاس دوڑے آئے اور گلہ کرنے لگے کہ واہ صاحب تمنے ہمارے سارے مرید فرنٹ کردیئے۔ مین نے کہا کہ میانصاحب ذرا غور کرو وہ

Marfat.com

بیچارے گھر بار جورو بچے چھوڑ کر آپکے پاس خدا کا نام سیکھنے آئے ہین یا گھوڑے کی
گھاس کھودنے اگر تم کو نام خدا آتا ہو تو بتلا کر رخصت کرو ورنہ جواب صاف دیدو
بیچارے تو تمھاری خدمت گذاری کرین اور تم کسی طرح اُن پر شفقت نہ کرو یہ کیا
آدمیت ہے اور جس بات کے لئے وہ مرید ہوئے اُس کی تو آپ کو ہوا بھی نہین
لگی بقول شخصے پیر خود در ماندہ شفاعت کرا کند ؎ پیرے کہ کامرانی و تن پروری
کند ؛ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند ؛ آپ یہ تو فرمائین کہ سوائے بزرگونکی
اولاد مین ہونے کے کچھ آپ گرہ کا کمال بھی رکھتے ہین **مصرع** میراث پدر خواہی
علم پدر آموز ؛ ؎ ولا تا بزرگی نیاری بدست ؛ بجائے بزرگان نباید نشست ؛
اور تماشا یہ ہے کہ اس بے ہنری پر اسقدر ناز ذرا شرم کرو اور خدا سے ڈرو میری یہ
تقریر سنکر پیر جی بہت گھبرائے اور منت کرنے لگے کہ خدا کے واسطے ایسی تدبیر کرو
کہ میرے مرید برگشتہ نہو جائین ورنہ مجھکو بڑی تکلیف ہوگی خیر مین نے پیر جی کے
سب مریدون کو جمع کرکے سمجھا دیا اور اُنکے حوالہ کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ پیر جی **غلام فرید** صاحب کو ایک علت یہ بھی تھی
کہ پیران کلیر مین جو نیا فقیر آتا جھٹ اُس کے مُرید ہو جاتے اور جو کوئی طالب آتا
اُس کے مُرید کرنے کا ڈھب لگاتے۔ اتفاق سے ایک پیر جی آئے ہوئے تھے
اور میان **غلام فرید** صاحب حسب عادت اُن سے بیعت ہو رہے تھے اسی
اثنا مین پیر جی **غلام فرید** کا ایک مرید مرغ اور چاول اور شکر لیکر حاضر ہوا وہ
نئے پیر جی اُسکی طرف بغور دیکھنے لگے ہمنے کہا کہ صاحب اس مال پر نگاہ نہ ڈالئے
یہ پہلے خاوند کی اولاد ہے آیندہ جو فتوحات ہوگی اُسمین آپ کا بھی حق ہوگا اس بات
پر دونو صاحب ہنس پڑے اور بولے کہ میان صاحب چپ ہو رہئے کہین ہماری
پیری مُریدی مین کھنڈت نہ پڑ جائے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم پیران کلیر مین مقیم تھے تو ایک خانصاحب
تشریف لائے کمر باندھے تلوار لگائے نہ سلام نہ دعا اول یہی سوال کیا کہ

Marfat.com

غوث علیشاہ کون ہے مین نے کہا فرمائے بولے آپ کو کیمیا آتی ہے مین نے
جوابدیا کہ ہان آتی ہے کہا کہ ہمکو بتادو مین نے کہا نہین بتاتے بولے کیون۔
مین نے کہا کہ ہماری خوشی پھر مجھکو خیال آیا کہ یہ پٹھان ایک جاہل سپاہی اور
ہتیار بند ہے ایسا نہو کہ جلکر چوٹ کر بیٹھے مین نے کہا کہ خانصاحب آپ کمر کھولین
آرام فرمائین بھلا ایسی چیز زبردستی یا راہ چلتے کوئی بتاتا ہے آپ ٹھہرین تو سہی دیکھا
جائیگا غرض خانصاحب نے کمر کھولدی اور ہمارے پاس قیام کیا اُن دنون
ہماری غذا یہ تھی کہ روکھی سوکھی نان جوین یا پنوار کا ساگ جو اس جنگل مین
خودرو ہوتا تھا شام کو یہی کھانا ہمنے اُنکے سامنے رکھا خیر خانصاحب نے مجبوری
کھانا شروع کیا مگر لقمہ حلق سے اُترنا دُشوار تھا ہمنے پوچھا کیون صاحب خیر ہے
اچھی طرح کھائیے بولے کہ صاحب یہ ناگوار غذا تو نگلی نہین جاتی ہم نے کہا کہ واہ
آپ تو کیمیا کے طالب ہین بس یہی تو کیمیا کے مزے ہین اگر سیکھ لوگے تو ایسی ہی
چکھوتیان تمکو بھی نصیب ہون گی بت چپ ہوئے اور دل سرد ہوگیا ہمنے کہا
کہ خانصاحب ذرا خیال تو کرو اگر ہمکو یہ صنعت یاد ہوتی تو کیون لنگر کی روٹی اور
یہ ترہ بے نمک کھاتے کہا کہ مجھکو تو میان **امیرالدین** شاہ صاحب نے بتا
دیا تھا کہ آپ کو کیمیا آتی ہے ہم نے کہا کہ میان اصل بات تو یہ ہے نہ اُن کو
آتی ہے نہ ہمکو اپنا پیچھا چھوڑانے کے لئے اُنھون نے یہ حیلہ کیا اور تمکو ٹال دیا
اور جس طرح تم طلب کرتے ہو اس طریقہ سے تو کوئی جاننے والا بھی نہین بتانے کا
بڑی خدمت واطاعت سے یہ بات حاصل ہوتی ہو تم ایسا کرو کہ سری نگر کے پہاڑ
پر ایک ہندو باباجی رہتے ہین اُن کے پاس چلے جاؤ اور کچھ مدت اُنکی خدمت
مین رہو شاید تمھارے حال پر رحم کھا کر کچھ بتا دین خدا خدا کر کے ا
ٹالا اگلے روز میان **امیرالدین شاہ** صاحب بھی تشریف لائے مین نے کہا
کہ حضرت یہ کیا بلا میرے پیچھے لگادی تھی بولے کہ میان وہ تو ایسا ہمارے سر ہوا کہ کسی طور سے
مانتاہی نہ تھا مجبوری تمھارے پاس بھیجدیا تھا کہ تم کسی نہ کسی ڈھنگ سے اُسکو سمجھادوگے اور ہم تم دونون اس

Marfat.com

بلائے ناگہانی سے چھٹ جائینگے ع پاسئے کج رامونزہ می بایست کج
ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم باری سے ہردوار کو چلے کر گنگا کا اشنان کرین اور برہم گاتری کا پاٹ کرین اس لئے کہ ہمارے رضاعی باپ پنڈت رام سینھی جی نے وطن سے چلتے وقت برہم گاتری تعلیم فرماکر کہدیا تھا کہ ہردوار مین گنگا کے کنارے اس کا جاپ کرلینا جب کنکھل[1] مین پہونچے تو وہان دو پرم ہنس یعنے مجذوب دیکھے کسی بیرحم ظالم نے انکی رانون پر دہکتے ہوئے انگارے رکھدیئے تھے ایک کی ران تو جلگئی تھی اور دوسرے پر کچھ اثر نہ تھا ہم نے جھٹ پٹ انگارے الگ کئے اور اُن کو ڈولی مین سوار کرا کے جوالاپور کے تھانہ مین لائے تھانہدار سے ہماری ملاقات تھی اُس نے جلے ہوئے کی مرہم پٹی کرائی یہان حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ان دونون مین سے اعلی درجہ مین کون تھا حاضرین مین سے ایک نے جواب دیا کہ جسکی ران نہین جلی تھی آپنے فرمایا کہ نہین جس کی ران نہین جلی تھی وہ ابھی جسم کی حفاظت پر قادر تھا لیکن دوسرے کا استغراق اعلےٰ درجہ کا تھا کہ تن بدن کا بھی ہوش باقی نہ رہا تھا اگر اسکے استغراق کامل کو بزرگان اسلام سے نسبت دین تو لوگ بُرا مانین کہ اَلْحَقُّ مُرٌّ مگر انصاف یہ ہے کہ ایسا استغراق کروڑون مین سے کسی ایک کو ہوتا ہے ورنہ ہر ایک سزاوار اس مقام کا نہین ہے
اسرار محبت را ہر دل نبود قابل ✦ دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے ✦ مگر واہ رے یکسوئی نہ ہم خدمت کرنیوالون سے خوش اور نہ انگارہ رکھنے والے سے ناراض جس حالت مین تھے اُسی مین رہے
ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم جوالاپور سے چلکر ہردوار مین پہونچے تو سرون ناتھ جی سے ملاقات ہوئی نہایت خاطر و مدارات کی اپنے مکان پر ٹھہرایا دونون وقت عمدہ کھانا کھلایا جب پربھی[2] کا وقت آیا تو ہم دھوتی باندھ قشقہ لگا کمنڈل[3] ہاتھ مین لے ہر کی پیڑی پر جا موجود ہوئے ایک ہندو نے پوچھا تم کون ہو ہم نے کہا برہمن پوچھا کون برہمن ہمنے کہا کہ قنوجیے بولا تمھاری چوٹی کیون نہین ہم نے کہا جب سے سنیاس مثالی ہے چوٹی کٹوادی مگر باری کے ایک برہمن نے عین اشنان کے وقت پہچان لیا اور دانتون کے تلے اُنگلی دبا چپ رہ گیا ہم نہا کر باہر نکلے تو وہ برہمن ہمکو علیٰحدہ لے گیا اور کہا کہ میانصاحب

[1] نام مقام ۱۲
[2] یعنی وقت نہانے ۱۲
[3] یعنی ظرف ۱۲

یہان اور وہان کچھ فرق ہے جو آپ اشنان کرنے آئے اگر کوئی اور پہچان لیتا تو بڑی خرابی ہوتی خدا تو سب جگہ ایک ہے یہ بھی ایک تماشا ہے کہ ہر ایک فرقہ کا مذہب جدا ہے ایک دوسرے کو جھٹلاتا ہے اور اپنے آپکو سچا بتاتا ہے اگر حقیقت کی راہ سے دیکھو تو مراد دونون کی ایک ہے۔ ع

یہان کیا ہے وہان کیا ہو کہین سجدہ کیا جو یا ہو		پڑا بتخانہ مین ہو یا طواف کعبہ کرتا ہو

اور یہ مثال بیان کی کہ چار مسافر رفیق سفر تھے مگر زبانین چارون کی مختلف تھین انگور خریدنے کا ارادہ کیا ہر ایک نے اپنی اپنی زبان مین مطلب بیان کیا چونکہ ایک کی بات دوسرا سمجھتا نہ تھا باہم لڑنے لگے اتفاق سے ایک مرد ہمہ دان بھی آنکلا اُس نے ایک کا مطلب دوسرے کو سمجھا دیا تب شرمندہ ہوئے کہ یہ کیسی بیہودہ جنگ ہے مقصد تو انگور ہے۔ ع تا سلیمان ابین معنوی ٭ در نیاید برنخیزد این دوئی ٭ جب وہ برہمن سمجھا چکے تو ہمنے کہا کہ صاحب یہ اشنان ہمنے اپنے رضاعی باپ پنڈت رام سیٹھی جی کی طرف سے کیا ہے کیونکہ حج کا ثواب تو اُن کو پہونچ نہین سکتا پھر ہم نے برم گاتری کا پاٹ شروع کیا۔ برم گاتری یہ ہے۔ اُوم بھُوہ بھُوَہ سُوَہ تت سَوِتُر وَرِنیَم بھَرگو دیوَسیہ دِھی مھی دِھیو یونَہ پرچودِیات۔ معنی لغوی اور شرح گاتری کی یہ ہے اُوم۔ اَللہ یہ اسم افضل اسمائے الٰہی مین سے ہے یعنے اسم ذات ۲ بھُوہ آسمان اول۔ یعنی اپنے تابعین کو سب درد و غم سے نجات دیکر سرور دائمی بخش رکھتا ہے بھُوَہ آسمان دوم جو تمام مخلوق مین جلوہ گر ہوکر سب کو اپنی اپنی راہ پر رکھتا ہے سَوَہ آسمان سوم یعنے ہے تت یعنے اس سَوِتُر پیدا کنندہ یعنے جو خالق اور عزت کا دینے والا ہے وَرِنیَم یعنی جو ماننے کے لائق ہے بھَرگو۔ روشنی۔ یعنی جو پاک شکل ہے دیوَسیہ جو سب جانون کا روشن کرنے والا اور آرام کا دینے والا ہے ... کرتے ہین۔ یعنی ہم لوگ ہمیشہ اپنے خلوص عقیدت سے یقین رکھتے ان لین دِھیو یعنے حواس خمسہ اور دل وعقل یو یعنے جو۔ نَہ یعنے ہماری پرچودیات رجوع کرد

یعنی مہربانی سے سب برے کاموں سے الگ کرکے ہمیشہ اپنی طرف رکھے
ترجمہ اللہ تعالیٰ جو کل مخلوقات مین جلوہ گر ہے اور پرستش کے قابل ہے
اُس پیدا کنندہ کا نور سب جانون مین جلوہ گر ہے ہم فرمانبردار خلوص عقیدت سے
یقین کرتے ہین کہ جو ہمارے حواس خمسہ اور دل و عقل ہین اُن کو اپنی طرف رجوع
کرے - جس روز ہم پاٹ کر چکے تو آخر شب مین یہ خواب دیکھا کہ عین دریائے گنگ
مین ایک طرف خاتم رسل ہادی سُبل جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات
فخر خاندان آدم رحمت عالم باعث ایجاد ارض و سما سپہدار لشکر انبیا احمد مجتبےٰ
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابۂ کرام تشریف لائے اور ایک مجلس آراستہ
و پیراستہ ہوئی دوسری طرف مہاراج سری کرشن جی مع اپنے رفیقون کے رونق افروز
ہوئے - اور ایک سبھا جم گئی - کرشن جی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ انکو سمجھایئے
یہ کیا کرتے ہین حضرت نے کہا کہ مہاراج تم ہی سمجھاؤ پھر مہاراج نے مجھکو بلایا اور
کہا کہ سُنو برخوردار تمہارے ہان کیا کچھ نہین جو دوسری طرف ڈھونڈھتے ہو کیا
تمنے دوئی سمجھی ہے یہان اور وہان سب ایک بات ہے البتہ پنتھ جدا جدا ہین ؎
کفر و اسلام در رہش پویان + وحدہ لاشریک لہ گویان + انسان اپنی حد مین
خوب رہتا ہے اور بڑھ کر چلتا ہے تو مطعون ہوتا ہے ؎

پار کہین تو پار ہے اور وار کہین تو وار	پکڑ کنارہ بیٹھ رہ یہین وار یہین پار

چند روز اور رہنے کا اتفاق ہوا ایک دن سرون ناتھ سے اُنکی سرگذشت پوچھی
کہنے لگے کہ مین ایک جاٹ کا لڑکا ہون خود بخود ایک روز یہ سوجھی کہ کسی گرو کا
شش بنون اسی دھن مین گھر سے نکل ملک دکن کی راہ لی چلتے چلتے حیدرآباد
پہونچا وہان ایک بڑے بوڑھے مہاتما پائے دستون کی بیماری مین مبتلا روپیہ
بہت اسباب بیشمار مال بے انتہا چیلے بھی کثیر مگر کوئی گرو کے پاس تک نہ آتا
اپنے اپنے عیش و آرام مین سب مصروف تھے جانشین بھی انکے خبر نہین لیتا تھا
گرو جی بیچارے اکیلے پڑے رہتے مین نے اپنے دلمین کہا خیر جو ہو سو ہو آؤ انھین کے چیلے بنجاؤ

Marfat.com

مرگ انبوہ جشنے دارد یہ سوچکر اُنکے پاس گیا اور اپنا حال عرض کیا فرمایا کہ بھائی کیون مصیبت مین پڑتا ہے میرا وقت اخیر ہے جب کچھ کام نہ ہو تو نام گنانے سے کیا فائدہ مین نے کہا کہ مہاراج میرا یہی کام ہے کہ اسوقت آپکی خدمتگذاری کرون بارے قسمت اچھی تھی مجھکو چیلہ کرلیا اور مین نے دل وجان سے اُنکی خدمت شروع کردی جب وقت قریب آیا تو مجھکو پاس بُلاکر اسماء ستہ تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ ہردوار مین جاکر گنگا کے کنارے اُنکا پاٹ کرلینا پھر تاثیر دیکھنا وہ اسمار ستہ جنکو ذکر شش ضربی بھی کہتے ہین یہ ہین کلیم ھَرِیم شَرِیم اُوم سُوھَم سَتِیَم اور اسطرح بھی تلفظ کرتے ہین کلینك ھرینك شرینك آونك سونك ست انك لیکن اول صحیح ہین یہ اسمار ستہ شاستر کے حروف مقطعات ہین انکے معانی کوئی نہین جانتا بعد اس تلقین ووصیت کے گروجی بہان حق ہوئے چیلون نے باہم مال تقسیم کیا میرا حصہ مجھکو دیا مین وہین پن کرکے ہردوار کو چلتا ہوا یہان پہنچکر پاٹ کیا اُسدن سے ایک عالم مسخر ہوگیا کسی چیز کی پروانہ رہی اُسکے بعد سرون ناتھ نے کہا کہ فقیری تو مجھکو ملی نہین ہان امیری موجود ہے اگر آپ کو خواہش ہو تو اُن اسمار کی اجازت ہے جب جی چاہے پاٹ کرلینا یہ گدڑی جو آپ دیکھتے ہین اُنھین گروجی کی دی ہوئی ہے وہ گدڑی ایک رات ہم کو بھی اوڑھنے کو دی تھی فی الحقیقت اُسمین عجیب تاثیر دیکھی الحاصل ہم وہان سے رخصت ہوئے اور آگے کو چلدیئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہردوار سے آگے ہم ایک منزل گئے تھے کہ ایک مسلمان فقیر سے جو نہایت عابد وزاہد تھے ملاقات ہوئی بہت تپاک سے پیش آئے اور ... ٹھہرایا اُنکے ہان گائے بکریان بہت تھین ہمیشہ دودھ چاول کھایا کرتے تھے ایک دو روز تو کھائی لیکن یہان تو زبان کو نمک مرچ کی چاٹ لگی ہوئی تھی ... نہ آئی ایکدن ہم جنگل مین چلے گئے اور جنگلی مرغیون کے انڈے لائے کچھ ثابت کچھ جلے ... بھی کھائے اور فقیر صاحب کو بھی کھلائے پھر تو اُنکو بھی مزہ پڑگیا روز جاتے اور انڈے ...

Marfat.com

سچ ہے اَلصُّحبَتُ مُؤَثِرٌ دنیادار کی صحبت نے فقیر کو بھی چٹورپن سکھادیا خیر تو یہ ہوئی
کہ ہمنے اُنکو مرغ پکڑکر نہین کھلایا ورنہ جنگلی مرغونکا نام ونشان بھی نہ رہتا ایکدن مین نے
کہاکہ میانصاحب آپ عابد زاہد متقی پرہیزگار آدمی ہین آپکا قیام توشہرمین زیبا تھا تاکہ
جمعہ وجماعت کا ثواب حاصل کرتے خلقت آپسے فیض پاتی آپ اُن سے فائدہ اُٹھاتے
طرفین حور وقصور کے مستحق ہوتے اور یہ ہُو کا مقام تو عارفون کا ہے سوآپ کو اُسکی ہوا بھی
نہین لگی ہم توکچھ اور ہی سمجھ کر آئے تھے پھر وہ فقیرصاحب ہمکو اپنے مرشد کے پاس
لیگئے جو پہاڑ پر رہتے تھے اُن سے ملاقات ہوئی البتہ وہ خوب آدمی تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم دہرہ دون کو گئے وہان ایک ہندو فقیر
کی خبر سنکر پہاڑ پر پہونچے اُنکی ملاقات سے طبیعت بہت خوش ہوئی جیسا سُنا تھا ویسا ہی
پایا چار پانچ روز رہنے کا اتفاق ہوا ایک روز تنہائی مین ہم گئے اُس وقت
باباجی رام گیتا لکھ رہے تھے ہم نے کہا نمو نارائن بولے اجی نمونارائن پر لاحول
بھیجو السلام علیکم کہو یہ کلام سنکر ہم چونکے فرمانے لگے مین سید ہون اور میرا نام
محمد حسین ہے پہلے توشاہ عبدالعزیز صاحب سے تحصیل علم کی پھر وید اور شاستر
کا شوق دامنگیر ہوا بنارس جاکر یہ بھی پڑھا خاندان قادریہ مین مرید ہون اب جوگ
لیکر یہان آرہا ہون چیلے کام کرتے ہین مین یادخدا مین مشغول ہون ہمنے دریافت
کیاکہ ہندؤن اور مسلمانون کی فقیری مین آپنے کیا فرق دیکھا کہاکہ فقیری کی بات
تو دونون طرف یکسان ہے صرف الفاظ واصطلاحات جدا ہین ؎ ہندیا نرا
اصطلاح ہند مدح * سندیا نرا اصطلاح سند مدح * نہ من برآن گل عارض
غزل سرایم وبس * کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند *

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہم دہرہ دون کے پہاڑ کی سیر کرتے ہوے سری نگر مین
پہونچے ایک پہاڑ پر باباجی رہتے تھے اُن سے ملاقات ہوئی بڑے خلق ومدارات سے
پیش آئے دیکھتے ہی بولے کہ ایسی صورت تو بعد مدت دیکھنے مین آئی ہے ہمکو ایک جا مکان یا چارپائی
منگائی ہرچند ہمنے انکار کیاکہ آپ مین پر سوتے ہین ہم بھی اسیطور سے بسر کرینگے ہرگز نہ مانا اور اصرار کیا

Marfat.com

کہ نہین تمکو چارپائی ضرور چاہیئے چند روز مین بے تکلفی ہوگئی ایک دن اُن کے کسی چیلہ کو پدم ناگ نے جو ہاتھ بھر کا اور نہایت زہریلا ہوتا ہے کاٹ لیا دوسرے چیلہ نے سانپ کو تھرکے کونڈے سے ڈھانک دیا اور خود آکر گروجی کو خبر دی فرمایا کہ جلدی بھبوت لا (یعنی اکسیر اعظم) اتنے مین ایسا زہر چڑھا کہ چیلہ کا مُنھ بند ہوگیا اور گردن کا منکا ڈھل گیا کہا کہ جس طرح ہو سکے اسکے حلق سے بھبوت اُتار دو خیر بڑی مشکل سے ایک خشخاش کی برابر رکھ سینک سے اُسکو کھلا دی حلق سے اُسکا اُترنا تھا کہ چیلہ پھُریری لیکر سیدھا ہوگیا اور چیلون کو حکم دیا کہ اب اسکو بٹھاؤ تھوڑی دیر مین اُس نے بھوک کی فریاد کی تو دودھ [illegible] گھی اُسکو پلوایا اور پھر ٹہلانا شروع کیا اور جب خواہش ہوئی گھی پلادیا کچھ دیر بعد اسکو خون کا دست آیا پھر گھی پلا کر ٹہلایا تو کچھ لہو کا دست آیا اسکے بعد غذائی آیا [illegible] چنگا ہوگیا اب گروجی نے کہا کہ اُس سانپ کو لاؤ چیلے پکڑ لائے ایک سینک [illegible] اُسکے مُنھ مین بھی وہی بھبوت ڈالدی اُسی دم اینٹھ کر رہ گیا اور ذرا دیر [illegible] ہو کر بہ گیا اور وہ خاک پانی پر تیرنے لگی باباجی نے کہا کہ دیکھئے اسکا زہر تو [illegible] اکسیر ہے مگر انسان کے لئے قاتل ہے اور انسان کی اکسیر اسکے حق مین زہر ہلاہل ہے [illegible] کیمیائے زہر مارآن شقی ✣ برخلاف کیمیائے متقی ✣ اور یہ حوصلہ اللہ تعالےٰ نے انسان ہی کو دیا ہے کہ اکسیر کو ہضم کرتا ہے ورنہ اور حیوانات کے حق مین تو اکسیر زہر کا حکم [illegible] ہے ؎ آن یکے را مے درحق تو ذم ✣ آن یکے را شہد [illegible]

باباجی نے کہا کہ آؤ تمکو ایک اور تماشا دکھائین ایک کڑھائی دودھ کی بھری [illegible] منگائی اور اُسمین سرکہ اور نمک ڈالکر دودھ کو پھاڑ دیا مجھسے بولے کہ بھلا اب [illegible] اسکو درست کرسکتی ہے مین نے کہا کہ نہین پھر وہی خاک چاول بھر اُسمین ڈالکر [illegible] سے ہلانا شروع کیا فوراً دودھ اصلی حالت پر آگیا پھر کتنا ہی سرکہ اور نمک [illegible] کچھ اثر نہ ہوا جیسا تھا ویسا ہی رہا باباجی نے چیلون کو حکم دیا کہ [illegible] کو دبادو ہمنے کہا صاحب ان چیلون کو آپ کیون نہین پلادیتے فرمایا کہ یہمین تو کافی ہو [illegible] گے پھر ہمسے براہ عنایت فرمایا کہ اگر تم کھاؤ تو ہم کھلادین سات پشت تک اسکی تاثیر رہے گی مینے کہا

بت اچھا مگر اسکا اُتار بھی بتا دیجئے ورنہ پانچ سیر مرغن کھانا ہر روز کہان سے لائینگے
فرمانے لگے میان خدا مالک ہے ہمنے کہا سبحان اللہ دوا کھلانے کے تو آپ مالک ہین
اور کھانا کھلانے کے لیئے خدا مالک مین ایسی دوا سے باز آیا اُن باباجی کی عمر چار سو برس
کی تھی ستر برس مین کایا پلٹ کرتے تھے اسطرح کہ چھ مہینے ایک کوٹھری مین بیٹھکر
جہان ہوا کا گذر نہو ایک دوا کھاتے تھے پہلا جسم پھٹ کر اُسکے اندر سے بارہ برس کی
عمر کا ایک جسم نکل آتا تھا جن دنون مین ہم گئے تھے وہ دوا طیار ہو رہی تھی یہ باباجی
اکسیر کے کھلانے مین بڑے اُستاد تھے چند روز کے بعد میر **اعظم علی** صاحب قبلہ
ہمین تلاش کرتے کرتے وہان جا پہونچے اُنکو دیکھ کر باباجی نے پوچھا یہ صاحب کون ہین مین نے
جواب دیا کہ ہمارے پتا ہین سنکر بولے کہ صورت شباہت سے تو یہ بات ٹھیک نہین
معلوم ہوتی تب مین نے کہا کہ ہمارے مرشد اور گرو ہین کہا کہ ہان اسکا مضائقہ نہین
وقت رخصت باباجی نے میر صاحب قبلہ کو ستر روپیہ اور ایک بیل اکسیر کے دیئے
وہان سے بابری کو چلے راہ مین میر صاحب نے فرمایا کہ اکسیر کے بیل کو پھینک دو مینے عرض کیا کہ آپکے امداد
ہین بال بچونکے کام آئیگی فرمایا کہ نہین اسکو دیکھ کر خراب ہو جائینگے تب ہمنے وہ بیل پھینک دی

اکسیر پر ہوس اتنا نہ ناز کرنا	۰	بہتر ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا

ایک روز ارشاد ہوا - کہ بابری مین ہمکو ایک برہمن نے یہ منتر بتایا تھا نہایت پرتاثیر ہے

دھاننگ دھیان جو ہے	دھوپنگ دھوپ ہے	منو دل	بھوکنگ راجہ	پنچ اندریان حواس خمسہ	هون	
ناس ننگ فنا ہون	چھمہ تحمل	جاپ پرستش ہو	سنتوک قناعت	پوجا پوجا	پوجو پوجا اسوقت	دیو ذات
نرنجننگ محبت کو	اُرمان خاکساری	منڈپ سائبان	نرمات عجز سے	دیونگ خدا کو	جپونت پوجنے والا	
جُرکی	جہان جہان	بھرم امید	نہ بھونگ نہ خوف	لولین پوجا محو ہونا عبادت مین	من پشپ دل پھول	
دھوپنگ خوشبودار	ست ست سچ سچ	بھاکھنت بیان کرتا ہے	دیوٗ دت پوچھنے والا فقیر	اودھوتنگ اودھو		

Marfat.com

ترجمہ یعنے خدا کے ساتھ ایسا دھیان لگاؤ کہ سلطان دل کی خواہش اور حواس خمسہ جو اسکے خادم ہین دھوئیں کی طرح جل جائین خدا کی عبادت تحمل وقناعت سے عجز کا سایبان لگا کے عبادت کنندہ بغیر امید وخوف کے عبادت کرے بلکہ محو ہو جائے دل خوشبو دار پھول کیطرح کھل جائیگا سچ سچ کہتا ہے پوچھنے والا او دھو

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم بابری مین تھے تو مولانا روم کی مثنوی کا شوق پیدا ہوا سنا کہ مولوی **قلندر** صاحب جلال آبادی خوب جانتے ہین انکی خدمت مین جا کر کتاب شروع کی جب دوسرے دفتر مین یہ شعر آیا ؏

قال را بگذار مرد حال شو ÷ پیش مرد کاملے پامال شو ÷ ہمنے عرض کیا کہ حضرت یہ تو قال ہی قال ہے کچھ حال کی حقیقت وماہیت فرمائیے بولے کہ بھائی یہ تو ہم بھی نہین جانتے بس اُس روز سے ہم نے کتاب بالائے طاق رکھدی مولوی صاحب ایک تعویذ چند بار ہر روز لکھا کرتے تھے مین نے اس کی تاثیر پوچھی فرمایا کہ اسمین حب بغض دست غیب فتوحات وتسخیر خلائق ہے چنانچہ ایک تعویذ لکھا اور فرمایا کہ یہ دست غیب کی نیت سے لکھتا ہون مجھکو دیا اور کہا کہ اسکو جانماز کے تلے رکھدو پھر کچھ پڑھا اور فرمایا کہ اب جانماز اُٹھا کر دیکھو دیکھا تو پانچ روپیہ رکھے تھے غرض اُنھون نے ہر قسم کی تاثیر کا تجربہ دکھایا فی الحقیقت نہایت مجرب تعویذ تھا فرمایا یہ تمکو بھی اسکی اجازت ہے اس ترکیب سے کرلینا بہ ترتیب چار عناصر اسکے چار چلّے ہوتے ہین وہ تعویذ یہ ہے

۷۸۶

۳۳۴	۳۳۹	۳۳۶
۳۳۵	۳۳۳	۳۳۱
۳۳۰	۳۳۷	۳۳۲

ابرصا

مولوی قلندر صاحب سے ہم رخصت ہو کر پیران کلیر کے عرس مین پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک زمانہ مین حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار متبرک کی زیارت کو ہم گئے پیران کلیر مین رہنے کا اتفاق ہوا جب عرس شروع ہوا تو اطراف وجوانب سے حضرات صوفیہ کا ورود

Marfat.com

ہونے لگا خوش اعتقادوں کے ہجوم اور آہنگ سرود کی دھوم ارباب شوق کی مستی واصحاب ذوق کی بالادستی سے ہنگامۂ بزم گرم ہوا مین بھی عین وجد و حالت کی گرماگرمی مین اس مجلس کے اندر پہنچا دیکھا کہ تین شخص رنگین لباس بادۂ شوق سے سرمست ہین اور اصاغر و اکابر خاموش مطربان خوش آہنگ کسی سوختہ دل کا یہ شعر گاتے ہین ؎

یہ شکایت ہے ہمین اُس ساقی گلفام سے	دور ساغر مین ہمین محروم رکھا جام سے

انہین سے ایک فریاد خوان کا ہاتھ مین نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ آپنے اس شعر سے کیا کیفیت اخذ کی اور تحقیق معانی سے کیا اثر آپکے دلپر مترتب ہوا۔ انھون نے فرمایا کہ ہم جو گوہر اشک پروتے ہین سو اللہ کو روتے ہین مین نے کہا کہ حضرت کیا آپکے دل مردہ کی طرح حَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ بھی دام اجل مین گرفتار ہو گیا جس کے ماتم مین آپ نوحہ گری کرتے ہین اگر ایسا ہوا تو مقام تہنیت ہے نہ جائے تعزیت کیونکہ اُس نے تمھارے بزرگون کو مارا اور تمھاری فکر مین ہے۔ ؎

بھلا ھوا اکر کمھین کہا یو بھن بھن سی تو چھوٹی جی ۔ ؎

بھلا ہوا گر بیسرے سر سے ٹلی بلائے	جیسے تھے ویسے بھئے اب کچھ کہا نجائے

یہ بات سنکر چپ چاپ ایک گوشہ مجلس مین جا بیٹھے نہین معلوم کبیدہ خاطری سے گردن جھکائی یا خدا سے جی لگا بیٹھے پھر مینے دوسرے نالہ کش سے وہی سوال کیا جو پہلے سے کیا تھا وہ بولے حضرت کیسی غزل اور کہان کا شعر نہ ہم سمجھتے ہین نہ اسکو سنتے ہین یہان تو الاپ اور لَے بھلی معلوم ہوتی ہے ڈھولک کی تھاپ پر سر دھنتے ہین مین نے کہا کہ بہت درست ؎ کسانیکہ ایزد پرستی کنند ✤ برآواز دولاب مستی کنند ✤
پھر تیسرے صاحب ذوق سے بھی یہ ہی سوال کیا اُنھون نے فرمایا کہ حضرت شعر کا مطلب یہ ہی کہ جب حضرت خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا شب معراج کو مدارج و مقامات طے کرتے ہوئے پردۂ وحدت تک پہونچے تو آواز آئی کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پس اس ساغر کو حضرت رسالت پناہ نے دو بخش فرمایا ایک حصہ تو خود نوش کیا اور دوسرا حصہ بندگان صالح کو عنایت کیا یعنی فرمایا

Marfat.com

کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ط حسرت تو یہ ہے کہ بندگان صالح کو تو اُن کی صالحیت کافی تھی وہان ہم جیسے تشنہ لبان بادیہ معصیت کو یاد کیون نہین فرمایا ع کہ مستحق کرامت گناہگاران اند ؛ مین نے عرض کیا کہ حضرت خیرالورا نے تو گناہگارون کو صالحین سے بھی پہلے دور ساغر مین کمال شفقت کے ساتھ شریک فرمایا ہے چنانچہ علینا مین ضمیر جمع اس پر شاہد ہے صالحین کو بعد عطف جدا یاد کیا اور عاصیون کو اپنے ساتھ رکھا بھلا اس سے زیادہ اور کیا عنایت ہو سکتی ہے یہ بات سُنکر اُن کا جوش وخروش دھیما ہو گیا اور خاموش ہو کر ایک جانب بیٹھ گئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک بار قلندر صاحب کے چلہ مین ہم جاکر ٹھہرے جو بوڑیہ کے قریب ہے شاہ **امیرالدین** صاحب بھی وہان تشریف لائے فرمانے لگے کہ میان جنگل مین رہکر تم کھاؤ گے کیا۔ ہم نے کہا کہ صاحب جو خدا کھلائے۔ کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اور چاول گھی مرغی وغیرہ لایا ہمنے اُس سے کہا کہ بھائی اگر تو قلندر صاحب کی نذر لایا ہے تو پانی پت یا کرنال کو لیجا اور اگر زندہ قلندر کے واسطے لایا ہے تو ہمارے سامنے رکھ اُس نے کہا صاحب مین تو آپکے واسطے لایا ہون خیر اُس کا پلاؤ پکایا گیا پھر تو ہمیشہ یہی کیفیت رہی چھ مہینے تک ہم وہان ٹھہرے ہر روز کچھ نہ کچھ آتا رہا۔ اور باجو کیمیاگر جو ہمارا دوست تھا وہ بھی اکثر وہان آیا کرتا اور اُس کا دستور تھا کہ جب آتا تو مٹھائی وغیرہ ضرور لاتا ایک روز ہمنے باجو سے سوال کیا کہ یہ فن تم کو کس طرح حاصل ہوا اُس نے جواب دیا کہ میری آٹھ یا نو برس کی عمر تھی کہ والدین کا انتقال ہو گیا جو نقد وجنس تھا وہ ہمارے چچا نے سنگوایا مین اُنکی گائے بھینس چراتا اور روٹی کھاتا چچی مجھکو بہت مارتی اور تنگ کرتی تاکہ مین نکل جاؤن اور میرا مال واسباب [illegible] پاس رہے چنانچہ ایک دن مجھکو بڑی بیدردی سے مارا مین [illegible] جنگل کو چلا اور راہ مین بیٹھ کر رونے لگا اتنے مین ایک گرو اور دو چیلے اُن کے میری طرف کو آئے مجھکو روتا دیکھکر ٹھٹکے اور حال پوچھا مین نے اپنا تمام قصہ بیان کیا فرمایا کہ آ ہمارے ساتھ

Marfat.com

چل سب گائے بھینس چھوڑ اُنکے ہمراہ ہولیا چند روز کے بعد گروجی کی الفت و محبت کے سبب سے وہ چیلے بھی میرے دشمن جانی ہو گئے ایکدن گروجی تو باہر گئے تھے چیلون نے اکیلا پاکر مجھکو خوب پیٹا مین رو رہا تھا کہ گروجی آن پہنچے پوچھا اب کیون روتا ہے مین نے عرض کیا کہ صاحب وہان تو چچی دشمن تھی یہان آپکے دونون چیلے میری جان کے لاگو ہو گئے مجھکو رخصت فرمایئے کہین اور ہی زندگی کے دن کاٹونگا یہ بات سنکر بولے کہ خیراب تو ارنڈہی کا درخت لگائینگے سورۂ والضحیٰ سے مجھکو قرآن شریف پڑھانا شروع کیا جب یہ سورتین حفظ ہو گئین تو نماز کے ارکان واحکام سکھائے نماز بھی بخوبی یاد ہو گئی تو ایک رات کو فرمایا کہ آج دو رکعت نماز اس ترکیب سے پڑھکر سو رہنا مین نے ایسا ہی کیا خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور مجھکو تمام ترکیبین چاندی بنانے کی تعلیم کین علی الصباح یہ خواب گروجی سے عرض کیا فرمایا کہ اچھا ان ترکیبون کی آزمایش کر شام تک سب ترکیبون کا امتحان کرتا رہا جو کی سو پوری اُتری میرے دلکو یقین ہو گیا دوسری شب پھر اُن کے فرمانے کے موافق وہی دوگانہ پڑھکر سویا تو حضرت خضر نے سونا بنانے کی ترکیبین ارشاد فرمائین دن مین اُنکی بھی آزمایش کی تو سب درست تیسری رات پھر وہی عمل کیا تو جواہرات کی صنعت تعلیم فرمائی چوتھے روز گروجی نے مجھکو رخصت کر دیا اور وہ چیلے دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے مین چلا تو آیا لیکن تین دن تک یہ حال رہا کہ نہ کھانے کو جی چاہے نہ نیند آئے پھر گرو کے پاس گیا اور یہ کیفیت عرض کی فرمایا کہ جا تو کھلائے گا تو کیا مگر خود کھایا کر اُس دن سے مین خوب کھانے پینے لگا۔ پھر ہمنے باجو سے پوچھا کہ بھلا تم نے بھی کسی کو یہ ترکیب سکھائی۔ کہا کہ ہان ایک شخص کو تو مین نے زبردستی سکھائی اور ایک نے زبردستی مجھ سے سیکھ لی جس کو مین نے سکھائی تھی اُس کا حال یون ہے کہ ہم دو شخص کیمیاگر ہمسفر تھے ایک گانو مین پہونچے وہانکا چودھری نہایت نیک بخت و مخیر آدمی تھا چوپال مین ہم دونو جا اُترے وہ آیا اور ایک چھوٹی سی لڑکی اُس کے ساتھ تھی جسکے کانون مین سونے کے بالے تھے ہمارا حال پوچھا

Marfat.com

اور کہا کہ جب تک جی چاہے آپ ٹھہرین کھانا ہمارے گھر سے آیا کرے گا اتفاقاً اُس روز گھر مین کچھ نہ تھا اس مرد کریم نے چھوٹی لڑکی کا بالا اُتار کر گروی رکھا اور ہمکو تین دن تک طرح طرح کا کھانا کھلایا چوتھے روز ہم رخصت ہوئے اور ایک بیل اکسیر کی اُس کے حوالہ کی اور اپنے روبرو اسکی تاثیر دکھلادی اُس نے بیل تو پھینک دی اور لاٹھی لیکر ہمارے پیچھے دوڑا کہ مین نے تمھاری خدمت للہ کی تھی نہ اس طمع کے لئے غرض ہمنے بمشکل تمام اُس سے پیچھا چھوڑایا جب وہ نکل گئے تو ہم وو تو کو یہ خیال آیا کہ دیکھو یہ شخص پیادہ آ ہو کر اسطرح تواضع سے پیش آیا بڑے شرم کی بات ہے کہ ایسے آدمی کو کیمیا سکھلائے کرنہ جائین ہم پھر واپس آئے اور اُسی چوپال مین قیام کیا چودھری نے کہا کیون کیا پھر مار کھانے کا ارادہ ہے ہمنے کہا کہ صاحب اب کوئی بات ایسی نہ ہوگی صرف تین روز ہم اور ٹھہرا چاہتے ہین بولا کہ بسر و چشم تمھاری خدمت کرون گا لیکن حرف طمع زبان پر لاؤ گے تو جان سے مار ڈالون گا مین نے کہا کہ بھائی طمع کی بات جانے دو ایک نماز تمکو بتائین تو پڑھو گے یا نہین کہا کہ ہان اسکا مضائقہ نہین مین نے وہی دوگانہ خضری بتایا اور کہا کہ اسکو تین روز تک پڑھنا یہ کہکر ہم تو چلدیے سال بھر کے بعد جو ہم واپس آئے تو لوگون سے معلوم ہوا کہ وہ چودھری دیوانہ ہوگیا اور گانو در گانو بھیک مانگتا پھرتا ہے بہت جستجو کے بعد ملا تو ہمکو دیکھتے ہی لٹھ لیکے دوڑا اور کہا کہ خدا تمکو غارت کرے تمنے مجھکو خراب کردیا گھر بار بال بچے سب چھٹ گئے روٹی ٹکڑے کا بھی ٹھکانا نہ رہا یہ کہکر رونے لگا اور کہا کہ خدا دشمن کو بھی اس مصیبت مین نہ ڈالے تو دنیا نہ دین رہا تمام جہان اپنی جان کا دشمن معلوم ہوتا ہے - دوسرا شخص جس نے زبردستی سیکھا اُس کی کیفیت یہ ہے کہ ضلع سہارنپور کے ایک گانو مین ہم مقیم تھے وہان ایک جولاہے نے ہماری بڑی خدمت کی یہانتک کہ اپنا تمام مال و اسباب [illegible] وہ بالکل قلاش ہوگیا تو اُس نے ایک روز گیا کام کیا [illegible] اندر رکھوا اور اُسپر ایک بوریہ اور بوریہ پر سفید چادر بچھادی اور اپنی بیوی کو سمجھا دیا کہ خالی دیگچیون مین چمچا ہلاتی رہنا تاکہ معلوم ہو کہ کھانا کسی قسم کا پکتا ہے

پھر ہمکو بُلا کرلے گیا کہ چلئے آپکی دعوت ہے ہمکو تو چاٹ لگی ہوئی تھی جھٹ چلے گئے پہلے تو ہم اور وہ ایک چارپائی پر بیٹھے ادھر ادھر کی باتین ہوتی رہین اور وہ اپنی بیوی کو تاکید کرتا رہا کہ جلدی پلاؤ زردہ پکاکر لاؤ وہان کیا خاک دھرا تھا یون ہی جھوٹ موٹ دیگچی کھڑکا دیتی تھی اسی انتظار مین آدھی رات ہوگئی اُسوقت کہا کہ آؤ کھانا طیار ہے ہم بخوشی اُٹھے اور سفید چادر پر قدم رکھا کہ اب تر نوالے کھائین گے اُسپر بیٹھنا تھا کہ دھم سے گڈھے کے اندر!!! مین تو گرا اور وہ دنون میان بیوی لٹھ لے میرے سر پر آچڑھے اور دھڑا دھڑ مارنے لگے اور بولے کہ آج اسی گڈھے مین تمکو مار کر دبا دینگے ناچار اُسکو ایک نسخہ چاندی کا بتانا پڑا اُس نے دو چار دفعہ اُسی دم آزما لیا تب بمشکل میری جان بچی اور اُس نے رہائی دی پھر پانون مین گر پڑا اور قصور معاف کرایا اُس دن سے مین نے توبہ کی پھر کیسی دعوت نہ کھاؤنگا ؎ بدزد طمع دیدۂ ہوشمند ٭ در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند ٭ ایک روز باجو نے ہم سے دریافت کیا کہ میان صاحب سیکڑون آدمی میرے پیچھے پھرتے ہین اور کیمیا کے طالب ہین ہر ایک کا یہی سوال ہے کوئی نسخہ بتا دو مگر باوجود بے تکلفی اور محبت و ملاقات کے آپنے کبھی اس امر کی خواہش نکی اسکا کیا سبب ہے ہمنے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ جو لوگ تمسے پوچھتے ہین کیا اُنکو تمنے بتا دیا۔ کہا کہ نہین ہمنے کہا پھر ہمین کیا ضرورت ہے کہ تم سے خواہش کرین اور اس ملاقات مین بھی خلل ڈالین رہا فائدہ کیمیا کا سو ہمکو یون ہی حاصل ہے کہ تم روز مرّہ ملائی اور مٹھائی وغیرہ لے آتے ہو اور ہم کھا لیتے ہین اس سے زیادہ مزا کیمیا کا ہمکو درکار نہین ایک روز باجو نے بیان کیا کہ مین پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ایک پیر جی کیخدمت مین گیا کہ حضرت مجھے مرید کر لیجئے اُنھون نے غریب و شکستہ حال دیکھ کر مجھکو دھتکار دیا اسوقت پیر جی ہوسی کی دھت مین مصروف تھے اور پھونک پھانک کر رہے تھے مین نے اُنکی ادویات لیکر اور کچھ اپنے پاس سے ملا کر جھٹ پٹ چاندی بنا کر دکھا دی پھر تو پیر جی لٹو ہوگئے بڑی خاطر و مدارات کی اور کہا کہ تجھکو ہم دل و جان سے مرید کرینگے بشرطیکہ

Marfat.com

کیمیا سکھادے مین نے کہا کہ بہت اچھا تین من گوہ بندرونکا جمع کرائیے پیرجی نے مریدون کو حکم دیا کہ چند روز مین گوہ جمع ہوگیا مین نے کہا کہ اسکو گھڑون مین بند کرکے آگ دیدیجئے تاکہ اسکا تیل نکل آئے ترکیب بتا کر مین تو چلدیا اور پیرجی نے گوہ کو آگ دی مارے بدبو کے تمام بستی کے لوگ چلا اُٹھے اور پیرجی کے گھر پر ایک شور وغل مچادیا کہ خدا کے لئے پیرجی کیون تمام بستی کا دم ناک مین کیا یہ کیا بلا آپنے جلائی ہے غرض پیرجی نہایت خفیف ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم میرٹھ مین مقیم تھے تو کپڑے بالکل پھٹ گئے گرہ مین کوڑی نہ تھی مجبور لڑکے پڑھانے شروع کئے ع از توکل درسبب کاہل مشو * رمز الکاسب حبیب اللہ شنو * گرتوکل میکنی در کار کن * کسب کن پس تکیہ بر جبار کن * جب کپڑون کے لائق دام آگئے تو پڑھانا ترک کردیا اُسی زمانہ مین مولوی **حبیب اللہ شاہ** صاحبؒ کیخدمت مین رہے فی الواقع حضرت کی اصلاحی توجہ نہایت عمدہ تھی ہماری طبیعت کو بہت درستی اور اصلاح حاصل ہوئی اور تمام سلوک نقشبندیہ شاہ صاحب قبلہ سے طی کیا جب سیر لطائف و دوائر و انوار کی ہو چکی تو حضرت نے فرمایا کہ لو سید صاحب تعلیم ختم ہوئی مین نے عرض کیا کہ آپکی توجہ سے لطائف ودوائر کا خوب تماشا دیکھا مگر گستاخی معاف ہو خدا کا پتا تو نہ کسی دائرہ مین لگا نہ کسی لطیفہ مین یہ سب بھان متی کا سوانگ معلوم ہوتا ہے اُسوقت تو یہ بات اُنکو بہت ناپسند ہوئی مگر رات کو خود غور وفکر جو کیا تو بات سمجھ مین آگئی چونکہ نہایت منصف اور دانا آدمی تھے صبح کو فرمانے لگے کہ سید تم سچ کہتے ہو ہمنے جو غور وانصاف کیا تو درحقیقت خدائے بیچون وچگون کسی دائرہ اور لطیفہ مین مقید نہین آفرین صد آفرین تم نے یہ بات سمجھائی صد بار [illegible] پاس آئے مگر کسی نے اس سوجھ بوجھ کی گفتگو نہین کی آؤ دہلی چلکر حضرت شاہ ابو سعید صاحب سے یہ بات عرض کرین چنانچہ شاہ صاحب مجھکو دہلی لے گئے اول تو شاہ **ابو سعید** صاحب نے بڑے زور شور کی توجہ دی لوگون کو خیال تھا کہ دیکھئے کیا

Marfat.com

حالت ہوتی ہے مگر ہم تو جیسے تھے ویسے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے بعد اسکے مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب نے وہ تقریر عرض کی شاہ ابوسعید صاحب نے فرمایا کہ یہ سوال تمھارا تو نہین معلوم ہوتا میاں صاحب نے میری طرف اشارہ کیا اُس وقت جناب شاہ صاحب نے نہایت ہی انصاف کی بات فرمائی اور بہت ہی معقول جواب دیا کہ سنو صاحبزادہ جو کچھ ہمکو بزرگون سے پہنچا تھا وہ تمکو پہنچا دیا اب اگر تمھارا حوصلہ فراخ اور طلب غالب ہے تو اور جگہ تلاش کرو ع متاع نیک ہر دکان کہ باشد ٭ پھر ہم دہلی سے چلدیئے ؎ من فدائے آنکہ او در ہر رباط ٭ خویش را واصل نداند بر بساط ٭ ہر کہ صاحب ہمت آمد مرشد ٭ ہم چو خورشید از بلندی فرو شد ٭۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جناب مولوی حبیب اللہ شاہ کی ایما کے موافق مرزا غفور بیگ صاحب کی زیارت کے لئے ہم میرٹھ سے خورجہ کو روانہ ہوئے اول ہی منزل پر موضع کھرکھودہ مین ایک لڑکا ملا۔ ہماری صورت دیکھکر بولا کہ آپکے پاس پانچ روپیہ اور ایک آنہ ہے ہمنے کہا کیون اگر تمکو درکار ہو نذر ہے بولا نہین مین تو یون ہی کہتا تھا دستے مین ہمنے اس سے پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اور تجھکو کیا عمل آتا ہے اُس نے کہا کہ مجھکو یہ تو خبر نہین کہ میرا باپ کون تھا بچپن مین ٹھگ مجھکو لیگئے تھے اُن ہی لوگون مین پرورش پائی اور ایک منتر بھی اُن سے سیکھا جسکی بدولت میرے سب کام نکلتے ہین مین آپکو بھی اس منتر کی اجازت دیتا ہون **منتر یہ ہے**۔ اُوُ اُوُ اُمرِھا اُمرِھی اَھلاً اَھلاً کَھلاً کَھلاً کَھلاً کَھلاً کَی کَھیجا کَی کَھیجا کرسا کرسا سُوھا ھنسا بلب بلب یا بلب یا بلب اگر کوئی امیر ملگیا تو آپکو اسکا تماشا دکھاؤن گا غرض جب ہم دونون مرزا صاحب کیخدمت مین پہونچے اور چند روز رہے تو ایک دن اس لڑکے کے سامنے ہمنے مرزا صاحب کی تعریف بیان کی کہنے لگا کہ آپ کہین تو تماشا دکھاؤن ہم نے کہا اچھا اُس نے تین کنکریون پر یہ منتر پڑھا اور باری باری سے مرزا صاحب پر پھینکین تیسری کنکری لگاتے ہی چپکے سے گھر مین چلے گئے اور سب نقد و زیور اُس کے سامنے لا رکھا اور کہا کہ لیجاؤ ہمنے وہ زیور وغیرہ اس لڑکے سے لے لیا اور اُنکے گھر مین بجنسہٖ پہنچا دیا مائی صاحبہ نے فرمایا تمنے دیکھا کہ آج

Marfat.com

مرزا صاحب نے یہ کیا خلاف عادت کام کیا اُسوقت ہم نے یون بات بنادی کہ حضرت ایک شخص نے امتحان کیا تھا کہ جیسے پہلے زمانہ مین حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا تمام مال واسباب خدا کی راہ مین دیدیا تھا اب بھی کوئی ایسا ہے یا نہین اسواسطے مرزا صاحب نے یہ چیز لیجا کر اُنکو دیدی تھی خیر یہ بات تو رفت گذشت ہوئی مگر تین روز تک مرزا صاحب پر منتر کا اثر رہا چوتھے دن ہوش مین آئے تو فرمانے لگے کہ خدا جانے کیا اسرار تھا تین دن سے ظلمات کا ابر دل پر چھا گیا تھا اور سب فیض و برکات یک قلم بند تھے ہم کو نہایت تعجب ہوا کہ ایسے بڑے مشایخ پر منتر نے یہ تاثیر کی وہان ایک مجذوب بھی رہتا تھا ہمنے اُس لڑکے سے کہا کہ بھلا آؤ اس پر تو آزماؤ اُس لڑکے نے جواب دیا کہ صاحب یہان دال نہین گلتی اس کی رگ وپے مین ایک ایسی تاثیر سما رہی ہے کہ دوسرے کی گنجائش نہین مگر ہمارے اصرار سے وہ آمادہ ہو گیا ادھر اُس نے کنکر اُٹھائے اُدھر مجذوب نے سر اُبھارا اور للکارا کہ بچہ کیا ہمکو بھی مرزا سمجھا ہے لڑکا بولا دیکھے مین نہ کہتا تھا کہ صاحب یہ ہوشیار ہے اسپر کچھ نہین ہونے کا ہمنے پھر کہا کہ بھلے مانس آزما تو سہی خیر اُس نے تینون کنکریان مارین لیکن مجذوب پر کچھ اثر نہ ہوا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ میرٹھ کی سرائے مین ہم قریب ایک مہینے کے ٹھہرے ایک اور فقیر بھی ہمارا رفیق تھا وہ بنیے کی دوکان سے جنس قرض لا کر کھایا کرتا تھا ایک دن چپکے سے چلدیا بنیا ہمارے پاس آیا کہ اپنے ساتھی کا قرضہ دلوائیے ہمنے کہا کہ بھائی ہم تجھ سے جنس نہین لائے لانیوالے کی ضمانت نہین کی پھر ہمسے کیون دعوی کرتا ہے جس کو دیا ہے اُس سے لے جب وہ مایوس ہو کر چلا تو ہمنے کہا کہ گو ہم سے کچھ واسطہ نہین لیکن تیرا روپیہ ادا کر کے جائین گے بتا کیا چاہیئے اُس نے اٹھارہ روپے بتائے ہم نے دوسرے دن سورہ یسین کا عمل شروع کیا تیسرے دن لالہ بانکے [illegible] کا آدمی چونتیس روپیہ لیکر ہمارے پاس آیا اور کہا کہ لالہ صاحب نے کہا ہے کہ آپ کس جھگڑے مین پڑے ہین غرض ہم نے اُسی وقت اٹھارہ روپیہ بنیے کو دیدیے اتفاق سے وہ فقیر ایک بار رڑکی مین مل گیا ہمنے کہا کہ تمکو ایسا زیبا نہ تھا وہ روپیہ

Marfat.com

دینے لگا مگر ہمنے لیا نہین۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ میرٹھ مین حافظ جلال الدین صاحب گیارھوین کیا کرتے تھے ایکبار ہم پانچ آدمیون کی دعوت کی جب فاتحہ شروع کی تو گھنٹہ بھر تک بزرگون کے نام پڑھتے رہے بروح پاک فلان فلان آخر ہمنے تھککر اُن سے عرض کیا کہ حضرت سب کے شمار تو ہو گئے ان پانچ صورتون کے نام بھی پکار دیجئے جو اصل کھانے والے ہین بزرگون کو ثواب جب پہونچے گا جب ان پانچون کا شکم سیر ہوگا اسبات پر بعض لوگ تو ہنس پڑے اور بعض ناراض ہوئے لیکن عبارت فاتحہ جلد ختم کی گئی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک بزرگ نے ہمکو بتایا کہ گیارہ سو دفعہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھ کر مراقب ہوجایا کرو لیکن کسی کے روبرو نکرنا ہمنے پڑھنا شروع کیا جب مراقب ہوئے تو دیکھا کہ ایک جسم مماثل ہمارے جسم سے جدا ہوکر سامنے آکھڑا ہوا یہ ماجرا دیکھ کر ہم کو حیرت ہوئی اتفاقاً ایک روز حضرت **حبیب اللہ شاہ** نے دریافت فرمایا کہ تم کچھ پڑھتے ہو ہم نے سب حال بیان کردیا اُس روز سے وہ بات جاتی رہی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ شہر میرٹھ مین میان **روشن شاہ** کوٹلے کی مسجد مین رہتے تھے اُن کے پاس ایک بزرگ تشریف لائے جب راتکو سب نماز پڑھ کر چلے گئے اور مسجد مین کوئی نرہا دروازہ بند ہوگیا اُسوقت **روشن شاہ** سے وہ بزرگ بولے کہ بتاؤ کیا کھاؤ گے جواب دیا کہ حضرت اتو بازار بند ہوگیا دُکاندار بھی اُٹھ گئے اب کھانا کہان فرمایا تم اسبات کا فکر مت کرو۔ خیر شاہ صاحب نے ایک کھانے کا نام لیا اُسی وقت غیب سے کھانا آگیا دونون نے خوب کھایا پھر وہ بزرگ کمبل تان کر لیٹ رہے تھوڑی دیر بعد شاہ جی نے اُن کو ٹٹولا تو خالی کمبل پایا صبح کے قریب دیکھا تو کمبل مین موجود ہین کئی دن یہی کیفیت دیکھی ایک دن میان **روشن شاہ** کے ساتھ وہ بزرگ گدڑی کے بازار سے گذرے تو کوئی شخص گا رہا تھا آواز سنتے ہی دھم سے کنوئے کے اندر جا پڑے جو مسجد کے سامنے ہے تھوڑی دیر بعد حبت کرکے باہر آگئے نہ بدن بھیگا

Marfat.com

نہ کپڑے تر ہوئے جب راز افشا ہوگیا تو سردھنہ کو چلدیئے اُن کے جاتے ہی میاں
روشن شاہ کے دلمین ایک ولولہ پیدا ہوا کہ ایسے کامل بزرگ سے ہمنے کچھ فیض و فائدہ
حاصل نکیا یہ بھی اُن کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے وہ بزرگ سردھنہ مین یہ بات کہکر چلدیئے
کہ ایک شخص اس نام کا میرٹھ سے ہمکو پوچھتا ہوا آئیگا اس سے کہدینا کہ بڈولی کو گئے
یہ خبر پاکر شاہ جی بڈولی پہونچے وہان پتا لگا کہ کرنال کو گئے یہ بھی کرنال پہنچے وہان پہنچکر ملاقات
ہوئی شاہ صاحب نے عرض کیا کہ ہمکو کچھ تعلیم و تلقین فرمائیے یہ بات سنکر بولے اگر خدا کو منظور
ہوتا کہ تمکو کچھ فائدہ ہمسے پہنچے تو ہم پہلے ہی تعلیم کر دیتے اب تم شاہ آباد کی طرف فلان
بزرگ کی خدمت مین چلے جاؤ وہ تمکو تعلیم کرینگے شاہ صاحب مایوس ہو کر چلے آئے۔

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ٭

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ موضع منڈاور مین ہم پہنچے تو سنا کہ یہان ایک سید صاحب
شیعہ تھے مرتے دم اُنھون نے یہ وصیت کی ہے کہ ہماری دونون لڑکیون کی شادی
نکی جائے جب حضرت امام مہدی آخرالزمان کا ظہور ہو تو یہ دونون اُنکے نکاح میں
دیجائین ہم نے سید صاحب کی بیوی سے کہا کہ امام مہدی علیہ السلام تو شریعت محمدی
کے تابع ہونگے اور اُس شریعت مین دو بہنون کا جمع کرنا جائز نہین پس مناسب
ہے کہ انمین سے ایک کی شادی کردو اور ایک امام صاحب کی نذر کے لئے رہنے دو
چنانچہ ایک کی شادی ہوگئی اسکے بعد ہمنے کہا کہ اب اس ایک غریب کو بھی کیون بٹھا
رکھا ہے خدا جانے امام علیہ السلام کے ظہور تک اسکی عمر وفا کرے یا نہ کرے اس
تو یہ ہی بہتر ہے کہ اسکی بھی شادی کردو اور اُس کی اولاد سے امام صاحب کے زمانہ
مین جو لڑکی موجود ہو وہ امام صاحب کی نذر کی جائے تاکہ وصیت بھی پوری ہوجائے
غرض اُس کی بھی شادی ہوگئی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ موضع منڈاور مین ہم وہان کے صاحبزادہ کے پاس
بیٹھے ہوئے تھے چونکہ اکثر بزرگون کی عادت مین داخل ہے کہ اپنے مریدون سے ہر قسم کا کام
لیتے ہین میانصاحب نے بھی اپنے مریدون کو ہلون مین جوت رکھا تھا ایک روز جب مرید

Marfat.com

ہل جوت کر آئے تو آپنے فرمایا کہ ارے رات کو کچھ اللہ اللہ بھی کر لیا کرو تو مرید کہا کہتے ہین کہ اب آئی ہم بد نصیبون کی کمبختی دن کو تو ہل جوتین اور رات کو اللہ اللہ کرین بس اب ہم کیونکر جیوین گے کس شامت نفس مین گرفتار ہوگئے باز آئے ایسی پیری مریدی سے یہ بات سنکر ہم تو ہنسنے لگے اور پیر جی چپ ہوگئے کچھ جواب نہ دیا فی الحقیقت مریدون سے کام لینا بہت برا ہے اور خصوص طالب خدا سے اگرچہ بعض اولیا اللہ نے بھی بعض طالبان خدا سے بہت سخت کام لئے ہین لیکن اسمین کچھ مصلحت تھی اور آخر اُن کو اپنے مطلوب سے ملا دیا خرابی تو یہ ہے کہ اکثر پیر زادے صاحب سوائے بزرگی خاندان کے اپنے گرہ کا تو کچھ رکھتے نہین اور مریدون کی خوب خبر لیتے ہین اگر کوئی مرید راسخ الاعتقاد اپنی محبت سے پیر کا کچھ کام کرے تو اس کو اختیار ہے لیکن بدلہ دینا اسکو بھی لازم ہے هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۞

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم کرت پور مین گئے تو دیکھا کہ صبح دم آنکر سجادہ نشین صاحب نے حضرت احمد شاہ کے مزار کا طواف و سجدہ کیا ہمنے کہا کہ صاحب طواف و سجدہ تو یہان ادا ہوا اگر حضرت غوث الاعظم کے مزار پر آپ ہون تو وہان کیا کیجئے گا اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے کیا باقی رکھا اور خدا سے تو کچھ مطلب ہی نہین جس کے لئے کچھ ادب و تعظیم درکار ہو وہ خفا ہوگئے اور بولے کہ میان طالب علم مجتی ہوتے ہین اسی واسطے انکو فیض نہین ہوتا ہمنے کہا کہ صاحب ایسے فیض کو ہمارا اسلام ہے کہ جس کے لئے خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے سامنے سر جھکائین اور توحید سے نکلکر شرک مین مبتلا ہون۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہم نے ایک گانون مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فقیری کے علاوہ انمین دو کمال اور بھی تھے ایک تو کیمیا گری دوسرے عمل چنانچہ ایک میندار انکی پاس آیا اور بیان کیا کہ میری گائے گم ہوگئی ہے اُس بزرگ نے ایک تعویز لکھا اور جسطرف گائے کا نشان دیا تھا اُسطرف کو تعویذ کا رخ کیا تھوڑی دیر مین دیکھا کہ گائے اُسطرف سے دوڑی چلی آتی ہے میان صاحب نے یہ کیفیت دیکھکر تعویذ کا رخ اپنی طرف کر لیا وہ گائے اُلٹی پھر گئی فرمایا اگر

Marfat.com

کہو تو اسیطرح دوڑا دوڑا کر اسکو ہلاک کر دون پھر تعویذ سامنے کیا گائے چلی آئی ایکدن میانصاحب ہماری بڑی تعریف و توصیف فرمانے لگے ہم نے کہا کہ آج کیا بات ہے کہ چھ مہینے بعد آپنے ہماری صفت وثنا بیان کی آخر ہماری آپکی ملاقات تو پہلے سے ہے کبھی آپنے تعریف نہین کی بولے کہ آج مدح وثنا کی وجہ یہ ہے کہ تم چھ مہینے سے یہان ہو اور خوب جانتے ہو کہ مین کیمیاگر ہون لیکن تمنے کبھی اسکی خواہش و رغبت ظاہر نہین کی ہمنے کہا کہ صاحب اگر خواہش کیجاتی تو آپ بتا دیتے بولے کہ سچ تو یون ہے کہ مین نہ بتاتا ہمنے کہا کہ ہماری استغنا کی وجہ یہ ہے کہ ہم تن تنہا دم نقد نہ جورو نہ بچے جہان جاتے ہین خداکریم اپنی عنایت سے دو روٹیان پہنچا دیتا ہے بھلا ہمکو کیا حاجت کیمیا کی ہے اور جس چیز کی حاجت نہ ہو اسکی طلب لاحاصل اور جب ہم جانتے ہین کہ آپ نہ بتائینگے تو پھر ایسی بات کا پوچھنا فضول اور محض نادانی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مرادآباد مین ہم شیدی میان کی زیارت کے لیے گئے دیکھا کہ تالاب مین غسل کر کے چلے آتے ہین اور پیٹھ ایسی چمکتی ہے جیسے ظلمت کی کالی گھٹا اُسی وقت یہ مصرع ہمارے ذہن مین گذرا ع کہ آب چشمہ حیوان درون تاریکی است شیدی میان نے حال ضمیر دریافت کر کے فوراً یہ شعر پڑھا ؎ کالے گورے پہ کچھ نہین موقوف ✤ دلکے لگنے کے ڈھنگ اور ہی ہین ✤ مین نے کہا سبحان اللہ سعدی

کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر	جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
تو بحال خویشتن میباش شاد	تا بیابی در جہان حسبان مراد
آن زجاجی کو ندارد نور جان	بول قارورہ ست قندیلش مخوان
نور مصباح است داد ذوالجلال	صنعت خلق ست آن شیشہ سفال
چونکہ آبش ہست خود جو آن بود	آدمی آن ست کہ [illegible]
آدمی دید است باقی پوست ہست	دید آنست آنکہ دید دوست است
چونکہ دید دوست نبود کور بہ	دوست کو باقی نباشد دور بہ
این نہ مردان اند اینہا صورت اند	مردۂ نان اند کشتہ شہوت اند

Marfat.com

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

ایک روز ارشاد ہوا - کہ ایک بار شہر بریلی مین گذر ہوا وہان **شاہ نیاز احمد صاحب** رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی نہایت اخلاق سے پیش آئے بہہ صفت موصوف تھے ہم چند روز وہان ٹھہرے ایکدن میانصاحب فرمانے لگے تم ہمہ اوست کیون نہین کہتے ہم نے عرض کیا کہ حضرت جو کہتے ہین وہ قالی اور خالی ہین اور جو حالی ہین وہ کہتے نہین ہے ۵

این مدعیان در طلبش بے خبرانند		کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد	

دوسرے یہ کہ ہم ٹھہرے طالب - اگر ہمہ اوست کہین تو طلب کس کی کرین مولاناصاحب توچپ ہو رہے مگر اُن کے خلیفہ صاحب بولے کہ ہمارے حجرے مین آؤ تمکو توجہ دینگے ہمنے کہاکہ بسم اللہ وہ حجرہ مین جاکر توجہ دینے بیٹھے ہمنے کہاکہ صاحب اسوقت توآپ بالکل مولانا **نیاز احمد** صاحب معلوم ہوتے ہین خلیفہ صاحب نے کہا اجی استغفراللہ ذرّہ کو آفتاب سے کیا نسبت ہے - چہ نسبت خاک را با عالم پاک + ہمنے کہا سبحان اللہ خدا بننے کو توآپ طیار ہین مگر نیاز احمد نہین بن سکتے بس رکھئے اپنی توجہ اپنے شخص کی توجہ کس کام کی جو کبھی تو خدا بن بیٹھو اور کبھی بندہ کا بھی بندہ غرض چندروز بعد ہم وہان سے چلدیے -

ایک روز ارشاد ہوا - کہ ہم بریلی سے کاکوری کو چلے گئے تھے سُنا تھا کہ وہان کے جنگل مین ایک درویش رہتے ہین جنکو وحوش وطیور سے محبت اور انسانون سے نفرت ہے نہ اپنی کہتے ہین نہ دوسرے کی سنتے ہین رات دن گریہ وزاری سے کام ہے بڑی تلاش کے بعد وہ ملے رفتہ رفتہ باہم محبت ہو گئی ہمنے حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ مین ہندوستان سے بارادہ حج چلا بمبئی سے جہاز پر سوار ہوا قضارا جہاز تباہی مین آنکر پاش پاش ہو گیا ایک تختہ کے سہارے مین تیسرے دن ایک پہاڑ کے قریب کنارہ سے جالگا خدا خدا کر کے تختہ سے اُتر پہاڑ پر چڑھ گیا بہت فاصلہ پر ایک دیوار نظر آئی قریب جاکر دیکھا تو اُسمین کوئی دروازہ نہ تھا مگر ایک بلند درخت دیوار کے قریب تھا اُس پر چڑھا اور دیوار پر سے اندر گیا وہان کی کیفیت کیا بیان کرون ایک باغ دلکشا دیکھا جس کا مثل نہ آنکھون نے دیکھا نہ کانون نے سُنا روشین مصفا نہرین جاری رنگ برنگ کے طائر چہچہاتے اور قسم قسم کے میوے درختون پر

Marfat.com

لگے ہوئے ہین لیکن انسان کا کہین پتا نہین مین حیرت مین رہگیا کہ بارخدایہ کیا مقام ہے غرض کچھ میوے کھا پھر ایک بارہ دری مین سو رہا عصر کے وقت آنکھ کھلی باغ کی سیر کرنے لگا شام کے وقت اس خیال سے کہ مبادا یہ باغ جنات کا ہو ایک گوشہ مین جا چھپا وہان سے دیکھا کہ آسمان سے ایک گروہ سوارونکا اُترا اور چمن مین ایک تخت اور فرش مکلف بچھایا گیا خدمتگار قرینہ بقرینہ کھڑے ہوگئے اور دو صاحب نہایت حسین اُس تخت پر آنکر بیٹھے کھانا تقسیم ہونا شروع ہوا مین دور سے یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا کہ اُن دونون سردارون مین سے ایک نے فرمایا کہ فلان ابن فلان ہمارے ہان آج مہمان ہے اُسکو بھی کھانا پہونچاؤ مین یہ بات سُنکر متحیر ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ الٰہی یہ کون بزرگ ہین تھوڑی دیر مین ایک شخص میرے پاس کھانا لایا مین نے کہا تم کون ہو اور یہ بزرگ کون ہین میرا جی چاہتا ہے کہ اُنکی قدمبوسی حاصل کرون اُس نے کہا کہ مین بے اجازت کچھ جواب نہین دیسکتا تم کھانا تو کھاؤ مین اجازت طلب کرکے آتا ہون مین ہنوز کھا ہی رہا تھا کہ وہ شخص یہ مژدہ لایا کہ تو تمھاری درخواست منظور ہوئی چلو قدمبوسی حاصل کرو ہم لوگ شہید ہین اور یہ باغ ہمارے رہنے کا مقام ہے اور یہ دونون شاہزادہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ ہین پھر تو مین خوشی کے مارے جامہ مین پھولا نہ سمایا جھٹ پٹ جاکر قدمبوس ہوا اور اپنا سارا حال عرض کیا حکم ہوا کہ اچھا تم اس باغ مین رہو جب حج کا وقت قریب آئے گا تمکو بیت اللہ پہنچا دینگے خاطر جمع رکھو بعد اس کے مجلس برخاست ہوئی مین بارہ دری مین جاکر سو رہا اسدن سے مجھکو دونون وقت اماموںؑ کی زیارت نصیب ہوتی اچھے سے اچھا کھانا ملتا نو مہینہ بعد حج کا زمانہ آگیا مین نے عرض کیا کہ بعد حج حضور اسی جگہ مجھکو پھر بلا لین فرمایا کہ اچھا اور ایک شخص کیطرف اشارہ کیا کہ اسکو پہونچا دو اُس نے کہا کہ آنکھین بند کرو مین نے بند کرلین پھر کہا کھول دین دیکھا کہ بیت اللہ شریف مین کھڑا ہون مین نے حج کیا پھر مدینہ منورہ کی زیارت کو گیا اور وہان سے مکہ معظمہ مین واپس چلا آیا اب مجھکو ہر وقت یہ خیال رہنے لگا کہ حضرت نے وعدہ فرمایا تھا ابتک بلایا نہین آخر ایک دن اسی غم و الم مین آنکھ لگ گئی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ مین اُسی باغ کے اندر ہون بہت خوش ہوا سجدۂ شکر بجا لایا پھر وہی زیارت اور وہی

Marfat.com

کھانا نصیب ہوا اُسیطرح عیش و خوشی کے ساتھ چار مہینہ گذر گئے ایکدن میری جو شامت
آئی تو عرض کیا کہ حضرت گھر جانے کو جی چاہتا ہے مگر اُسوقت یہ کہنا بھول گیا کہ مجھکو پھر بلا
لیجیے گا ایک شخص کو اشارہ ہوا کہ اچھا اسکو پہنچا دو اُس نے آنکھ بند کرا کے مجھکو گھر پہونچا دیا
دو چار دن تو کچھ خیال نہ آیا مگر پھر جو وہان کی یاد نے زور مارا تو مجھکو جنون ہو گیا ابتک اُسی
فراق مین مبتلا ہون جب ہمنے یہ دو ہاتھ کی لمبی داستان سنی تو کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا
باللہ میان ہم تو سمجھے تھے کہ تو یاد خدا مین روتا ہے تیرا رونا جھینکنا تو کچھ اور ہی نکلا اور وہ
بھی نصیب نہوا جا اپنی قسمت کو رو دیا کر ہم وہان سے لکھنؤ چلے گئے۔

ایکدن ارشاد ہوا۔ کہ لکھنؤ مین مولوی عبد الرحمن صاحب موحد سے ملاقات ہوئی
اُنکی عادت تھی کہ جب کوئی آتا تو فرماتے آؤ معبود اور جاتا تو کہتے جاؤ معبود ہمسے بھی حسب عادت یہی
کلام کیا ہم نے کہا کہ حضرت معبود معبود تو ہماری سمجھ مین آگیا لیکن آؤ جاؤ کے معنی کچھ نہ کھلے مولویصاحب نے
کچھ جواب نہ دیا لیکن سر اُٹھا کر بہت دیر تک ہماری طرف کو دیکھتے رہے خیر ہم تھوڑی دیر کے بعد چلے آئے پھر نہ گئے۔

ایکدن ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم بنارس مین پہونچے تو ایک بزرگ کے پاس ٹھہرے
جو ہمارے ہمنام تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ خاندان نقشبندیہ مین مولوی حبیب اللہ
شاہ صاحب کے مرید ہین ہم نے کہا کہ صاحب آپ صرف ہمنام ہی نہین بلکہ ہمارے پیر بھائی
بھی ہین پھر تو بہت صحبت ہو گئی ایکدن کہنے لگے کہ یہان ایک مندر ہے جس مین ہر صبح کو گانا ہوتا
ہے کل وہان چلو چنانچہ بعد نماز صبح ہم دونون گئے دیکھا کہ ایک پنڈت جوان عمر تخت پر بیٹھا
ہوا بڑے زور شور سے توحید بیان کر رہا ہے جب وہ بیان کر چکا تو صبح کی راگنی مین آرتی شروع
کی ہمارے پیر بھائی سید غوث علی شاہ حسینی تو اسکو سنکر گر ہی پڑے مگر ہمنے ضبط کیا
اور ایک ستون پکڑ لیا تاہم بدن پر ایک لرزہ سا طاری تھا آرتی ختم ہوئی تو ہمارے پیر بھائی
ہوش مین آئے اور مکان کو چلے آٹھ روز تک ہماری وہی حالت رہی نوین دن
فرو ہوئی اس کے بعد پھر کبھی ہم راگ سننے کو نہین گئے ایک دن سید غوث علیشاہ
نے فرمایا کہ آج گنگا پر چلو وہان ایک چیلہ کو سنیاس ملیگا ہم دونو پہونچے دیکھا کہ
ایک بڈھا پنڈت چیلہ کو تعلیم دیا چاہتا ہے ہمارے پیر بھائی جھٹ سر کھولکر پنڈت کے سامنے جا بیٹھے

Marfat.com

اور کہا کہ پنڈت جی پہلے ہمکو مونڈیئے یہ سنکر پنڈت رونے لگا اور نہایت انصاف
کی بات اس نے کہی کہ میانصاحب جو بات تم چاہتے ہو اسکی ہمکو ہوا بھی نہین لگی خیال کرو
اگر ہم اس قابل ہوتے تو ٹکے ٹکے پر کیون مارے مارے پھرتے یہ مرتبہ اگلے لوگونین تھا کہ
ادھر اُسترا سر پر رکھا ادھر حال وارد ہوا ہم لوگ تو صرف اُنکی لکیر پیٹتے ہین سے خیال لطف
بتا نمین نصیر پیٹا کر * گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر * جناب قبلہ نے پھر یہ فرمایا کہ البتہ ہُردار کے
مقام پر ہمنے یہی معاملہ دیکھا جو اس پنڈت نے کہا تھا یعنے ایک سنیاسی اپنے چیلے کو سنیاس
دینا چاہتا تھا کہ ایک مسلمان فقیر سر کھول کر آگے آبیٹھا سنیاسی نے جوش مین آکر حجام کو اشارہ
کیا کہ اچھا پہلے اسی کو مونڈ چنانچہ حجام نے اپنا کام شروع کیا اور گرو نے یون تعلیم شروع کی
نہ پاپی نہ پُنّی نہ سرگی نہ نرگی برہم ایشنی الخ اس تعلیم کے بعد اُس شخص پر ایسی زور شور کی حالت طاری ہوئی
کہ وہ پرم ہنس ہوگیا یعنی مجذوب پھر چیلہ کی باری آئی اُس پر بھی حالت تو ہوئی مگر وہ بات نہوئی
جو اُس جوش و خروش مین فقیر کو حاصل ہوگئی تھی ع ہر اپنا اپنا مقدر جُدا نصیب جُدا ہے
ایک روز ارشاد ہوا - کہ ہم بنارس سے علاقہ نیپال کو چلے گئے اتفاق سے وہان
ایک انگریزی رسالہ خیمہ زن تھا بعض آدمی ہماری جان پہچان نکلے اُنکے پاس ٹھہر گئے ایک دن
عصر کے وقت ہم اور چند سوار جنگل کی سیر کو گئے دیکھا کہ کھیا کدو کے کھیت پر ایک لڑکی
حفاظت کے لیے بیٹھی ہے ایک سپاہی نے کدو توڑ لیا اور کہا پیسہ صبح کو پہونچا دونگا یہ تو
چلے آئے تھوڑی دیر بعد اُس لڑکی کا باپ آیا تو اُس نے کہا کہ سپاہی زبردستی کدو توڑ کے
لیگئے یہان سپاہیون نے ڈیرہ پر آنکے کدو پکایا اور چار آدمیون نے کھایا ہمسے بھی بہت
اصرار کیا لیکن ہم نے نہ چکھا صبح کو وہ چارون سپاہی روتے ہوئے ہمارے پاس آئے
اور کہا کہ ہمارے خصیتین غائب ہوگئے آپ ہی خوب ہو جو کدو نہ کھایا اب کیا علاج کرین ہمنے کہا
بھائی چلو اُسی کھیت پر قضیہ زمین برسر زمین وہان پہنچے تو دیکھا کہ ایک بوڑھا
والا بیٹھا ہے ہم نے اُس سے تمام حال بیان کیا اور پیسہ دیا وہ بولا کہ صاحب اس لڑکی نے تو یون
بیان کیا تھا کہ زبردستی توڑ لے گئے یہ قصور اس جانہار کا ہے یہ کہکر اُسکو خوب پیٹا پھر اُس سپاہی سے
جسنے کدو توڑا تھا کہا کہ خیر تم بھی کیا یاد کروگے جاؤ ایک بڑا اور ایک چھوٹا رہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا

Marfat.com

باقی سپاہی سب اچھے ہو گئے اُس کے بعد بڈھے سے ہماری دوستی ہو گئی روزمرہ اُسکے پاس جاتے طرح طرح کی چیزین کھلاتا اور نہایت خاطرداری سے پیش آتا ایک روز کہنے لگا کہ ایک منتر نہایت مجرب و پُرتاثیر میرے عمل مین ہے، آپکو اُسکی اجازت دیتا ہون جو ارادہ کروگے خدا پورا کریگا وہ منتر یہ ہے
کڑ کڑ کڑ کڑ گڑ گڑ گڑ یاد ہ آئی میری بھگلت میری گرو کی سکت پھر منتر ایشری باچا۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ ہم نیپال سے آتے تھے اثنا راہ مین ایک انگریز کا خیمہ دیکھا بہت سے آدمی اور تین ہاتھی اُس کے ساتھ تھے چونکہ ظہر کا وقت ہو گیا تھا ہمنے وضو کے لئے صاحب کے خانساماں سے پانی مانگا اُس نے اول حال پوچھا پھر مصر ہوا کہ آج ہیین ٹھیرو مین گیارھوین کرونگا خیر ہم ٹھہر گئے دوسرے دن بھی اُس نے نہ آنے دیا خانساماں سے معلوم ہوا کہ یہ صاحب شیر کا شکار کھیلنے آیا ہے ہم نے کہا کہ بھلا ہمکو بھی سیر کھا سکتے ہو اُس نے جاکر صاحب سے اجازت چاہی کہ ہمارے ایک گرو آگئے ہین اور وہ شیر کا شکار دیکھنا چاہتے ہین اُس نے اجازت دی کہ اچھا ایک ہاتھی پر اُن کو سوار کرکے لے چلنا تیسرے دن خبرداروں نے خبر دی کہ فلان جگہ شیر نے گارہ کیا ہے فوراً انگریز سوار ہوا اور اُس کے پیچھے ایک ہاتھی پر ہم چلے جسوقت جنگل مین پہونچے انار چھوڑے گئے شیر غرّا کر اُٹھا اور سیدھا ہاتھی پر لپکا اور جست کرکے ایسا طمانچہ مارا کہ ہاتھی بیٹھ گیا اور ہودہ بھی گر پڑا معاً انگریز سنبھلا اور بندوق جوڑ کر ایسی گولی لگائی کہ شیر وہین ٹھنڈا ہو گیا شکار کے بعد خیمون مین آئے صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جب بے تکلفی ہو گئی تو ایک روز کہنے لگے کہ ہم نے فلان درود مین بڑی تاثیر دیکھی جس کام کے لئے پڑھا وہی ہوا ہمنے اُسکا چلّہ بھی کیا ہے اور ورد رکھتے ہین ہم نے کہا کہ صاحب پھر آپ مسلمان کیون نہین ہو جاتے جواب دیا کہ خالق برحق نے سب اشیاء مین تاثیر رکھی ہے یہ بھی ایک اثر ہے ہان اسمین شک نہین کہ آپکے محمدؐ صاحب بہت بڑے عقلمند آدمی تھے اور اُن کے اصحاب بھی بڑے دانشمند اور شجاع تھے پھر ہمنے پوچھا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتے ہین بولا کہ سنو صاحب اگر ہمارے پاس دو کمپنو ہون تو ہم ہی عیسیٰ ہے اور ہم ہی موسیٰ اسکے اس کلام سے ہم سمجھ گئے کہ ضرور یہ شخص دہریہ ہے مگر بہت خلیق آدمی تھا۔۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ نیپال کیطرف سے واپس ہوکر ہم علیگڈھ مین پہونچے وہان ایک درویش **محمد شاہ** رہتے تھے اُن کے مکان پر گئے تو مریدون نے بیان کیا کہ صاحب آجکل اُنپر ایک حالت طاری ہے مُنہ کالا کئے ہوئے گدھے پر سوار ہین جوتیون کا ہار گلے مین پڑا ہے پیچھے پیچھے لڑکون کا غول یہ شور مچاتا جاتا ہے بھڑوا ہے بے بھڑوا ہے!! ہمنے جب یہ حال سُنا تو کپڑے وہین رکھے اور دلمین یہ خیال کرکے اُن کی تلاش کو نکلے کہ اگر کامل ہین تو بچھو کی طرح ڈنک مارکر تڑپا دین گے ۔

نین چھپائے نا چھپین پٹ گھونگھٹ کی اوٹ	چتر نار اور سورما کرین لاکھ مین چوٹ

اور اگر یہ بات ہنسی کی ہے تو ہم انکو سیدھا بنا لائین گے آخر بازار مین مل گئے ہم نے انکے گدھے کا کان پکڑ لیا اور لڑکون سے کہا ذرا چپ ہو مبانہ صاحب سے دو باتین کر لینے دو لڑکے خاموش ہوگئے ہمنے کہا کہ آپ کس کے بھڑوے ہین اگر خدا کے ہو اُس سے ملاؤ اگر رسول کے ہو تو رسول سے اور اگر رنڈی کے بھڑوے ہو تو اُس کے پاس لیچلو اسوقت پانچ روپیہ بھی ہماری جیب مین ہین اور اگر ان تینون مین سے کسی کے بھڑوے نہین تو کیون یہ بیہودہ سانگ بھرا ہے گدھے سے اترو اور اپنے گھر چلو آخر اُنکو کچھ بن نہ آئی گدھے سے اُتر کر کہنے لگے کہ اچھا گھر چلو ہم تمکو توجہ دین گے ہمنے کہا بس صاحب دیکھ لی آپکی توجہ یہ کھیل تو ہم بھی بہت کھیل چکے ہین خیر پھر مکان پر گئے ہاتھ مُنہ دھویا کھانا کھایا توجہ بھی دی اثنائے گفتگو مین ہمنے پھر کہدیا کہ حضرت یہ بات آپ کو زیبا نہتھی بھڑوا تو بھڑانے والے کو کہتے ہین خدا کا بھڑوا بنانا مردان خدا کا کام ہے ہر ایک کا یہ حوصلہ نہین چند روز وہان ٹھہر کر ہم آگرہ کو چلے گئے ۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہمنے آگرہ مین پہنچکر شاہ **ابوالبرکات** صاحب کی زیارت کی بہت مہربانی سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا اور اکثر توجہ بھی دی لیکن سوائے قلب کی گرمی کے کچھ محسوس ہوا نہین ایک روز اتفاقاً ایک بیل خوب موٹا تازہ سامنے سے گذر رہا تھا ہم نے شاہ صاحب سے کہا کہ بھلا اسکی طرف تو توجہ فرمایئے اُنھون نے ایک نظر دیکھا تھا کہ اُس بیل کا قلب پھٹ گیا اور ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا تھوڑی دیر مین مر گیا اور چمار اُٹھا لیگئے اُسکا گوشت ایسا خوشبودار نکلا کہ چمارون نے دور دور تحفہ مین بھیجا ایکدن ہم شاہ صاحب کے

ہمراہ شہر کے باہر سیر کو گئے دور سے ایک گروہ فقیرون کا نظر پڑا شاہ صاحب نے بڑی حقارت سے دیکھا اور فرمایا لاحول ولا قوۃ یہ بھی کوئی فقیری ہے یہ لوگ فقیر تو کیا مگر ننگ فقرا ضرور ہین اتنے مین ایک فقیر اُس گروہ مین سے آگے بڑھ کر ہماری طرف کو متوجہ ہوا اُس کا قریب آنا تھا کہ شاہ صاحب کی نسبتین سلب ہوگئین پھر اُس نے قریب آکر شاہ صاحب سے کہا کہ صاحبزادہ آپ نے یہ بھی پڑھا ہے۔ ؎

خاکساران جہان را بحقارت منگر ۔۔ توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

یہ بیل نباشد بچیر میری طرف اشارہ کرکے اُن سے کہا کہ آپنے اسکو توجہ ندی جو آپکو بھی کھا جاتا بس بیل ہی مارنا جانتے ہو اور فرمایا کہ صاحبزادہ کیا کرین ہم مسافر ہین ورنہ چند روز آپ کی خدمت مین رہکر آدمی بنجاتے یہ باتین کہکر وہ تو چلدیے اور مین نے شاہ صاحب سے کہا کہ آپنے فقیر کا رنگ دیکھا یہ آپ پر طعن کر گیا ہے کہ چند روز ہماری صحبت مین رہو تو آدمی بنجاؤ مناسب ہے کہ اُنکی خدمت مین چلین چنانچہ بعد عصر ہم دونون گئے اور شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مین آپکی خدمت مین رہنا چاہتا ہون تو جواب دیا کہ ؏ آن قدح بشکست وآن ساقی نماند ۔ صاحبزادہ آپ میری بکواس پر کچھ خیال نہ فرمائین آپ کامل ہین اور ایسے ہین غرض بہت سی تعریفین کرکے رخصت کر دیا اس فقیر کی عمر کوئی چوبیس پچیس برس کی ہوگی نماز بھی پڑھتا تھا اور اپنے گروہ سے الگ ایک طرف بستر اجمائے آنکھین بند کئے چپ بیٹھا رہتا تھا غرض بہت کامل آدمی تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ آگرہ سے ہم گوالیار مین پہونچے اور لنگڑے حضرت کی زیارت کو گئے (یہ بزرگ مولوی **حبیب اللہ شاہ** رامپوری کے شیخ تھے) اور شاہ ابوالبرکات کے مرید۔ بہت خاطر و مدارات سے پیش آئے حال دریافت کیا ہمنے اپنی سرگذشت سنادی پھر اُنکو کچھ جوش جو آیا تو ہماری طرف متوجہ ہوکر الا اللہ کی ضربین لگانے لگے خیر اثر تو کیا ہوتا تھا مگر کسیقدر گرمی ہمارے مزاج مین آگئی ہمنے کہا کہ حضرت قصور معاف ہو تو کچھ عرض کرین کہا کہ فرمایئے مین نے کہا کہ پڑ بھتا جی ایک صاحب کمال گرو تھے اُنھون نے پیرانہ سالی مین ایک نوجوان لڑکی سے شادی کی لوگون نے منع بھی کیا مگر وہ کب مانتے تھے ؏ مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد۔

Marfat.com

جب شغل معہود کا وقت آیا تو پربھتا جی بیچارے شیخ فانی سے کیا ہو سکتا تھا۔ ع تراکہ دست بلرزد گہرچہ دانی سفت ٭ ناچار ہاتھ سے تھپ تھپ کرنے لگے وہ بھولی بھالی سدصوت اکثر البیلی سمجھی کہ مرد عورت مین یہی معاملہ ہوتا ہوگا چند روز کے بعد پربھتا جی نے گنگا کے اشنان کا ارادہ کیا اور اپنا خاص چیلہ لچھمنا جو نوجوان تھا گھر کی حفاظت کے لیے چھوڑا وہ گھر کے اندر آنے جانے لگا دونون طرف جذبات شوق نے زور کیا اور جو ہونا تھا سو ہوگیا یہ نئی ترکیب اور مردانہ طریقہ دیکھکر وہ عورت بولی کہ تمھارے گُرو کو تو یہ ڈھب یاد نہ تھا اُس نے جواب دیا کہ وہ بھڑوا کیا جانے یہ مردون کا کام ہے جب گروجی اشنان کرکے واپس آئے اور رات کو وہی تھپ تھپ شروع کی تو وہ بولی کہ مہاراج اب تھپ تھپی سے کام نہین چلتا کچھ زور رکھتے ہو تو مردی دکھلاؤ گروجی فوراً تاڑ گئے کہ یہ لچھمنا حرامزادہ کی شرارت ہے اُس نے ہمارا کام خراب کردیا اور اس بھولی انجان کو غضب کی چاٹ لگادی فوراً یہ شعر حسب حال کہا۔ ؎

پربھتا جی گنگ سدھارے لچھمنا نے گھر آتی	پکڑ بیٹھے برم ڈنڈی اب بتاوی تھپ تھپی

سو حضرت سلامت کوئی کام مردون کا اگر یاد ہو تو مضائقہ نہین ورنہ ان تھپ تھپیون سے تو یہان کام چلتا نہین۔ اور یہ کچھ پہلوانی اور بہادری کی بات نہین ہے کہ کوئی شخص بے خبر چلا جاتا ہے پیچھے جاکر دھکا دیدیا ہم تو آپ کو فقیر سمجھ کر زیارت کو آئے تھے آپ زور آزمائی کرنے لگے یہ بات سُنکر لنگڑے صاحب بہت خفا ہوئے اور بولے کہ میان اگر ہم کچھ نہین تو ہمارے بڑے تو تھے مین نے کہا کہ سبحان اللہ وہ آپ ہی کے بڑے تھے کیا آپنے اورون کو ڈوم ڈھاری یا دھنیا جلاہا فرض کیا ہے اس گفتگو کے بعد ہم بستر ا باندھ چلدیئے اور دوسری جگہ جا ٹھہرے پھر وہ منانے بھی آئے عذر و معذرت بھی کی لیکن ہم نہین گئے ع گردرت قبلہ شود سجدہ بانسو نکنم ٭

ایک روز ارشاد ہوا ۔ کہ جب اکبر آباد سے پھرتے پھراتے ہم گوالیار پہنچے تو وہان ایک لوہار سے بھی صاحب سلامت ہوگئی ایکدن وہ کہنے لگا کہ مجھکو ایک عزیمت یاد ہے نہایت عجیب و غریب اُس مین ہزار ہا طرح کی تاثیرین ہین جس مقصد کے لئے پڑھو فوراً پورا ہوتا ہی گویا

Marfat.com

اسم اعظم کا خواص رکھتی ہے جس مردہ سے چاہو ملاقات ہو سکتی ہے آنکھ سے دیکھ لو باتیں
کرلو مین بخوشی تمام اسکی اجازت آپ کو دیتا ہون ہمنے تجربہ کیا تو فی الواقع ایسا ہی پایا
وہ عزمیت یہ ہے۔ اَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ یَا رُوْقَائِیْلُ یَا اَحْمَرُ یَا مِیْکَائِیْلُ یَا مُوْهُبُنُ الْحَارِثُ
یَا عِزْرَائِیْلُ وَمُذْهَبُ وَیَا اِسْرَافِیْلُ وَبَرْقَانُ الْیَهُوْدُ وَیَا رُوْیَائِیْلُ وَیَا تَمْهُوْرِشُ
وَیَا غِشَائِیْلُ وَالْاَبْیَضُ وَیَا دَرْدَائِیْلُ یَا مَیْمُوْنُ وَیَا اَیُّهَا الْاَرْوَاحُ الْعُلْوِیَّةِ
وَالسُّفْلِیَّةِ اَحْضِرُوْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ اَلْعَجَلُ الْعَجَلُ الْعَجَلُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا مٰلِكُ یَا نُوْرُ
یَا بَاسِطُ یَا جَوَادُ یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ یَا مُتَکَبِّرُ یَا قَهَّارُ یَا سَرِیْعُ یَا قَرِیْبُ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ
یَا وَدُوْدُ یَا رَؤُفُ یَا عَلَّامُ الْغُیُوْبِ یَا عَلَّامُ الْخَفِیَّاتِ یَا بَاسِطُ یَا جَوَّادُ یَا قَاهِرُ
یَا قَادِرُ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْاَرْوَاحِ وَیَا صَاحِبَ السِّحْرِ
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنْ جُنُوْدِ اِبْلِیْسَ یَا
کُنُوْزَ الْمُلْكِ یَا مِیْمُ یَا مِیْمُ یَا نُوْرُ یَا نُوْرُ بِحَقِّ مَیْمُوْنَ حَبْشِیْ وَمَیْمُوْنَ اَعْمٰی
وَجَمِیْعِ الْکُتُبِ الَّتِیْ اُنْزِلَتْ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَبِحَقِّ سَلٰمٌ
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَبِحَقِّ طٰهٰ
وَیٰسٓ وَبِحَقِّ کٓهٰیٰعٓصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ وَبِحَقِّ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ
نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ
وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۝ وَبِحَقِّ یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا
وَبِحَقِّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ وَبِحَقِّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ وَبِحَقِّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَبِحَقِّ یَا اَیُّهَا الْاَرْوَاحُ الْعُلْوِیَّةِ یَهُوْدِیًّا اَوْ مُسْلِمًا یَا نُوْرُ
بِحَقِّ مَیْمُوْنِ ابْنُ الْمَیْمُوْنِ الَّذِیْ اَقْوٰی وَبِحَقِّ مَیْمُوْنَ زَنْگِیْ وَمَیْمُوْنَ نُوْبِیْ صَاحِبُ
الْاَعْوَانِ الْهِنْدِیْ اَجِرْ مِنَ الْجِنِّ الشَّجَرِ وَالْاَشْجَارِ اُخْرُجُوْا مِنَ الْکُنِّ وَالْاَ
کْنَانِ وَمِنَ الرُّکْنِ وَالْاَرْکَانِ اُخْرُجُوْا مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَبِحَقِّ خَاتِمِ سُلَیْمَانِ
ابْنِ دَاؤُدَ عَلَیْهِمَا السَّلَامِ وَبِحَقِّ اٰصِفِ بْنِ بَرْخِیَا سَالَارِ پَرِیَانِ
وَبِحَقِّ قَیْقَطُوْسِ سِبْطُ الْجِنِّ وَالشَّیَاطِیْنِ وَبِحَقِّ مُحَمَّدَ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاقَوْقَلُ قَوْقَلَانِ یَاھُمْ قَلُ ھُمْ قَلَانِ یَاعَجُوْزُ اُمُّ الصِّبْیَانِ
خُذْ ھٰذَا بِاَشَدِّ الْاَرْضِ وَبِحَقِّ تَوْرَیْتَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنْجِیْلِ
عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَزَبُوْرِ دَاؤُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَفُرْقَانِ مُحَمَّدٍ مُصْطَفٰی
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِحَقِّ وَالسُّفْلِیَّۃِ اَحْضُرُوْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ
وَامْدُدُوْنِیْ فِیْ وَقْتِیْ ھٰذَا بِحَقِّ سُلْطَانِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٍ وَسَیِّدِ الْمَشَایِخِ وَشَیْخُ
الْکُلِّ شَیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ
اَلسَّاعَۃُ اَلسَّاعَۃُ اَلْوَحَا اَلْوَحَا اَلْوَحَا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ۞

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہم گوالیار سے روانہ ہو کر چلتے چلتے ایک گانو مین پہونچے وہان تیلی کے سوا کوئی گھر مسلمان کا نہ تھا بشکل اُس نے ٹھہرایا لیکن اُس کے گھر مین بیلون کے بندھنے کے سبب بدبو آتی تھی ہماری طبیعت گھبرائی اُسکے گھر کے سامنے املی کا درخت گرد اُس کے چبوترہ تھا وہان جاکر لیٹے اُس نے کہا کہ صاحب یہان چوکیدار دق کریگا ہمنے کہا کہ تو کہدینا کہ ہمارے رشتہ دار ہین لیکن اس بات سے ہمارے دلپر ایک رنج پیدا ہوا اتنے مین آنکھ لگ گئی کہ والدہ صاحبہ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتی ہین بیٹا کیون گھبراتا ہے سفر کی مصیبت پر صبر کرنا چاہیے ادھر تو میری آنکھ کھلی اور اُدھر چوکیدار نے آواز دی کہ تمھارے گھر مسافر کون ہے تیلی نے وہی جواب دیا جو ہمنے کہا تھا چوکیدار نے ہمارے پاس آنکر بات چیت کی تو تیلیون کو دھمکایا کہ تمھارا منھ اور یہ رشتہ دار انھین تو دلی کی بو باس ہے ہمنے کہدیا کہ میان ہمارے کہنے کے موافق تیلی نے یہ جواب دیا ہے وہ چوکیدار ہمکو اپنے گھر لے گیا اُسیوقت کھچڑی پکا کر کھلائی سب سامان آرام مہیا کر دیا صبح کو معلوم ہوا کہ وہ دراصل دہلی کا باشندہ تھا تین دن تک ہمکو ٹھہرایا ترکیب پوچھی ہمنے تین طرح سے بتلائی چوتھے دن وہان سے راجگڈھ کو روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ اُس گانو سے چلکر ہم راجگڈھ کو روانہ ہوئے جنگل مین راہ بھول گئے اور ایک ندی کے کنارہ بھٹکتے ہوئے پھر اکئے وہان یہ تماشا دیکھا کہ ایک ٹٹی تازی گائے

Marfat.com

کی تھوتھنی مگرمچھ نے پکڑ رکھی ہے اور دونون مین کُشتی ہو رہی ہے اتنے مین شیر جنگل سے نکلکر پانی پینے کو آیا جھٹ گائے کا پچھا پکڑ لیا اُس بیچاری کا تو کام تمام ہوگیا اب اُن دونون مین زور آزمائی ہونے لگی آخر دونو تھک گئے اور گائے کو کسی نے نہ چھوڑا پھر شیر نے ذرا دم لیکر ایک جست لگائی اور مگر کی کمر پر سوار جا ہوا اور پنجہ جماکر اُسکو مع گائے کے اُٹھاکر ایسا پھینکا کہ دونون کنارہ سے دس گز دور جا پڑے پھر مگر کو مارے طمانچون کے ہلاک کردیا اور جدھر سے آیا تھا غراتا ہوا اُسی طرف کو چلا گیا۔ ع مرغکے اندر شکار کرم بود ٭ گربہ آمد ناگہان اورا ربود ہمنے دور بیٹھ کر یہ تماشا دیکھا جب شیر چلا گیا تو وضو کرکے ظہر کی نماز پڑھی اور بمشکل راجگڈھ پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ راجگڈھ مین پہونچکر میان پیارے شاہ کے مکان پر ہم گئے دیکھا کہ ایک شخص داڑھی منڈے بیٹھے ہین شراب کی بوتلین آگے رکھی ہین چار پانچ لُچے غنڈے مخمور نشہ مین چور اُنکے گرد بیٹھے ہین ہمنے پیارے شاہ کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ گل مچھون والے وہی ہین قہر درویش بر جان درویش اُن کے پاس ٹھہرے ایک دن وہ لُچے باہم گفتگو کرنے لگے کہ حضرت سلیمان پیغمبر تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مرید تھے ہمنے کہا سبحان اللہ تاریخ دانی آپ لوگون پر ختم ہے حضرت سلمان فارسی کو سلیمان پیغمبر بنا دیا وہ بولے کہ میان تم کیا جانو جو ہم کہتے ہین یہ ہی ٹھیک ہے اسمین گفتگو بڑھ گئی ہم خفا ہوکر وہان سے چلے آئے یہ بات راجہ رام سنگھ نے جو بعد مین نواب **عبدالواسع خان** مشہور ہوئے سنی ہمکو اپنے پاس بُلایا اسوقت تک راجہ نے اسلام ظاہر نہین کیا تھا تین چار دن تک ہم اُنکے پاس ٹھہرے پیارے شاہ فقیری کے کوچہ سے تو محض نابلد تھا لیکن ایک عمل ایسا جانتا تھا کہ راجہ کو جنات بصورت حسین دکھلاتا اور کہتا کہ یہ فرشتہ ہین اسی عمل نے اُن کو کامل بنا دیا تھا وہان سے ہم بھڑائچ کو روانہ ہوئے دوسرے دن کوئی دو گھڑی دن چڑھے ایک گاؤن مین پہونچے اور ایک تکیہ مین جو بستی کے قریب تھا قیام کیا۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا - کہ جب ہم راجگڈھ سے چلکر ایک گاؤن کے تکیہ مین ٹھہرے تو دیکھا کہ ایک لڑکا سات برس کا سُرخ آنکھین بالکل گم صم محمُوونکی طرح عالم سکوت مین بیٹھا ہے ہمکو دیکھکر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور چپکے سے جھونپڑے مین جاکر دو مٹھی بھُونے چنے کی لایا اور ہمارے سامنے رکھدئیے اتنے مین اُسکا باپ آگیا ہمارے واسطے کھانا لانے کا اشارہ کیا وہ جلدی سے کھانا لایا اسکے باپ سے حال دریافت کیا تو کہا کہ صاحب مین سقہ ہون ہمارے چار گھرون مین یہ ایک لڑکا ہے اسکا عجیب حال ہی دو دو مہینہ مین کھانا کھاتا ہے مگر طاقت کم نہین ہوتی ہر وقت سکتہ کے عالم مین رہتا ہے اشارون سے کام لیتا ہے کبھی ایسی ہی ضرورت آپڑتی ہے تو بات چیت کرتا ہے سونا قسم ہے راتدن جاگتا ہی رہتا ہے یہ تکیہ اسکا مقام ہے آدمی طرح طرح کے گمان کرتے ہین کوئی کہتا ہی کہ آسیب زدہ ہے کوئی کہتا ہے سڑی ہوگیا ہے غرض کچھ بھید اس کا نہین کھُلتا دوسرے دن ہم چھاؤنی مؤ کی طرف روانہ ہوئے وہان ہمارے والد بزرگوار کا رسالہ تھا چھ مہینہ تک اُنکی خدمت مین رہے وہان سے واپس ہوئے تو پھر اُسی گانو مین ٹھہرنے کا اتفاق ہوا دیکھا کہ تکیہ اُجاڑ پڑا ہے اُس لڑکے کا پتا نہین گاؤن مین جاکر اُس کے باپ سے ملے اُس نے بیان کیا کہ اس لڑکے نے رمضان شریف سے ایک مہینے پہلے کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا تھا اور دو مہینہ کا ایک روزہ رکھا عید کی صبح کو مین نے کہا کہ میان آج تو نہا دھو کر کپڑے بدل لو اور عیدگاہ مین چلکر نماز پڑھو کہا کہ بہت اچھا ہم سب گانو کے آدمی جمع ہوکر عیدگاہ کو چلے وہ لڑکا آگے آگے ہولیا تھوڑی دور چلکر اُس نے رخ بدلا اور جنگل کا رستہ لیا اُسوقت کسیکی مجال نہ تھی کہ اس سے کہے کہ ادہر نہین اُدہر چلو آخر سب آدمی تنگ آکر عیدگاہ کو چلے گئے مین تنہا اسکے پیچھے رہ گیا دل نے گوارا نہ کیا کہ اُسکو چھوڑ کر چلا آؤن چلتے چلتے ایک ایسے بیابان لق و دق مین گذرا جو پہلے کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا نظر آیا کہ ہر قسم کے صحرائی جانور سامنے آتے اور اُسکو سلام کرکے چلے جاتے پہر بھر کے بعد ایک بہت بڑا درخت بڑ کا ملا اُس کے نیچے میرا لڑکا بیٹھ گیا مین بھی ایکطرف بیٹھ گیا کچھ عرصہ کے بعد ایک پیرمرد سفید ریش بزرگ صورت کچھ کباب اور مٹھائی اور ایک پیالہ دودھ میرے واسطے لاے جب مین

کھاچکا تو رخصت ہو گئے جب پندرہ دن اسی تیرہ سے گذرے تو مین نے اس بزرگ سے کہا کہ حضرت اس لڑکے کو آپ کیون نہین کھلاتے فرمایا کہ انکو ظاہری کھانیکا حکم نہین طعام خاص سرکار سے ملتا ہے پندرہ دن تک مین نے یہی کیفیت دیکھی کہ وہ لڑکا بحر سکوت مین غوطہ لگائے بیٹھا ہے چرندے درندے ہمارے گرد جمع ہین مگر کوئی کسی سے بولتا نہین آخر ناچار ہو کر مین نے کہا کہ بیٹا اب مین کیا کرون یہ بات سنکر وہ رویا اور بولا کہ بابا مین بھی مجبور ہون مجھکو خدا تعالےٰ نے صرف اپنے کام کے لئے پیدا کیا ہے نہ کسی اور کام کے لئے تم بھی مجھکو خدا کے سپرد کرو اور اپنے گھر کو چلے جاؤ۔

برنگ آسیا سنگ است حال جسم زار من — بدست دیگرے افتادہ ام ناچار میگردم
عنان اختیار خویشتن دارم بدست او — برفتاریکہ خواہد برہمان رفتار میگردم
رشتۂ درگردنم افگندہ دوست — مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

مین نے کہا کہ پھر گھر کیونکر پہونچون راہ تو مجھے یاد نہین کہا کہ اس پیر مرد سے تم پوچھ لینا جسکو وہ آئے تو راہ دریافت کی فرمایا کہ تم سیدھے اسطرف کو چلے جاؤ گھر پہونچ جاؤ گے اگر کوئی درندہ ملے تو اس سے کہدینا کہ مین بھیکو کا باپ ہون اسکے بعد مین چل پڑا جو جانور راہ مین ملتا مین بڈھے کی ہدایت کے موافق کہدیتا کہ مین بھیکو کا باپ ہون سلام کرکے جانور چلا جاتا شب کو جہان ٹھہرتا جانور میرے گرد پہرہ دیتے اور ہر روز وہی پیر مرد مجھکو کھانا پہنچاتے اسیطور سے چلتے چلتے چار مہینہ بعد گھر آنکر پہونچا اب مجھکو رونے کے سوا کچھ کام نہین۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مقام کوٹ پوتلی پہنچکر سنا کہ یہان ایک بہت بڑے بزرگ مجذوب ہین میان **کلن شاہ** ہمنے بھی انکے پاس بستر اجا لگایا ان دنون مین راجہ صاحب نے انکے واسطے ایک بنگلہ پھونس کا نہایت عمدہ طیار کرایا تھا اسمین جا کر بیٹھے تو خادمون سے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے لوگون نے کہا کہ حضرت آپکا ہی ایک مشعل بنا کر اسمین آگ لگادی جلکر خاکستر ہو گیا راجہ نے دوبارہ طیار کرادیا پھر وہی سوال کیا اور چپکے سے آگ لگادی ع آئی موج فقیر کی دیا جھونپڑا پھونک + جب تیسری دفعہ طیار ہوا تو ہمنے انلوگون کو سمجھادیا کہ تم یہ الفاظ مت کہو بلکہ یون کہدو کہ سرکاری مکان ہے اسیطرح خادمون نے انسے کہدیا تو چپ ہو گئے اور اسکے اندر رہنے لگے چند روز کے بعد کنور صاحب

Marfat.com

یعنی راجہ کا لڑکا اُنکی زیارت کو آیا کچھ اشرفیان کچھ قیمتی تھان اور مٹھائی وغیرہ لایا اُسکی
صورت دیکھتے ہی شاہ صاحب بھاگے ہم سب اُنکے پیچھے ہوے کہ پکڑ لائین ایک خادم جلکر بولا
کہ ارے تجھے خدا کی مار نہ آپ کھائے نہ ہمین کھانے دے یہ بات سنکر دوسرا بولا کہ خدا کی مار اس سے
زیادہ اور کیا ہوگی کہ بدن مین لنگوٹی نہین سر پر ٹوپی نہین اوپر دھوپ نیچے گرم ریتا اور کیا خدا لاٹھی
لیکر مارنے آیا کرتا ہی بڑی مشکل سے اُنکو پکڑا ایک خادم کو ہمنے آگے دوڑا دیا کہ کنور صاحب کو کہین
چھپا دو ورنہ صورت دیکھ کر پھر بھاگین گے ہمنے شاہ صاحب سے کہا کہ چلئے حقہ تو پی لیجیے بولے
ہان خوب یاد دلایا چلو چلو غرض بہلا پھسلا کر بنگلے کے اندر لائے۔ چار آدمیون نے ملکر خوب مضبوط پکڑ لیا
پھر کنور صاحب کو بُلایا دیکھتے ہی گھبرائے ہمنے پکڑ لیا پھر اُنھون نے بہت زور کیا کہ بھاگ جائین
لیکن ہمنے نہ چھوڑا اور زبردستی میانصاحب کا ہاتھ پکڑ اُنکے سر پر رکھدیا اور خادم بولے کہ
مرادین پوری پوری کنور صاحب خوش ہو کر چلے گئے اور وہ نذرانہ خادمون نے لے لیا
اُسکے بعد میانصاحب کو چھوڑ دیا کہ اب جہان آپکا جی چاہے تشریف لیجایئے پھر نہ بھاگے چپکے
بیٹھے رہے حجامت کیوقت بھی اُنکی عجب کیفیت ہوتی دو انگشت حجامت حجام نے بنائی ہوگی
اُٹھ کر بھاگ گئے غرض آٹھ دن مین دو دو چار چار انگشت کرکے پوری ہوتی تھی ایکدن ہمنے اُنسے
دریافت کیا کہ حضرت آپکا نام کیا ہی فرمایا ٹکّو کمھار ہمنے پوچھا قوم کہا گوڑ پھر عمر پوچھی تو کہا پونے
دو برس بلکہ کچھ کم ایک بات تو ہم اُسیوقت سمجھ گئے تھے کہ گوڑ سے مراد سید ہی دوسری بات
پونے دو برس بعد کھلی یعنے جب انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہمنے عمر گذشتہ پوچھی تھی اُنھون
نے باقیماندہ بتلائی مگر تیسری بات آجتک نہین کھُلی کہ ٹکّو کمھار سے کیا مراد تھی ایکدن
ہم نے حضرت سے دریافت کیا کہ ہمارے لئے کیا کہتے ہو جواب دیا کہ بروے لگا کرو
ہم نے پوچھا کہ لگین گے بھی یا نہین فرمایا ہان خوب لگین گے سو اب معلوم ہوا کہ اُ
سے مراد ہی پیری مُریدی تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم کوٹ پوتلی سے چلے تو راستہ مین ایک
مندر ملا وہان ایک سادھو نہایت دلاویز الحان سے بھجن گا رہا تھا ہم بھی اُسکے پاس
جا بیٹھے بھجن سنتے رہے پھر اُن سے باتین ہونے لگین یہانتک کہ نماز کا وقت آیا ہمنے

Marfat.com

مصلے بچھاکر نماز پڑھ لی بعد نماز وہ سادھو جی مخاطب ہوئے کہ میاں صاحب آپکی طبیعت مین تو بڑی آزادی معلوم ہوتی ہے پھر یہ علت کیون لگا رکھی ہے آپ نے کہا بابا جی علت سے تو نہ تم خالی نہ ہم خالی تمکو اس پتھر کے پوجنے کی علت لگی ہوئی ہے ہمکو نماز کی تم گھنٹا بجاتے ہو ہم تسبیح ہلاتے ہین۔

رسائی نیست تا سر منزل او کفر و ایمان را	کہ دیر و کعبہ سنگ رہ بود گبر و مسلمان را
دلا مائل نہ ہو دیر و حرم کا	یہان دونون جگہ پتھر پڑے ہین

بس بے قید ہے تو خدا کی ذات ورنہ سب اپنی اپنی قید مین مبتلا ہین۔ **شعر**

مے خوارہ بمے خوش ست و خون خوارہ بخون	کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ؕ

ایک روز ارشاد ہوا کہ اثناء سفر مین ایک جگہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس کا حال دریافت کیا تو کہنے لگا کہ مین حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مزار کا جاروب کش ہون چھ مہینے مین ایک ہفتہ کی رخصت ملتی ہے ہفتہ بھر گھر مین گذار کر آٹھوین دن حضرت کے آستانہ پر پہونچ جاتا ہون اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عرصہ بیس برس کا ہوا کہ اپنے گھر سے بارادہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً روانہ ہوا جابجا کی زیارت کرتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار متبرکہ پر پہونچا دل مانوس ہوگیا وہان کے جنگل کی فضا خوش معلوم ہوئی جاروب کشی اختیار کی سات آٹھ برس کے بعد ایک فقیر میرے وطن کا وہان آنکلا اور پیام دیا کہ تمھاری بیوی نے کہدیا تھا کہ اگر کہین ملجائے تو کہدینا کہ تمھارے بچون کی شادی کا وقت آگیا اور خرچ کو کوڑی نہین جسطرح ہوسکے آجاؤ اُسوقت سے مجھکو فکر لاحق ہوا کہ میرے پاس زاد راہ نہین اور سفر دور دراز جاؤن تو کسطرح جاؤن اسی خیال مین سوگیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ فلان مقام پر پتھر تلے پانسو ریال رکھے ہین اُنکو لو اور گھر چلے جاؤ لیکن بچون کی شادی کرکے جلد واپس چلے آنا ہم تمھارے منتظر رہین گے جب بیدار ہوا تو اس خواب کو صرف خیال سمجھا دوسرے دن پھر یہی معاملہ دیکھا اور ارشاد ہوا کہ اس مقام پر جا اور دیکھ تو سہی جھوٹ ہے یا سچ ہے جاکر دیکھا تو فی الحقیقت پانسو ریال پائے تیسری شب ارشاد ہوا کہ کل ضرور چلے جاؤ اور جلد واپس آؤ مین وہان سے چلکر مدینہ منورہ مین آیا

Marfat.com

وہان کچھ مدت قیام کا ارادہ کیا خواب مین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہان سے جلد چلے جاؤ کیونکہ حضرت موسیٰ تمھارے منتظر ہین وہان سے روانہ ہوا گھر پہنچا شادی اطفال سے فراغت پائی پھر واپس آنے کو جی نہین چاہتا تھا ایک رات دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کیا تو نہین آتا مین نے عرض کیا کہ پیدل چلنا تو دشوار و ناگوار معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ اچھا جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ حضرت کے آستانہ پر موجود ہون اُس روز سے میرا یہ حال ہے کہ چھ مہینے کے بعد عرض کر کے سو رہتا ہون اور صبح کو اپنے گھر بیدار ہوتا ہون آٹھوین روز جس طور سے کہ آیا تھا پھر پہونچ جاتا ہون میرے حال پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نہایت مہربانی ہے جب چاہتا ہون گفتگو کر لیتا ہون ایک روز مین نے عرض کیا تھا کہ حضرت مجھکو کچھ تعلیم فرمایئے ارشاد ہوا کہ تو متحمل نہوگا مگر ہان بعد انتقال کے تمکو کچھ دین گے اب مین اپنے گھر آیا ہون چار دن تو گذر چکے تین اور باقی ہین پھر اُسی آستانہ پر جاؤن گا نہایت خوشی مین زندگی بسر ہوتی ہے اگر کچھ خرچ درکار ہوتا ہے تو حضرت سے عرض کر دیتا ہون دوسرے دن ملجاتا ہے غرض جابجا سیر کرتے ہوئے ہم باری مین پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب میر اعظم علیشاہ صاحب کا انتقال ہوگیا تو نہایت رنج و غم ہوا دلمین وحشت پیدا ہوئی باری سے چل نکلے اور سیر و سیاحت اختیار کی اول قادر گنج مین میان **ریتا شاہ** صاحب کے پاس پہنچے گنگا کے کنارے جھونپڑی مین رہتے تھے خادمون سے معلوم ہوا کہ میانصاحب اُپلے چُننے گئے ہین ہمنے بھی جنگل کا رستہ لیا اور دور سے دیکھا کہ اُپلے چن رہے ہین ہم بھی ایک جھولی بنا کر اُپلے چنتے چنتے اُن کے پاس جا پہنچے اور سلام کیا ۵

یار جس سے خوش رہے مجھکو وہ آئین چاہئے | اِس سوا طالب دنیا کا

شاہ صاحب نے دیکھ کر فرمایا کہ خوب ہوا تم آگئے ہم بھی منتظر تھے کیونکہ اب ہمارا وقت قریب ہے پھر ہم دونو اپنا اپنا بوجھ لیکر جھونپڑی مین گئے چند روز اُنکے پاس رہے ایکبار آدھی رات کو شاہ صاحب نے فرمایا کہ میان ولی والے سید ایک گھڑا لیجاؤ اور عین گنگا کی دھار مین سے بھر لاؤ

Marfat.com

ہمنے فکر کیا کہ آدھی رات ادھر آدھی رات اُدھر جنگل کا مقام برسات کا موسم دریا چڑھا ہوا ہے ایسے نازک وقت مین یہ کیا ارشاد ہوا خیر چار و ناچار ہم گھڑا لیکر چلے کنارہ پر پہنچے دیکھا کہ دریا چڑھاؤ پر ہے اور نہایت زور وشور سے موجین مار رہا ہے پہلے تو اندیشہ ہوا پھر ہمنے خدا کا نام لیکر قدم بڑھایا ع دل افگندیم بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا ٭ اسوقت عجب تماشا دیکھا کہ یا تو وہ طغیانی اور جوش وخروش تھا یا اتنا بھی پانی نہ تھا کہ گھڑا ڈوبکر بھر لین یہانتک کہ مانجھدھار کو ڈھونڈھتے ہوئے ہم دوسرے کنارہ پر جا نکلے طرفہ یہ ہے کہ وہان خود میان رتیا شاہ بھی کھڑے تھے بولے کہ میان دلّی والے سیّد ابھی گھڑا بھرا نہین ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپنے تو بیچ دھار کا حکم دیا تھا سو دھار کا کہین پتا نہین بلکہ گھڑا ابھی نہین ڈوبتا فرمایا کہ خیر ہاتھون سے بھر لو یہ کہکر خود بھی بھرنے لگے جب گھڑا بھر گیا تو ہمنے اُٹھا کندھے پر رکھا دونون باتین کرتے ہوئے ساتھ ساتھ چلے مکان قریب آیا تو شاہ صاحب نے کہا کہ ہم پیشاب کر لین تم آگے چلو ہم جھونپڑیون کے پاس پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ خود بدولت اندر بیٹھے ہوئے بالکون سے کہتے ہین کہ دلّی والے سیّد نے بڑی دیر لگائی جاؤ دیکھو تو کہان ہین کہین راہ بھولکر ادر طرف نہ چلے گئے ہون ہم جا ہی پہنچے تھے کہ بالکے نے کہا صاحب وہ آئے ہمکو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا تماشا ہے خیر گھڑا رکھدیا اور بالکے سے پوچھا کہ بھلا شاہ جی اسوقت باہر بھی گئے تھے اُس نے کہا کہ جسوقت سے آپ گھڑا لیکر گئے ہین یہین اندر بیٹھے ہوئے ہین آپکی صفت وثنا بیان کر رہے ہین باہر تو نکلے بھی نہین خیر ہم چپ ہو رہے جب بالکے اُٹھ گئے تو خود ہی فرمانے لگے کہ ایسے شعبدے تو ہم تمکو بہت دکھلا دین گے لیکن یاد رہے کہ فقیری اسکو نہین کہتے یہ تو ایک بھان متی کا سانگ ہے الحاصل ہمکو نہایت خوشی کے ساتھ رخصت کیا اور کہا کہ اب ہماری عمر مین صرف دس دن باقی ہین تم جاؤ اور بھی دو شخص تمھارے منتظر ہین ایک تو چراغ علیشاہ سنبھل مین دوسرے واجد علیشاہ زبید مین اب کمر باندھو میان چراغ علی سے جا کر ملو پھر حج کو جاؤ اچھا رخصت خدا کے سپرد اُسوقت تک ہمارا ارادہ حج کا نہ تھا کیونکہ فرض تو تھا نہین مگر اُنکے فرمانے سے عزم مصمم ہو گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ ہم قادر گنج سے چلکر سنبھل مین پہنچے میان چراغ علی شاہ

ایک قصبہ ہے ضلع بریلی میں

ایک مقام ہے ملک عرب علاقہ یمن میں جہاں حضرت خواجہ اویس قرنی کا مزار ہے

Marfat.com

صاحب سے ملاقات ہوئی بہت خاطر و تواضع سے پیش آئے اپنے پاس ہی ٹھہرایا فرمایا کہ بھائی ہمکو تمھارا بڑا انتظار تھا اچھا ہوا کہ آگئے ایک دن کا ذکر ہے کہ ٹھیک دوپہر کے وقت گرمی کے مارے تین چار اُنکے تکیہ مین سایہ اور پانی دیکھکر آگئے شاہ صاحب نے تین دفعہ اُن سے پوچھا بھائی تم آگئے وہ بولے حضور ہم آگئے تھوڑی دیر بعد جبکہ چار ستا لیے اور چلنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اب کہان جاتے ہو یہان سے جانے نپاؤ گے ہ قدغن ہو کہ اس کوچہ مین کوئی آنے نپائے + گر بیخبر آجائے تو پھر جانے نپائے + یہ فرماکر اُنکی طرف ایک نگاہ کی وہ غائب ہو گئے پھر اُنکا پتا نہ ملا تین مہینے کے بعد ہم وہان سے میرٹھ پہونچے لالہ بانکے رائے کے مکانپر اُترے چندے قیام کرکے ارادہ حج کا مصمم ہوا جب چلنے لگے تو لالہ بانکے رائے صاحب نے دس بارہ جوڑے کپڑون کے اور پچاس روپیہ نقد نذر کیے ہم نے اس نقد اور جنس مین سے صرف پانچ روپیہ اُٹھا لیے اور اُن مین سے بھی شہر سے باہر نکلتے نکلتے ہمارے پاس فقط پانچ ٹکے رہ گئے مولوی نیاز علی صاحب اور بہت لوگ شہر سے باہر دور تک پہنچانے کو آئے غرض اُن سے رخصت ہوکر دوسرے روز دہلی مین آگئے میان فدا حسین شاہ صاحب کی خدمت مین رہے اور ارادہ سفر حج کا ظاہر کیا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے مبارک کرے جب مدینہ منورہ مین پہنچو تو اس خاکسار کیطرف سے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب مین بعد آداب و نیاز کے یہ رباعی عرض کر دینا۔ مین نے عرض کیا کہ حضرت یاد رہی تو عرض کرونگا فرمایا کہ اچھا جب ہم مدینہ منورہ مین پہونچے تو یہ بات بالکل یاد نہ تھی خواب مین دیکھا کہ شاہ **فدا حسین** صاحب فرماتے ہین کہ اب وہ رباعی عرض کر دو آنکھ کھلی تو ہم اُسی دم روضۂ مبارک پر گئے اور پیام پہنچا دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہم ریواڑی کو جاتے تھے اثنار راہ مین ایک پنڈت جی ملا وہ بھی کسی گانو کو جاتے تھے جو وہان سے کوس دو ایک تھا دونون ہمراہ ہوکر چلے پنڈت جی نے کہا کہ لاؤ تمھارا ہاتھ دیکھون پہلے تو ہمنے اپنا ہاتھ اُنکو دکھایا پھر ہم نے اُنکا ہاتھ دیکھا اور ہم نے کہا کہ تم کسی پر عاشق ہو اتنی بات سُنکر وہ تو ہمارے سر ہو گئے کہ میانصاحب مرض پہچانا تو اسکا علاج بھی ضرور چاہیے ہمنے کہا کہ خیر ایک شاخ درخت لاؤ وہ لایا کچھ پڑھا اُسپہ دم کیا اور کہدیا

Marfat.com

کہ اب تم پتّا توڑ بھاگے چلے جاؤ اور معشوقہ کے صحن خانہ مین اس لکڑی کو ڈالدو پھر دیکھنا کہ کیسی تمھاری حلقہ بگوش ہو جاتی ہے مگر یہ شرط ہے کہ اثنا راہ مین اگر گوز آئے تو اس شاخ کو الگ رکھدینا ورنہ اثر جاتا رہیگا اس بیچارہ نے ہمارے کہنے کے موافق عمل کیا مگر قسمت سے مجبور تھا جب گانو کے پاس پہنچا ٹھوکر کھا کر ایسا مُنھ کے بل گرا کہ بے اختیار گوز نکل گیا وہ پھر دوڑا ہوا ہمارے پاس آیا اور نہایت منت وزاری کی ہمنے پھر وہ شاخ پڑھ کر دیدی غرض تین چار دفعہ یہ ہی معاملہ پیش آیا کہ گانوٗ کے پاس پہونچا اور بادشکم کو جھوکا آیا ؎ قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہان کمند ٭ دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا۔ آخر ہم تو چلتے چلتے آگے نکل گئے نہین معلوم اُسپر کیا گذری۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم بارادہ حج چلے تو الورؔ کے رستہ مین ایک ہندو فقیر چار چیلون سمیت ہمارے ہم طریق ہو گئے کہنے لگے کہ رات کو ہمارے ساتھ ٹھہرنا چنانچہ ہم سب ایک دھرم شالہ مین جا اترے اُنھون نے چیلون سے پوچھا کیا کھاؤ گے سب نے اپنی اپنی رغبت کے موافق کہدیا وہی کھانا موجود ہو گیا پھر ہمسے پوچھا ہمنے کہا صاحب جو آپ کھائین کہا کہ مین تو مونگ کی دال اور چپاتی کھایا کرتا ہون غرض جب اُنکا کھانا طیار ہوا تو ہمنے بھی وہی کھایا بات چیت شروع ہوئی تو ایک اُنس پیدا ہو گیا کچھ توجہ کا ذکر آیا ہم نے استدعا کی کہنے لگے کہ تین روز ہمارے پاس رہو چوتھے روز توجہ دین گے خیر ہم ٹھہر گئے اُنھون نے تین روز تک ہمکو برت (روزہ) رکھوایا پھر توجہ دی واقع مین بڑے زبردست آدمی تھے ہم بہت لوگون سے ملے اور توجہ لی مگر یہ تاثیر کسی کی توجہ مین نہ دیکھی اُن کی توجہ سے ہمارا قلب گلاب کے پھول کیطرح کھل گیا اور قائم ہو گیا تھا ایکدن انتقال روح کے باب مین گفتگو آئی کہا کہ ہان ایک جسم سے دوسرے جسم مین منتقل ہو سکتی ہے کیا تم یہ تماشا دیکھو گے ہم نے کہا ضرور کہا اچھا ایک جانور مردہ لاؤ اگلے دن ہم ایک مردہ طوطا لائے رات کے وقت وہ دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور طوطے کو سامنے رکھ لیا چراغ گل کر دیا سنسکی لیکر دم کھینچا کھٹ سے ایک آواز آئی اور بجلی سی چمکی طوطے مین جان آگئی ہمنے اُسکو پکڑ لیا اور باتین کرنی شروع کین وہ بول تو نہ سکتا تھا مگر اشارون سے باتین کرتا تھا پھر ہمنے کہا کہ اچھا اب اپنے جسم مین آجایئے تماشا

Marfat.com

دیکھ لیا غرض وہ بدستور سابق اُسی چمک دمک سے اپنے جسم مین آگئے ہمنے کہاکہ یہ بات ہمکو بھی سکھا دیجئے کہاکہ اچھا پندرہ دنمین سکھلادین گے مگر روٹی کی ممانعت کردی اور دودھ چاول کھانے کی اجازت دی اور کپالی چڑھانی بتائی یہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک توچیتن تارٹی جس مین حبس دم کرتے ہین مگر ہوش و حواس قائم رہتے ہین دوسرے جڑ تارٹی جسمین حبس دم کے بعد ہوش و حواس بھی نہین رہتے اس سے پہلے ناَتی دھوتی اور کنجل کریاکرائی غرض پندرہ دن مین اپنا قول پورا کردیا ہم نے چند روز کرکے یہ عمل چھوڑ دیا کیونکہ ایک بکھیڑا تھا چونکہ کپالی چڑھانا ہمکو لڑکپن سے یاد تھا اسواسطے پندرہ دن مین یہ عمل پورا ہوگیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔کہ جب ہم جودھ پور کے علاقہ مین پہنچے توایک ہندو فقیر دیکھا جو بارہ برس تک راتدن کھڑا رہا تھا اُسکے پاؤن بھی ورم کرگئے تھے بارہ برس کے بعد بیٹھنا چاہا تو بیٹھا نہ گیا چھ مہینے تک ٹانگون کی مالش کرائی تب رگ پٹھے کھلے ایک مدت کے بعد وہ فقیر پھر ملا بھیک مانگتا ہوا جھولی گلے مین ہمکو دیکھکر رونے لگا ہمنے پوچھا کہ خیر ہے روتے کیون۔ بولا کیا کہون ایک عورت کرلی ہے جب وہ حال تھا اب یہ صورت ہوگئی پھر اپنے گھر لے گیا دیکھا تو ایک کھترانی موجود ہے وہ بھی رونے لگی ہمنے کہاکہ تم دونون کیون غم و رنج کرتے ہو جہان سے وہ حالت تھی وہین سے یہ حالت ہے اُس سے کیا بنا اور اسسے کیا بگڑا ؎ وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ + ان نینن کا یہی پریکھ + نہ من سر زحکمت بدرمے برم + کہ حکمت چنین میرود برسرم + ابتدا مین اس شخص کا یہ حال تھا کہ تمام امیر غریب اسکی خدمت مین حاضر ہواکرتے تھے اور راجہ تو غلام تھا جسوقت یہ شخص بارہ برس کے بعد بیٹھا تھا توراجہ نے ہزارہا فقرا کو جمع کرکے اس خوشی مین بہت کچھ دان کیا اور چند روز تک برابر جشن قائم رکھا تھا بعد مین ایک عورت کے ساتھ شادی کرنے راجہ کا سب اعتقاد جاتا رہا شہر بدر کرادیا دنیادار کا اعتقاد ایسا ہی ہوتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔کہ حج اول کے سفر مین بھوپال جانے کا اتفاق ہوا وہان سنا کہ العلیم صاحب بڑے کامل فقیر ہین اُنسے بھی ملے اُنھون نے تعلیم کا دعویٰ کیا مگر کچھ اسکا ظہور نہ دیکھا گیا ہم نے

Marfat.com

اور سید وزیر علی صاحب سے پہلے پہل اُن کے مکان پر ملاقات ہوئی تھی چند روز تال بھوپال
کے کنارے ایک پہاڑی پر رہے ایکدن سکندر بیگم والیہ بھوپال یہ سنکر کہ کوئی فقیر نواح شہر مین وارد
ہے ملاقات کو آئین چند خواص و ارکین بھی ہمرکاب تھے خود گھوڑے پر سوار ہمارے قریب آنکر
یہ شعر پڑھا ۔ ؎ کیون شہر چھوڑ عابد غار جبل مین بیٹھا ٭ جسکو تو ڈھونڈھتا ہے تیری بغل مین
بیٹھا ٭ اور فرمایا کہ شاید آپکا ارادہ بیت اللہ کا ہے ہمنے کہا کہ ہان ہے تو سہی اتنے مین دوسری
بیگم صاحبہ جو اُنکی وزیر تھین یون گویا ہوئین ؎ عابد و معبود دونون پاس ہین غافل تیرے
کیون کرے پھر تو ارادہ طوف بیت اللہ کا ٭ ہمنے دیکھا کہ یہ تو سر پر چڑھی جاتی ہین اب سکوت
مصلحت نہین ناچار تیغ زبان کو خاموشی کے نیام سے کھینچکر ایک ضرب اس شعر کی لگائی ؎
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ٭ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا ٭ یہ سنکر
بیگم صاحبہ بولین کہ یہ تو شہری معلوم ہوتے ہین مگر چھوٹ گئے ہین ہمنے کہا کہ آپسے ۔ بیگم صاحبہ
لوٹ گئین اور گھوڑے سے اُتر پڑین اور کہا کہ ہمارا قصور معاف ہو معلوم ہوا کہ آپ سب طرح درست
اور پورے ہین ہمنے کہا کہ آپ آزمایش و پیمایش کرین اگر کمی و بیشی ہو تو قصور از من است
پھر تو پھڑک گئین اور کہنے لگین کہ میانصاحب کیا یہان بولنا ہی خطا ہے ہم نے کہا اسمین
شک کیا ہے آپنے نہین سُنا مَن سَکَتَ سَلِمَ وَمَن سَلِمَ نَجَا ؎ دو چیز تیرۂ عقل
است دم فروبستن ٭ بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی ٭ یہان سب طرحکا سامان موجود
ہے دیکھ لو دیکھا لو پرکھ لو پرکھا لو سودا نقد ہے اس ہاتھ دو اُس ہاتھ لو بیگم صاحبہ بولین بیشک
میانصاحب ہمارا زبان کھولنا غضب ہوا اب ہماری تمھاری صلح ہے ہم نے کہا بہت اچھا
؎ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ٭ وگر جنگ جوی ندارم درنگ ٭ غرض عذر تقصیر کے
بعد نذر پیش کی اور کہا کہ آپ شہر مین تشریف لے چلین تو ہم کو ہر وقت آپکی زیارت نصیب
ہو اور آپکو ہر طرح کا آرام ملے ہمنے کہا کہ بیگم صاحبہ ہمکو تو یہی بڑا آرام ہے کہ آپ اپنا رام بنائین
اور ہمین آرام کرنے دین مسکرا کر چپ ہو گئین اور رخصت ہوئین اسکے بعد وزیر علی صاحب نے
اکسیر سے خرچ تیار کیا وہ ہندو فقیر جو وہان رہتے تھے یہ بات دیکھکر سر ہو گئے ہمنے سید وزیر علی
سے کہا کہ تم نے یہ کیا کام کیا کہین گرفتار تو نہین کراؤ گے اُس سارے بکھیڑے کو ہمنے تالاب مین ڈلوا دیا ۔

Marfat.com

ہندو سر پیٹنے لگے ۔

ایک روز ارشاد ہوا ۔ کہ ہمارے ایک دوست تھے عبدالصمد خان بھوپال مین اُنسے بھی ملاقات ہوئی اُنھون نے دو حکایتین عجیب غریب بیان کین **حکایت اوّل** یہ کہ مین ایک مولوی صاحب سے پڑھا کرتا تھا قضارا اُنکا انتقال ہوگیا سخت رنج والم ہوا کہ ایسے اُستاد شفیق اب کہان ملینگے جب اُنکو غسل دیا کفن پہنایا تو مین خوشبو لینے اُنکے حجرہ مین آیا دیکھتا کیا ہون کہ مولوی صاحب اندر موجود ہین مین نے متعجب ہو کر پوچھا کہ حضرت جنازہ تو باہر رکھا ہی اور آپ یہان فرمایا کہ میان تمھارا غم واندوہ گوارا نہوا اب خاطر جمع رکھو انشاءاللہ ہر روز ملاقات ہوا کریگی مگر افشائے راز نکرنا چلو اب جنازہ کی نماز پڑھو مگر ہم اور لوگونکی نظر سے غائب رہین گے چنانچہ جبتک دفن کیا وہ ہمارے ساتھ رہے قبرستان سے پھرے تب بھی ہمراہ تھے مین نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب آپ تو یہان ہین بھلا قبر مین منکر نکیر کو جواب کون دیگا فرمایا کہ میان یہ بات نہ پوچھو کچھ اور گفتگو کرو دو گھڑی بعد سلام علیک کر کے تشریف لیگئے من بعد ہر روز صبح کے وقت قدم رنجہ فرماتے رہے چند روز اسیطرح گذرے ایک رات مینے حجرہ کی موری مین پیشاب کر لیا صبحکو مولوی صاحب ناک چڑھائے آئے اور کہا کہ آج تمھارے حجرہ مین بدبو ہے شاید تم نے یہین پیشاب کیا ہی مینے عرض کیا کہ فی الواقع یہ قصور مجھسے ہوا ہے اُسوقت فرمایا کہ میان تم اور عالم مین ہم اور عالم مین بھلا ہماری تمھاری ملاقات کیا بھائی اب ہم نہین آئین گے ہرچند مین نے عذر و معذرت کی لیکن پھر کبھی نہین آئے ۔ **حکایت دوم** یہ بیان کی کہ ایک دفعہ مین اور میرا بھائی دونون ملک دکن کے اندر ایک راجہ کے سوارون مین بھرتی ہو گئے چند روز کے بعد وہ راجہ تو مر گیا اُسکے دو بیٹون نے ریاست و سپاہ باہم تقسیم کر لی اتفاق سے دونون رئیسون مین مجادلہ اور مقاتلہ واقع ہوا ہم دونون بھائی بھی لڑائی مین سخت زخمی ہو کر رات کو میدان جنگ مین پڑے تھے اور کوئی ہمارے حال کا پرسان نہ تھا ... پیاس کا ازحد غلبہ ہوا دیکھتا کیا ہون کہ ایک ہمن قشقہ لگائے کمنڈل ہاتھ مین اور دس بندہ آدمی ساتھ کورے گھڑے سر پر دھرے زخمیون کو پانی پلاتے چلے آتے ہین مجھکو ہندونکے کھانے پینے سے ہمیشہ پرہیز رہا اسلئے انکار کر دیا مصر جی چلے گئے تھوڑی دیر بعد پھر آئے کہ خان صاحب کیون

Marfat.com

پیاسے مرتے ہوپی بھی لو مین نے کہا پہلے کبھی ہندو کے ہاتھ سے پانی نہین پیا تو اب مرتے وقت کیا پیئین بولے کہ خانصاحب تم بڑے ضدی ہو گیا اسی کا نام مسلمانی ہے لو پانی پیو مین تمھارے بھائی کو بھی پلا آیا ہون ابھی تمھاری عمر بہت ہی یہ سُنکر میرے کان کھڑے ہوئے کہ یہ میرے بھائی سے کیا واقف اور عمر کی اسکو کیا خبر مینے کہا کہ صاحب خیر پانی تو پی لونگا لیکن یہ تو بتائیے کہ آپ ہین کون فرمایا کہ مین خضر ہون اور یہ لوگ جنکے سر پہ پانی کے گھڑے ہین ابدال ہین ہمکو حکم ہوا ہے کہ ابھی ان زخمیونکی عمر زیادہ ہی انھین پانی پلاؤ مین نے کہا کہ حضرت آپنے یہ بھیس کیون بدلا ہے بولے میان چپ رہو مہاراج کہو مہاراج بہت سے ہندو اس میلان مین پڑے ہین جنکو مسلمانون کے پانی سے انکار ہے مین نے کہا کہ اگر آپ دوسری ملاقات کا وعدہ کرین تو پانی پیتا ہون فرمایا اچھا لیکن تم پہچانوگے نہین خیر مینے پانی پیا کچھ قوت آئی وہان سے اُٹھکر مکان پر آیا پھر نوکری چھوڑ چھاڑ کے اپنے وطن کی راہ لی یہان آنکر مسجد کی امامت اختیار کی اور لڑکے پڑھانے لگا کوئی پندرہ برس کے بعد ایک روز ایک سپاہی شکستہ حال جسکی تلوار کا میان بھی ٹوٹا پھوٹا سا تھا مسجد مین آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مین نے جواب دیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام آپ کیسے تشریف لائے کہا بہت دنون سے تمھاری ملاقات کو جی چاہتا تھا آج سرکاری کام ادھر کا نکل آیا ہمنے کہا کہ چلو خانصاحب سے بھی ملتے چلین مینے سوچا کہ ہماری انکی ملاقات تو ہے نہین شاید روٹی کے لئے یہ باتین بناتا ہی ہم نے روٹی منگا کر اُنکو کھلا دی جب کھا پی کر چلنے لگے تو فرمایا کہ لو خانصاحب ہم جاتے ہین پندرہ سولہ برس ہوئے کہ تم سے ملاقات ہوئی تھی اور ہمنے اقرار کیا تھا کہ ایک دفعہ پھر ملین گے لو ہمنے اپنا اقرار پورا کیا کل کو یہ نہ کہنا کہ ہمسے وعدہ خلافی کی ہم روٹی کھانے نہین آئے تھے فقط تمھاری ملاقات مقصود تھی مین اس فکر مین تھا کہ یہ کیا کہتے ہین اتنے مین وہ سلام علیک کر مسجد کے دروازہ سے باہر نکل گئے اُسوقت مجھے یاد آیا کہ اوہو یہ تو خضر تھے مین دوڑا اور ہر گلی کوچہ مین دریافت کیا کہ کسی نے اس شکل و صورت کا آدمی دیکھا ہی مگر کچھ پتا نہ لگا ناچار کف افسوس ملکر رہ گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ بمقام بھوپال ایک ہندو فقیر تھے بابا سیتل داس ہمنے سنا کہ وہ توجہ دیا کرتے ہین ہم بھی اُنکے پاس گئے اور درخواست کی کہا کہ تین دن تک فاقہ کرو نہ اَن کھاؤ نہ پانی پیو ہم نے

ایسا ہی کیا تیسرے دن باباجی نے توجہ کی تو تمام جسم مثل آئینہ ہو گیا اندرونی و بیرونی رگ و ریشہ سب عیان تھی اور ایک شعلہ نورانی زمین سے آسمان تک منور معلوم ہوتا تھا ہمنے عرض کیا کہ باباجی ہمکو مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے معنی سمجھا دو اس توجہ سے تو یہ بات حاصل ہوتی نہیں ہم تو دیدِ جان چاہتے ہیں نہ دیدِ جسم و جہان غیر کو دیکھا تو کیا دیکھا اصل دیکھنا تو اپنا ہی دیکھنا ہو ؎ دیدہ تو مغز ست باقی پوست ست ٭ دید آن باشد کہ دید دوست ست ٭ کہا کہ یہ تو مشکل ہے ہمنے کہا کہ اگر یہ مشکل ہے تو ہمارا بھی سلام ہے ۔

ایک روز ارشاد ہوا ۔ کہ مقام بھوپال میں قاری عبید اللہ عرف قاری لالا صاحب سے ملاقات ہوئی ہمنے انکو قرآن شریف سنانا شروع کیا فرمایا کہ آپکے لیے تو سیدھا سادھا پڑھ لینا کافی ہے قرأت کے جھگڑے میں مت پڑو انکے ارشاد سے ہمارا خیال بھی پلٹ گیا ایک دن قاری صاحب سے ہمنے پوچھا کہ آپ کو بھی کوئی قاری بھی ملا فرمانے لگے کہ ہاں ایک دفعہ میں دکھن کو جاتا تھا راہ میں ایک گانوں کے اندر ٹھہرا اور حسب عادت پوچھا کہ یہاں کوئی قاری بھی ہے لوگوں نے کہا کہ قاری تو ہم جانتے نہیں مگر ایک اندھے حافظ یہاں رہتے ہیں لڑکے پڑھایا کرتے ہیں جب اُن کے پاس گیا تو دیکھا کہ لڑکے باہر بیٹھے ہیں اور حافظ جی حجرہ میں ۔ اندر ایک ایک لڑکا جاتا ہے اور سبق پڑھ کر چلا آتا ہے جب لڑکا اندر جانے کو تھا میں نے اُسکی معرفت اپنی اطلاع کرائی تو حافظ جی نے اندر بلا لیا مزاج پوچھا پھر کلام مجید کے سننے کا اشتیاق ظاہر کیا فرمایا کہ پہلے آپ پڑھیں خیر میں نے ایک رکوع پڑھا تو اندھے نے کان کھڑے کیے اور کہا کیا تم قاری لالا ہو میں نے کہا آپ نے کیونکر جانا اسنے کہا کہ آج سارے ہندوستان میں اس شد و مد سے پڑھنے والا سوائے قاری لالا کے اور کوئی نہیں اسکے بعد حافظ جی نے پڑھنا شروع کیا ہنوز اعوذ پڑھی تھی کہ ایک برتن جو انکے پاس رکھا تھا [illegible] اور رکوع شروع کرتے ہی وہ سر پوش گر پڑا اوچھلا اور جا ٹھیرا جب [illegible] اپنی جگہ پر آ گیا مجھکو بڑی حیرت ہوئی اُنھوں نے خاموشی کا سبب پوچھا تو میں نے [illegible] بیان کیا فرمایا کہ تمھیں قال میں مطولی ہو مجھکو حال میں اور میں تمام کلام مجید کا عامل ہوں [illegible] تمام تماشا دکھاؤنگا غرض ظہر کے وقت مجھکو جنگل میں لیگئے وہاں ایک دن تھا [illegible]

کہا بہت اچھا مین رہٹ کھینچتا ہون آپ وضو کرین کہا اسکی کچھ ضرورت نہین تم سورۂ یٰس کنوے
کے کنارہ پر کھڑے ہوکر پڑھو مین نے پڑھنا شروع کیا اور پانی نے جوش مارا آخر پڑھتے پڑھتے کنارہ
پر آگیا ہمنے وضو کرکے نماز پڑھی پھر سیر کرتے ہوئے دوسرے کنوئیں پر پہونچے حافظجی بولے پیاس لگی ہو
تم سورۂ الرحمن پڑھکر اُنگلی پر دم کرو اور تین بار رہٹ کیطرف اشارہ کرکے چکر دیدو مین نے ایسا ہی
کیا رہٹ خود بخود چلنے لگا جب پانی پیکر چلدیئے تو کھیت والا ہمارے پیچھے دوڑا آیا کہ حضرت یہ
کیا کر چلے رہٹ تھمتا نہین میرا کھیت ڈوبا جاتا ہے حافظجی نے کہا جاؤ اُسی طور سے پڑھکر اُنگلی پر
دم کرکے اُلٹے تین چکر دیدو اول تو مین نے زور کیا اور یون ہی روکنا چاہا بھلا میری تو کیا ہستی
تھی وہ ایسے زور سے چلتا تھا کہ ہاتھی سے بھی نہ رُکتا آخر وہی عمل کیا فوراً بند ہوگیا حافظجی نے
وَالضُّحٰی سے وَالنَّاس تک مجھکو بھی اجازت دی تھی اور جو اُنھون نے فرمایا تھا وقت
امتحان وہی اثر پایا قاری صاحب نے ہمکو بھی اُن تاثیرات کا مشاہدہ کرایا ارادہ تھا کہ
بعد حج نابینا حافظ کے پاس جاکر رہین گے مگر جب بیت اللہ شریف سے واپس آئے
تو اُنکا انتقال ہوگیا تھا کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ط

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہمنے بھوپال سے آگے کا عزم کیا تو میان وزیر علی سے پوچھا
کہو کچھ خرچ بھی ہے بولے گیارہ ٹکے موجود ہین ہم نے کہا خرچ تو بہت ہے اب کیا دیر ہے چلو
آدھی رات کے وقت ہم دونون چل نکلے جب اندور مین پہنچے تو کچھ پاس نہ تھا بمجبوری رسالہ کی
مسجد مین قیام کیا وہان کا مُلّا نہایت نیکبخت آدمی تھا اُس نے دس بارہ روز ٹھرایا بوقت
روانگی پانچ روپیہ پیش کئے ہمنے سید وزیر علی صاحب کیطرف اشارہ کیا اُنھون نے انکار
کیا تو ہمنے سمجھایا کہ میانصاحب دعوت خدا کو کیون رد کرتے ہو آپ بھیک نہین مانگتے
مزدوری اور تجارت نہین کرتے اس فقیری جامہ مین تو اسی طور سے ملے گا بارے مان گئے
اور روپیہ لیلئے وہان سے روانہ ہوکر چانڈور پہنچے اکیس دن رہنے کا اتفاق ہوا سید
وزیر علی صاحب نے کمرہمت باندھی اور کتابت وطبابت کے ذریعہ سے نو روپیہ جمع کئے تب
وہان سے آگے کو چلے ایک منزل مین سخت بارش ہوئی ہم دو نو کمبل تانکر بیٹھ گئے تاہم کپڑے
بہت بھیگ گئے سردی نے غلبہ کیا سامنے ایک مردہ ہندو کا جل رہا تھا وہان خوب آگ تاپی اور کپڑے سکھائے

Marfat.com

لیکن کپڑون مین اُسکی بدبو بس گئی دماغ پریشان ہونے لگا جب ذرا ابر کھلا تو ہمنے غسل کیا اور کپڑے دھوئے تب ذرا طبیعت درست ہوئی غرض چلتے چلتے بمبئی مین پہونچے اور مولوی عبد الحلیم صاحب کی مسجد مین قیام کیا ملا مسجد سے تکرار ہوگئی تھی دوسری مسجد مین جا ٹھہرے لیکن مولوی صاحب موصوف نے یہ بات سنکر طلب کیا اور نہایت اخلاق سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا یہانتک کہ چند روز کے بعد اپنے گھر لیجاکر ہمکو کھانا کھلانے لگے۔

ایک روز ارشاد ہوا- کہ بمبئی مین ہم اور سید وزیر علی صاحب حکیم عبد اللہ شاہ کی ملاقات کو گئے وہان بہت سے فقیر ہر قسم کے جمع تھے ہم تو سفید پوش تھے کسی نے کچھ نہ کہا لیکن سید صاحب کا رنگین لباس تھا اُن سے گفتگو ہونے لگی ایک شخص نے پوچھا آپ کے پیر کون ہین۔ جواب دیا روٹی کھا طریقہ جوا دیا روٹی غرض جو سوال کیا یہی جواب دیا ایک شخص بولا بابا بزرگون نے روٹی ترک بھی تو کر دی ہے جیسے حضرت شیخ **فرید الدین** شکر گنج نے کیا تھا ہمنے چپکے سے کہدیا کہ بیل بگی تو کوے کے باپ کا کیا- پدرم سلطان بود ترا چہ- یہ بات سُنکر وہ لوگ کہنے لگے ارے میان یہ تو کوئی وہابی سے معلوم ہوتے ہین ایک بولا صاحب اپنا شجرہ تو سناؤ سید وزیر علی نے ایک خط جیب سے نکال ان کے سامنے رکھدیا کہ یارون کے پاس تو یہ شجرہ ہے پڑھ لو آپس مین وہ لوگ کہنے لگے ارے میان کس سے گفتگو کرتے ہو یہ تو مسخرے معلوم ہوتے ہین ہم نے جانا تھا فقیر ہون گے پھر حکیم عبد اللہ شاہ سے ملاقات ہوئی وہ بڑے خلیق اور حاذق طبیب تھے پیری مریدی بھی کرتے تھے بیت اللہ شریف سے واپس آکر بھی اُنکے مکان پر ہمنے قیام کیا تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا- کہ جب ہم بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے تو اسکے معلم سے ہمنے پوچھا [illegible] کبھی کوئی [illegible] خدا بھی ملا ہے اُسنے کہا کہ ہان دو مرد ملے ہین ایک تو اُس زمانہ [illegible] جب مین خورد سال تھا اور میرا باپ معلم تھا اور دوسرے اب ملے ہین ہمنے کہا کہ بھائی انکو تمنے کیونکر پہچانا تھا کہا کہ جسوقت ہمارا جہاز حاجیون کو لیکر چلا تو ایک فقیر بوسیدہ کملی پہنے والد کے پاس آن بیٹھا اور کہنے لگا کہ اسمین تو بڑی تکلیف ہوتی ہو دیکھا منزل مقصود پر کب پہنچین گے انہون نے

Marfat.com

ہوا بدیا کہ سوا مہینہ میں اُسنے کہا یہ تو بڑی مشکل ہوئی ہمارا جی متلاتا ہے پہلے سے یہ حال معلوم ہوتا کبھی سوار نہ ہوتے والد نے کہا صاحب مین مجبور ہون اگر آپ کچھ ہمت رکھتے ہون تو زور لگایئے تاکہ جہاز ساحل جدہ پر جا لگے فقیر نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ پہلے کونسا بندر آتا ہے کہا عدن پوچھا پھر جواب دیا مخہ کہا اور جواب دیا حدیدہ بولا اور کہا جدہ فقیر نے فرمایا کہ بس لنگر ڈالدو اور خود اُٹھکر تو شہ کے اندر چلے گئے میرے والد نے دریا کیطرف نگاہ کی تو کنارہ پر چراغ روشن نظر آئے اور جدہ کے آثار معلوم ہوئے نہایت حیرت ہوئی کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے پندرہ دن کا رستہ تو کہین سے چلکر کنارے کا پتہ بھی نہین لگتا ایک خلاصی کو حکم دیا کہ جلد ہوشیار ہوکر جا اور کنارے کی خبر لا وہ دیکھکر واپس آیا اور کہا کہ صاحب بندر جدہ آگیا والد نے جہاز کو لنگر کیا اور فقیر کو ڈھونڈھا تو کہین پتا نہ لگا اللہ اکبر بڑا زبردست بزرگ تھا مگر افسوس ہے پھر اُسکی زیارت نہوئی ہم نے کہا دوسرا کہان ہے بولا کہ میرے پاس بیٹھا ہی ہے ہمنے کہا کہ تم نے کیونکر جانا کہا کہ مجھکو ہزارہا آدمیون سے ملنے کا اتفاق ہوا اور بہت فقرا کی زیارت کی مگر کسی نے یہ سوال نکیا اور مرد خدا کا حال نہ پوچھا آپکے سوال سے مین جان گیا کیونکہ فقر کو فقر پوچھتا ہے ؂ اولیا را می شناسد اولیا ۞ ورد را ہم ورد داند بیریا ۞ غیر جنسیت نمیداند کسے ۞ می شناسد جنس خود را ہر کسے ۞

	اَلْجِنْسُ يَمِيْلُ اِلَى الْجِنْسِ	

ایک روز ارشاد ہوا - کہ بیت اللہ شریف مین ہم پہنچے تو حسن علی زمزمی کے حجرہ مین ٹھیرے بعد چندے مولوی محمد یعقوب صاحب اور مولانا شاہ اسحٰق صاحب سے ملاقات ہوئی اور اتنا ربط بڑھا کہ روزمرہ کی آمدورفت ہوگئی ایک دن ہم نے مولوی محمد یعقوب صاحب سے دریافت کیا کہ ذات باری کا ظہور کیا عرب و ہندوستان مین کچھ جدا جدا ہے کہا نہین پھر ہمنے پوچھا کہ ہردوار اور بیت اللہ شریف مین کیا فرق ہے فرمایا کچھ نہین اسکے بعد ہم نے کہا کہ پھر آپ ہندوستان سے کیون بھاگے فرمایا کہ بھائی ہم محمدی بھی تو ہین یہ گفتگو ہماری مولانا شاہ اسحٰق صاحب بھی پردے کی آڑ مین بیٹھے سُن رہے تھے اور ہمکو کچھ خبر نہ تھی بعد ازان مولوی محمد یعقوب صاحب سے ہمنے درخواست کی کہ حصن حصین کی اجازت ہمکو دلوا دیجئے اُنھون نے فرمایا کہ بڑے بھائی صاحب سے لو دوسرے دن شاہ صاحب سے عرض کیا گیا بڑے خفا ہو

Marfat.com

کہ تمکو اجازت نہین دینگے کل تم دونون کیا بک رہے تھے خیر ہمنے توبہ استغفار کی اور عفو قصور کرایا پھر شاہ صاحب نے ہمکو حصن حصین پڑھائی اور اجازت دی جب اجازت ملگئی تو ہمنے عرض کیا کہ حضرت سچ سچ فرمایئے کہ ہم دونون جو گفتگو کر رہے تھے کیا وہ خلاف واقع تھی تامل کیا اور فرمایا کہ ہان سچ تو وہی ہے جو تم کہتے تھے مگر بھائی ہم محمدیون کو ایسی بات زبان سے نکالنا زیبا نہین کیونکہ ان باتون سے حضرت رسول خدا خفا ہوتے ہین ہمنے کہا اور خدا نے فرمایا کہ بس رہنے دو آگے گفتگو نکرو آدمی خراب ہوجاتا ہے اسوقت ہمنے کہا کہ الحمد للہ آپ بھی ہمارے شریک نکلے بس ہمکو اتنا ہی معلوم کرنا باقی تھا اسبات پر ہنسے اور فرمانے لگے کہ بھائی ہمکو شرع شریف کا پاس و لحاظ رکھنا ضرور ہے پھر ہمنے مولوی محمد یعقوب صاحب سے پوچھا کہ میان آپنے کوئی فقیر بھی دیکھا کہا کہ ہان ایک نووارد شہر کے باہر ٹھہرے ہوئے ہین وہ بڑے کامل ہین کل انکے پاس چلینگے دوسرے دن گئے تو بہت آدمیت سے پیش آئے مولوی صاحب نے اُنسے توجہ کی درخواست کی بولے کہ ابھی تم اس قابل نہین اگر چھ مہینہ تک آتے رہو تو شاید توجہ کے قابل ہوجاؤ ہمنے عرض کیا کہ صاحب آپکی توجہ مین ایسی کیا بات ہے کہا کہ مولوی صاحب کی تو کیا ہستی ہے پتھر بھی پاش پاش ہوجاتا ہے ہمنے کہا کہ توجہ تو بہت قسمون کی دیکھی لیکن پتھر تو کبھی نہین دیکھی ہم تین چار آدمی پہاڑ پر گئے اور ایک بھاری پتھر لٹکا کر لاتے اور اُن بزرگ کے سامنے رکھدیا ایک نگاہ ڈالی تو فوراً پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا ہم متحیر ہوگئے کہ اللہ اکبر بڑے زور کی نگاہ ہے انکا طریقہ پوچھا تو کہا شطاری ہم سمجھے کہ مقرر یہ ملامتیہ ہین اسدن ہم روز مرہ جانے لگے رفتہ رفتہ بے تکلفی ہوگئی ایکدن اُنکا نام پوچھا تو بے ساختہ کہہ اُٹھے کہ محمد ہمنے کہا کہ سبحان اللہ آپکا نام تو ابلیس ہونا چاہئے تھا وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ لوگ مجھکو بہت تنگ کرتے ہین اسلئے یہ چرب پھرا ہوا ہون بہت امن ہے میرا نام محمد ہے اور خاندان قادریہ ہے اسوقت جو صاحب بغداد مین سجادہ نشین ہین سید محمود صاحب رزاقی انھین سے مجھکو بیعت ہے وطن بغداد ہے اور پیشہ تجارت ملک ملک کی سیر کی ہندوستان کے بڑے بڑے شہر بھی دیکھے آیا ہون اگلی بار حج کے لئے یہان چلا آیا ہمنے کہا کہ صاحب یہ سب کچھ ہی لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپکو تخلیۃ القلب عن ما سوی اللہ بھی حاصل ہوئی یا نہین آدمی سمجھے تھے کہنے لگے کہ میان ابھی تو وہ بھی نہین ہوئی

Marfat.com

کہا بس صاحب توجہ پتھر توڑ ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا ۵ قوی شدیم چہ شد ناتوان شدیم چہ شد چنین شدیم چہ شد یا چنان شدیم چہ شد ٭ ہیچ گونہ درین گلستان قرارے نیست ٭ تو گر بہار شدی ماخزان شدیم چہ شد ٭ من بعد مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو گئے وہان ایک خواجہ سرائے سے مل ملاکر شب کو مسجد نبوی مین رہنے کی اجازت لی سیّد وزیر علی صاحب تو واپس ہندوستان کو روانہ ہوئے اور ہم چھ مہینے کے بعد پھر مکہ معظمہ مین واپس آئے کچھ عرصہ کے بعد ہمارے پاس خرچ ہو چکا حطیم مین میزاب رحمت کے تلے ہم اس فکر مین بیٹھے تھے کہ ایک ترک نہایت حسین امیرانہ لباس پہنے ہوئے ہمارے پاس آیا پانچ ریال دیئے اور کہا کہ خاطر جمع رکھو آئندہ تمکو کبھی خرچ کی تنگی نہو گی اور اگر کبھی تمھارا جی گھبرائے یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو فلان جگہ ترک سوارونکے رسالہ مین ہمارے پاس چلے آنا جب ہم ہندوستان مین اپنے مکان پر آئے اور والدہ صاحبہ کی زیارت ہوئی تو ان سے معلوم ہوا کہ وہ بھائی انوار الحسن تھے جو ایام طفلی مین ابدال ہو کر غائب ہو گئے تھے اُنھون نے یہ بات والدہ سے جا کر کہی تھی ہان یہ بات خوب یاد ہے کہ اُس دن کے بعد پھر کبھی تنگی خرچ کی نہین ہوئی - ایکدن بام کعبہ کی مرمت ہو رہی تھی ہم بھی مزدورون مین شامل ہو گئے اور چونے کی ٹوکری سر پر رکھ اوپر پہنچے اور دوگانہ ادا کیا دوسرے دن یہ حال مولوی **محمد یعقوب صاحب** سے بیان کیا وہ بولے ارے میان کعبہ کی چھت پر تو شیطان نماز پڑھا کرتا ہے ہم نے کہا الحمد للہ یہ منزل بھی طے ہوئی اور ایک عقدہ حل ہوا کہ شیطان بھی نماز پڑھتا ہے -

ایک روز ارشاد ہوا - کہ بیت اللہ شریف مین ہمارے والد ماجد کا ایک مرید شب برات کے دن تھوڑا سا حلوا پکا کر لایا اور کہا کہ بزرگون کی فاتحہ دیدیجیے ہمنے کہا کہ بھلے مانس دیکھ تو کیسی مصیبت اُٹھا کر ہم تم یہان پہونچے ہین بھلا اس ذرا سے حلوے کے لئے کیون بزرگون کو تکلیف دیتا ہے اتنی دور دراز مسافت بیچ مین سمندر حائل - اور بالفرض وہ آبھی گئے تو اتنے سے حلوے مین کیا بھلا ہو گا کیا تم اُنکو آپس مین لڑانا چاہتے ہو ہنسکر کہنے لگا میانصاحب آپ کو تو ہمیشہ ہنسی کی بات سوجھتی ہے اپنے بزرگون سے بھی نہین چوکتے نیر ہمنے فاتحہ پڑھ کر حلوا تقسیم کر دیا -

Marfat.com

ایکروز ارشاد ہوا۔ کہ ہم بیت اللہ شریف سے روانہ ہوکر عدن مین پہونچے شیخ عیدروس صاحب کی زیارت کی پھر یہان سے چاردن کی مسافت طے کرکے زبید مین آئے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف دیکھا وہان ایک جبہ شریف حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موجود ہے اور یہ وہ جبہ ہے جو حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بموجب وصیت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اویس قرنی کو لاکر پہنایا تھا ایک روز جبہ شریف کی زیارت بھی ہمکو نصیب ہوئی ہرچند لوگ منع بھی کرتے رہے لیکن دل نرہ سکا مارے شوق کے جبہ مبارک کو ہمنے اپنے سر پر رکھ لیا جبہ کا سایہ تو درکنار اُسوقت ہمارا سایہ بھی ندارد ہوگیا تھا سبحان اللہ ابتک یہ معجزہ موجود ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ ؕ

ایکروز ارشاد ہوا۔ کہ ہم زبید مین پہونچے تو **واجد علیشاہ** صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے وہ بہت مہربانی سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا اُنکی صحبت کی تاثیر سے ہمارا یہ حال ہوجاتا تھا جیسے کوئی بیداری مین خواب دیکھتا ہو اور تمام کائنات ہیچ معلوم ہوتی تھی اور نسبت استغراق نہایت غالب تھی ایکدن میانصاحب نے ہمکو بھی توجہ دی تھی اُس توجہ کی بدولت اُسدن نماز ظہر قضا ہوگئی تھی ہمنے بہت بزرگون سے توجہ لی مگر ایسا حال کسیکی توجہ مین نہین ہوا یہ بزرگ بھی اپنی حالت مین پرسے کامل اور زبردست تھے ایکروز میانصاحب نے ہمسے پوچھا کہ تمہارا اصل مقصد اور دلی مطلب کیا ہے ہمنے کہا کہ حضرت توحید تنزیہی فرمایا کہ اسمین تو بجز حیرانی و سرگردانی کے اور کچھ نہین ہمنے عرض کیا کہ خیر ہرچہ بادا باد ہم تو اسی کے طالب ہین ؎ گرم رکھتے ہین ملاقات بد و نیک سے ہم پہ تیرے ملنے کے لئے ملتے ہین ہر ایک سے ہم ؎ ایکروز ہم جنگل کیطرف گئے ایک ۔۔۔ دریافت کیا بر مجنون فاین یعنی مجنون کا جنگل کدھر ہے جواب دیا یا شیخ انا مجنون او اَنْتَ مَجْنُوْنٌ مَا ھُوَ مَجْنُوْنٌ یعنے مین دیوانہ ہون یا تو کون مجنون تب خیال آیا کہ یہ سمجھا نہین ہمنے بجائے مجنون کے قیس کہا اُس نے جواب دیا نَعَمْ تَعَالَ ھِنَا یعنی آؤ مین بتادون ہمکو لے گیا اور وہ جگہ دکھائی اُسوقت ہمکو یہ شعر یاد آیا ؎

Marfat.com

قیس کا ماتم کرون مین یا کرون فرہاد کا	دونون یاد آئے مجھے کوہ و بیابان دیکھکر	

ایک روز ارشاد ہوا - کہ ہم زبید سے ملک خوارج کیطرف چلے ایک شیعی میر جعفر علی بھی ہمارے ساتھ ہو لئے ہمنے کہا کہ یہان سُنّی و شیعہ کا دھرم نہین آؤ تقیہ کرلین آخر وہ بھی تو چھتیس راگ چھتیس راگنیون سے باہر نہون گے جسطرح وضو نماز اُنکی ہوگی اُسیطرح ہم بھی کرینگے چلتے چلتے ایک قریہ مین پہنچے مسجد مین جا اُترے اتفاق سے وہان کا امام ایک ہندوستانی تھا اُس نے بڑی خاطر و مدارات کی تین دن اپنے پاس مہمان رکھا اور بہت خوش ہوا کہ ایک مدت کے بعد اپنے ملک والون کی صورت نظر آئی ہے ہم سے پوچھا کہ کچھ پڑھے لکھے بھی ہو ہم نے کہا کہ صاحب بچپن مین پاؤ سیپارہ پڑھا تھا سو وہ بھی بھول گئے اب تو دو چار سورتین یاد ہین وہی نماز مین پڑھ لیتے ہین پھر خود بخود اپنی داستان چھیڑی کہ مین مولوی محبوب علی کا شاگرد ہون تحصیل علم کرکے لکھنؤ گیا شیعہ مذہب پسند آیا اُسکو اختیار کرلیا یہان آنکر خارجی مذہب کے اصول ٹھیک معلوم ہوئے اُسکو اختیار کیا ہمنے کہا اگر لندن جاؤ تو کیا کرو چپ ہو رہا تیسرے دن ہمکو رخصت کرنے گاؤن سے باہر آیا اور کہنے لگا سنو صاحب مسقط تک یہ ہی بہروپ بھرے رہنا آگے کچھ کھٹکا نہین ہمنے کہا بہروپ کیسا بولا کیا مین جانتا نہین تم سنی ہو اور یہ شیعہ اور دونون صاحب علم بھی ہو یہ کہکر وہ تو واپس پھر گیا ہم آگے بڑھے راہ مین ایک ندی آئی اس کے دونون کنارون پر آم کے درخت کھڑے تھے اُسوقت ہمکو ہندوستان یاد آگیا ندی مین خوب نہائے چھوٹی چھوٹی مچھلیون نے بدن کھجلایا خارش ہو رہی تھی بہت بھلا معلوم ہوا خدا کی قدرت دوسرے دن خارش جاتی رہی الغرض بعد طے منازل ہم مسقط مین پہونچے یہان ہمکو ڈولہ (یعنے حاکم شہر) نے بلاکر پوچھا کہ تمھارا مذہب کیا ہے ہمنے کہا اہل سنت و جماعت کہا کہ سنیونکی مسجد مین جاؤ میر صاحب نے شیعہ بتلایا اُنکو کہا کہ امام باڑہ مین ٹھہرو پھر ہم دونون سے کہا کہ تین روز تک سرکار سے کھانا ملے گا چوتھے روز اپنی فکر کرلینا ہمنے کہا کہ صاحب ہم فکر نہین کیا کرتے ہمارا رزاق خود ہماری فکر رکھتا ہے اُسنے ایک ایک آدمی بھی ساتھ کردیا تاکہ جگہ پہ پہونچادے مسقط سے چلکر بغداد شریف مین آئے

Marfat.com

چندے قیام کیا پھر کربلا ہوتے ہوئے نجف اشرف مین پہونچے مزار پر انوار حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی پھر کوفہ مین آئے بڑھیا کا تنور بھی دیکھا جہان سے طوفان
نوح شروع ہوا تھا اس تنور مین ایسا تعفن تھا کہ دماغ پھٹا جاتا تھا اسکی گہرائی بھی بہت
ہی تھی ہمنے ایک ڈوری مین پتھر باندھ کر لٹکایا چار ڈوریان باندھین مگر تہ کا پتا نہ ملا اتنے
مین ایک بدو آگیا خفا ہوکر بولا کہ ہندی تم کیا کرتے ہو اگر ایسی لاکھون رسیان باندھتے چلے
جاؤگے تب بھی اسکی تھاہ نہ پاؤگے پھر وہان سے چلکر واپس کربلا معلی مین پہونچے
سب بزرگون کے مزارات متبرکہ کی زیارت کی حضرت امام حسین علیہ السلام کا مزار شریف
دوہرا ہے ایک تہ خانے مین دوسرا اُسکے اوپر ہے اور وہی زیارتگاہ خلائق ہے [illegible] تہ خانہ
مین جانے کی عام اجازت نہین ہمکو ایک ترک اپنے ساتھ لے گیا شمع کا نور بھی روشن
تھی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا ہم نے وہان کے سوا کسی مزار پر شمع کا نور [illegible]
نہین دیکھی اسوقت تک ایک خیمہ بھی اُس مقام پر نصب ہے جہان حضرت
امام حسین علیہ السلام نے اہل بیت کے لئے خیمہ قائم کیا تھا اس جگہ [illegible]
بیکسی برستی ہے کیسا ہی سنگدل کیون نہ ہو وہان دل موم ہو جاتا ہے اور خود
بخود جی بھر آتا ہے طبیعت مین بیقراری پیدا ہوتی ہے اور وہان ایک عجیب بات
یہ دیکھی کہ مسجد ایک اور امام کئی یعنی ایک مسجد مین کئی امام اور ہر ایک امام کے
سامنے ایک لڑکا مقابل بیٹھا ہوا اللہ اکبر تکبیر کے وقت کہتا رہتا ہے ہمنے ان [illegible]
سے دریافت کیا تو کہنے لگے کہ کسی کو کسی امام پر اعتقاد ہے کسی کو کسی پر ایک
امام کے پیچھے نماز نہین پڑھتے جسکو جس پر اعتقاد ہے وہ اُس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے
اس لئے بہت امام ہو جاتے ہین اور امام کی یہ شرط ہے کہ معصوم ہو اور [illegible]
معصوم کا ہونا غیر ممکن ہے مگر بچون پر نماز فرض نہین اسلئے امام [illegible]
[illegible]تا ہے وہان سے رخصت ہو کر پھر بغداد شریف مین آئے اور چار دن [illegible]
اُس مقام کی بھی زیارت کی جہان منصور حلاج کو سولی دیکر جلایا تھا اُسوقت ہی یہ شعر پڑھے
ع بعد از فنا بھی لے گئی کوئے یار مین + کیا بار تھا صبا میری مشت غبار مین + آوارگان عشق [illegible]

Marfat.com

کا پوچھا جو ہین نشان ٭ مشت غبار لیکے صبا نے اُڑا دیا ٭ ایکدن حضرت معروف کرخی
کی زیارت کو گئے گور غریبان مین آسودہ ہین مزار خاص مگر مرجع انام ہے سنی شیعہ
سب انکی زیارت کو آتے تھے بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ۵ شنیدم کہ در کرخ
تربت بسے ست ٭ بجز گور معروف معروف نیست ٭ چندروز کے بعد ہمارے وہی ہمنام جنسے
بنارس مین ملاقات ہوئی تھی ملگئے ایک روز ہمنے سُنا کہ ہندوستان کے تین چار جولاہی
سجادہ نشین صاحب کو ایک ایک ریال دیکر حسنی بنگئے اور نسب نامہ بھی حاصل کرلیا
حسب اتفاق ایک روز ہم اور ہمارے ہمنام اور میان سید علیشاہ صاحب سجادہ نشین
ایک دستر خوان پر کھانا کھا رہے تھے اُسوقت میان غوث علیشاہ کو جو کہ سید حسینی تھے
ہمنے چھیڑا کہ میر صاحب آپ بھی ایک ریال حضرت کو نذر کرکے اولاد مین شامل ہوجائیے
پھر خوب بن آئے گی اس بات پر وہ بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم مین کچھ کسر ہے
یا تم سے کچھ کم ہین اگر تمھارے ہان ایک امام ہے تو ہمارے خاندان مین گیارہ امام
ہین باقی رہا فقر کا معاملہ وہ قبضۂ قدرت مین ہے ملے یا نملے اسکی تلاش مین تشنہ لب پھرنا ہمارا کام ہے ۵

کام ما گر تر نشد از آب مقصد عیب نیست	ما نکہ اولاد حسینم تشنگی میراث ماست

یہ بات سنکر سجادہ نشین صاحب نے فرمایا کہ تمکو کیون رشک آیا ہمنے کہا صاحب رشک
تو نہین مگر شک ضرور پیدا ہوگیا کہ کہین ہمارے بزرگ بھی دُھنے جولاہے ہی نہون یہان
نام لکھوا کر سید بن گئے ہون ہمکو تو آج سے اپنی سادات مین کلام ہوگیا میانصاحب نے
فرمایا کہ یہان شاہ عبدالرزاق صاحب اور عبدالوہاب صاحب کی اولاد کا کچھ ذکر نہین یہ
دونو صاحبزادے تو حضرت کی زندگی ہی مین تشریف لے گئے تھے ہمارے اصلی اور
نقلی دفتر مین ان بزرگوںکا نام ہی نہین پھر انکی اولاد کا کیا ذکر یہان تو صرف غریب
شاہ **عبدالعزیز** صاحب کی اولاد ہے اور اسی خاندان مین ہم سب کو شامل کرلیتے
ہین کیونکہ مرید بھی بمنزلہ اولاد کے ہوتا ہے اور اس قسم کے لوگون کا دفتر جدا بنا ہوا ہے
راقم سید علی صاحب سجادہ نشین سے پہلے حضرت سید محمود صاحب زراقی یعنی شاہ عبدالرزاق
صاحب کی اولاد مین سے صاحب سجادہ تھے اور قدیم سے اسی خاندان مین سجادگی رہی جب

وبائے ہیضہ مین سید محمود صاحب کی اولاد اور خود بھی انتقال فرما گئے فقط ایک دختر سعیدہ پس ماندہ چھوڑی اور اسبات کی خبر سلطان روم کو پہونچی تو حکم دیا کہ جسکی شادی اس دختر سے ہوگی وہ مستحق سجادگی ہوگا سید علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز صاحب کی اولاد مین سے تھے اگرچہ اُنکی پہلی بیوی بھی صاحب اولاد تھی اور نیز رزا قیون مین سے بھی بغداد مین کوئی باقی نہ رہا تھا اس دختر نیک اختر سے شادی کر لی اور صاحب سجادہ ہو گئے ورنہ محال تھا۔ سید محمود صاحب کامل فقیر تھے چنانچہ انکے حالات بغداد شریف مین اظہر من الشمس ہین وہ ملا ہیتہ فقیر محمد نامی جو حضرت کو مکہ معظمہ مین ملا تھا سید محمود صاحب کا مرید تھا۔ اس لڑکی سے ایک فرزند یعنے سید عبدالرحمن صاحب پیدا ہوئے سید علی صاحب نے تیس سال سجادگی کی تھی اُن کے بعد سید سلمان صاحب جو سید علی صاحب کی پہلی بیوی سے تھی اور سید عبدالرحمن صاحب سے بڑے اسلئے سید سلمان صاحب مستحق سجادگی سمجھے گئے انکے بعد سید عبدالرحمن صاحب مستحق ہین راقم جس وقت بغداد شریف پہونچا ہے تو سید سلمان صاحب سجادہ نشین تھے انتہی کلامہ۔ بعد چندے ہم بصرہ کو روانہ ہوئے سجادہ نشین صاحب نے ہمکو ایک ناخدا کے نام خط دیا اور کہا کہ وہ تمکو جہاز پر سوار کراکے بمبئی پہنچا دیگا ہمنے بصرہ مین پہنچکر اس ناخدا کو خط دیا اول اُسنے سر پر رکھکر رقص کیا اور کہا کہ زہے قسمت پھر ہمکو بہت عمدہ مکان مین ٹھرایا اور کہا کہ ابھی جہاز کی روانگی مین پندرہ دن کا عرصہ ہے آپ گھبرایئے نہین شہر کی خوب سیر کیجیے ہمنے کہا کہ اتنا خرچ نہین کہ قیام کرین کہا کہ خرچ کا فکر نہ کیجیے جو درکار ہو یہان موجود ہے پھر ہمنے شہر کی خوب سیر کی نہایت ویران اور کنگال شہر ہے حضرت حسن بصری اور حضرت زبیر و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم کے مزارات متبرکہ کی زیارت کی جو پورانے بصرہ مین ہین او... جہان حضرت حبیب عجمی کپڑے رنگا کرتے تھے اور حضرت حسن بصری آکر بیٹھے تھے لیکن رابعہ بصری کے مزار کا پتا نہ لگا پندرہ روز کے بعد جہاز بغلہ پر سوار ہوکر شہر سورت مین پہونچے چند روز ٹھیرے میاں کلن شاہ کے پیر کا مزار دیکھا شہر سے جانب شرق جنگل مین ہی نہایت پرتاثیر مزار ہے روزمرہ زیارت کرتے وہان سے سوار ہوکر بمبئی پہنچے اور حکیم عبداللہ شاہ

Marfat.com

صاحب کے مکان پر ٹھہرے اُنکے ہان ایک فقیر **بہار شاہ** رہتے تھے جو صاحب نسبت آدمی تھے اُن سے ہماری بے تکلفی ہوگئی اُنھون نے بتایا کہ پورانے قلعہ مین ایک مجذوب بیٹھا ہین اُن سے بھی ملو ہم کچھ شیرینی لیکر اُنکی خدمت مین گئے دیکھتے ہی پتھرون کی بوچھار کی اور گالیونکا تار باندھ دیا پہلے تو ہم چپ ہو رہے پھر جو غصہ آیا تو ہمنے اُنکی گردن پکڑی کہ تو نے سمجھا کیا تھا بچہ اب تو بول کچھ کسیکا بھلا بُرا کر سکتا ہے مار سکتا ہے جلا سکتا ہے بولے کہ نہین نہین بابا مین تو کچھ بھی نہین کر سکتا ہمنے کہا پھر کس برتے پر تتا پانی خیر چاہتے ہو تو شیرینی کھاؤ اُس نے چپکے سے کھالی اور دم نہ مارا جب ہم مکان پر آئے تو میان **بہار شاہ** صاحب نے کہا سید آپکو یہ زیبا نہ تھا آم جتنا میٹھا ہو اچھا اور نیم جتنا کڑوا ہو بہتر ہمنے کہا میاں انصاف صاحب کیا اُن غصہ آگیا بھلا سنو تو سہی جو بھلا بُرا کچھ نہین کر سکتا وہ اتنا ناز کیون کرے شاہ صاحب نے کہا نہین سید آپکو نرمی زیبا ہے اور اُن کو سختی دوسرے دن ہم پھر گئے اور قصور معاف کرایا بولے کہ ہان بہار نے کچھ کہا ہوگا ہمنے کہا کہ بہار و خزان سے تو ہمکو کچھ غرض نہین لیکن اب قصور معاف کرو خیر اُنھون نے قصور معاف کردیا ہمنے کہا کہ اب تم بھی دعا ہو کرو پژمردہ و پرامید چند روز کے بعد وہان سے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل سیر کرتے ہوئے دہلی مین آپہونچے اور چند مہینہ تک زینت المساجد مین رہے۔

ایک بار ہم مرزا نوشہ کے مکان پر گئے نہایت حسن اخلاق سے ملے لب فرش تک آکر لیگئے اور ہمارا احوال دریافت کیا ہمنے کہا کہ مرزا صاحب ہمکو آپکی ایک غزل بہت ہی پسند ہے علی الخصوص یہ شعر

تو نہ قاتل ہو کوئی اور ہی ہو	تیرے کوچہ کی شہادت ہی سہی

کہا صاحب یہ شعر تو میرا نہین کسی اُستاد کا ہے فی الحقیقت نہایت ہی اچھا ہے

غزل مرزا نوشہ

عشق مجکو نہین وحشت ہی سہی	میری وحشت تیری شہرت ہی سہی
قطع کیجیے نہ تعلق ہم سے	کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی
میرے ہونے مین ہے کیا رسوائی	اے وہ مجلس نہین خلوت ہی سہی

Marfat.com

ہم بھی دشمن تو نہین ہین اپنے	غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی
اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو	آگہی گر نہین غفلت ہی سہی
عمر ہر چند کہ ہے برق خرام	دلکے خون کرنے کی فرصت ہی سہی
ہم کوئے ترک وفا کرتے ہین	نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی
کچھ تو دے اے فلک نا انصاف	آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے	بے نیازی تیری عادت ہی سہی
یار سے چھیڑ چلی جائے اسد	گر نہین وصل تو حسرت ہی سہی

اُسدن سے مرزا صاحب نے یہ دستور کر لیا کہ تیسرے دن زینت المساجد مین ہم سے ملنے کو آتے اور ایک خوان کھانے کا ساتھ لاتے ہر چند ہمنے عذر کیا کہ یہ تکلیف نہ کیجیے مگر وہ کب مانتے تھے ہمنے ساتھ کھانے کے لئے کہا تو کہنے لگے کہ مین اس قابل نہین ہون میخوار روسیاہ گنہ گار مجھکو آپکے ساتھ کھاتے ہوئے شرم آتی ہے البتہ اولش کا مضائقہ نہین ہمنے بہت اصرار کیا تو الگ طشتری مین لیکر کھایا اُن کے مزاج مین کمال کسر نفسی اور فروتنی تھی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ مرزا رجب علی بیگ سرور مصنف فسانہ عجائب لکھنو سے آئے مرزا نوشہ سے ملے اثنائے گفتگو مین پوچھا کہ مرزا صاحب اردو زبان کس کتاب کی عمدہ کہا چار درویش کی میان رجب علی بولے اور فسانہ عجائب کیسی ہے مرزا بے ساختہ کہ اُٹھے اجی لاحول ولا قوۃ اُسمین لطف زبان کہان۔ایک تک بندی اور بھٹیار خانہ جمع ہے اسوقت تک مرزا نوشہ کو یہ خبر نہ تھی کہ یہی میان سرور ہین جب چلے گئے تو حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا اور کہا کہ ظالمو پہلے سے کیون نہ کہا دوسرے دن مرزا نوشہ ہمارے پاس آئے یہ قصہ سُنایا اور کہا کہ حضرت یہ امر [illegible] مین ہوگیا ہے آیئے آج اُن کے مکان پر چلین اور کل کی مکافات کرا ین ہم اُنکے ہمراہ ہو لئے اور میان سرور کی فرودگاہ پر پہنچے مزاج پرسی کے بعد مرزا صاحب نے عبارت آرائی کا ذکر چھیڑا اور ہماری طرف مخاطب ہو کر بولے کہ جناب لوینارات مین نے

Marfat.com

فسانہ عجائب کو جو بغور دیکھا تو اُسکی خوبی عبارت اور رنگینی کا کیا بیان کرون نہایت ہی فصیح وبلیغ عبارت ہے میرے قیاس مین تو ایسی عمدہ نثر نہ پہلے ہوئی نہ آگے ہوگی اور کیونکر ہو اسکا مصنف اپنا جواب نہین رکھتا غرض اس قسم کی بہت سی باتین بنائین اپنی خاکساری اور اُنکی تعریف کرکے میان سرور کو نہایت مسرور کیا دوسرے دن اُنکی دعوت کی اور ہمکو بھی بلایا اسوقت بھی میان سرور کی بہت تعریف کی مرزا صاحب کا مذہب یہ تھا کہ دل آزاری بڑا گناہ ہے اور درحقیقت یہ خیال بہت درست تھا اَلْمُؤْمِنُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ یَدِہٖ وَلِسَانِہٖ ۔ ؎

مباش درپے آزار ہرچہ خواہی کن	کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

ایک دن ہمنے مرزا غالب سے پوچھا کہ تم کو کسی سے محبت بھی ہے کہا کہ ہان حضرت علی مرتضیٰؓ سے پھر ہمنے پوچھا کہ آپ کو ہمنے کہا کہ واہ صاحب آپ تو مغل بچہ ہوکر علی مرتضیٰؓ کی محبت کا دم بھرین اور ہم اُنکی اولاد کہلائین اور محبت نہ رکھین کیا یہ بات آپکے قیاس مین آسکتی ہے **ایک روز ارشاد ہوا** کہ جب ہم دہلی کی زینت المساجد مین تھے تو وہان ایک شخص میان **غلام فرید** نام نہایت بھولے آدمی رہتے تھے مگر پیری مریدی کا اُنکو بڑا شوق تھا ایک دن کمبل پوش سے کہنے لگے کہ او کمبل پوش تو کسی کا مرید بھی ہے وہ بولا کہ اے پیر بھلا مجھکو کون مرید کرتا ہے میان **غلام فرید** نے کہا کہ آمین تجھکو مرید کرون مین نے کہا کہ میانصاحب آپ کیا کرتے ہین اسکے دم مین نہ آجانا یہ سارے جہان کا چھٹا ہوا غنڈا ہے ملک ملک پھرا ہے ہفت زبان جانتا ہے ہم تم جیسون کو تو بازار مین کھڑا ہوکر بیچ ڈالے بھلا تم کسکے فریب مین آگئے اُسکے جواب مین میان **غلام فرید** کیا کہتے ہین کہ نہین جی اسکو اعتقاد آگیا ہے کمبل پوش بولا ہان پیر مجھے تو بہت ہی اعتقاد ہے میری ایسی کہان قسمت جو تم مرید کرلو میان **غلام فرید** نے جھٹ ایک روپیہ کی شیرینی اپنے پاس سے منگائی شیرینی کو دیکھ کر کمبل پوش بولا کہ پیر جی مین بہت بھوکا ہون میانصاحب نے کہا کہ اچھا اسمین سے خوب کھا جب وہ شیرینی چٹ کر چکا تو میان **غلام فرید** نے کہا کہ آ اب تجھکو تعلیم کرون اُسوقت کمبل پوش کو جوش آیا اور رگ ہاشمی نے حرکت کی چہرہ

Marfat.com

سرخ ہوگیا اور کہا کہ سن بے تیری ایسی تیسی کردن تو تیلی اور تیرا پیر بڑھی ہماری شان مین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ابے مسخرہ تو ہمکو کیا تعلیم کریگا ذکر شغل مراقبہ قادریہ
چشتیہ نقشبندیہ یہ ہسے پوچھ تو کیا جانے مشایخی کو مین نے میان **غلام فرید** سے کہا
کہ کیون صاحب ہم نہ کہتے تھے بولے کہ یہ مردود ہوگیا ہے دوسرے روز کمبل پوش پھر
آئے اور اُن سے قصور معاف کرایا اور کہا کہ پیر تم تو ہمارے پیر ہو ہی گئے ایک وز میان
غلام فرید فجر کے وقت اللہ اللہ کرتے کرتے شجرہ پڑھنے لگے تو کمبل پوش بولا لاحول
ولاقوۃ مرد آدمی اللہ کا نام لیتے لیتے یہ کیا بکنے لگا کہ لارنس صاحب دیکھنے والے
الگزینڈر کے الگزینڈر دیکھنے والے مٹکاف کے اور وہ دیکھنے والے لونی اکٹر کے استغفر اللہ
پھر میان **غلام فرید** آخر دعا مین کہنے لگے یا بھیکہ بھیکہ بھیکہ تو کمبل پوش نے کہا
ابے احمق مانگے کبھی نہ ملے گی خدا کو چھوڑ کر بھیکہ کا نام لیتا ہے مگر وہ بھی ایسا پختہ
آدمی تھا کہ ایک نہ سنی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم دہلی کی زینت المساجد مین ٹھہرے ہوئے تھے ہمارے
دوست کمبل پوش نے جو شاہ باقی باللہ صاحب مین رہتے تھے ہماری دعوت کی مغرب
کے بعد ہمکو لیکر چلے چاندنی چوک مین پہنچکر ایک طوائف کے کوٹھے پر ہمکو بٹھا دیا اور آپ
چنپت ہوگئے پہلے تو ہمنے خیال کیا کہ شاید کھانا اسی جگہ پکوایا ہوگا مگر پھر معلوم ہوا کہ یونہی
بٹھا کر چلدیا ہے ہم بہت گھبرائے کہ بھلا ایسی جگہ کمبخت کیون لایا دو گھڑی کے بعد ہنستا ہوا
آیا اور کہنے لگا کہ میان صاحب مین آپکی بھڑک مٹانے کو یہان بٹھا گیا تھا بعدہ اپنے قیام گاہ
پر لے گیا اور کھانا کھلایا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہمکو زینت المساجد مین چھ مہینے گذر گئے تو ایکدن حسن
اتفاق شہزادہ مرزا منگو آئے اور کہنے لگے کہ حضرت حج کو چلئے گا ہمنے کہا [illegible]
تو دھرم دھکے کھا آئے اب اگر کوئی اسی مقام سے سوار کرکے لے چلے اور وہین لاکر اتارے
تو خیر مضائقہ نہین دوسرے دن اُنھون نے سچ مچ گاڑی لاکر کھڑی کر دی اور کہا کہ
سوار ہوجائیے پہلے تو ہم حیران رہگئے کہ کل کی بات ہم تو ہنسی سمجھے تھے خیر اُسیدم سوار ہوئے

Marfat.com

اور منزل بمنزل لدھیانہ پہنچے وہان سنا کہ محکم الدین شاہ بڑے کامل فقیر ہین اُنکے مکان پر گئے بہت اخلاق سے پیش آئے ہمنے پوچھا حضرت کا اسم شریف۔ بولے خدا ہم نے کہا سبحان اللہ ہم تو آپ کو آسمان پر تلاش کرتے تھے آپ نے مین ہی پر نکلے پھر ہمارا نام پوچھا ہمنے کہا صاحب آپ خدا کیسے ہین کہ مخلوق کا نام بھی نہین جانتے ذرا تامل کیا اور سوچکر بولے کہ تم غوث علی ہو اور تمھارے والد کا نام احمد حسن اور دادا کا نام ظہور الحسن ہمنے کہا کہ بس معلوم ہوگیا آپ رمّالی خدا ہین جبتک زائچہ نہین کھینچتے کچھ معلوم نہین ہوتا اتنے مین ایک شخص مرید ہونے کو آیا بعد بیعت اس سے کہا کہ پڑھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ محکم الدین رسول اللہ ہمنے کہا بس صاحب رسول تو مدینے والے ہی کو رہنے دو وہان آپکی دال نہین گلے گی خدا ہی بنے رہیے آپ سے پہلے بھی اور بہت سے خدا بن چکے ہین فرعون نمرود شدّاد وغیرہ غرض تین دن وہان ٹھیرے اور لاہور و ملتان ہوتے ہوئے کراچی بندر پہونچے وہان سے جہاز پر چڑھے اور بغداد شریف مین جا اُترے پھر کربلائے معلےٰ اور نجف اشرف کی زیارت کر کے مکہ معظمہ مین پہونچے اور بعد حج روضۂ منورہ کی زیارت کو گئے پھر مکہ مین واپس آئے مولوی محمد یعقوب صاحب سے ملاقات ہوئی فرمانے لگے میان تم تو ابھی گئے تھے پھر چلے آئے ہمنے کہا کہ صاحب گناہ عظیم ہوا معاف فرمایئے انشاء اللہ پھر ایسا قصور سرزد نہوگا ہنس پڑے کہ میان تم تو ہر بات مین قائل کر دیتے ہو اچھا ہندوستان کا حال بیان کرو جو کچھ ہمکو معلوم تھا کہ سُنایا غرض مکہ سے روانہ ہو کر بمبئی اور بمبئی سے چلکر دلّی آپہونچے اور جس جگہ سے سوار ہوئے تھے وہین پھر اُترے ہمارے حج بھی ایسے تھے جیسے بچون کی نماز یعنے نہ اُنپر نماز فرض نہ ہمپر حج فرض۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم دوبارہ بارادہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جہاز پر سوار ہوئے تو ایک عجیب تماشا دیکھا کہ تین شکستہ حال آدمی فی سبیل اللہ جہاز پر سوار تھے ملازمان جہاز اُنکے ساتھ کج خلقی سے پیش آتے جب نصف مسافت طے ہو چکی تو ناخدا نے اُن باخدا لوگون پر چوری کی تہمت لگائی اور بڑی لعنت و ملامت کی اس پر وہ

Marfat.com

تینون دریا مین کود پڑے **ع** درین دریائے بے پایان درین بحر روان فرسا ❊ دل انگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا ❊ ایک تو پانی مین غرق اور دو سطح آب پر اسطرح چلتے تھے جیسے کوئی خشکی پر چلتا ہو جہان تک نگاہ نے کام کیا اہل جہاز انکو دیکھتے رہے پھر نظر سے غائب ہو گئے جب ہم بیت اللہ مین پہونچے تو اُن تینون سے ملاقات ہوئی ہمنے پہونچنے کی کیفیت پوچھی تو جواب دیا **ع** تراکشتی آورد مارا خدا ❊ مدینہ منورہ تک ہمارا اُنکا ساتھ ہا جب ہم مدینہ منورہ سے منزل بمنزل دہلی جا پہونچے تو بعد چند روز کے پھر سیر و سیاحت کا شوق ہوا جا بجا کی سیر کرتے ہوئے چولی مہیسر پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ ہم چولی مہیسر مین پہونچے تو شام ہو گئی موضع شاہجہانپور وہان سے دو کوس رہ گیا تھا ایک آدمی رستہ مین ہمارے ساتھ ہو لیا تھا اُس نے کہا کہ یہان نربدا ندی کے کنارے ایک باباجی کا مکان ہے چلو اُسمین رات بسر کرینگے باباجی سے اجازت چاہی تو اُنھون نے کہا کہ ہم تو کسی کو ٹھہرنے نہین دیتے ہمنے کہا خیر نسہی ہم باہر آئے اور بیل کے پیڑ تلے بستر لگا دیا **ع** درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست ❊ ساتھی سے ہمنے کہا کہ اول آدھی رات کا پہرہ تو دے پچھلی آدھی رات مین ہم جاگتے رہین گے کیونکہ یہ دریا کا کنارہ ہے شاید کوئی موذی درندہ چوٹ کر بیٹھے ہم تو نماز عشا پڑھ کر سو گئے اور وہ ساتھی جاگتا تھا کہ باباجی نے اپنے مکان کا پھاٹک کھولا اور ہمکو دیکھ کر آواز دی کہان ہے؟ ہماری آنکھ کھل گئی جواب دیا کہ وہی مسافر جنکو تم نے ٹھہرنے نہین دیا بولے کہ چلے آؤ ہم اندر گئے تو دیکھا کہ نہایت وسیع مکان ہے چارون طرف پختہ حجرے بنے ہوئے نماز کے لئے چبوترہ نہانے کو غسل خانہ حمام جائے ضرور سب موقع بموقع موجود ہین ایک حجرہ مین ہمکو ٹھہرا دیا کھانا لائے تو ہم نے کہا کہ ہم دو لوگ آدمی مسلمان ہین ... اس بات کو منظور نہین کیا کہ نہین صاحب تم ... الگ کھلا مین گے طرح طرح کے کھانے ... کئی قسم کے چاول اور کئی طرح کی دالین اور چند وضع کی ترکاریان اور روٹی وغیرہ اتنی چیزین تھین

Marfat.com

کہ ہماری عقل دنگ ہوگئی کہ اتنے عرصہ مین اس اکیلے آدمی نے کس طرح تیار کی
ہون گی بعد کھانا کھلانے کے بولے کہ ہمارے انکار سے تمنے برا مانا ہوگا لیکن بات
یہ تھی کہ ہم اسوقت تمکو بلا لیتے تو خاطر و مدارات کرتے یا کھانا پکاتے ہمکو معلوم تھا کہ تم آج
ہمارے مہمان ہوگے اسلئے سب سامان مہیا کرلیا تو تم کو اندر بلایا پھر ہمکو حجرے
بھی جدا جدا رہنے کو دیے ایک جگہہ نہ سونے دیا کہ فقیر تنہا بہتر ہے صبح کو اٹھ کر ہمنے
چلنے کے لئے کمر باندھی تو باباجی بولے واہ صاحب واہ دل لیتے ہی جو عاشق
بیتاب کا چلے ٭ تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے ٭ میان صاحب ابھی کہان
جاتے ہو کوئی روز ٹھہرو غرض بیس دن تک ٹھہرایا اور دونون وقت اُسی انداز سے کھانا
کھلاتے رہے ہمکو اس بات کی بڑی حیرت تھی کہ نہ تو وہان کسیکو پانی بھرتے دیکھا نہ
روٹی پکاتے نہ دھوان اُٹھتا دیکھا نہ کبھی کسیکو جھاڑو دیتے دیکھا اور نہ پاخانہ صاف
کرتے پایا لیکن سب مکان نہایت پاک و صاف رہتے تھے صورت بھی باباجی کی
ایسی پاکیزہ اور خوش منظر تھی کہ ہمنے اپنی عمر مین ایسا خوبصورت آدمی نہین دیکھا رخسارون
کی چمک دمک ایسی تھی کہ ڈاڑھی کی سیاہی کا عکس اُن مین اس طرح پڑتا تھا جیسے آئینہ مین
یاد بود بھی باباجی کی نہایت عمدہ تھی اور ہر دم مشغول رہتے تھے عشا کے وقت سے بیٹھے
تو صبح کر دیتے تھے اور جیسے بطون مین کامل تھے ایسے ہی حکمت و صنعت مین بھی
لاجواب تھے چنانچہ ایک دن دو جذامی آئے ایک ہندو تھا ایک مسلمان صورت دیکھتے
ہی اُس ہندو سے کہا کہ تمھارے گرو نے کچھ جاپ بتایا تھا تمنے جاپ مین استری
سے بھوگ کیا اسواسطے خون جگر کھا گیا ہے اُس نے اس قصور کا اقرار کیا کہا کہ اپنے
گرو پاس چلے جاؤ وہی اسکی تدبیر کرین گے مسلمان سے کہا ٹھیرو تمکو دوا دین گے
دوسرے دن دریائے نربدا کے اندر گلے گلے پانی مین اُس کو کھڑا کیا اور ایک
چاول بھر دوا کھلا دی تھوڑی دیر بعد وہ چلایا کہ پیاس کے مارے مرا جاتا ہون کہا
خبردار پانی پیئے گا تو فوراً مر جائے گا پہر بہر کے فاصلہ سے اُس کو ندی کے اندر ہی
کی بلانے رہے باہر نکلا تو اُس کا بدن کندن کی طرح دمکنے لگا تھا پھر اُس کو رخصت

Marfat.com

کر دیا ہم بیس روز تک اُن کے پاس رہے لیکن کچھ بھید نہ کھلا کہ وہ شخص فرشتہ تھا یا خضر یا جن صورت سے تو نہ ہندو ثابت ہوتا تھا نہ مسلمان ایک روز ہمسے کہنے لگا میان صاحب تم کہان جاؤ گے ہمارے ہی پاس رہجاؤ مگر شرط یہ ہے کہ ہم مرجائین تو تم ہماری ٹانگ مین رسی باندھکر نربدا مین لیجاکر ڈالدینا اور اگر تم مرگئے تو ہم شاہجہانپور سے آدمی بلاکر تمھاری تجہیز و تکفین کرادین گے ہم نے کہا سنو باباجی ہم رہتے تو اپنے گھر رہتے وہان نہین تو مکہ مین ٹھیرتے مدینہ مین قیام کرتے یا بغداد مین رہتے جب کسی جگہ نہ ٹھیرے تو یہان پابند ہوکر کب رہ سکتے ہین غرض ہمنے چلنے کا قصد کرہی دیا تب باباجی نے مایوس ہوکر فرمایا کہ خیر مرضی مولی از ہمہ اولے خدا حافظ ہم دونون وہان سے سرونج کو روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ دہلی سے جب ہم چلے اور امصار و دیار کی سیر کرتے ہوئے مقام سرونج علاقہ ٹونک مین پہونچے تو وہان میر **وزیر علی** صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی مقام سرونج مین دو نوجوان آدمیون نے ہمسے درخواست کی کہ خدا کا نام بتادو ہمنے بتا تو دیا لیکن یہ ہمکو بھی معلوم نہ تھا کہ نتیجہ اور اثر کیا ہوگا ایک تو چھ مہینے کے بعد تپ دق مین مرگیا اس بیچارے کی نئی شادی ہوئی تھی اور دوسرا زندہ رہا مگر کچھ دیوانہ سا ہوگیا وہان سے میر **وزیر علی** کو ہمراہ لیکر ہم کالپی مین پہونچے جہان میر صاحب کا گھر ہے اُن کی نسبت ماموں کے گھر ہو چکی تھی مگر شادی نہین کرتے تھے ہم نے زبردستی انکی شادی کرائی پھر وہان سے بجانب لکھنؤ روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ شمس آباد کے قریب جنگل مین ایک فقیر احمد شاہ صاحب تھے انکی شہرت سنکر ہم بھی گئے دیکھا کہ ایک نہایت کہنہ اور بہت بڑی مسجد بادشاہی وقتون کی [illegible] وہ رہتے ہین ہمکو دیکھکر نہایت ترشروئی سے پیش آئے اور بولے کہ [illegible] آدھی رات کے بعد یہان شیر لگتا ہے ایسا نہو کہ ہمکو پھاڑ [illegible] آج تو یہین قیام کرین گے ع ہمکو خدا پہ چھوڑدو بہر خدا جو ہو [illegible] دونوا اپنے حجرے کا دروازہ بند کرکے سو رہے ہمنے نماز عشا پڑھی پھر دو روٹیان جو ہمارے پاس تھین کھاکر پانی پیا اب

سونے کا ارادہ ہوا ہمنے خیال کیا کہ یہ جنگل کا مقام ہے شاید شیر لگتا ہو مناسب یہ ہے کہ مسجد کی چھت پر سوئین اوپر چڑھے تو دیکھا کہ ایک کالا سانپ نہایت لنبا اور موٹا پڑا ہوا ہے ہمنے سوچا کہ یہان تو شیر موجود ہے اور نیچے صرف احتمال پھر نیچے اُترے خیر نیند تو نہ آئی مگر ہم وضو کر کے تمام رات چبوترہ پر بیٹھے رہے صبح کی نماز پڑھی میانصاحب بھی نکلے اور پوچھا کہ شیر آیا تھا یا نہین ہمنے کہا کہ صاحب یا تو آپ شیر ہین یا ہم شیر ہین اور تو کوئی نظر آیا نہین تھوڑی دیر بعد بستی سے ایک شخص اپنے بچے کو لیکر آیا دم کرایا اور تعویذ لکھا کر لے گیا جب کھانے کا وقت ہوا تو وہی شخص کچھ روٹیان اور چھاچھ لیکر آیا ہمنے میانصاحب کی تواضع کی اُنھون نے انکار کیا اور کہا کہ آپ کھائین ہمنے کہا کہ پہلے آپ نوش فرمائین تب ہم بھی کھالین گے غرض اُنکو بھی ہمنے ساتھ کھلایا اُنکے پاس بہت لوگ تعویز گنڈے والے آیا کرتے تھے اور اس ذریعہ سے بہت سارو پیہ جمع کر لیا تھا اسیواسطے کسی مسافر کو اپنے پاس ٹھیرنے نہین دیتے تھے ہم سے کہنے لگے کہ میرا ارادہ اس مسجد کی تعمیر کا ہے ہم نے کہا کہ میانصاحب جنگل مین مورنا چاکس نے دیکھا تم اپنی مسجد کو درست کرو مگر اُن کے خیال مین یہ بات نہ آئی ہم تو وہان سے چلدیئے پھر سنا کہ اُن کا انتقال ہوگیا اور کئی مٹکے روپیہ اشرفیون کے نکلے کچھ روپیہ تو سرکار نے اُن کے مزار پر لگایا اور باقی اپنے خزانے مین داخل کیا۔

ایکبار ارشاد ہوا۔ کہ جب ہم قنوج مین پہنچے تو شہر کے باہر ایک تکیہ مین جا اُترے۔ وہان کوئی فقیر نظر نہ آیا خیال کیا کہ شاید کہین گیا ہوگا تھوڑی دیر بعد ایک بڑھیا آکر جھاڑو دینے لگی ہمنے پوچھا کہ یہان کا فقیر کہان ہے وہ بولی کہ کچھ نہ پوچھو ایک عجیب معاملہ ہے ہمنے کہا کچھ تو بیان کر بولی کہ دس برس سے میرا بیٹا گم تھا بہت خاک چھانی تعویز گنڈے عمل ٹوٹکے سب کئے کچھ نہ ہوا ناچار ہو کر اس تکیہ کے فقیر پاس آئی اور حصول مراد کے لئے یہان کی جاروب کشی اختیار کی ایک عرصہ تک اس نے منھ نہ لگایا آخر ایک دن میرا مطلب پوچھا تو مین نے اپنی داستان سنائی فرمایا کہ مین تو اس لائق نہین لیکن ایک مرد کامل ہیجڑون کے طائفہ مین

Marfat.com

ڈھولک بجایا کرتا ہے فلان محلہ مین جا اور اُس سے عرض حال کر ہر چند انکار کرے ایک نہ مانیو اور اُس کے دروازہ پر ڈھئی دیکر بیٹھ جائیو لیکن خبردار میرا نام زنہار نہ لینا مین گئی اور جو کچھ سکھا دیا تھا وہی کیا کہنے لگے تجھکو کسی نے ہکا دیا ہے ناچ راگ کی کوئی بات ہو تو مجھسے پوچھ لے مین تو ہیجڑہ ہون مگر مین نے ایک نہ سنی اور ڈھئی دیکر بیٹھ گئی آخرکار وعدہ کیا کہ اچھا تیرا کام ہو جائے گا مگر پہلے یہ بتا کہ تجھکو میرا پتا کسنے دیا غرض باولی ہوتی ہے ناچار اُس فقیر کا نام لینا پڑا فرمایا کہ خیر اُس کمبخت سنے ہمکو بھی خراب کیا اور آپ بھی برباد ہوا ہم تو سمجھے تھے کہ کسی لایق ہوگیا ہے اب اُسکو بھی ہیجڑون مین شامل کرین گے مگر افسوس کہ خام نکلا اُس کے بعد میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اطراف عالم مین نظر کر اور دیکھ تیرا لڑکا کہان ہے دیکھتے دیکھتے معلوم ہوا کہ میرا لڑکا ایک قافلہ مین گھوڑے کی باگ پکڑے چلا جاتا ہے مین خوشی کے مارے چلا اُٹھی کہ یہ رہا میرا لڑکا - فرمایا کہ اُس کا ہاتھ خوب مضبوط پکڑ لے مین نے ہاتھ پکڑا اور اُنھون نے اپنا ہاتھ اُٹھا لیا دیکھتی کیا ہون کہ لڑکا مع گھوڑے کے میرے پاس موجود ہے مگر فقیر صاحب ندارد ہین لڑکے کو ساتھ لے ہنسی خوشی اپنے گھر آئی پھر جی مین آیا تکیہ والے فقیر کی شکرگذاری کرون یہان آنکر دیکھا تو اُسکو بھی نہ پایا ابھی چار دن اسی حالہ کو گذرے ہین دونو صاحبون کا پتا نہین خدا جانے کہان گئے اب مین اُس فقیر کی یاد مین ہر روز اس تکیہ کی جاروب کشی کرتی ہون اور پانی بھر کے رکھتی ہون تاکہ مسافر آرام پائین -

ایک روز ارشاد ہوا کہ قنوج کے جنگل مین ایک مزار حضرت سید شریف زندنی کے نام سے مشہور ہے نہایت پرفضا اور گنجان درختون کے بیچ مین ہے خوف کے مارے رات کے وقت وہان کوئی نہین رہتا ہم [illegible] یہان حضرت کسی کو رہنے نہین دیتے ہینے کہا کہ اچھا ہم [illegible] دوسرے دن مجاور آیا کہ فرماتے کیا [illegible] اپنے پاس رہنے کی اجازت دیدی وہین [illegible]

Marfat.com

کی گنجانی کی وجہ سے رہتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے اور مشہور یہ کردیا کہ حضرت کا حکم نہین مجاور نے جاکر لوگون مین شہرت کردی کہ ایک فقیر آئے ہین او رہدات کو بھی مزار پر رہتے ہین حضرت نے اجازت رہنے کی دی ہے پھر تو تمام زن ومرد قنوج کے اُمنڈ پڑے رہنا دشوار کردیا آخر ہم تین چار روز بعد وہان سے چلدیئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ لکھنؤ مین سید **وزیر علی** صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے وہان مولوی **سلامت اللہ** صاحب سے ملاقات ہوئی اگرچہ مولوی صاحب اس زمانہ مین بہت مسن تھے لیکن حسن صورت مین ایسے ہی بے نظیر تھے جیسے حسن سیرت مین ایک دن میان **وزیر علی** الگ بیٹھے کہہ رہے تھے کہ تمام عمر مین بوڑھے معشوق ہمنے یہی دیکھے ہین مولوی صاحب کے کان مین اس بات کی بھنک پہونچ گئی فرمایا کون صاحب ہین ذرا ہم بھی تو اپنے عاشق کی صورت دیکھین اتنا کہتے ہی میان **وزیر علی** بھاگ گئے مگر مولوی صاحب پہچان گئے اور کہا شاید میان **وزیر علی** ہون گے پھر ہماری طرف خطاب کیا کہ صاحب تمھارے مزاج مین تو بڑی صلاحیت معلوم ہوتی ہے شریعت اور طریقت کے سب اعمال کرتے ہو لیکن سید **وزیر علی** سے آپ کا میل جول کیونکر ہوا یہ تو بڑے رند مشرب معلوم ہوتے ہین انکی باتین کچھ اور ہی قسم کی ہین پھر مولویصاحب کچھ سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ یہ تمھاری ہی صحبت کا اثر ہے شاید ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہین اور کھانے کے اور۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ مولوی سلامت اللہ صاحب شجاعت وجوانمردی مین بھی یگانہ زمانہ تھے چنانچہ نقل ہے کہ نواب لکھنؤ نے ایک روز سر دربار یہ بات کہی کہ سُنّی لوگ بڑے بہادر ہوتے ہین ہم نشین بولے کہ قبلۂ عالم یہ سب کہنے کی باتین ہین اگر مقابلہ ہو تو حال کھلجائے نواب نے کہا اچھا دیکھا جائے گا اتفاق سے عید رمضان آئی نواب نے مولوی **سلامت اللہ** صاحب کو پیام بھیجا کہ صبح کو آپ تشریف لاکر نماز پڑھائین۔ مولوی صاحب کو اندیشہ ہوا کہ خدا خیر کرے دیکھئے کیا معاملہ پیش آئے اپنا تمام اسباب اور کتابین طالب علمون کو تقسیم کردین اور کہا بھائی اگر صحیح وسلامت آئے تو واپس

Marfat.com

کرلین گے ورنہ یہ تمھارا مال ہے عید کی صبح کو کپڑے بدل خوشبو لگا تیر کمان ڈھال تلوار
پستول قرابین پانچون ہتیار سجکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور نماز کے وقت نواب صاحب
کے امام باڑے مین جا اُترے نواب نے نماز پڑھانے کا اشارہ کیا بے تکلف کھڑے
ہوگئے نماز پڑھائی اور بعد نماز دلیرانہ و مردانہ خطبہ کی قرأت شروع کردی جب خطبۂ ثانیہ
کی نوبت آئی تو صحابہ کرام کے نام نہایت شد و مد کے ساتھ مکرر پڑھے اور بڑی دھوم دھام
سے خطبہ تمام کیا نواب صاحب نے ایک ہزار روپیہ نقد اور خلعت و دستار نذر
کی مولوی صاحب نے وہ سب سامان نقد و جنس مجتہد صاحب کے سامنے رکھ دیا
اور کہا کہ یہ سب آپکا حق ہے مین نے نواب صاحب کے حکم کے بموجب نماز پڑھادی
لیکن مین غاصب نہین ہون جو کسی کا حق لے لون ہرچند نواب صاحب نے اصرار
کیا مگر مولوی صاحب نے نہ مانا اور خالی ہاتھ رخصت ہوئے نواب صاحب نے
اپنی پینس سواری کو دی اور دس سوار ساتھ کردیے کہ باعزاز و اکرام پہونچا دو جب
مولوی صاحب چلے آئے تو نواب صاحب نے مصاحبین و امرا کو چھیڑا کہ دیکھو سنی
کیسے بہادر ہوتے ہین ایک پیر مرد جریدہ کس کروفر سے تمھارے دشمنون کا نام
برسر منبر کھڑا ہوکر پڑھ گیا وہ تنہا اور تم ہزارون کسی سے کچھ بھی نہ ہوسکا دیکھو بہادر
ایسے ہوتے ہین اور سب سے بڑھکر یہ شجاعت کی کہ جو کچھ ہمنے دیا اُسکی مطلق طمع
نکی سب نقد و جنس قبلہ و کعبہ کے سامنے پھینک کر چلا گیا پھر تو مصاحب خوشی
شیخی بگھارنے لگے کہ پیر و مرشد یہ حضور کا پاس و لحاظ تھا ورنہ ہم یون کرتے یون
کرتے نواب صاحب نے فرمایا کہ بس رہو بھی اگر تم مرد ہوتے اور کچھ کر گذرتے
تو بھلا مین تمھارا کیا کرسکتا تھا غرض سب شرمندہ ہوکر خاموش ہوگئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ قبلہ گاہ صاحب کا رسالہ ماہ محرم [illegible]
پڑاؤ مین خیمہ زن ہوا ہمارے چار سپاہی شہر کی سیر کو گئے [illegible]
کا دن تھا وہ سپاہی ایک امام باڑہ مین جا پہونچے [illegible] ہوا تھا اول
تو مرثیہ ہوا بعد مین صحابہ کرام کی شان مین کچھ بکنے لگے چارون یارون سے

Marfat.com

گپتیان نکالین تمام شیعہ بھاگ گئے امام باڑہ خالی ہوگیا وہ سپاہی سب کھانا اُٹھا کے چلدیئے اب مارے خوف کے کوئی شخص اُن کے نزدیک نہین آتا دور دور سے پتھر مارتے ہین جب یہ حملہ کرتے تو سب بھاگ جاتے آخر کار لڑتے جھگڑتے چلے آتے تھے کہ رسالہ مین خبر پہونچی چند سوار دوڑے سبکو مار کر بھگا دیا اور دس آدمی گرفتار کر کے لائے انگریز کو خبر ہوئی بہت خوش ہوا اور کہا کہ رسالدار صاحب یہ کھانا ہمارے سامنے تقسیم کر دو اور ہمکو بھی تبرک دو ہمارے سپاہیون نے خوب بہادری کی ہم بہت خوش ہوئے یہ قابل انعام ہین اتنے مین نوابصاحب کے چوبدار پہونچے اور رقعہ دیا کہ ہمارے مجرم تمھارے رسالہ مین ہین بھیجدو صاحب نے اُنھی کے دس آدمی مقید حوالے کئے کہ یہ مجرم ہین لیجاؤ غرض کسی سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم لکھنؤ کی ایک مسجد مین ٹھیرے ہوئے تھے اتفاقاً ایک امیر سیر کو جاتا تھا دیکھا تو سامنے سے سلیمن صاحب انگریز آتا ہے اس خیال سے کہ انگریز کو سلام کرنا پڑیگا وہ امیر جھٹ مسجد مین چلا آیا جہان ہم ٹھیرے ہوئے تھے سلیمن صاحب اسبات کو تاڑ گیا وہ بھی پیچھے پیچھے مسجد مین آ پہونچا اور جھک کر اُس امیر کو سلام کیا اور کہا کہ دیکھو سلام کرنے سے کیا میری توقیر گھٹ گئی یا آپکا دین کچھ بڑھ گیا آپنے کیون مُنھ چھپایا کیا ہم خدا کے بندے نہین ہین وہ امیر بہت شرمندہ ہوا اُسکے بعد سلیمن صاحب ہماری طرف کو آیا تو ہمنے اُٹھ کر سلام کیا اُسنے پھر امیر سے کہا کہ یہ مسافر کیا سلام کرنے سے کافر ہو گیا پھر میری طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ آپ کون ہین مین نے کہا کہ صاحب یہ تو مجھکو بھی خبر نہین کہ مین کون ہون سے کچھ نہین کھلتا مجھے مین کون ہون ❊ صورت حیرت ہون یا شکل جنون ❊ پھر پوچھا کہ آپکی قوم کیا ہے مین نے کہا کہ صاحب جو آدم کی قوم ہے کہا آدم کی کیا قوم ہے مین نے کہا کہ مجھکو نہین معلوم یہ آدم سے پوچھیے پھر کہا آپ کہان سے آئے کہا کہ جہان ... سب آئے وہ بہت حیران ہوا اور بولا کہ صاحب جو بات ہم پوچھتے ہین اُسکا اُلٹا ہی جواب ... تو اُنکو الفت ہوگئی کبھی کبھی ہمارے پاس

آنے لگے ایک روز بڑے تکلف سے دعوت کی غرض فقیر کو چاہیئے کہ ہر رنگ کا تماشا دیکھے اور کسیکو بُرا نہ جانے کیونکہ ذات باری ہر جگہ یکسان ہے ؎

خدا ہر شے کے اندر یون نہان ہے ‖ کہ جون بو گل کی گل کے درمیان ہو

ایک روز ارشاد ہوا - کہ لکھنؤ مین ایک امیرزادہ شیعہ ہمارے پاس آیا کرتا تھا اتفاق سے اُسکی تاریخ نکاح قرار پائی برات کے وقت خود آیا اور باصرار تمام ایک ہاتھی پر سوار کر کے ہمکو بھی لے گیا اور حسب وعدہ ہمکو علیحدہ مکان مین اُتارا کوئی آدھی رات گذری ہوگی کہ نوشہ کا باپ بزم عقد مین شریک ہونے کے لئے ہمکو لے گیا صیغہ شروع ہونے کو تھا کہ ایک دایہ سر محفل آنکر کہنے لگی کہ اس نیکبخت پارسا لڑکی کو پانچ مہینہ کا حمل بھی ہے مگر حرام کا نہین بلکہ متاعہ شرعی کا ہے یہ بات سنکر دولھا چونکا اور بے باکانہ کہہ اُٹھا کہ مین نکاح نہین کرتا ہرچند لوگون نے سمجھایا ایک نہ مانی اُس کے باپ نے ہمسے کہا کہ صاحب یہ آپ کا معتقد بہت ہے کچھ آپ ہی اسکو سمجھایئے ہمارا تو کہنا مانتا نہین ناچار ہمنے پاس جاکر کہا کہ صاحبزادہ وجہ انکار کیا ہے بولا کہ حضرت یہ بچپن کی چاٹ لگی ہوئی آیندہ کب چھوٹے گی ہمنے کہا کہ میان جب تمھارے مذہب مین یہ امر جائز و درست ہے تو بُرا کیون سمجھتے ہو کہا کہ صاحب ایسے مذہب کو بھی میرا سلام ہے اُسکے باپ نے کہا ہین کیا تو سُنی ہوگیا - بولا کہ ہان پہلے تو نہ تھا مگر اب بیشک ہوگیا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا محفل درہم برہم ہوگئی ہم بھی اپنے مکان کو چلے آئے صبح کو وہ امیرزادہ آیا کہ حضرت مجھکو مرید کر لیجئے ہمنے کہا کہ بھائی ہم ہین قادری اور تمکو اُن سے عداوت ہے پھر بات کیونکر بنے گی ؏ اُسکی رسوائی ہے ماس جس تجھی ہیر ہے جواب دیا حضرت گذشتہ سے توبہ اور آیندہ کو اُنکا غلام ہون جب اُسنے بہت اصرار کیا تو مجبور ہمنے بیعت کر لیا زمانہ غدر تک تو اُسکے خط آتے رہے پھر کچھ حال نہ معلوم ہوا

ایک روز ارشاد ہوا - کہ لکھنؤ سے ہم اپنے وطن کو روانہ ہوئے جب [illegible] نانوتہ پہونچے تو مسجد مین جا اُترے عصر کے وقت ہمارے ماموں صاحب جو کہ بار ہمرہ تھے مسجد کے سامنے سے گذرے ایک شخص نے مسجد سے پکار کر کہا کہ ہمارے میر صاحب بڑے بھاگوان ہین جب باہر سے تشریف لاتے ہیں

تو بھرے بھتولے آتے ہین آپ ہنستے ہوئے چلے گئے پھر نماز کیواسطے مسجد مین تشریف لائے میانجی نے کہدیا کہ میر صاحب آج ایک مسافر بھی آگیا ہی بعد نماز مغرب ہمکو اپنے گھر لیجاکر بٹھایا اور خود کسی کام کے لئے باہر گئے گھر مین صرف نانی صاحبہ بخار کی شدت مین پڑی کراہتی تھین وقت فرصت کو غنیمت سمجھ کر ہم اُن کے پاؤن دبانے لگے فرمایا کون۔ عرض کیا مسافر ہون اور سید آپکا نواسا خفا ہو کر بولین کہ تو میرا نواسا کیون ہو تا خدا جانے کون ہے کون نہین میرے پانو کو ہاتھ مت لگا اتنے مین ماموں صاحب آگئے پوچھا کیا ہے نانی صاحبہ نے فرمایا کہ یہ نامحرم مسافر کہتا ہے کہ مین تمھارا نواسا ہون اور پاؤن دبانے کو آبیٹھا ماموں صاحب نے کہا خیر نواسا نہ سہی نواسون کی برابر تو ضرور ہے اگر پانون دباتا ہے تو کیا مضائقہ ہے لیکن اُنھون نے نہ مانا کھانا کھا کر ہم مسجد مین آئے سو رہے اُٹھ کر گھر کو روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب ننھیال کے گانو سے چلکر وطن مین پہونچے تو محلہ کی مسجد مین جا ٹھیرے مسجد کے مُلّا نے ہمارے گھر خبر کی کہ آج ایک مسافر نو وارد مسجد مین آگیا ہی شام کے وقت ہمارا چھوٹا بھائی حیدر حسن جسکی عمر بارہ برس کی تھی ہمارے لئے کھانا لایا ہمنے اُس کا اور باپ دادا کا نام اور قوم پوچھی سب باتون کا جواب ٹھیک دیا برتن واپس لیکر گھر گیا اور والدہ صاحبہ سے ساری باتین بیان کین وہ سنکر چپ ہو رہین ایک روز ہمنے حجام کو بلایا اور حجامت بنوائی ہمارے سر مین ایک نشان تھا بشکل چلیپا وہ دیکھ کر بولا کہ حضرت اگر قصور معاف ہو تو کچھ عرض کرون ہمنے کہا کہ اچھا کہو بولا کہ یہ نشان جو آپ کے سر پر ہے میرے ہاتھ کا ہے اب یہ نہین معلوم کہ آپ وہی ہین یا کوئی اور ہمنے حال پوچھا تو اُس نے ہمارا قصہ ہو بہو سنایا کہ سید احمد علی صاحب کا ایک لڑکا تھا غوث حسن نام اسکے سر مین مین نے ایسا ہی شگاف دیا تھا مدت ہوئی کہ وہ گم ہو گیا آجتک پتا نہین ہم نے اُسکو لطائف الحیل سے ٹالدیا بھائی حیدر حسن ہمارے واسطے روز کھانا لاتا اور ہم اُس سے کچھ نہ کچھ ہنسی کی بات کہدیتے ایک دن ہمنے کہا کہ آؤ بھائی ہمارے ساتھ کھالو اُسنے بُرا مانا والدہ سے جا کہا کہ یہ مسافر مجھکو روز چھیڑتا ہی اور دیکھتا رہتا ہے

Marfat.com

آج سے روٹی دینے نہین جاؤنگا اتفاق سے اُس دن مُلّا کی کہین دعوت تھی مغرب کی اذان ہمکو دینی پڑی والدہ صاحبہ نے آواز پہچان لی شام کو جب حیدر حسن کھانا لایا تو یہ پیام دیا کہ کل صبح کو آپ کی دعوت ہے مکان پر چلکے کھانا ہمنے دل مین کہا خدا خیر کرے کہین بڑی بی نے پہچان تو نہین لیا صبح کو ہم بلائے گئے پردہ ہوا صحن مین بیٹھے والدہ صاحبہ نے پہلے تو پس پردہ ہمکو خوب دیکھا بھالا پھر باہر نکل ہمارے دونو ہاتھ پکڑ لیے اور فرمایا کہ ہاردن تھہرتے کہا ہین ہین!! مائی صاحبہ میرا کیا گناہ ہے گھر مین بلا کر غریب مسافر کو مارتی ہو فرمایا خوب ابھی انکار ہی کئے جاتا ہے ہمنے تجکو کھلایا پلایا پالا پرورش کیا ہماری گود مین ہوش سنبھالا چھوٹے سے بڑا ہوا ہم تجکو نہ پہچانین گے اب چوبیس برس بعد آیا تو چورون کی طرح مسافر بنکر مسجد مین ٹھیرا اُسوقت ہمسے کیا بھول ہوئی کہ بے ساختہ زبان سے نکلگیا کہ مین غوث نہین ہون یہ بات مُنھ سے نکلی تھی کہ اُنھون نے ہنسکر فرمایا کہ ہان تو غوث نہین تو اُسکا نام کیسے معلوم ہوا اس کے بعد ہمنے قدمبوسی کی اُنھون نے ہمکو چھاتی سے لگایا اور زار زار رونے لگین اتنے مین دوسری والدہ صاحبہ بھی خفا ہوتی آئین کہ ارے بے مروت ہوتا تو ہم سب کو بھول گیا چوبیس برس مین ایک دفعہ بھی اپنی خبر نہ بھیجی بڑی والدہ نے فرمایا کہ کیا اُس نے کہین شادی کرلی تھی یا کہین کا بادشاہ بنگیا تھا جو بھول گیا بیچارہ قسمت کا مارا نصیبون کی گردش سے دربدر پھرتا رہا یہی غنیمت سمجھو کہ آنکلا اور ہمکو اپنی صورت دکھادی اگر نہ آتا تو ہم اُس کا کیا کرلیتے۔ المختصر ہم نے منت و سماجت کرکے سب کو راضی کیا اور چوبیس روپے جو ہمارے پاس تھے سب کے سامنے رکھدیئے حیدر حسن سے ہمنے کہا کہ لو اب تو ہم تمھارے بھائی بن آ ملے لو وہ رونے لگا ہمنے پیار کیا اس کا عجیب حال تھا جہان ہمکو دیکھتا رو دیتا ہمنے بہت پوچھا کہا مین نہین جانتا کیا بات ہے آپ کو دیکھکر میرا جی بھر آتا ہے ہمارے آنے کی خبر سنکر نانی صاحبہ بھی تشریف لائین ہمنے کہا اُس وقت آپ نے پانو نہین دبوائے اب مین بھی آپ سے نہین ملتا فرمایا کہ تو بڑا دغاباز اور فریبی ہے کیون نہین کہا تھا کہ مین غوث ہون پھر مین نے قدمبوسی

کی اُنھون نے بہت پیار کیا چند روز کے بعد ایک دن والدہ صاحبہ فرمانے لگین کہ بھائی **غوث ن** کیا بیت اللہ شریف مین تمکو خرچ کی تکلیف ہوئی تھی اور کسی ترک نے تمکو پانچ ریال دیکر کہا تھا کہ خاطر جمع رکھو آیندہ کبھی تکلیف نہ ہوگی مین نے اقرار کیا تو فرمایا کہ وہ تیرا بھائی **انوار الحسن** تھا اُس نے جسوقت تمکو پانچ ریال دیئے تھے اُسی وقت آنکر مجھسے یہ حال کہا تھا مین نے اُس سے پوچھا کہ تو **غوث ن** سے ملا کیون نہین اُس نے کہا کہ اگر ملتا تو وہ میرا پیچھا نچھوڑتا محبت جوش کرتی طرفین کے لئے خرابی پڑتی چند روز کے بعد سب گھر والے ہمارے سر ہوئے کہ تمھاری منسوبہ ابتک بیٹھی ہوئی ہے اور کسی سے نکاح نہین کرتی بہتر ہے کہ اب تم شادی کر لو۔ یہ مضمون سنکر ہم بہت گھبرائے آخر بڑی مشکل سے اُس نیکبخت کی شادی بھائی **سید الحسن** کے ساتھ کرادی کیونکہ اُن کی بیوی کا انتقال ہوگیا تھا پھر ایک دن والدہ صاحبہ نے کہا کہ تیرے حصہ کی جائداد موجود ہے مناسب ہے کہ سید الحسن اپنے حقیقی بھائی کے نام لکھدے مین نے عرض کیا کہ ان سے کیا خصوصیت ہے مجھکو تو سب بھائی برابر ہین چنانچہ سب کو برابر تقسیم کردی۔

ایک روز۔ راقم نے عرض کیا کہ حضرت کبھی آپ کو عشق بھی ہوا ہے **ارشاد ہوا** کہ جب ہم گھر سے چلکر بنارس مین پہنچے تو وہان ہمارے بھائی **فیض الحسن** تھانہ دار تھے اُن سے ملکر طبیعت بہت خوش ہوئی بھائی نے ہر چند اصرار کیا کہ مکان پر ٹھہرو مگر ہمکو سوائے مسجد کے آرام کہان تھا گنگا کے کنارے ایک مسجد تھی اُسمین قیام کیا ایک طرف گھاٹ دوسری جانب شارع عام بھائی صاحب بھی روزمرہ وہان تشریف لاتے کھانا بھی وہی بھیجتے تھے ایک دن بعد نماز عصر دیوار مسجد پر بیٹھے ہم سیر دیکھتے تھے کہ یکایک نازنین مہ جبین غارت گر دنیا و دین چودہ پندرہ برس کا سن و سال قیامت کی چال ڈھال قوم سے برہمن کشمیری ہم جولیون کے گروہ مین آفتاب عالمتاب کیطرح نظر کو خیرہ کرتی ہوئی دکھلائی دی اُسوقت یہ سراپا کسی شاعر کا یاد آگیا۔ ف

چار چتر بگ چار کھگ چار پھول پھل چار		کیشو نو رن پر تاب بن ملے نہ ایسی نار	

ف یعنی تین عورت مین چار چوپایہ اور چار پرندہ اور چار پھول اور چار پھل کے وصف ہون ایسی عورت کو اے کیشو خدا ملادو تو ملے کیشو نام ہے شاعر کا اور وہ سولہ صفت اسکی چوپائی یعنی رباعی مین بیان کرتا ہے ۱۲-۱۲-

Marfat.com

کنول سی چرن کرآنکری کسنبہ رنگ چنپا کی برن تن چوہی گن دین ہین

گل نیلوفر پاؤن ہاتھ انگشت کسنبہ چنبیلی نام گل خوشبودار

ایڑی نارنگی سروج سری پھل بنبہ سی ادھر دنت ڈارم بجین ہین

سر ناریل کدوری لب دانت انار کے مانند

کیرکی سی ناک سوکپوڈکی سی کنٹھ کھنجن کیسی چلچلا اور کوکلا کی بین ہین

طوطا ناک کبوتر گردن ممولا چلبلاہٹ نام طایرخوش الحان آواز

کٹ کجراج کی سوکٹ مرک راج کی سواھو کی سوکھونکھٹ اور مرک ھو کی نین ہین

رفتار ہاتھی کمر چیتا گھوڑا تازی ہرن چشم

کاشمیر کی پیدایش ہندوستان کی زیبایش کاشمیر کی نرگس شہلا ہندوستان کا نازواوا

امی ھلاھل مد بھرے سیت شام رتنار

آبحیات زہر مخمور سفیدی چشم سیاہی چشم سرخی چشم

جیت مرت جھک جھک پرت جی چتوت اکبار

جی گیا مرگیا مست ہوگیا جو صورت ایکدفعہ

کوپہ تج اوپہ چلی اچون امی ھار

سوراخ ناف چھوڑکر اوپر ناگن آبحیات واسطے

مر واری بلیس لکھو جو دبکی ما نج پہار

مور نتھ خیال کیا سمٹے درمیان دو پہاڑ

راقم - اُسوقت حضرت کا حال بالکل ایسا ہوگیا تھا جیسا کہ ایک فقیہ کا قصہ کسی نے نظم کیا ہی

بود فقیہے بہ بنارس مقیم
مرد خرد پرور و فرزانہ کار
صحبت مردان خرد پیشہ داشت
راست بکیش و بکنش ہم درست
نقد ورع انچہ کہ دربار داشت

باد ل آسودہ ز امید و بیم
در ہمہ فرزانگی آموزگار
پاک دل و پاکئہ اندیشہ داشت
ہم بدم و ہم بقدم گرم و چست
بستہ بشاغولۂ دستار داشت

Marfat.com

غمزه بجانش پی بازی نخاست — طره پی دست درازی نخاست
دل بصنم خانه نیازی نبرد — در خم ابروی نمازی نبرد
بت بسوی سجده اشارت نکرد — مغ بچه تعلیم طهارت نکرد
مختصر آن مایهٔ فرهنگ و فر — بود ز عشق و فن او بی خبر
داشت درین منزل بیم و امید — خاطر فارغ ز سیاه و سفید
رسته ز نیرنگی لیل و نهار — شاد همی برد بسر روزگار
یک سحر از در صنم بی حجاب — چون ز گریبان سحر آفتاب
دلبری هندوی مسلمان فریب — برده ز زلف از دل ایمان شکیب
نازدران نرگس جادو سرشت — خفته چو روح القدس اندر بهشت
نیم نگاهی که بدرویشش کرد — سینه خراشید و جگر ریش کرد
غمزه بر آن ریش خراشی فزود — لب نمک آورد بر آن ریش سود
ناوک مژگان سر پیکان کشاد — خون تمنا ز رگ جان کشاد

نظر کے دو چار ہوتے ہی ہوش حواس جاتے رہے ۵

تین چھپائے نا چھپین پٹ گھونگھٹ کی اوٹ
چتر نار اور سورما کرین لاکھہ مین چوٹ

مگر ابھی اتنی عقل باقی تھی کہ ہمنے مسجد کے مُلّا سے کہدیا کہ ہمارے بھائی آئین یا کھانا بھجوائین تو تم کہدینا کہ وہ چلّہ مین بیٹھے ہین اور سب سامان مجھکو دیدیا ہی جب وقت ضرورت ہوگی مین کھانا تیار کرکے کھلاؤنگا اب کچھ ضرورت وہان سی کھانا بھیجنے کی نہین ہے مُلّا کو یہ بات سمجھا کر ہمنے حجرہ کا دروازہ بند کیا اور اُس پریرو کا تصور باندھا اس عرصہ مین نماز روزہ کھانا پینا سب بالائے طاق تھا آٹھوین دن وہ تصویر مجسم ہوکر سامنے آکھڑا ہوا اُسی دن وہ دلربا اپنے شوہر کے ساتھ تھالی مین شیرینی رکھے مسجد کے اندر آموجود ہوئی ۵

شب که بودم با هزاران کوه درد — سر بزانوی غمش بنشسته فرد

Marfat.com

جان بلب از حسرت گفتار او — دل پر از نومیدی دیدار او
آن قیامت قامتِ پیمان شکن — آفت دوران بلائے مرد و زن
فتنۂ دوران و آشوب جہان — خانہ سوزی چون من بے خانمان
از درم ناگہ درآمد بے حجاب — لب بگزان از رخ برافگند نقاب
کاکل مشکین بدوش انداختہ — وز نگاہے کار عالم ساختہ
گفت اے شیدا دل محزون من — وے بلاکش عاشق مفتون من
کَیفَ حَالُ القَلبِ فِی نَارِ الفِرَاق — گفتمش وَاللہِ حَالِی لَا یُطَاق

اُس نے حجرہ کی زنجیر کھڑکائی اِدھر دل نے گواہی دی کہ تو مطلوب آپہونچا ہمنے کنڈی کھول دی وہ دونو اندر آئے دیکھا تو اُس کا شوہر بھی حسن و جمال میں بیمثال تھا ہم نے پوچھا تم دونو کس لئے آئے ہو کہا کہ ہمکو اولاد کی تمنا ہے خیر ہم سمجھ گئے کہ یہ سب فساد حضرت عشق کا ہے ورنہ ابھی تو ان کے دن خود سیر و تماشے کے ہیں کیسی اولاد اور کسکی تمنا اُس عورت نے ہماری طرف ٹکٹکی باندھ دی اُس کے شوہر سے ہم نے کہا ذرا تم باہر جاکر زنجیر لگا لو ہم کو اس سے ایک پردہ کی بات پوچھنی ہے وہ غریب دروازہ بند کرکے باہر ہو گیا اُس زمانہ میں ہماری عمر پینتالیس سال کی تھی ہمنے دل سے کہا کہ بولو حضرت اب کیا ارادہ ہے اگر اسکو جورو بنانا چاہتے ہو تو میان بیوی دونون راضی ہین مگر اب وہ عمر جوانی کہان اور اگر بہن بنانا چاہتے ہو تو اپنی ماں بہن کو کیون چھوڑا۔ جسکے لئے آٹھ دن سے یہ بیتابی و بیقراری تھی وہ موجود ہے کہہ کیا کہتا ہے دل نے جواب دیا کہ یہ بھی ایک کھیل کھیلنا تھا سو کھیل چکے بس اب کوئی خواہش باقی نہین اسکے بعد ہمنے اُس سے دو ایک باتین پوچھا اُس کے خاوند کو بُلا لیا اور ایک تعویذ لکھ کر اُنکے حوالے کیا اور کہا کہ جاؤ اللہ اُنکے جانے کے بعد خیال آیا کہ یہ حضرت عشق ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائے گا اور طرف ثانی کو بھی ستائے گا یہان سے چلدینا بہتر ہے یہ سوچکر ہم آدھی رات کو چلدیے اور وہان سے بیس کوس پر جاکر دم لیا دوسرے دن وہ نیکبخت بھی شوہر کو ہمراہ

Marfat.com

لے ایکہ مین بیٹھ عصر کے وقت اُسی مقام پر آن پہنچے بال پریشان طبیعت اداس چہرہ پژمردہ دل افسردہ پاس آنکر لگی زار قطار رونے اُسوقت ہمکو یہ شعر یاد آیا ؎

لٹ لٹیی لپٹا نپٹ اٹ پٹ بولت بین		کچھو پیاسی کھٹ پٹ بھئی جوٹپ ٹپ ٹپکت نین

اور بار بار کہنا شروع کیا کہ آپ بنارس تشریف لے چلیں جب دونون نے بہت اصرار کیا تو کہنا پڑا کہ ہم یہان ایک کام کے لئے آئے ہین وہ ہو جائے گا تو دو چار دن مین ہم خود چلے آئین گے غرض تسلی وتشفی دیکر اُنکو اُدھر روانہ کیا اور ہمنے ایکہ کرایہ کر لکھنو کی راہ لی نہین معلوم اسپر کیا گذری اثنار راہ مین شاہ کڑا کا مزار آیا اُسکی زیارت کو گئے چونکہ پنجشنبہ کا دن تھا اُسوقت ایک طوائف مجرا کرتی اور یہ غزل گاتی تھی ؎

مارا بغمزہ کشت وقضا را بہانہ ساخت		خود سوئے ما ندید وحیا را بہانہ ساخت

ناگہان ایک فقیر لنگوٹی بند لاٹھی ہاتھ مین لئے محفل مین آکودا اور یہ شعر پڑھ کر ناچنے لگا ؎

آنکس کہ خاک مارا گل کرد وخانہ ساخت		خود درمیان درآمد و مارا بہانہ ساخت

اُسوقت اہل محفل پر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی کسیکو کسیکی خبر نہ رہی دو چار چکر مار کر چلدیا معلوم نہ ہوا کہ کہان سے آیا اور کدھر گیا کوئی اُسکو پہچانتا بھی نہ تھا وہان سے چلکر ہم لکھنو پہنچے اور چندے قیام کرکے سنبھل کا ارادہ کیا جہان ہمارے پیرومرشد حضرت مولانا **حبیب اللہ شاہ** صاحب نقشبندیہ کا مزار ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہمکو یہ خبر نہ تھی کہ حضرت مولانا **حبیب اللہ شاہ** صاحب نے بوقت انتقال اصحاب احباب سے فرمادیا تھا کہ غوث علی نام ایک ہمارا بڑا رفیق ودوست ہے اگرچہ آوارہ گرد آدمی ہے لیکن کبھی ادہر آنکلے تو بہت خاطر ومدارت کرنا جبکہ منزل بمنزل سیر کرتے ہوئے ہم سنبھل مین پہونچے تو کسی نے پہچانا نہین مگر ایک دن غلام حسین نام ایک شخص نے ہمارا نام دریافت کیا ہمنے بتادیا بولا کہ آپ حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب کے مرید ہین کہا کہ ہان جب یہ بات اسکو معلوم ہوگئی تو سارے شہر مین کہہ پھرا کہ حضرت کے بڑے خلیفہ آگئے ہین جنکی نسبت حضرت نے وصیت فرمائی

Marfat.com

تھی پھر تو بہت لوگ شہر کے آنے جانے لگے اور خاطر تواضع شروع ہوئی چندروز بعد وہان کے اکثر کہہ ومہ ادنے اسے علےٰ مجتمع ہوکر آئے اور کہاکہ حضرت پگڑی باندھ لیجئے ہم نے اُن سب سے کہاکہ میان صاحب قبلہ نے ہماری نسبت کیا الفاظ فرمائے تھے آیا مرید یا رفیق بولے کہ ہان رفیق کے الفاظ سے یاد فرمایا تھا لیکن آپ کو تو مریدی کا اقرار ہے۔ ہم نے کہا تمکو کیا خبر شاید ہم نے روٹیون کے لئے یہ بات بنائی ہو اور سنو صاحبو آپ لوگ دنیادار ہین یا فقیر سب نے جواب دیاکہ دنیادار پھر ہم نے پوچھاکہ ہماری نسبت کیا خیال کرتے ہو دنیادار یا فقیر بولے کہ ہم تو آپ کو فقیر سمجھتے ہین ہم نے کہاکہ تعجب کی بات ہے کہ ہم فقیر ہوکر دنیادارون کے ہاتھ سے پگڑی باندھین البتہ اگر میان صاحب قبلہ اپنے دست مبارک سے ہمارے سر پر جوتیان بھی رکھدیتے تو ہم کو تاج سلطنت تھا پس آپ صاحب مجھکو معاف فرمائین اور اس قسم کا تذکرہ درمیان نہ لائین غرض وہ لوگ اپنی پگڑی بغل مین دابکر چلدیئے اور پھر کبھی ایسا ارادہ نکیا

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سنبھل مین چھ مہینہ رہنے کا اتفاق ہوا وہان کے اکثر آدمیون سے ملاقات ہوگئی ایکدن ہمارے پیر بھائی غلام محی الدین کی والدہ نے ہم کو بلاکر یہ بات کہی کہ تمھارے بھائی کی شادی کو نو برس ہوئے مگر اولاد نہین ہوتی کچھ اس کی تدبیر کرنی چاہیئے ہم نے کہاکہ بہت اچھا انشا اللہ کچھ فکر کیا جائے گا چھ مہینے بعد ہم وہان سے چلدیئے اور موضع نگری مین پہونچے جو گڈھ مکتیسر کے مقابل گنگا کے کنارے واقع ہے یہان غلام محی الدین گھاٹ پر نوکر تھے ان کے پاس ہم بھی ٹھہر گئے اُس زمانہ مین برسات کا موسم اور دریا مین طغیانی تھی اس لئے رات دن مین صرف ایک کھیوہ لگتا تھا حسن اتفاق سے ایک جوگن وارد ہوئی کشتی روانہ ہوچکی تھی نا چار اس کو ٹھیرنا پڑا چونکہ نہایت حسین وطرحدار نوجوان تھی لوگ اس کو د...

پیر بھائی نے بھی دیکھا تو وہ بولی کیون صاحب آپ کس برتے پر دیکھتے ہین کیا تمھاری شادی ہوگئی ہے جواب دیاکہ ہان ہوگئی جوگن نے کہا بھلا وہ غریب تمھاری جان کو کیا روتی ہوگی یہ سنکر وہ سرنیچا کر گئے اور شرمندہ ہوکر آنکھین نیچی کرلین ہم تاڑ گئے

Marfat.com

کہ ضرور کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہے ہم نے جوگن سے کہا کہ مائی صاحب آج ہمارے پاس ٹھیر جاؤ کہا کہ بہت اچھا ایک جھونپڑی اُس کے واسطے خالی کرادی پھر ہم نے بھائی صاحب سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا ہے کہا یہ جوگن سچ کہتی ہے مین نامرد ہون جب شادی کی طیاری ہوتی تھی تو مین نے صاف صاف کہدیا تھا مگر والدہ اور خالہ نے جن کے گھر میری شادی ہوئی نہ مانا اور عقد کردیا شب زفاف کو مین اپنی بیوی کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوگیا اور کہا کہ مین کسی قابل نہین تیری اور میری مان نے یہ ظلم کیا اب شرم تیرے ہاتھ ہے اس نیکبخت نے جوابدیا کہ خیر جو تقدیر کا لکھا تھا پیش آیا اب کیون عزت خراب کی صبح اُٹھکر دونون نہالیا کرین گے ٥

جنکٗ سُتا جسرت بھوٗ رامُ چندُ زُ برلینٗ
سُوھار چابا شِشٹ گا گرمْ رِیکہٗ دُکھہٗ دِینٗ
لکھہٗ سِیانٗ پتْ کوٗرُبدہٗ کر دِیکھوٗ سب کوئی
انْ ھوٗنی ھوٗنی نہینٗ ھوٗنی ھوٗ سوٗ ھوٗئی

مگر دیکھنا کوئی اس راز سے آگاہ نہونے پائے ورنہ تمام زمانہ مین رسوائی ہوگی واہ ری عورت اللہ تعالی نے کیا سمجھ اور حوصلہ دیا تھا کہ نو برس تک پردہ فاش نہ ہونے دیا شعر

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکسان نکرد

یہ ماجرا سنکر ہم جوگن کے پاس گئے اور کہا کہ مائی صاحبہ کچھ اس مرض کا علاج بھی ہے جس کو تمنے ایک نظر مین تشخیص کرلیا اُس نے چٹکی بجاکر کہا کہ اتنی دیر مین علاج ہو سکتا ہے لیکن سامان مہیا کرنے کو ایک مہینہ چاہیئے ہم نے کہا کہ مہربانی کرکے آپ بھی ایک مہینہ تک تشریف رکھین کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے آپکی خاطر عزیز ہے پہلے تو یہ میانصاحب ایک مہینہ کی رخصت لین پھر ایک سیر گھی ایک سیر روغن کنجد ایک کڑھائی اور ایک چارپائی اونچی پایون کی جسمین بجائے بان کے ڈنڈے لگے ہون طیار کرائیے اور قدرت الٰہی کا تماشا دیکھئے جب اُسکے کہنے کے موافق سب سامان مہیا ہوگیا تو اُسنے کڑھائی چولہ پر رکھی گھی اور تیل ایک دفعہ ہی ڈالدیا اور اس کے اوپر چارپائی بچھادی پھر غلام محی الدین کو

Marfat.com

ایک ذراسی دوا کھلائی جس سے بیہوشی طاری ہوگئی اُس وقت اُن کو چارپائی پر لٹادیا اور کڑھائی کے نیچے دھیمی آنچ شروع کی جب کہ اُسکی بھاپ ریڑھ کی ہڈی کو لگی تو فوراً چھینکیں آنے لگین اور غٹ کے غٹ ناک سے نکلنے لگے اور قوت شہوانی کو ہیجان ہوا تھوڑی دیر مین آنکھین کھولدین جوگن نے فرمایا کہ دیکھو اب ان کی آنکھون مین اور ہی رس ہے فی الواقع اُسوقت مخمور و متوالون کی طرح سرخ آنکھین تھین پھر وہ بیقرار ہوکر پکارے کہ اب طاقت ضبط نہین رہی آخرکار جوگن نے ایک ترکیب بتائی اور کہا کہ ایک مہینے تک اسی ترکیب کو کرتے رہنا مہینہ بھر کے بعد گھر کے آدمیون کو بلالیا اور خوشی و خورمی سے رہنے لگے - ایک روز جوگن نے ہمسے کہا کہ آپ بھی یہ دوا کھالین ہمنے کہا کہ بہت اچھا بشرطیکہ تم بھی ہمارے ساتھ رہو کیونکہ اسکے اُتار چڑھاؤ سے تم خوب واقف ہو سنکر چُپ ہوگئی - یہ عورت بڑی خوش مذاق اور بااخلاق تھی جو شغل اس کو کسی کامل گرو سے پہونچا تھا ہر دم اس مین مشغول رہتی دن بھر سب سے بات چیت کرتی جب رات کا وقت آتا تو اپنی جھونپڑی کا دروازہ بند کرکے صبح تک تنہا بیٹھکر گذار دیتی تھی ایک روز اُس نے بیان کیا کہ میری شادی بھی ہوگئی تھی قضائے الٰہی سے میرا شوہر ہیضہ کرکے مرگیا نہایت حسین و خلیق آدمی تھا اگر آپ دیکھتے تو بہت خوش ہوتے مین اُسی کے بیراگ مین جوگن کا بھیس بھر کر دیس بدیس پھرتی ہون چندے جنون کا زور رہا مگر اب کمی ہوگئی ہے ؎

دیوانہ وار در کمر کوہ گشتہ ایم * بے اختیار سر بہ بیابان نہادہ ایم *

ہمنے کہا کہ تم بڑی مرد اور مستقل مزاج عورت ہو کہ لطف دنیا سے واقف ہوکر اسکو ترک کیا اور ہم جو تجرد و تنہائی مین پھرتے ہین تو بات یہ ہے کہ کبھی اس کوچہ کی سیر ہی نہین کی بولی کہ آؤ ہمارے ساتھ رہو اور بانٹ پرست ہوجاؤ ہمنے کہا صاحب بس معاف رکھئے جب ایک مہینہ ہوگیا وہ جوگن رخصت ہوئی ہمنے پچاس روپیہ نذر کئے اُس نے نہ لئے اور کہا کہ جو کچھ ہمنے کھالیا یہی بس ہے اسکے سوا مجھکو کچھ درکار نہین - ایکدن ہم میان غلام محی الدین کے گھر گئے اور اُنکی بیوی سے کہا کہ مائی صاحب کیا کرین پہلے دو جگہ مرید ہوچکے ہین ورنہ اس شان ستار العیوبی مین ہم تمھارے

Marfat.com

کہ نو برس تک صبر کیا اور کسی پر راز فاش نہ ہونے دیا ؎

صد ہزاران کیمیا حق آفرید	کیمیائے ہم چو صبر آدم ندید

اُسنے کہا کہ سنو میانصاحب ایک رشتہ تو پہلے سے تھا نکاح کے بعد دوسرے حقوق ہو گئے اور جب انکی عزت مین فرق آتا تو مین کب بچتی صبر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکی عزت بھی رکھی اور میری بھی لیکن یہ ایسا عذاب تھا کہ دوزخ کا عذاب بھی اُسکے سامنے ہیچ ہے الحمدللہ آپکے قدمون کی برکت سے وہ دن بھی گذر گئے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور	کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور
دور گردون گر دو روزے بر مراد ما نگشت	دائما یکسان نباشد کار دوران غم مخور
گرچہ منزل بس خطرناک ست و مقصد ناپدید	ہیچ راہے نیست کانرا نیست پایان غم مخور
گر بہار عمر باشد باز بر تخت چمن	چتر گل بر سر کشی اے مرغ خوشخوان غم مخور
در بیابان گر زشوق کعبہ خواہی زد قدم	سرزنش ہا گر کند خار مغیلان غم مخور
ہان مشو نومید چون واقف نۂ از سر غیب	باشد اندر پردہ بازیہائے پنہان غم مخور
ہر کہ سرگردان بعالم گشت و غمخوارے نیافت	آخر الامر او بغمخواری رسد ہان غم مخور

وہان سے رخصت ہو کر ہم رامپور مین پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ جب ہم دوبارہ رامپور مین گئے تو سرائے مین ٹھیرے اتفاقاً مولوی **فضل حق** صاحب سے ملاقات ہوئی نہایت محبت و عنایت سے پیش آئے اور اپنے نوکر سے کہا کہ جاؤ آپکا اسباب اُٹھالاؤ مین نے کہا کہ حضرت برائے خدا مجھے وہین رہنے دیجئے کہ بہت آرام سے ہون کہا اچھا جہان آپ خوش رہین لیکن بھٹیاری کو کہلا بھیجا کہ ان کے خرچ کا حساب ہمارے ذمہ ہے اگر پانچ روپیہ روز بھی اُٹھین تو کچھ مضائقہ نہین ہم دین گے لیکن یہ شرط ہے کہ میانصاحب بلا اجازت ہمارے کہین چلے نہ جائین ایک روز پچھلی باتون کا ذکر آگیا اپنے والد بزرگوار کو یاد کرکے روتے رہے پھر کہا کہ مولوی صاحب آپکو وہ دن بھی یاد ہے کہ مولویصاحب نے تھپڑ مارا تھا اور آپکی دستار فضیلت دور جا پڑی تھی ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خوب یاد ہے وہ عجب زمانہ تھا اور وہ قصہ اسطرح

Marfat.com

تھا کہ مولوی فضل امام صاحب نے ایک طالب علم کو فرمایا کہ جاؤ فضل حق سے سبق پڑھ لو
وہ آیا غریب آدمی بدصورت عمر زیادہ علم کم ذہن کُندیہ نازک طبع ناز پروردہ جمال صورت
ومعنی سے آراستہ چودہ برس کا سن وسال نئی فضیلت ذہن مین جودت بھلا میل ملے
تو کیسے ملے اور صحبت راس آئے تو کیونکر آئے تھوڑا سبق پڑھایا تھا کہ بگڑ گئے جھٹ اسکی
کتاب پھینک دی اور بُرا بھلا کہکر نکالدیا وہ روتا ہوا مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا
اور سارا حال بیان کیا فرمایا کہ بلاؤ اُس خبیث کو مولوی فضل حق صاحب آئے اور دست بستہ
کھڑے ہو گئے مولانا صاحب نے ایک تھپڑ دیا ایسے زور سے کہ اُنکی دستار فضیلت دور
جا پڑی اور فرمانے لگے کہ تو تمام عمر بسم اللہ کے گنبد مین رہا ناز ونعمت مین پرورش پائی
جسکے سامنے کتاب رکھی اُس نے خاطر داری سے پڑھایا طالبعلمون کی قدر ومنزلت تو
کیا جانے اگر مسافرت کرتا بھیک مانگتا اور طالب علم بنتا تو حقیقت معلوم ہوتی ارے طالب علی
کی قدر ہمسے پوچھ ٭ درازی شب از مژگان من پرس ٭ کہ یکدم خواب در چشمم نگشت ست ٭
خبردار تم جانوگے اگر آیندہ ہمارے طالبعلمون کو کچھ کہا یہ چپ کھڑے روتے رہے کچھ دم نہ
مارا خیر قصہ رفع دفع ہوا لیکن پھر کبھی کسی طالب علم کو کچھ نہین کہا ایک روز کا ذکر ہے کہ
مولوی فضل حق صاحب نے ایک قصیدہ عربی زبان مین امرا القیس کے قصیدہ پر
کہا اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت مین لائے شاہ صاحب نے ایک مقام
پر اعتراض کیا اس کے جواب مین اُنھون نے بیس شعر متقدمین کے پڑھ دیئے مولوی
فضل امام صاحب نے فرمایا کہ بس حد ادب۔ اُنھون نے جواب دیا کہ حضرت یہ کوئی
علم تفسیر وحدیث تو ہے نہین فن شاعری ہے اسمین بے ادبی کی کیا بات ہے شاہ صاحب
نے فرمایا کہ برخوردار تو سچ کہتا ہے مجھکو سہو ہوا تھا غرض ہم رامپور مین چھبیس تاریخ تک اُنکے
کے مہمان رہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ رام پور مین میان سبحان شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی اُنھون نے
نہایت خاطر ومدارات سے اپنے مکان پر ٹھیرایا ہمنے اُنکو نماز پڑھتے کبھی نہین دیکھا مگر ہر وقت تسبیح ہاتھ
مین اور باوضو درود شریف پڑھا کرتے تھے اُنکی نسبت ایسی تھی کہ جب کوئی مشایخ اُن کے کوچہ مین

Marfat.com

جا نکلتا تو اس کی کیفیت سرد ہو جاتی چنانچہ مشایخوں کا قول تھا کہ اس بدعتی فقیر کے کوچہ مین
جانمیسے قلب پے تاریکی چھا جاتی ہے ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک نابینا اُنکی خدمت مین آیا اور ارادت
ظاہر کی شاہ صاحب نے کہا بھلا حافظ جی تم کب سے نابینا ہوئے ہو کہا کہ نو برس کی عمر مین چیچک
نکلی تھی جب سے آنکھین جاتی رہی ہین پھر پوچھا بھلا آنکھین کس نے کھوئین حافظ جی نے کہا اللہ نے
شاہ صاحب نے کہا ارے عقل کے دشمن جسنے تیری آنکھین کھوئین تیرے ماباپ کو مارا
اور تیری فکر مین ہے ایسے دشمن کو کیون تلاش کرتا ہے خبردار اس خبط مین مت پڑیہ باتین
سنکر وہ گالیان دیتا چلا گیا ایک دن شاہ صاحب سے کسی نے پوچھا حضرت آپ نماز تو پڑھتے ہین
مگر تسبیح رکھتے ہین اس کی کیا ضرورت ہے جواب دیا کہ میان عبرت کے لئے کیونکہ امام کے اندر
دو دھاگے ہین اور مقتدی کے ایک پس مین چاہتا ہون کہ امامت و اقتدا دونون سے بچون وہ شخص لاجواب ہو کر
چلا گیا ایکروز مفتی صدر الدین صاحب صدر الصدور سبحان شاہ صاحب کے پاس تشریف لائے مفتی صاحبکی عادت تھی
کہ ہر وقت تسبیح پر نفی اثبات کا دور رکھتے تھے حسب عادت یہان بھی تسبیح پڑھتے رہے شاہ صاحب نے کہا
مفتی صاحب کیا اب تک آپکا شک رفع نہین ہوا مفتی صاحب نے سکوت کیا کئی بار پوچھا کچھ جواب نہ پایا جب
مفتی صاحب تشریف لیگئے تو ہمنے کہا کہ میانصاحب آپنے کیا لچر سوال کیا تھا وہ عالم متبحر تھے اگر چاہتے تو ہزار
طرح سے جواب دیتے مگر وہ اپنی کسر شان سمجھے حد نہ میدان سخن تنگ تھا اُنکی پختگی تو دیکھو آپنے بہت ہی
سر مارا لیکن اُنھون نے اپنی عادت کو ترک نہ کیا اب مین اُنکی طرف سے جواب دیتا ہون یہ تو فرمایئے
کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مین اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کیون پڑھتے تھے
اور ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کس واسطے کہا کرتے تھے کیا حضرت کو کچھ شک تھا شاہ صاحب نے
جوابدیا کہ حضرت کو کچھ شک نہ تھا بلکہ مراتب اعلےٰ کی ترقی کے لئے طلب ہدایت تھی اور مراتب
حاصل شدہ کی نسبت استغفار ہمنے کہا کہ بس یہی مقصد ہمارا بھی ہے اگر ہمنے رسول خدا کی متابعت
کی تو کیا قباحت لازم آئی نہ خدا کی کوئی حد نہ اسکی طلب کی کچھ انتہا۔ **ے** مرا کمال محبت
ترا کمال جمال ✤ مباد اینکہ پذیر د زوال این دو کمال ✤ یہ بات سنکر شاہ صاحب
چپ ہو گئے کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز ہمارے پیر بھائی اُنکی خدمت مین حاضر ہوئے
اور وہین بستر لگایا میانصاحب نے کہا کہ یہان کا دستور یہ ہے کہ صرف صبح کو روٹی ملتی

Marfat.com

ہے رات کو نہین ملتی کہ نیند غلبہ نکرے اور یاد خدا مین خلل نہ پڑے ۔ ے

اندرون از طعام خالی دار		تا درو نور معرفت بینی	

ہمارے پیر بھائی نے جواب دیا کہ صاحب ایسے خدا کو سلام ہے جو رات کی روٹی سی بھاگ جائے ہم تو دونون وقت کھائین گے خواہ آپ اپنے مکان پر رہنے دین خواہ نہ رہنے دین شاہ صاحب ہنسے اور بھنڈاری سے کہا کہ بھائی یہ فقیر نہین مانینگے انکو دونون وقت روٹی دو ہمارے پیر بھائی باوجود خوب کھانے کے محنتی بھی ایسے تھے کہ شام سے بیٹھتے تو صبح کردیتے تھے ۔

ایک روز ارشاد ہوا ۔ کہ رامپور مین لین دروازہ کے باہر باغ مین میان **حبیب اللہ شاہ** صاحب ابوالعلائی رہتے تھے ہم بھی ایک دن اُنکی ملاقات کو گئے دیکھتے ہی پتھر اُٹھایا اور ہماری طرف دوڑے ہمنے کہا کہ تم اپنا پتھر تو رہنے دو ہم تمھارے پیر اور دادا پیر سے بھی مل آئے ہین اگر تم نہین ملتے نہ ملو کوئی مطلب دین و دنیا کا لیکر ہم تمھارے پاس نہین آئے بولے کہ خیر آجاؤ پھر تو آمد و رفت ہوگئی چونکہ مولوی حبیب اللہ شاہ بڑے صاحب ذوق و شوق تھے اُن کے پاس طبیعت گرم ہوجاتی تھی اور سبحان شاہ کے پاس سرد ۔ ایک دن ایک مسافر طالب خدا میان حبیب اللہ شاہ کی خدمت مین آیا اور بزرگان دین کی شکایت شروع کی کہ بغداد گیا ۔ مدینہ ہو آیا اجمیر کی خاک چھانی زندہ مردہ سب دیکھے نہ کچھ اُمین تھا نہ امین ے

ملے گئے مدینہ سے کربلا گئے		جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے	

یہ سنکر انکو جذبہ آیا ہمنے سوچا کہ اب ان دونو مین سے ایک کی خیر نہین یا تو یہ شرمندہ ہونگے یا وہ مرجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا میانصاحب نے کہا کہ ہمارے سامنے بیٹھ وہ سوختہ جگر چٹ آنکر بیٹھ گیا نظر جو ڈالی تو اس غریب کا قلب شق ہوگیا ہر بن موسے خون ٹپکنے لگا اور تیسرے دن مرگیا ہمنے انسے کہا کہ آپنے غضب کیا پھر کبھی ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ قسم کے [illegible] آتے ہین اور طرح طرح کی باتین بناتے ہین اگر تعلیم کرنا منظور ہو تو قاعدہ [illegible] کے موافق کرو ورنہ بکنے دو خود تھک کر چلے جائین گے ۔

ایک روز ارشاد ہوا ۔ کہ ہم دو برس تک رامپور مین رہے وہان سے چلکر چھپنگری مین آئ دیکھا کہ میان غلام محی الدین کے دو لڑکے موجود ہین ایک کھیلتا تھا دوسرا انکو دیکھا تھا ہمنے شکر ادا کیا

Marfat.com

وہان سے چلکر میرٹھ آئے اور چند روز ٹھیرے یہان ایک مجذوب شترخانہ کے قریب رہتے تھے ہم بھی اُنکے پاس جایا کرتے تھے ایکدن گورون کا رسالہ اُدھر سے گذرا ایک افسر اُنمین سے جدا ہوکر میان صاحب کے پاس آیا اور گلے لگ کر رونے لگا پھر دو چار باتین کرکے چلدیا ہمنے پوچھا کہ میانصاحب یہ کیون روتا تھا اور آپسے کیا کہتا تھا فرمایا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک بھید ہے ہمنے کہا یہ توہم خود بھی جانتے ہین کہ بھید ہے لیکن آپ بتلائیے کہ وہ بھید کیا ہے کہنے لگے کہ یہ افسر کہتا تھا کہ اس رسالہ کے قتل کا حکم ہوا ہے ہم مین سے بہت لوگ مارے جائینگے اور بہت کشت وخون ہوگا آپ دعا کرین مینے کہا قطعی حکم ہوچکا ہے اب دم مارنے کی جگہ نہین راضی برضا رہو اسوقت تک بالکل امن وامان تھا چند روز بعد ہم وہان سے بابری چلے گئے اُس سے ایک مہینے بعد یکایک غدر شروع ہوگیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب کسی قدر غدر فرو ہوا تو مجرمون کو انگریزون نے پھانسی دینی شروع کی ہمکو بھی ایک انگریز نے جو تحقیقات کرتا تھا بمقام شاملی طلب کیا اور پوچھا کہ جب یہان لڑائی ہوئی اور تحصیل و تھانہ پر لوگون نے یورش کی تو تم کہان تھے ہمنے کہا کہ صاحب ہم تو بابری مین تھے اوراُن دنونمین ہمکو بخار آتا تھا بولا کہ تم گھبرائے ہوئے کیون ہو ہمنے کہا کہ صاحب گھبرانے کی بات یہ ہے کہ آپ حاکم ہین آپنے بُلایا ہم دوڑے چلے آئے ابتک کھانا بھی نہین کھایا دوسرے یہ اندیشہ ہے کہ دیکھئے آپ کیا حکم دین بولا کہ سنو صاحب ہم ظلم نہین کرتا اور خواہ مخواہ کسی کو نہین ستاتا جسکی نسبت تمھارے بھائی بند قسم کھاکر گواہی دیتے ہین کہ یہ مجرم ہے اُسکو ہم سزا دیتا ہے اسمین ہمارا کچھ قصور نہین اگر جھوٹ بولا تو یہ عذاب اُنکے سر پر ہوگا پھر اپنے خانسامان کو بلاکر کہا کہ انکو کھانا کھلاؤ وہ ہمکو اپنے پاس لے گیا اتفاق سے اُسدن صاحب کا بچہ نہایت بیچین ہورہا تھا برابر روتا تھا زبان تالو سے نہین لگتی تھی کسی شخص نے صاحب سے کہدیا کہ جسکو آپنے بابری سے بُلایا ہے وہ بہت بزرگ آدمی ہے اس بچہ پر دعا پڑھ دیگا تو یقین ہے کہ اسکو جلد آرام ہوجائیگا اُسنے آیا کے ہاتھ بچے کو ہمارے پاس بھیجا ہمنے کچھ پڑھ کر دم کردیا خدا کی قدرت بچہ اُسیدم چپ ہوگیا صاحب اور میم دونون اسکو دیکھکر بہت خوش ہوئے پھر ہمکو بلاکر کہا کہ آپکو اختیار ہے جہان چاہو چلے جاؤ کوئی مزاحم نہین ہم وہان سے رخصت ہوکر بابری آئے اور بعد چندے سونی پت چلے گئے۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سیر امصار و دیار کے بعد ہمنے سونی پت آکر میر اعظم علیشاہ صاحب قبلہ کے مزار پر چھ مہینے تک قیام کیا وہان مولوی محب اللہ صاحب پانی پتی سے ملاقات ہوئی ہمنے کہا کہ مولوی صاحب کسی فقیر کامل کی خبر دو اُنھون نے کہا کاشمیر مین سید احمد شاہ صاحب نہایت کامل و آزاد منش درویش ہین میرا بھی جانیکا ارادہ ہے اگر آپ کا عزم ہو تو باتفاق چلے چلین ہمنے کہا کہ پہلے اپنے حال کا ایک عریضہ لکھکر ہم آپکو دیتے ہین جو کچھ اُسکا جواب آئیگا اسپر عمل کیا جائیگا چنانچہ مولوی صاحب عریضہ لیگئے جس کا جواب شاہ صاحب نے یون تحریر فرمایا کہ مین تو اس قابل نہین ہون ہان اگر آپ تشریف لائین تو شاید آپکی ذات سے مجکو کچھ فائدہ ہو جائے اسکے بعد ہمنے مصمم ارادہ کر لیا کہ پچیس روپیہ جمع ہو جائین تو چلدین مگر یہ کیونکر ہوتا **شعر** قرار در کف آزادگان نگیرد مال ٭ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ٭ ایک مدت کے بعد کچھ روپیہ جمع ہوا تو قصد کشمیر کیا سونی پت سے چلکر بستم شعبان ۱۲۸۰ھ ہجری کو پانی پت پہونچے نو دس دن ماہ صیام مین باقی تھے دلمین آیا کہ یہ ایام یہین بسر کرین رمضان شریف کی پانچوین تاریخ تھی کہ مولوی محب اللہ صاحب اور منشی فضل رسول صاحب کا خط آیا کہ سید احمد شاہ صاحب اس جہان فانی سے رخصت ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یہ خبر پاکر ہم نے ارادہ ملتوی کیا اور قلندر صاحب کے حجرہ مین رہنے لگے مشیت ایزدی یہی تھی کہ پانی پت مین قیام ہو۔

باب چہارم در بیان توحید مشتمل بر چہار فصل

تمہید

تمہید توحید ایسا مسئلہ ہے جو کبھی نسخ پذیر نہین ہر ایک دین و ملت مین اسکی شہادت موجود ہے کوئی قوم پردہ زمین پر ایسی نہین جسمین خدا کی یگانگی کے تسلیم کرنیوالے نہون ہادیان راہ خدا خواہ کسی سرزمین اور کسی زمانہ مین ہوئے ہون انکی تعلیم و تلقین کی بنیاد اسی لازوال مسئلہ پر ہے۔ یہی مسئلہ اسلام کا رکن اور ایمان کی کلید ہے یہی معلومات ظاہر کا قبلہ اور یہی مکشوفات باطن کا کعبہ ہے یہی شریعت اور طریقت کی جان ہے یہی حقیقت و

Marfat.com

معرفت کی زد بان ہے یہی جملہ طاعات کا راس اور یہی حکمت کی اساس ہے۔ طبعی ریاضی الٰہی سب کے سلسلے اسی پاک مسئلہ سے شروع اور اسی پر ختم ہوتے ہین۔ اسکی تصدیق دعوت عام ہے اور اسکی تحقیق ضیافت خاص ہے۔ یہی مسئلہ ایسا سہل اور ایسا آسان ہے کہ عوام الناس کا ورد زبان ہے اور یہی ایسا دقیق ہی کہ جسکی تحقیق مین خواص کی عقل بھی حیران و سرگردان ہے چونکہ اکثر کلام حضرت مولانا و مرشدنا کا درس توحید پر مشتمل تھا جیسا کہ ارشادات سے جو باب آئندہ مین مذکور ہین ظاہر ہوگا لہذا راقم حروف کو مناسب معلوم ہوا کہ اول کچھ بیان توحید باری عز اسمہ کا تحریر کیا جائے تاکہ سالکان طریق و طالبان تحقیق کو ان نکات و اشارات سے جو باب ارشادات مین اُن کی نظر سے گذرین گے حظ وافی حاصل ہو۔

فصل اوّل تعریف و تقسیم توحید توحید کے معنی ہین شی کے واحد ہونے پر حکم کرنا اور شے کے واحد ہونے کا علم بھی توحید ہے اکابر صوفیہ نے طرح طرح سے اُس کی توزیع و تقسیم کی ہے جیسا جسکو علم و انکشاف ہوا اُس کے موافق بیان فرمایا۔

(۱) ایک قول یہ ہے کہ توحید کی چار قسمین ہین اول **توحید شریعت** یعنے اسکا یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے قدیم ہے اپنی حیات سے حی اپنی سمع سے سمیع اپنی بصر سے بصیر اپنے کلام سے کلیم یہ توحید ظاہری ہی خواہ تقلیداً ہو خواہ بدلائل عقلی و نقلی دوم **توحید طریقت** یعنی حقتعالیٰ کی وحدانیت شواہد اکوان و امکان مین نور ایمان سے ملاحظہ کر کے واجب الوجود کا اثبات کرنا۔ اضافت جمیع موجودات کو معدوم سمجھنا ہستی جمیع موجودات کو ذات واحد مین دیکھنا۔ اسمین تقلید و استدلال کی کچھ حاجت نہین ہے

ہر کہ بیند مسبب راعیان ❊ کے نہد دل بر سببہائے جہان ❊

اس توحید کے تین مراتب ہین اول **توحید افعالی** یعنے جملہ موجودات کو افعال خدا سمجھنا دوم **توحید صفاتی** یعنے صفات جملہ موجودات کو صفات خدا سمجھنا سوم **توحید ذاتی** یعنے وجود جملہ موجودات کو وجود باریتعالیٰ یقین کرنا۔ اور موثر حقیقی و موجود اصلی ذات حق کے سوائے دوسرے کو نہ جاننا چہارم **توحید حقیقت** یعنے نفی غیریت یہانتک اپنے وجود کا ادراک بھی نفی ہو جاوے

Marfat.com

اور تعینات موجودات بھی فنا ہستی حق کے سوا کچھ باقی نہ رہی، اپنے اور نیز جملہ موجودات کے وجود مین حق کو مشاہدہ کرے - اس توحید مین ۹ مراتب ہین اول **مرتبہ انفسی** یعنے اللہ تعالے بکمال اقربیت مطابق آیت وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ ذات عارف مین تجلی فرماتا ہے اور نفس و عقل نور الٰہی مین فنا ہوجاتے ہین اسحالت مین سُبْحَانِي مَا أَعْظَمَ شَانِي اور أَنَا الْحَقُّ بے اختیار سرزد ہوتا ہے - **دوم مرتبہ آفاقی** یعنے حق سبحانہ تعالے موافق آیۃ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عارف کی نظر مین متجلی ہوتا ہے اور وجود جملہ موجودات واحد نظر آتا ہے اسوقت ہمہ اوست کا نعرہ دل عارف سے نکلتا ہی **سوم مرتبہ اسمائی** یعنے عارف بکثرت ذکر الٰہی ہر اسم کے رنگ مین اسی ذات پاک کو متجلی دیکھتا ہی اور ذکر سلطان الاذکار وجود عارف مین ظاہر ہوتا ہے اور غیریت بالکل مفقود ہوجاتی ہی شعر بنام آنکہ او نامے ندارد ٭ بہر نامے کہ خوانی سر برآرد ٭ **چہارم مرتبہ صفاتی** یعنے اللہ تعالے سالک کے اعضائے حسی سمع و بصر وغیرہ پر تجلی فرماتا ہے اور بی یسمع وبی یبصر کی کیفیت طاری ہوتی ہے ع نیست گشتم ز ہستی ہائے تو بہ من برون رفتم درون شد جائے تو **پنجم مرتبہ تمثیلی** یعنے سالک کو ہر فرد موجودات جداگانہ عین حق نظر آتا ہے اور اس مقام مین سجدہ بت عین سجدہ خدا ہی ع ندیدم غیر تو درکعبہ و دیر **ششم مرتبہ شیونانی** یعنے اللہ تعالے عارف پر بتجلی افعال متجلی و ظاہر ہوتا ہے اور افعال موجودات عین افعال حق نظر آتے ہین يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ط اس مقام مین نزد کشندہ و دونو برابر ہین لیکن ادراک رنج و راحت باقی رہتا ہے **ہفتم مرتبہ شہودی** یعنی اللہ تعالی عارف پر اسطرح تجلی فرماتا ہے کہ حجاب ظلمانی رفع اور کیفیت نورانی منکشف ہوجاتی ہے اور معرفت بے کیف مشاہدہ مدام مین مستغرق رہتا ہے اس مقام مین وجود رنج و راحت کچھ باقی نہین [illegible] **ہشتم مرتبہ وجودی** یعنے تجلی وجود الٰہی مین ہستی سالک اسطرح فنا ہوجاتی ہی جیسے نور چراغ ضیاء آفتاب مین اس مقام مین سالک مثل جماد اپنے حرکات و سکنات سے محض بے خبر ہوجاتا ہی اور اس حالت مین امتیاز مشاہد و مشہود بھی لفرہد **نہم مرتبہ تنزیہی** اس مرتبہ مین

جملہ کائنات کی ہستی پر نو انوار الٰہی مین ایسی فنا ہو جاتی ہے کہ نظر سالک مین اصلا نہین آتی جب اس دریائے ناپیدا کنار کا شناور صفات موجودات کی تجلیات سے فنا رکلی حاصل کرتا ہے اور حدوث وامکان کی آلائش سے مجرد ہو جاتا ہے تو ایک موج قعر دریائے ذات سے سرخفی پر وارد ہوتی ہے جو عارف کو ورطہ عدم مین ڈالدیتی ہے محو و محو اور فنا در فنا ہو جاتا ہے اس مقام مین نہ وجود نہ شہود نہ اسم نہ مسمی نہ قدم نہ عدم نہ فرش نہ عرش نہ اثر نہ خبر نہ علم خود نہ علم حق غرض کچھ باقی نہین رہتا ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ دریائے جمع الجمع مین مستغرق ہو جاتا ہے اسوقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے ؎ ہست ازپس پردہ این صدا آمن وتو چون پردہ برافتد نہ تو مانی ونہ من (۴) چہارم توحید معرفت اسکو توحید ازلی ذاتی قدیمی اور الٰہی بھی کہتے ہین۔ جسوقت عارف کامل مقامات ومراتب سیر الی اللہ و فی اللہ و مع اللہ سے عروج کرکے مقام عین الجمع وجمع الجمع مین پہونچتا ہے جو کہ انتہا مراتب توحید سے ہے اسوقت اپنے آپکو عدم محض پاتا اور خودی سے بیخود ہو جاتا ہے جیسا کہ پیش از ترکیب اجزا جسمی بصورت اعیان ثابتہ علم قدیم مین موجود تھا اسی حالت کا بیان ہی اس آیت شریف مین هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا۔ آیا انسان پر وقتون مین سے کوئی وقت گذرا ہے کہ وہ ایسی چیز نہ تھا جسکا ذکر کیا جائے یعنی ایک وقت انسان کے لیے ایسا تہا کہ وجود خارجی تو کیا وجود ذہنی ولفظی بھی نہ رکھتا تھا۔ روایت ہی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس آیت کو قاری سے سنتے تو فرماتے یَا لَیْتَھَا تَمَّتْ یعنی کاش یہ حالت پوری ہو جاتی یعنی جہان سے ہمنے سفر کیا ہے وہین جا پہونچین اور کثرت وحدت مین گم ہو جائے۔

(۲) ایک قول یہ ہی کہ توحید کے لیے ظاہر باطن اور حقیقت ہی۔ ظاہر توحید تو اسلام ہے اور باطن توحید ایمان اور حقیقت توحید تقوی اور عمل صالح پس اسلام کی صحت ایمان سے ہی اور ایمان کی صحت تقوی اور عمل صالح سے

(۳) ایک قول یہ ہے کہ توحید کے تین مراتب ہین اول توحید افعال یعنی افعال ومفعولات کل کو باوجود کثرت واختلاف کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

فرمایا ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ دوم توحید صفات یہ علم قلب ہے عبارت مین نہین آسکتا اور جو شخص گمان کرے کہ یہ علم کتابون سے پورا ہو سکتا ہے وہ ناقص المعرفت ہے۔ علم صفات عارفین کے سوا کسی کو حاصل نہین ہوتا البتہ جس نے توحید افعال سے توحید صفات کیطرف ترقی کی ہے اُسکی نسبت یہ توقع ہوسکتی ہے کہ اگر خدا کو منظور ہو تو توحید ذات کا علم اُس کو ہو جائے اور جو کوئی بغیر اس طریقہ کے مرتبۂ ذات مین تکلف کریگا وہ تشبیہ الحادین جا پڑیگا اسواسطے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَفَکَّرُوْا فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی اس مقام کے علم کا طریق تفکر فی الافعال اور نظر واستدلال ہے کیونکہ افعال صفات سے صادر ہوتے ہین اور وہ صفات کی رہنمائی کرتے ہین جو قائم بالذات ہے۔

(۴) امام محمد غزالی فرماتے ہین کہ توحید اصل ایمان ہے اور اس مین کلام طویل ہے کیونکہ یہ علم مکاشفہ ہے ہم تھوڑا سا بیان کرتے ہین ورنہ توحید ایک دریائے ناپیدا کنار ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ توحید کے چار مراتب ہین ایک مغز دوسرا مغز کا مغز تیسرا پوست چوتھا پوست کے اوپر کا پوست اور کم فہمون کے سمجھانے کو ہم ایک مثال فرض کرتے ہین کہ توحید کو ایک اخروٹ سمجھ لو جسپر دو چھلکے ہوتے ہین اور اندر ایک مغز اور مغز مین روغن پس توحید کا مرتبہ اول یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے مگر دل اس سے غافل ہو یا منکر مثل منافقین کے مرتبہ دوم یہ ہے کہ اس کلمہ کے معنی کو دل سے سچ جانتا ہو جیسے عوام مسلمان اسکی تصدیق کرتے ہین۔ مرتبہ سوم یہ ہے کہ بذریعہ نور حق یعنی کشف کے طور پر مشاہدہ ہو جائے یہ مقام مقربین کا ہے اور اُسکا حال یہ ہے کہ اشیاء کو کثیر تو جانتا ہے مگر یاوجود کثرت اُن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ مرتبہ چہارم یہ ہے کہ جملہ موجودات کے وجود ... واحد یکتا کے اور کسی کو نہ دیکھے ؎ چو سلطان عزت علم بر کشد ... عدم در کشد ۔ اور یہ مرتبہ صدیقین کا ہے اسی کو صوفیہ کرام فنا در توحید کہتے ہین

(۵) ایک قول یہ ہے کہ توحید کے چار مراتب ہین اول توحید ایمانی وہ یہ ہے کہ بمقتضائے اشارہ آیات و اخبار دل سے سچ جاننے اور زبان سے اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

Marfat.com

اوصاف مین فرد اور استحقاق عبودیت مین واحد ہی۔
دوم توحید علمی - وہ علم الیقین سے حاصل ہوتی ہے از راہ یقین یہ جان لے کہ موجود حقیقی اور موثر مطلق خداوند عالم کے سوا کوئی نہین ہے جملہ ذات و صفات و افعال اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال مین محو ہین جہان کہین علم و قدرت و ارادت و سمع و بصر پائے جاتے ہین یہ صفات مطلق کے پرتو ہین۔
سوم توحید حالی - وہ ہی کہ جمال واحد کے مشاہدہ مین اپنی ہستی پر نظر نہ رہے یہانتک کہ توحید کو واحد کی صفت دیکھے بلکہ دید کو بھی اسی کی صفت سمجھے اور اسی طریقہ سے غرق جمع ہو جائے۔
چہارم توحید الٰہی - وہ ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ ازل الازال مین بوصف وحدانیت و فردانیت موصوف تھا اپنے آپ نہ کسی دوسرے کی توحید سی کَانَ اللّٰہُ وَلَمۡ یَکُنۡ مَعَہٗ شَیۡئٌ وَالْاٰنَ کَمَا کَانَ اور ابد الآباد تک اُسی وصف پر رہے گا کُلُّ شَیۡئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجۡھَہٗ یعنی ہستی اشیا اُنکی ہستی مین آپ ہی نیست و نابود ہے۔ یہ ایسی توحید ہے کہ نقصان سے بری ہو اور یہی توحید حق ہی
(۶) **توحید کی قسمین** - وجودی - شہودی - اور عینی - و ظلی بھی مشہور ہین۔ ہر چند کہ یہ مسائل کشف باطن اور وجدان سے تعلق رکھتے ہین مگر ظاہر عبارت مین اسکی تقریر اسطرح لکھی ہی کہ (۱) وجودی ہستی حقیقی واحد ہی۔ لیکن ایک ظاہر وجود ہی اور ایک باطن۔ باطن وجود ایک نور ہی جو جملہ عالم کے لئے بمنزلہ جان کے ہی اسی نور باطن کا پرتو ظاہر وجود ہی جو ممکنات کی صورت مین نظر آتا ہی ہر اسم و صفت و فعل کہ عالم ظاہر مین ہی ان سب کی اصل وہی وصف باطن ہی اور حقیقت اس کثرت کی وہی وحدت صرف ہی جیسی امواج کی حقیقت عین ذات دریا ہی حاصل یہ ہے کہ جملہ افراد کائنات تجلیات حق ہین سُبۡحَانَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَشۡیَاءَ وَھُوَ عَیۡنُھَا اور اس کثرت اعتباری کا وجود اسی وحدت حقیقی سے ہی اَلۡحَقُّ مَحۡسُوۡسٌ وَالۡخَلۡقُ مَعۡقُوۡلٌ۔ یہ خلاصہ وحدت الوجود کی تقریر کا ہی اور وحدت شہود کا بیان یہ ہی کہ وجود کائنات اور ظہور آثار و صفات مختلفہ واحد مطلق کی ذات و صفات کا ظل و عکس ہے۔ جو عدم مین منعکس ہو رہا ہے۔ اور یہ ظل عین صاحب ظل نہین بلکہ محض ایک مثال ہے

فصل دوم آیات و احادیث توحید

آیات۔ وَاِلٰھُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۔ اور تمھارا رب اکیلا رب ہے

کسیکو پوجنا نہین اسکے سوائے بڑا مہربان ہے رحم والا (٢) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝
اللہ اُسکے سوائے کسیکی بندگی نہین جیتا ہے سبکا تھامنے والا (٣) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ اللہ نے گواہی
دی کہ کسیکی بندگی نہین اُسکے سوائے اور فرشتون نے اور علم والون نے وہی حاکم ہو انصاف
کا کسیکی بندگی نہین اُسکے سوا زبردست ہے حکمت والا۔ (٤) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور
بندگی کسی کو نہین مگر ایک معبود کو (٥) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ ۝ تو کہہ مین بھی ایک آدمی ہون جیسے تم۔ حکم آتا ہے مجھکو کہ تمھارا صاحب ایک
صاحب ہے (٦) اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ تمھارا صاحب
وہی اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہین کسیکی۔ سما گئی ہے سب چیز اُس کے علم مین۔ (٧)
لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝
اگر ہوتے ان دونون مین اور حاکم سوائے اللہ کے تو دونون خراب ہوتے سو پاک
ہے اللہ تخت کا صاحب ان باتون سے جو بتاتے ہین (٨) قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝ تو کہہ مجھکو تو حکم یہی آیا ہے کہ صاحب تمھارا ایک صاحب (٩) وَمَنْ
یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم
جسکی سند نہین اُسکے پاس (١٠) فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ۝
سو تو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر پڑے تو عذاب مین (١١) وَلَا تَدْعُ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ
اور مت پکار اللہ کے سوا اور حاکم کسیکی بندگی نہین اُس کے سوا ہر چیز فنا ہے مگر
اُس کا منہ اُسی کا حکم ہے اور اُسی کیطرف پھیرے جاؤ گے (١٢) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ وہ اللہ ہے جسکے سوائے بندگی نہین [illegible]
اور کھلا وہ ہے بڑا مہربان رحم والا [illegible]

Marfat.com

پاک ذات چنگا امان دیتا پناہ مین لیتا زبردست دباو والا صاحب بڑائی کا پاک ہے اللہ
اُس سے جو شریک بتاتے ہین (۱۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞ تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ نرادھار ہے نہ کسیکو جنا نہ کسی سے
جنا اور نہین اُسکے جوڑ کا کوئی (۱) **احادیث مشتملبر توحید** عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَذَّبَنِىْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ
لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِىْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِىْ كَمَا
بَدَاَنِىْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَىَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ
اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّىْ كُفُوًا
اَحَدٌ وَفِىْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ لِىْ وَلَدٌ وَسُبْحَانِىْ اَنْ اَتَّخِذَ
صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا رواہ البخاری **ترجمہ** روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول
خدا صلعم نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے جھٹلاتا ہے مجھکو بیٹا آدم کا اور نہین لائق اُسکو
یہ اور برا کہتا ہے مجھکو اور نہین لائق اُس کو یہ پس جھٹلانا اُس کا مجھکو پس کہنا
اُس کا کہ ہرگز زندہ نہ کریگا مجھکو بعد مرنے کے جیسا پیدا کیا ہے پہلی بار اور نہین پیدا کرنا
مجھپر سہل تر پھیر زندہ کرنے اُسکے سے اور لیکن برا کہنا اُسکا مجھکو پس کہنا اُسکا ٹھیرایا
اللہ نے بیٹا اور حال یہہ ہے کہ مین ایک ہون بے پرواہ ذات کہ نہ جنا مین نے
اور نہ جنا گیا اور نہین واسطے میرے ہم قوم کوئی اور ابن عباس کی روایت مین یون
ہے کہ برا کہنا اُسکا مجھکو پس کہنا اُس کا واسطے میرے فرزند ہے اور پاک ہون مین
اس بات سے کہ ٹھیراؤن مین کسی کو جورو یا فرزند رواہ البخاری (۲) **وعن** اَبِیْ ذَرٍّ
اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ
وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا
دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ
زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ
زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے ابی ذر سے کہا آیا مین

Marfat.com

پاس نبی صلعم کے اور حضرت پر کپڑا تھا سفید اور وہ سوتے تھے پھر گیا مین پھر آیا مین اُس وقت
مین کہ جاگے تھے پس فرمایا کہ نہین کوئی بندہ کہ کہے نہین کوئی معبود سوائے اللہ کے
پھر مرے اسی پر مگر کہ داخل ہوگا جنت مین۔ کہا مین نے اگرچہ زنا کرے اور چوری فرمایا
اگرچہ زنا کرے اور چوری کہا مین نے اگرچہ زنا کرے اور چوری فرمایا اگرچہ زنا کرے اور چوری
کہا مین نے اگرچہ زنا کرے اور چوری فرمایا اگرچہ زنا کرے اور چوری اوپر خاک آلودہ ہونے
ناک ابی ذر کے۔ روایت کی بخاری اور مسلم نے (۳) **وَعَنْ** عُثْمَانَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے عثمانؓ سے کہا فرمایا ہے رسول خدا صلعم
نے جو کوئی مرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ تحقیق سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی معبود نہین داخل
ہوگا بہشت مین روایت کی یہ مسلم نے (۴) مسلم نے ایک لمبی حدیث بیان کی ہے کہ
حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مجمع مین سے
اُٹھکر باغ بنی نجار مین تشریف لیگئے مین بھی ڈھونڈھتا ہوا پہونچا ہر چند دروازہ باغ تلاش
کیا نہ ملا نالی کی راہ باغ مین داخل ہوا آپنے فرمایا اے ابوہریرہ ہماری دو پاپوشین لیجا۔ وَمَنْ
لَقِيَكَ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِيْتُ عُمَرَ۔ الخ پس جو ملے تجھے پیچھے اس باغ کے گواہی دیتا ہو
اسکی کہ نہین کوئی معبود سوائے اللہ کے یقین رکھتا ہو ساتھ اسکے دل اُسکا پس بشارت
دے اُسکو بہشت کی پس سب سے پہلے مجھے حضرت عمرؓ ملے الخ (۵) كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ
شَيْءٌ رواہ البخاری تھا اللہ اور نہ تھی ساتھ اُس کے کوئی شے وَالْاٰنَ كَمَا كَانَ اور اب
بھی وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تھا (۶) **وَعَنْ** مَعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
مُحَمَّدٌ۔ روایت ہے معاذ ابن جبل سے کہا فرمایا میرے واسطے رسول خدا صلعم نے
کنجیان بہشت کی گواہی دینا اس کا ہے کہ نہین کوئی معبود سوائے خدا کے روایت
کی احمد نے (۷) **وَعَنْ** وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قِيْلَ لَهٗ اَلَيْسَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

Marfat.com

مِفتَاحُ الجَنَّةِ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لَیْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَہٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفتَاحٍ لَہٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَکَ وَاِلَّا لَمْ یُفْتَحْ لَکَ رواہ البخاری اور روایت ہے وہب منبہ کے سے کہ کہا گیا واسطے وہب کے کیا نہیں ہے لاالہ الا اللہ کنجی بہشت کی کہا ہاں ضرور ہے لیکن نہیں ہوتی کنجی مگر واسطے اسکے ہوتے ہین دندانے پس اگر لائے تو کنجی کو کہ اُسکے دندانے ہین کھولا جائے واسطے تیرے اور اگر نہ لایا اس طرح کی کنجی نہ کھولا جائے گا واسطے تیرے رواہ البخاری۔ دندانون سے مراد بیان اقرار زبان اور تصدیق قلب ہے۔

فصل سوم مقالات اہل توحید

(۱) حضرت جنید رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ علم توحید اس کے وجود سے جدا ہے اور اُسکا علم سے الگ توحید کیا ہے خدا کا جاننا اور اسکے قِدم کو حدوثسی پہچاننا اور توحید کی غایت توحید کا انکار

(۲) حضرت ابو بکر واسطی کا قول ہے۔ راہ حق مین خلق نہین اور راہ خلق مین حق نہین۔ ایک تو شرع توحید ہو اور ایک حق توحید۔ شرع توحید کا گذر نبوت کے دریا مین ہو اور حق توحید بحر محیط ہی شرع کی راہ آلات پر ہے یعنی سمع بصر قال شناخت حال اور یہ سب اثبات چاہتے ہین۔ اور تیرا اثبات شرک کی نسبت رکھتا ہو اور وحدانیت شرک سے منزہ ہے۔ ایمان جو چلتا ہی تو شرک کی بھیڑ بھاڑ مین چلتا ہے اور ایمان بڑی چیز ہے مگر بے شرک کے بنتی نہین شرع توحید مانند چراغ ہے اور حق توحید مثل آفتاب پس جہان آفتاب چمکا نور چراغ عالم عدم کو کھسکا۔ وہ ایک موجود ہے مگر عدم مین اور نور چراغ کو نور آفتاب پر کچھ حکومت نہین شرع توحید نسخ پذیر ہے لیکن حق توحید فسخ پذیر نہین۔ زبان نسخ پذیر ہے دل سے منسوخ ہو جاتی ہے اور جبکہ مرد مقام دل مین پہنچتا ہے تو زبان گنگ ہو جاتی ہے جان سے دل منسوخ ہو جاتا ہے اور اُسوقت جو بولتا ہے مِنْہُ اِلَیْہِ (اسی سے اسی طرف) ہوتا ہے اور یہ گفتگو عین مین نہین ہے بلکہ صفت مین ہی صفت بدل جاتی اور عین نہین بدلتا۔ جب پانی پر دھوپ پڑی وہ گرم ہوگیا۔ صفت بدل گئی عین اسکا

Marfat.com

مین کچھ فرق نہین پڑا۔کیسکا وجود توحید کی شناخت کو قبول نہین کرتا اور کسکی مجال ہے کہ
صحرائے وجود مین قدم رکھے ۔چنانچہ بزرگون نے کہا ہو اِثْبَاتُ التَّوْحِيْدِ فَسَادٌ فِي التَّوْحِيْدِ
یعنے توحید کا ثابت کرنا ہی توحید مین خرابی ہے جو شخص اپنے ہوتے اُسکی ہستی کا خطبہ
پڑھتا ہے وہ اپنے شرک پر گواہی دیتا ہے اور جو شخص اسکے ہوتے اپنی ہستی کا خطبہ پڑھتا
ہے وہ اپنے کفر پر مُہر کرتا ہے اور جو اُسکی ہستی کے سامنے اپنی ہستی دیکھتا ہے کافر ہے۔
اور جو اُسکے ہوتے اپنی ہستی ڈھونڈھتا ہے اُسے پہچان نہین جسنے آپکو دیکھا اُسکو نہین
دیکھا اور جسنے اُس کو دیکھا اپنے آپکو نہ دیکھا اور اپنی یاد نہ رہی۔عبارت شنوو۔اور دانست
محرم راہ توحید نہین خیال اور وہم اور گمان گرد حدوث مین اٹے ہوئے ہین اور توحید
اپنے عالم قدس مین کشف وشنید سے پاک ہے ۔عبارت واشارت و دید وصورت و
خیال وحس وحیات یہ سب لوث بشریت رکھتے ہین اور شناخت توحید لوث بشریت
سے پاک ہے ۔اسرار مشایخ روضۂ توحید ہین نہ عین توحید یہ خلقت قدرت مین نمودار
ہے اور توحید مین ملیامیٹ۔اپنا انکار بھی ناممکن ہو کیونکہ قدرت کا انکار ہے اور اپنے
تئین ثابت نہین کرسکتے کہ اسمین توحید کا بگاڑ ہے ۔نہ صورت اثبات ہو نہ صورت نفی مثبت
بھی ہے اور منفی بھی۔قدرت تجھکو دکھاتی ہو اور واحدانیت مٹاتی ہے راہ حق مین نیست
ہوجانا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ تجرید اور توحید پر نظر ہو اور وہان منزل ہو یا وقوف ہو
یا اسکو اپنا مشرب بنالے۔حضرت ابو بکر شبلی نے سوال اصحاب کے جواب مین
فرمایا جو کوئی عبارت مین توحید کی خبر دے ۔وہ ملحد ہے ۔اور جو کوئی اس کی طرف
اشارہ کرے وہ ثنوئی ہے اور جو ایما کرے وہ بت پرست اور جو اُسکی بات چیت کرے
وہ غافل اور جو اس سے چپ رہے وہ جاہل اور جسکو گمان ہو کہ وہ اس تک [illegible]
کچھ حاصل ہوا وہ بے حاصل ہے اور جو نزدیکی کیطرف اشارہ کرتا [illegible]
اور جو آپ سے پاتا ہے وہ گم گشتہ ہے اور جو کچھ وہم سے ٹٹولتے یا عقل سے تولتے ہو
سب گھڑنت ہی جیسے تم خود ہو توحید موحد کے لئے جمال احدیت کا حجاب ہے۔توحید اس لئے
ٹھیک نہین ہوتی کہ تم اُسکو آپ سے طلب کرتے ہو حضرت محی الدین ابن عربی نے

Marfat.com

لکھا ہے کہ اگر تو بالتنزیہ کہتا ہے تو قید لگاتا ہے اور جو بالتشبیہ کہتا ہے تو محدود کرتا ہے
ہان جو دونون مین کہتا ہی تو یہ پکی بات ہے جو دو کہتا ہے وہ مشرک ہے اور جو فرد کہتا ہی
وہ موحد پس تشبیہ سے بچ اگر تو دوسرا بھی ماننا ہی اور تنزیہ سے بچ اگر الگ جانتا ہے پس تو
وہ نہین ہی تو عین وہی ہے اور تو اسکو عین امور مین مشروح و مقید دیکھتا ہے بعض نے فرمایا
کہ توحید کے واسطے زبان نہین کیونکہ کوئی مخاطب نہین (۲) جسنے اسکے ذریعہ سے توحید کی
تو اُسکی توحید نہین کی اور جسنے اپنے ذریعہ سے کی تو اپنے نفس کی توحید کی (۳) توحید مین
ہون اور متکلم حق (۴) توحید یہ ہے کہ تو اس مین غائب ہوجائے یا وہ تجھ مین (۵) توحید
کیا ہے احکام کا ثابت کرنا اور ذات سے معانی کا نفی کرنا (۶) توحید حیرت ہے (۷)
توحید عین ہے نہ کہ علم جس نے اُسے دیکھا توحید کو پہچانا اور جسنے اُسکو جانا اُسے توحید نہین
(۸) توحید کو کوئی نہین پہچانتا مگر جو واحد ہو (۹) توحید کیا ہے توحید کا بھول جانا جلال
واحد کے مشاہدہ مین۔ یہان تک کہ تیرا قیام واحد کے ساتھ ہو نہ توحید کے ساتھ (۱۰)
توحید کیا ہے توحید کو چھوڑ دینا توحید ہی مین (۱۱) توحید کیا ہے نسبتون کو دور کر دینا۔

فصل چہارم آثار و اطوار اہل توحید

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مین لکھا ہے کہ ایکبار جلوت
مین سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ کہا مریدون نے عرض کیا حضرت آپکی زبان سے یہ کیا
کلمہ نکلا فرمایا کہ اگر ایکبار ایسا سنو تو بے تامل چھری مارنا اگلے دن پھر وہی کیفیت ہوئی
مریدون نے چھریان مارین مگر اُنپر کچھ اثر نہ ہوا۔ اصحاب نے یہ واقعہ بیان کیا فرمایا کہ
بایزید یہ ہے جسے تم دیکھتے ہو وہ بایزید نہ تھا۔ اور فرمایا ہے کہ مین چالیس سال دل کی
تاک جھانک مین رہا آخر یہ دیکھا کہ بندگی اور خداوندی دونون حق کی طرف سے ہین
حضرت ابو القاسم جنید بغدادی نے فرمایا ہے لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ اِلَّا اللّٰہُ نہین
میرے جبہ مین لیکن خدا یہ بھی اُنکا قول ہے اَلْفَقِیْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلٰی نَفْسِہٖ وَلَا اِلٰی رَبِّہٖ
فقیر وہ ہے کہ نہ اپنے نفس کا محتاج ہو نہ رب کا یعنی دوئی موجود کا وہم مرتفع ہوجائے

Marfat.com

حضرت ابوبکر واسطی کا قول ہے مین اُس خدا سے بیزار ہون جو میری اطاعت کے سبب مجھ سے خوش ہو اور میرے گناہ کے باعث مجھسے ناراض بھلا وہ خدا کا ہے کو ہوا جو ایسا میرے بس مین ہو کہ اُس کو جیسا چاہون بنالون حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز بر سر منبر اسرار توحید بیان کرنے شروع کئے حضرت جنید نے عتاب فرمایا اُسوقت آپنے جواب دیا اَنَا اَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ وَھَلْ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرِی مین کہتا ہون اور مین ہی سنتا ہون بھلا میرے سوا دونون جہان مین ہے کون جب آپ کا وقت آخر قریب آیا تو لوگ جمع ہوئے اور بولے کہ حضرت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو آپنے فرمایا کہ جب غیر ہی نہین تو نفی کسکی کرون لوگون نے کہا خیر کلمہ پڑھنا تو ضروری بات ہے جواب دیا کہ سلطان محبت فرماتا ہے بیان رشوت قبول نہین ہوتی آخر ایک شخص نے باواز بلند شہادت تلقین کی فرمایا کہ واہ مردہ زندہ کو تلقین کرنے آیا ہے۔ بعض اولیا نے فرمایا ہے لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا یَرَی اللّٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے خدا کو خدا ہی یاد کرتا ہے اور خدا کو خدا ہی دیکھتا ہے حضرت حسین ابن منصور حلاج کا قول مشہور ہو اَنَا الْحَقُّ کَفَرْتُ بِدِیْنِ اللّٰہِ وَالْکُفْرُ وَاجِبٌ لَدَیَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِیْنَ قَبِیْحٌ مین حق ہون مین نے دین خدا سے کفر کیا یہ کفر میرے نزدیک تو واجب ہو اور مسلمانون کے نزدیک برا۔

گفتگوئے مہاپرس شناس متا

جملہ علما حکما پنڈت گیانی فرماتے ہین کہ پہلے کچھ نہ تھا فقط ایک الکہ تنہا یعنے ذات لاتعین بے نام و بے نشان تعینات حسی سے منزہ و مبرا اسی ذات سے یہ تمام اجسام ارضی و اجرام فلکی یعنے پرجایت اور برن گرہ اور ارواح و نفوس قرآن و شاستر پیر و مرشد شاہ و گدا امیر و فقیر وغیرہ ظہور مین آئے اور جبکہ [illegible] کل کائنات فنا ہو جائے گی تو بھی وہ ذات جیسی تھی ویسی ہی قائم و برقرار رہے گی تو اب تم غور کرو اور از روئے انصاف بتاؤ کہ یہ جو کچھ آیا تو کہان سے آیا اور گیا تو کہان کو گیا نہ کہین سے آیا نہ کہین گیا نہ وجود غیر پہلے تھا نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا۔

Marfat.com

ڈبویا مجھکو ہونے نے نہوتا مین تو کیا ہوتا	نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا

لیکن باعتبار سنکلپ کے آپ ہی اور باعتبار نرسنکلپ اروپ اور بصورت جسم فانی ہے اور ہیئت روح باقی نہ مرے نہ زندہ ہو۔ جب تک جسم کو اگیان یعنی جہل ہے جیو آتما ہے اور جب گیان ہوا اسیکا نام پرم آتما یعنی ذات خدا ہی اور جب جسم فنا ہوا تو علم وجہل اور تعلقات محسوسات بھی سب جاتے رہے اور الفاظ جسم وجان وغیرہ اور اضافات واعتبارات مرتفع ہوگئے تو باقی وہی ایک ذات ہے جو پہلے تھی اور وہ ذات متحرک ہی کہ ہر منزل و مقام مین پہونچی ہے نہین وہ بے حرکت ہے نہ کہین سے آئی نہ جدا ہوئی اور صاحب مکان ہے کیونکہ ہر مکان مین موجود ہے اور لامکان ہی کیونکہ کسی مکان مین اسکی گنجائش نہین وہ بڑا گیانی یعنی صاحب علم ہے کہ ہر شی کے جزو وکل سے واقف ہی مگر کچھ علم نہین رکھتا کیونکہ وہ عین علم ہے سوائے اسکے کچھ نہین پس یہ جو نام ونشان جہان مین ہین یعنے خدا رسول اولیا فرشتے جن و انسان بھوت چڑیل شیطان ایشر اوتار رشی منی ملیکشش سرگ نرک بہشت و دوزخ یہ سب حضرت انسان کا وہم وخیال اور عقل جزوی کی گھڑت ہے ؎ مالا لکڑ ٹھاکر پتھر تیرتھ ہین سب پانی * راما کرشنا مر گئے دیکھے چارون وید کہانی * نہ کوئی ساجد نہ مسجود نہ عابد نہ معبود نہ آدم نہ ابلیس صرف ایک ذات قدیم وصفات رنگارنگ مین جلوہ گر ہے نہ اسکی ابتدا نہ انتہا نہ اسکو کسی نے دیکھا نہ سمجھا نہ فہم وقیاس مین آئے نہ وہم وگمان مین سمائے جیسا تھا ویسا ہی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی رہیگا نہ گھٹے نہ بڑھے نہ اُترے نہ چڑھے لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ واحد بے مثال یگانہ و یکتا وہ ایک ہی لیکن ایک بھی نہین کیونکہ اسکو موجودات سے اور موجودات کو اس سے پرتھک سمجھنا محض اودیا اور نادانی ہے کون طالب کسکی طلب اور کیسا مطلوب دنیا مین طرح طرح کے کاروبار اور رنگارنگ اشغال مروج ہین ایسے ہی خدا جوئی اور خدا شناسی بھی ایک دھندا ہے جسکا سر ہے نہ پانو ع نام عنقا فاش و ذاتش ناپدید * وہ ذات پاک کہ اروپ امر بیچون و بے نمون ہی اسکا حصول و وصول خیال محال ہو ع غایت وہم ست اثبات خدا ؎ عنقا شکار کس نشود دام باز چین * کین جا ہمیشہ باد بدست ست جام را * لیکن انسان جس صنعت جس ہنر جس فن جس کرتب کا

Marfat.com

ابھیاس کرتا ہے اسمین کچھ کچھ مشق و مہارت حاصل کر لیتا ہے اور ہزار ہا نئی باتین ایجاد کر کے عقل کو حیرت مین ڈالتا ہے ایسے ہی جو لوگ طاعت و عبادت تپشیا تیاگ محنت و مجاہدہ کرتے ہین آخر کار اسکا ثمرہ اور پھل پاتے ہین گوناگون اوصاف و کمال انکی ذات مین پیدا ہو جاتے ہین اور یہ اپنی ہی قوتون کا کھیل ہے کیونکہ انسان ایک جوہر لطیف ہے جو چاہتا ہے بنا لیتا ہے مثلاً کوئی سنیاسی اپنے انتش کرن گیان اندری اور کرم اندری کو بموجب بیدانت شاستر کے کرم کانڈ مین تیاگی ہو کر کشٹ کرے اور بالفرض وہ صاحب کشف و کرامات بھی ہو جاوے تو ذات نرا کار مین کیا نفع و نقصان اور سود و زیان ہووے گا اور پہلے کیا نہ تھا اور اب اسکو کیا مل گیا جیسا تھا ویسا ہی رہا جو ذات اسمین ہے وہی سب مین یکسان بلا فرق و امتیاز موجود ہے البتہ ایک کرتب اُس نے سیکھ لیا اور جو ریاضت و عبادت کی تھی اسکا پھل پایا پہلے کھلی آنکھ سے دیکھتا تھا اب آنکھین بند کر کے دیکھ سکتا ہے اور بغیر کانون کے سن سکتا ہے جہان چاہے اُڑ کے چلا جائے مرے اور جی اُٹھے دریا پر چلے اور قدم تر نہ ہو یہ سب کرتب ہین جو سیکھے اور اُسکے سیکھنے کی قابلیت رکھتا ان باتون مین کمال حاصل کر سکتا ہے چنانچہ حکما اشراقین کیسے کیسے کمال رکھتے تھے ہمکو حیرت ہے کہ ان اوصاف کے حصول کو خدا کا حصول اور ان کرتبون کے جاننے کا نام خدا شناسی کیون رکھ لیا ہے ایک کھیل ہے اورنگ سلیمان میرے نزدیک ٭ ایک بات ہے اعجاز مسیحا میرے آگے ٭ جو پہچانا وہ خدا نہین اور جو خدا ہے وہ پہچان مین نہین آسکتا پھر یہ اوصاف ہوئے تو کیا اور نہ ہوئے تو کیا جس مین جس کام کی قابلیت رکھی گئی وہ اسکو ایسا ہی کر سکتا ہے جیسا کہ دوسرون نے کیا ہے

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید	دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد

وہ سرب بیاپک نفی کرنے سے نفی نہین ہوتا نہ اثبات سے ثابت نہ ناراض نہ شاغل پے مہربان نہ غافل سے بیزار نہ عارف سے قریب نہ جاہل سے بعید نہ مومن کا دوست نہ کافر کا دشمن نہ اسکو ہند سے تعلق نہ عرب سے واسطہ نہ ہردوار سے نفور نہ مکہ سے دور کسی نے اللہ اللہ کہکر دل خوش کیا کوئی اوم جپکر مگن ہوا کسی نے دل مین اسکا دھیان جمایا کسی نے اینٹ پتھر کو سر جھکایا

Marfat.com

یہ سب اُسی کے نام اور اُسی کے کام ہین نرگن کہو یا سرگن ذات کہو یا صفات ہادی کہو یا مضل وہی ایک ذات ہے دوسرا کہان سے آیا چنانچہ مولانا روم فرماتے ہین۔

بحر وحدانی ست جفت و زوج نیست ۔ گوہر و ماہیش غیر موج نیست
اے محال و اے محال اشراک او ۔ دور از ان دریا و موج پاک او
نیست اندر بحر شرک پیچ پیچ ÷ لیک با احول چگویم ہیچ ہیچ

مگر توحید کے اُس اُجاڑ سنسان میدان مین ٹھیرنے والا تو لاکھون مین ایک ہوتا ہے اس لئے عوام الناس کی استعداد و لیاقت کے موافق ملت و مذہب شرع و شاستر سے آداب و اخلاق طاعت و عبادت اور بھلے بُرے کی تمیز قائم ہوئی کوئی قوم ٹھاکر دیوتا دیبی وغیرہ کی مورتین گھڑ کر اور استھان بنا کر اُنکی پوجا اور استھاپنا کرتی ہو کوئی قوم ایک خیالی خدا اپنے دل مین بنا کر اسکے سامنے ہاتھ باندھ کر رکوع و سجود بجا لاتی ہے۔ اُنکا جمادی بُت اُس کے سامنے رکھا ہے انکا خیالی بُت اُنکے دل مین موجود ہو غرض یہ سب عقل جزوی کے پاکھنڈ ہین ؎ رہ عقل جز پیچ و پر پیچ نیست ÷ بر عارفان جز خدا ہیچ نیست ÷ جتنے اوتار پیمبر ہادی و رہنما گذرے اور صاحب ملت و مذہب ہوئے اُنکی تعلیم ظاہری عام کی عقل و خیال کے موافق تھی اور تعلیم باطنی خاص آدمیونکے واسطے تھی جس کو جیسا پایا ویسا ہی اُسکو سمجھایا۔ باشسٹ جی نے راجہ رام چندر کو اشٹا بکر نے راجہ جنک کو اور راجہ جنک نے بیدابیاس کے پتر سکھ دیو جی کو سری کرشن جی نے راجہ ارجن کو رسول عربی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور دیگر اصحاب کو خاص تعلیم کی کیونکہ وہ لوگ مہا پرش تھے جیسے اُنکے سمرتھی تھے ویسا علم اُنکو دیا گیا عوام اس کے متحمل نہین ہوسکتے جو مہا پرش گیانی ہوگیا اُس کے نزدیک ہر کام ہر فعل عبادت ہے نہ کسی مین بھلائی نہ کسی مین بُرائی **مصرع** راز عارف میبود در ہر شے ÷ اسی واسطے جو کرم دھرم طاعت و عبادت کے قاعدے عوام کے لئے مقرر ہوئے خواص بھی اُسمین شامل رہے اسلئے کہ کسی بات مین انکا جرح و نقصان نہین ؎ گیان دھیان سب اُٹھ گیو سبھا ہی سب سُن ÷ اونچ نیچ انتر نہین نہین پاپ نہین پن ÷ نہ انکو امید ثواب خوف عذاب طمع بہشت نہ ہیبت

Marfat.com

دوزخ جو ہو رہا ہے سب درست و بجا ہے نہ اس کی ابتدا نہ انتہا۔ لوگ کہتے ہین کہ نراکار پرم آتما نے روز ازل مین نزول کیا جس سے یہ سنسار پراپت ہوا پہلے علم الٰہی مین تھا اب ظہور پکڑا ابد مین پھر عروج کریگا اُسوقت تمام کائنات فنا ہو جائے گی۔ یہ بات عام کی سمجھ کے موافق کہی گئی ہے ذرا اسپر غور کرو پرم آتما کا نزول کیا اور عروج کیا وہ بیچگون بے نہایت کدھر سے اُترے اور کدھر چڑھے یہ صرف ایک اعتباری بات ہے بیان کرنے کے لئے ورنہ خدا کے لئے اُتار چڑھاؤ ممکن نہین پھر ایک خدا مانا اور ایک اسکا علم اور علم مین سب سنسار لیکن جب خدا کہا تو اس مین اس کا علم بھی موجود ہی علم غیر خدا نہین اور علم مین سب کائنات ہی تو جملہ کائنات غیر علم نہین ہین خدا اور خدا کا علم اور جو علم کے اندر ہے سب خدا ہی خدا ہے نہ نزول ہے نہ کمال نہ عروج ہے نہ زوال پھر کائنات نے ظہور کیا تو کہان کیا آیا علم الٰہی سے نکل کر باہر ہو گئے۔ اب بھی تو اسی طرح یہ تمام موجودات و کائنات علم الٰہی مین موجود و برقرار ہے جیسے کہ تھے یہ ہی خفا ہے اور یہ ہی ظہور۔ لیکن طرفہ تر ماجرا یہ ہے کہ خدا کی ذات مین علم اور علم مین سب کائنات اور انسان کی ذات مین انسان کا علم اور اس علم مین خدا مع اپنے جاہ و حشم کے موجود وہ اس پر محیط یہ اُس پر حاوی وہ اس کے علم مین یہ اس کے علم مین اب کس کو محاط کہین کس کو محیط کس کو خدا سمجھین کس کو بندہ اس دھیان گیان مین تو دوئی سے چھٹکارا نہین ایک بندہ ایک خدا۔ خدا کے معنی بندہ اور بندہ کے معنی خدا اس اُلٹ پھیر کا کیا ٹھکانا ۵

ہست نادانی درین رہ علم نیست	علم را بگذار تا دانی کیست

جس کو سامرتھ ہے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر در خانہ کس است حرفے بس است اور جو اسمرتھ اور مورکھ ہے اس کے سنکھ تمام بیدانت شاستر اور علم تصوف طوطا کہانی ہے بیرسنگھ ارتھون کا اشٹ اُتم گیانی پُرش سمجھین گے اور من مین پرسن ہونگے کیا جانے نہ مجھکو اس سے کچھ پراپت نہ دوش پس سب کو سنسکار ... یہ گفتگو ہے شینا سی مہا پرش کی اور اسی قسم کا کلام موحدان بے قید و مجردان آزاد کا ہوتا ہو لیکن جناب قبلہ نے بارہا ارشاد فرمایا کہ ایسی باتین طالبون کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہین

Marfat.com

پس جملہ طالبان حق اور سالکان طریق کو لازم ہے کہ اس قسم کے کلام موحدانہ سے بچین اور استقلال و استحکام کے ساتھ قدم ثبات طلب و تلاش مین رکھین اور حصول مقصود مین سرگرم اور ذوق و شوق الٰہی مین شب و روز مشغول و مصروف اور یاد و بود معشوق حقیقی مین مست و مستغرق رہین اس موقع پر شنیاس مت اکی باتین مشتے نمونہ از خروارے لکھی گئی ہین یہ کلام شمشیر بے نیام ہے اور زہر ہلاہل کا جام ہی سنا کر اکثر گمراہ اور ملحد و بے باک ہوجاتے ہین نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا راہ راست اور صراط مستقیم صرف وہی ہے جو کلام الٰہی اور حدیث نبوی سے ثابت ہے پس ہر کلام کو معیار کتاب و سنت پر جانچ لینا چاہیے اور وہی کہنا اور یقین کرنا چاہیے جو بزرگان دین نے کہا ہے تاکہ عوام کے دل مین انکار و اصرار پیدا نہو چنانچہ حضرت مولانا روم دفتر ششم مین فرماتے ہین۔

چونکہ جفت احولانیم اے شمن	لازم آمد مشرکانہ دم زدن
آن یکے زانسوے وصفست خیال	جز دوئی نا ید بمیدان مقال
یا چو احول این دوئی را نوش کن	یا دہان بر دوز و لب خاموش کن
یا بہ نوبت گہہ سکوت و گہہ کلام	احولانہ طبل میزن والسّلام
یہہ پنڈت کون ہے اور وید کیا ہی	یہہ مولانا کے اندر بھید کیا ہے
نہ پنڈت ہے نہ مولانا ہے کوئی	نہ اپنا ہے نہ بیگانہ ہے کوئی
یہہ سب ہین نام بے نام و نشان کے	کہان کے مولوی پنڈت کہان کے

باب پنجم ارشادات حضرت مشتملہ سہ صد و سیزدہ ارشاد

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ خاندان نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت میر کلال صاحب رح کی خدمت مین مشرف بہ بیعت ہوئے تو حضرت میر کلال نے ظروف پر اسم ذات لکھنے کی خدمت اُن کو سپرد کی۔ اتفاقاً ایک روز برتنون پر اسم ذات کا لکھنا بھول گئے کسی دشمن نے تمام برتن اُٹھا کر میر صاحب رح کے روبرو پیش کیے کہ حضرت دیکھیے

Marfat.com

آپ کے حکم کی تعمیل نہین کی آپ نے خواجہ بہاؤالدین کو بلاکر فرمایا کہ تمنے برتنون پر
اسم ذات کیون نہین کندہ کیا خواجہ صاحب نے جو برتنون پر نظر ڈالی تو سب پر اسم ذات کندہ ہوگیا
اور عرض کی کہ حضرت مین نے تو اسم ذات لکھدیا ہی حضرت میر کلال نے جو دیکھا تو اسم ذات کندہ ہے
اُسوقت میر صاحب نے فرمایا کہ تم نقشبند ہو اُنھین خواجہ بہاؤالدین سے خاندان نقشبندیہ منسوب ہی-
ایک روز ارشاد ہوا-کہ دارمدار خاندان نقشبندیہ کا لطائف ستہ پر ہے اور وہ یہ ہین بطریق
قدیم از بزرگان سلف-

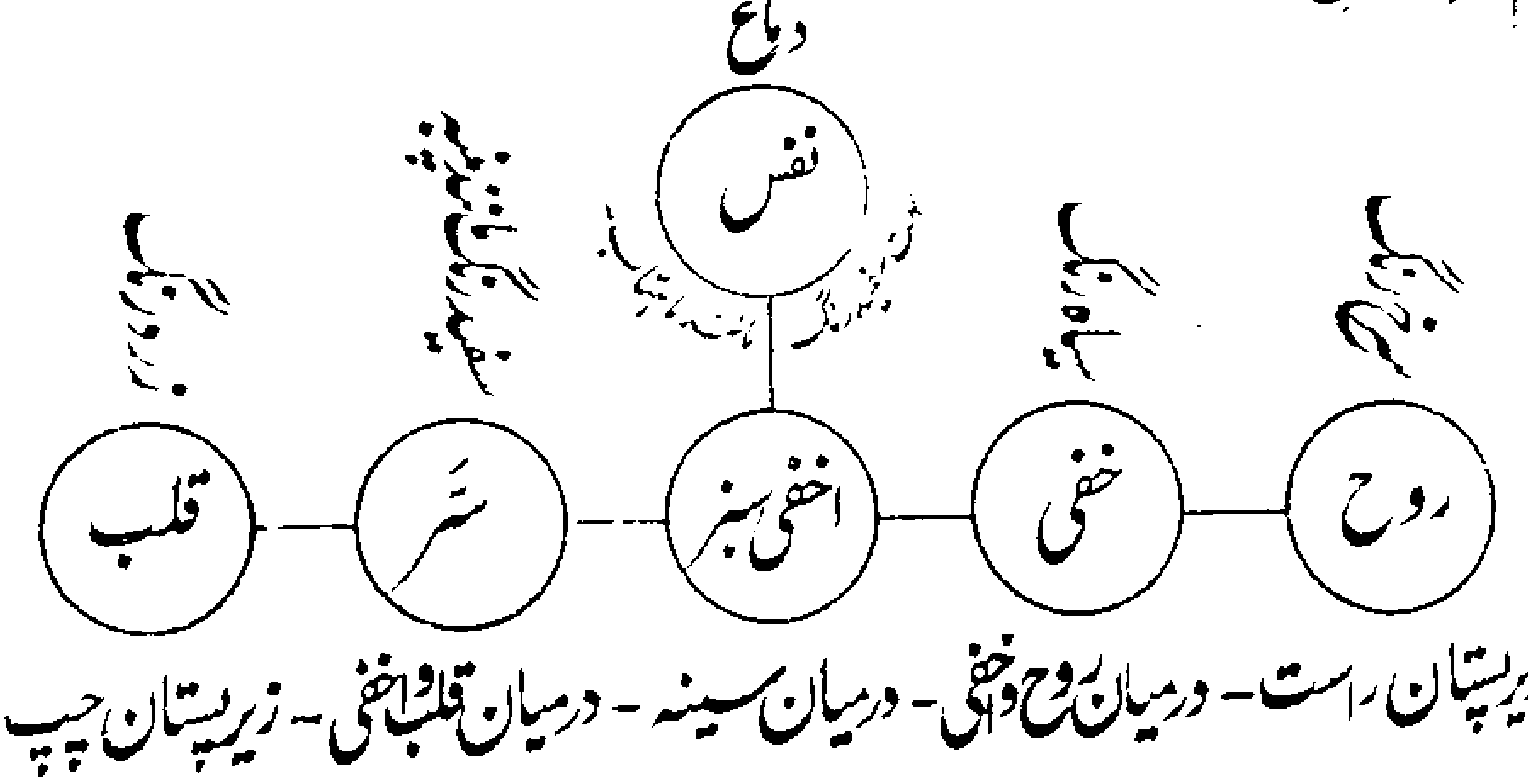

بطریق جدید از مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

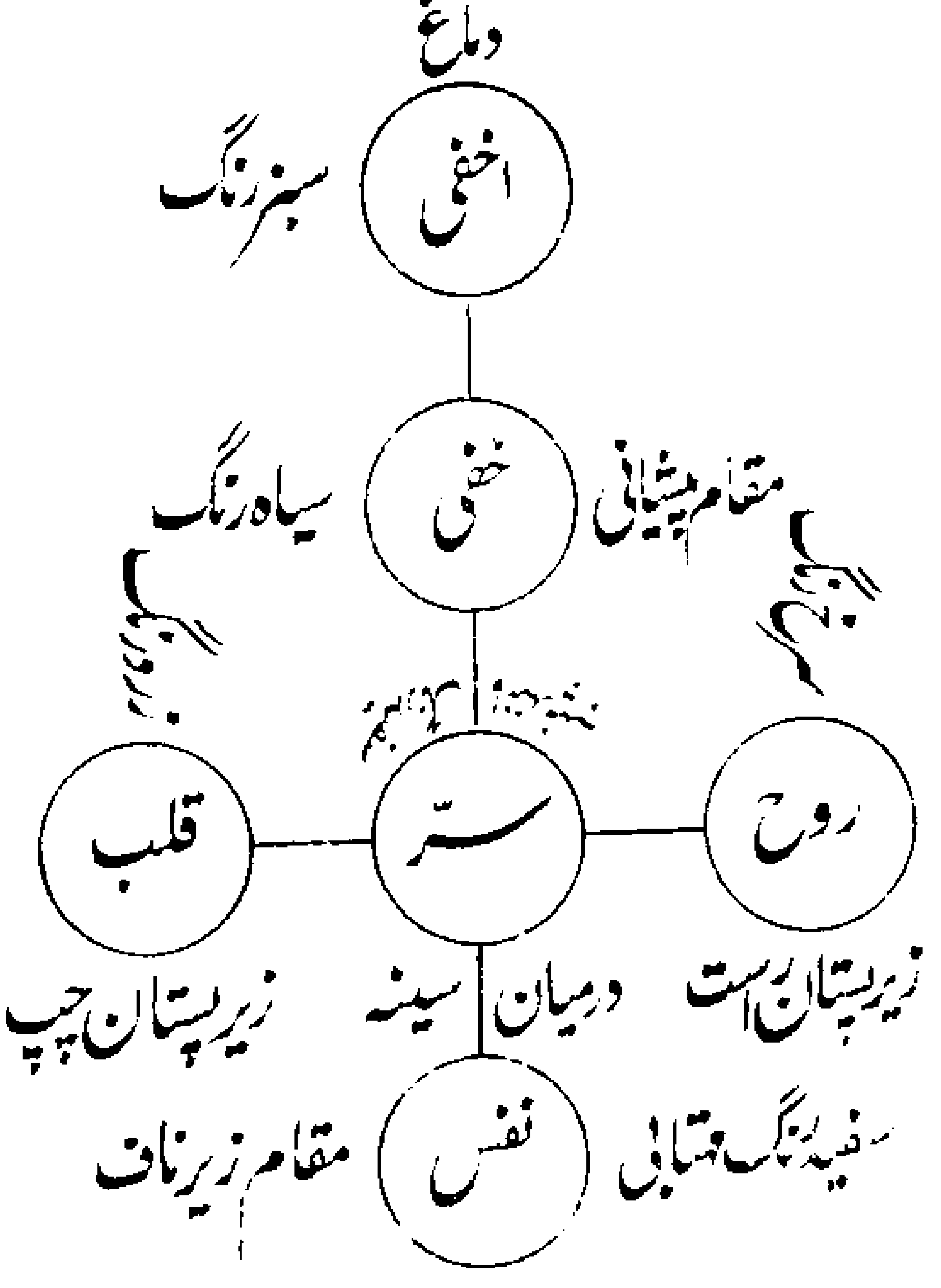

Marfat.com

حقیقت طور لطائف خمسہ کو کسی بزرگ نے اسطرح بیان کیا ہی وہو ہذا

در بیان حقیقت طور قلب

باش حق را و سوائے حق گذار	ہان قل الله ثم ذرہم یاد دار	با دل پر درد یاد دوست کن
پر ز یاد دوست مغز و پوست کن	چونکه ذاکر گشتی ای جویای کام	در توجه سوے دل باشی مدام
در تصور لفظ الله ہست بود	تا که جاری دل ز اسم الله شود	خویش را یابی تو از سر تا بپائے
غرق بحر الله اے مرد خدائے	گفت خوش سلطان باہو این سخن	محو ہو شد رست چون از خویشتن
جسم خود را اسم الله کن نشان	چون الف در بائے بسم اے نور جان	شو مراقب ان سپس ای تیز ہوش
ہمچو گربہ بر سر سوراخ موش	غرق این دریا چو گردی لا تخف	نور سرخی آوری اندر نجف

در بیان طور حقیقت روح

بعد طور قلب آمد طور روح	قلب کشتی دان و روح او را نوح	صاحب این طور ہست از ممکنات
از توجه سوے اسما و صفات	سالکان را غفلت اینجا کم بود	دل پر آتش چشم شان پرنم بود
حرف و صوت و لفظ اینجا کے سزاست	زانکه صرف معنی اے صاحب صفات	یاد کن بے حرف و صوتش ای عزیز
این سخن بشنو تو از عطار نیز	تا بہا و ہوا شارت میکنی	یا بحرف ہا عبارت میکنی
بندہ حرفی نیاید از تو کار	جہد کن تا از رہت خیزد غبار	ہا ز باطن واو از ظاہر بود
معنی ہو اول و آخر بود	ہا بیفگن واو را آزاد کن	بندہ شو بے ہا و واوش یاد کن

بشنو اکنون چون شنیدی این کلام	نور زردی نور روح آمد تمام

در بیان طور حقیقت سر

طور سر آمد ز بعد طور روح	ہست سالک را در اینجا صد فتوح	اکثر از اعضائے سالک ای رہی
باخبر باشند اندر آگہی	چونکه آگاہی پدید آمد ترا	میشود مشہود در سر خدا
ہر چه باشد گر سوالت کرد کس	گو مسمے می شود مشہود بس	خوش بگفتا مولوی آن محو ہو

Marfat.com

قدس الله تعالی سره | روکه بی سمع و بی بصر توئی | سر توئی چه جا صاحب سر توئی

رنگ او آمد سفید ای یار من | فکر کن در سر اگر داری سخن

دربیان حقیقت طور خفیه

طور خفیه آنکه از سر تا بپای
لیک میباشد شعورت از وجود
راست گفتا آن شه شیرین زبان
بر مثال مردم چشم ای سعید

میشود مستغرق بحر خدای
زین سبب گفتا جناب مولوی
چشم گردد موی موی عارفان
در سیاهی هست چون آبحیات

موی موی دیده گردد در شهود
در کتاب خویش یعنی مثنوی
پس شود نور سیه بر تو پدید
زان سیه مشهود گردد نور ذات

دربیان حقیقت طور اخفا

بعد طور خفیه اخفا دان و بس
آنچنان کز تو نیابد نشان
سبز آمد نور اخفی بس جلی
ثانی شاه ولایت مرتضی
طی اطوار آمده چون در قلم

غیر کامل واقف آن نیست کس
زان تجلی چون شدی فانی تمام
این چنین کرده بیان سید علی
بعد سیری نور بیرنگی عیان
چار سیر سالکان سازم رقم
شرح در سیر الی الله بالتمام

حق تجلی میکند بر تو عیان
طور اخفا نام آن شد والسلام
شاه همدان آن امام اولیا
میشود مشهود تو بس بی نشان
هست این اطوار ای جویای کام

دربیان چار سیر سالک

بعد از آنست سیر فی الله میشود
جز مکمل واقف آن نیست کس
اندرین سیرت بقا بعد از فناست
هم تجلی چار گردد جلوه گر

وانگهان سیر مع الله بود
سیر سالک چون رسید اینجایگاه
چون فنا گشتی بقا اندر بقاست
هست افعال و آثار و صفات

عاقبت سیر عن الله [illegible]
[illegible] الم
در میان چار سیرت ای پسر
بعد از آن باشد تجلیات ذات

اور یہ لطائف ستہ شیاس متا مین بھی ہین + چھٹہ کنول یا چھٹ چکر بطریق

Marfat.com

یوگ شاستر یہ ہین یعنے نابھ کنول۔ من کنول۔ ہردی کنول۔ بھرکٹی۔ ترکٹی۔ بھنورگپھا۔ اور بعض نے یون بیان کیا ہے۔ آدھار کنول۔ لنگ کنول۔ نابھ کنول۔ ہردے کنول۔ کنٹھ کنول۔ برّو کنول

راقم۔ اس اجمال کی تفصیل مین کسی گیانی کا مقولہ ہے۔

آدھار۔ لِنات۔ نابھو۔ پرکٹت۔ ھِردئی۔ تال۔ مُولِ۔ لِلاٹِ۔ دوی۔ پَترِی

نشستگاہ اندام نہانی ناف گل شگفتہ دل تالو بیخ پیشانی دو کلی کا کنول۔

شُوڑ۔ شارِی۔ دُوَیُ رَشْ۔ دش دلی۔ دُوادَ شارُ دِھنی۔ چتُشکِی۔

سولہ کلی کا کنول بارہ کلی کا کنول دس کلی کا کنول چھ کلی کا کنول چار کلی کا کنول

وَآسَانتِ۔ بَال مُدّھِیُ۔ ڈپھہ۔ کٹھہ۔ سِھتِی۔ کنٹھہ۔ دِیشْیِ۔ سُوْرَاسِیہ

واو سے س تک ب سے ل تک ڈال سے پھے تک کرسوتی تک ا کنٹھ مقام سولہ سُر

ھم اکھشم۔ تنوارتھہ۔ بُکلتم سکَل دَل کَتَہ بَرَن دُوپَہ نمَارِی

بند کر کے اوپر تمام پتون مین برن روپ والسلام

یعنے شگفتہ کنول آدھار کنول لنگ کنول۔ نابھ کنول۔ ہردے کمنول۔ کنٹھ کنول۔ برّو کنول۔ دو کلی بروکنول کے ہین اور سولہ کنٹھ کنول کی اور بارہ ہردے کنول کے ہین اور دس نابھ کنول کی اور چھ لنگ کنول کی چار کلی آدھار کنول کی پھر حروف شاستر کے اُن پتون مین اس ترکیب سے لکھو کہ واو سے س تک آدھار کنول مین اور ب سے ل تک لنگ کنول مین اور ڈ سے پھی تک نابھ کنول مین اور ک سے ٹھی تک ہردے کنول مین۔ اور کنٹھ کنول مین سولہ سُر۔ اور برّو کنول مین ہم اکھشم لیکن ہر حرف پر نقطہ بھی ضرور لگا دیا جاوے والسلام۔ صورت اُن کی یہہ ہے۔

Marfat.com

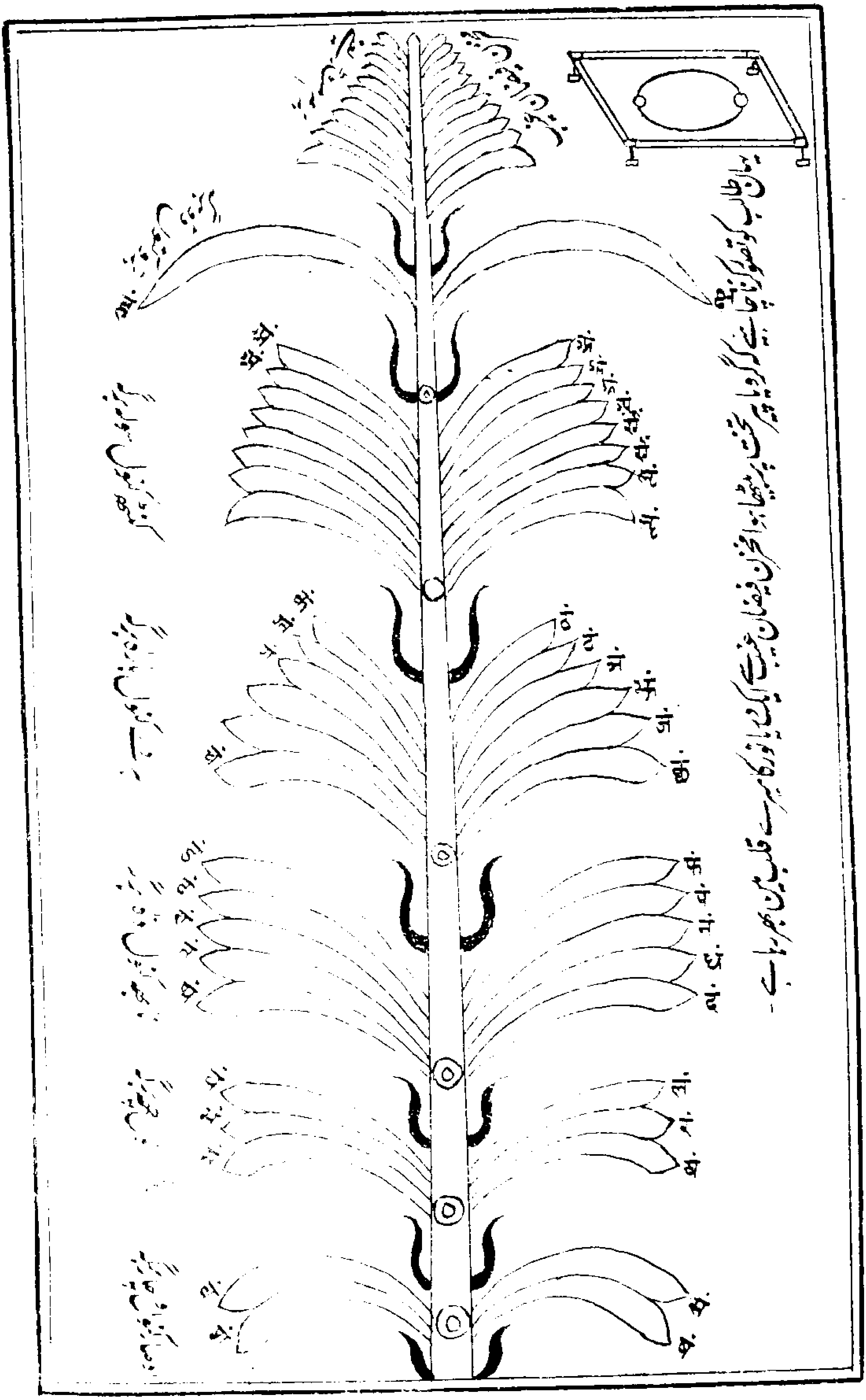

Marfat.com

طریق شغل اسطرح پر ہے کہ ہر حرف کو کلی میں سے متصور اس نلی کے اندر لادے اور نلی کو ایک دریائے عظیم خیال کر کے برم منڈ تک نیچے سے اوپر لے جائے اور جب تمام حروف اوپر جمع ہو جاویں تو پھر بترتیب ہر ایک کو اوتارے چند روز میں لطائف جاری و تمام جسم منور ہو جاویگا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ طریقہ نقشبندیہ میں بعد بیعت تعلیم کا یہ طرز ہے کہ مرید کو شیخ اپنے سامنے بٹھا کر اول لطیفہ قلب کی طرف متوجہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قلب میں اسم ذات کا تصور کرو اور اپنے قلب سے مرید کے قلب میں گرمی پہونچاتا ہے لیکن یہ توجہ پائدار نہیں جب تک شیخ کے سامنے ہے اور ذکر و شغل میں مشغول ہے اثر رہتا ہے ورنہ کچھ بھی نہیں اس کی مثال فوارہ کی سی ہے کہ پانی حوض سے آیا تو چلا ورنہ خشک۔

توجہ کے معنی ہیں کسی کی طرف رخ کرنا مگر اصطلاح صوفیہ میں یہ مراد ہے کہ فیض وگرمی مرید کے دل میں پہونچانا از روئے باطن مرید کی طرف متوجہ ہونا اور ذکر الٰہی کا پرتو اُس کے دل میں ڈالنا۔ خواہ اسم ذات کا خواہ نفی و اثبات کا۔ جب لطیفہ قلب سے کہ زیر پستان چپ ہے مرید آگاہ ہوجاتا ہے تب لطیفہ روح پر توجہ کرتے ہیں جو زیر پستان راست ہے جب وہ بھی جاری ہو جاتا ہے تو لطیفہ سر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو قلب و روح میں حائل ہے اس کے بعد لطیفہ نفس پر جو زیر ناف ہے پھر لطیفہ خفی پر جو پیشانی میں ہے پھر لطیفہ اخفا جس کا مقام دماغ میں ہے غرض جب یہ لطائف ستہ جاری ہو جاتے ہیں تو سلطان الاذکار تلقین فرماتے ہیں اُس وقت اسم ذات ہر بن مو اور گوشت و پوست سے نکلنے لگتا ہے اور اکثر طرح طرح کے انوار و تجلیات کا غلبہ طالب کے دل پر بلکہ تمام وجود پر ہوتا ہی اگر طالب کا ظرف عالی اور حوصلہ فراخ ہے تو ان سب کو نوش کر کے نفی کے تحت میں لاتا ہے اور قدم آگے بڑھاتا ہے اگر کوتاہ نظر و بے استعداد ہے تو چوکڑی بھول کر کیفیت اذکار کی دولت کھو بیٹھتا ہے۔ البتہ اگر مرید سلطان الاذکار سے اچھے طور پر نکلا اور اُسکی کیفیت حاصل کر چکا تو لطائف ستہ کے اثنائے اجرا میں وجد و جذب ہوتا ہے۔

وجد کی حقیقت یہ ہے کہ جب تصفیہ و تزکیہ باطن حاصل ہو جاتا ہے تو پیر و مرشد مرید کی روح کو اپنی روح کے ہمراہ لیکر عرش و کرسی کی جانب پرواز کرتا ہے وہاں گوناگون انوار

Marfat.com

وعجائب اسرار مرید کے دل پر غلبہ کرتے ہین اور اُس کو مدہوش بنا دیتے ہین جب کہین سوائے انوار کے کچھ نظر نہین آتا تو مرید حیران و سرگردان ہو کر واپسی کا ارادہ کرتا ہی لیکن راہ نہین پاتا ناچار ہائے ہو مچاتا ہی اور نالہ وزاری کرتا ہی۔ تب پیر مرشد توجہ افاقیہ دیتا ہی اُس وقت اوسان درست ہو جاتے ہین۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ حضرت مشائخ مین لطائف ستہ کی بیداری کے واسطے طرح طرح کے اذکار مروج ہین مثلاً - حدادی - ندائی - دوضربی - سہ ضربی - شش ضربی - پاس انفاس - حبس دم - اسم ذات - نفی اثبات - نظر برقدم - ہوش دردم - وغیر ذلک - بعدازان مراقبات ومکاشفات جو معمول خاندان ہون تعلیم کرتے ہین - اور اُن کے لئے کچھ حد وحصر نہین ایک مراقبہ یہ ہی کہ مرید کو فرماتے ہین کہ خدائے تعالےٰ کو ہر حال و قال مین بصیر وخبیر سمجھو تاکہ ظاہر باطن مین کوئی حرکت نازیبا سرزد نہو - ایک مراقبہ یہ ہی کہ خدا کو اقرب ونزدیک سمجھو تاکہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ کے معنی ظاہر ہو جاوین ایک مراقبہ یہ ہے کہ اپنے آپکو بحر مین تصور کرو یعنی سب جگہ راست و چپ زیر وزبر - دریا ہی دریا ہے اور مین اُس مین غرق ہون اس کو مراقبہ بحری کہتے ہین - ایک مراقبہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو لق ودق بیابان مین خیال کرو اس کو مراقبہ بری کہتے ہین - ایک مراقبہ یہ ہے کہ اپنے تئین حضرت رسول خدا صلعم کے نزدیک تصور کرو تاکہ فنائیت ونسبت آنحضرت کے ساتھ حاصل ہو - غرض اسی قسم کے مراقبے اور مکاشفے طالبین سے کراتے ہین - مراقبہ کے معنے یہ ہین کہ خطرات وخیالات فاسدہ خاطر کی نگہداشت کرے اور مکاشفہ کے معنے یہ ہین کہ ظلمات کے پردے سامنے سے اُٹھا دیئے اس کی تفصیل کتب مشائخ مین بہت کچھ ہے -

ایک روز ارشاد ہوا - کہ ہمارے زمانہ کے مشائخین کی سیر وسلوک یہ ہی کہ ذات شیخ سے نسبت وفنائیت حاصل ہو جاوے جب اُن کو کوئی بات معلوم کرنی منظور ہوتی ہے تو اپنے شیخ کی برزخ یعنی صورت کی طرف متوجہ ہو کر استعانت واستمداد اپنے کامون مین کرتے ہین اور اسی کو کافی جانتے ہین مگر ذات باریتعالیٰ کی تشبیہات وتنزیہات مین نہ اُن کو کچھ دخل نہ اُس سے سروکار - رہی معرفت وحقیقت کی چاشنی سو اس کی لذت وکیفیت کا حصول معلوم - نہ یہ جانتے ہین کہ ہم اون ہین؟ کیا ہین؟ کہان سے آئے ہین؟ ہماری اصل کیا ہے؟ اور ذات خداوندی کیا چیز ہی؟ اگر کوئی عالی حوصلہ

Marfat.com

ہوا تو اُس کو برزخ رسول الثقلین حاصل ہو جاتی ہے ورنہ خیر۔

خود شناسی کار باشد اے فلان		کارِ دیگر ہیچ و پوچ و ہیچ دان	
تا نیفتد بر تو مردے را نظر		از وجودِ خود کجا یابی خبر	

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ گروہ کاملین تین قسموں پر منقسم ہے۔ کامل۔ اکمل۔ مکمّل۔ کامل اُس کو کہتے ہین جو خود تو صاحب کمال ہو مگر کسی کو فیض و فائدہ نہ پہونچا سکے اُس کو لازمی بھی کہتے ہین۔ اکمل وہ ہے کہ خود بھی صاحب کمال ہو اور فیضان باطنی و ہدایت ظاہری سے اوروں کو بھی فائدہ پہونچائے یہ شخص اول سے بدرجہا بزرگ ہوتا ہے مکمّل اُس کو کہتے ہین کہ اوروں کو مشیت ایزدی اور تقدیر الٰہی کے موافق خواہ لمحہ مین خواہ مہینہ مین خواہ دس سال مین کامل و مکمل بنادے اور جو کرامات اور مکاشفات اپنی ذات مین رکھتا ہے مرید کو عطا فرمادے ایسا شخص مذکورہ بالا سے بھی نہایت معظم و مکرم ہوتا ہے۔ گروہ کملا کے تعلیم و تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اول طالب کو خاندان کے موافق بیعت کرکے ذکر ارشاد فرماتے ہین خواہ اسم ذات خواہ نفی و اثبات مگر اس زمانہ کے مشائخین کی طرح سامنے بٹھا کر توجہ نہین دیتے۔ البتہ قلبی توجہ دیتے ہین جہان کہین مرید ہو چاہے ہزار فرسنگ چاہے میل بھر اپنا برزخ اُس کے دل مین حلول کر دیتے ہین اور اس توجہ کا اثر طالب کے دل سے زائل نہین ہوتا شراب پیے یا زنا کرے گویا کہ پتھر کی لکیر ہے اس کو گھسو یا رگڑو بدستور موجود ہے اور اس گروہ کی توجہ تین طرح کی ہوتی ہے۔ اصلاحی۔ القائی۔ اتحادی۔ اصلاحی توجہ یہ ہے کہ مرشد اپنی برزخ ہمت کے صابون سے دل مرید کو پاک و صاف کرے اور اُس کے آئینہ دل کا غبار اپنے دل کی حرارت سے مٹا دے اور اپنی ہمت باطن کو مرید کی تہذیب و آراستگی مین مصروف رکھے۔ القائی توجہ یہ ہے کہ جب ضمیر مرید کی صفائی نہایت کو پہونچ جاوے تو حالات پوشیدہ کی دریافت و استدراک کے واسطے القا کرے یعنے جو کچھ کہنا ہو مرید سے برزخ مین کہے خواہ مرید دور ہو خواہ نزدیک لیکن کمتر طالب اس توجہ تک پہونچتے ہین۔ اتحادی توجہ یہ ہے کہ مرشد یک لخت بغیر تصفیہ و تزکیہ قلب کے مرید کو فیضان باطنی عطا کرے اور خاصہ اس توجہ کا یہ ہو کہ طالب کا برزخ مرشد کی صورت بابرکت کے

Marfat.com

مُشابہ ہوجاتا ہے مگر اس قسم کی توجہ شاذ ونادر ہوتی ہے چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے ایک نان بائی کو دی تھی جو کم ظرفی اور بے استعدادی کی وجہ سے تیسرے دن مرگیا کیونکہ تصفیۂ باطن اُس کو حاصل نہین ہوا تھا اگر صفائی ہوتی تو اس توجہ کو برداشت کرتا اور جیسے اس توجہ کے دینے والے خال خال ہوتے ہین ایسے ہی اتنا عالی حوصلہ وعالی ظرف طالب بھی کم ہوتا ہے جو اس توجہ کا متحمل ہو ورنہ بیم ہلاکت ہے جب طالب تذکر مین ٹھیک ہوجاتا ہے تو پیر و مرشد اُس کو تفکر ارشاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ صانع حقیقی کی صنائع و بدائع مین متفکر رہو مثلاً قالب انسان کیسی حکمت و فراست سے بنایا اُس کے اندر صدہا بیماریان اور سیکڑون آرام رکھے آسمان بغیر ستون قائم کردیا۔ زمین کو پانی پر پھیلادیا۔ مینھ کا برسنا نباتات کا اُگنا پھول پھل پیدا ہونا یہ سب اُس کے کمال صنعت کا تماشا پیش نظر ہے اور مرتبۂ تفکر مین اکثر طالب کو استغراق و سُکر حاصل ہوتا ہے اَستغراق کے معنی ہین پانی مین ڈوب جانا اور یہان یہ مراد ہے کہ حقیقت و معرفت کے دریا مین قصد و نیت کے ساتھ غرق ہونا اور سُکر کے معنے ہین بیہوشی و مدہوشی۔ جب طالب مرتبہ تفکر و تذکر مین ٹھیک ہوگیا تو اب عرفان کی تعلیم کرتے ہین کہ ان تمام ممکنات و موجودات کو واجب الوجود خیال کرنا اور ان فروعات کو اصل اصول سمجھنا چاہیے اور تمام وسیلے اور واسطے درمیان سے اوٹھا ڈالنے چاہیئن اور جو کرو جان لو کہ اُسی کی مشیت سے کرتے ہین اور جو آفت و راحت کسی سے پہونچے منجانب اللہ سمجھو جیسے کتے کو کوئی پتھر مارے تو وہ پتھر کو نہین دیکھتا بلکہ جان لیتا ہے کہ مارنے والا کوئی اور ہے پتھر خود نہین لگا۔ اسی لیے پتھر مارنے والے کی طرف دوڑتا ہے۔

عرفان

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست	بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

عرفان مین بھی استغراق ہوتا ہے لیکن استغراق و سُکر منازل مرید [illegible] نہ بلکہ منازل کے شعبے ہین جیسے کسی شخص کا ارادہ دلی جانے کا ہو اور جہان سے چلا ہو دلی سات منزل ہے اب ان منازل کے بیچ مین جو دیہات واقع ہوتے ہین اُن کو منزل نہین کہہ سکتے بلکہ شعبۂ منازل نہیں جب

Marfat.com

توحید

مرید نے یہ تین مقام طے کر لئے تو حضرت پیر و مرشد توحید کی ہدایت فرماتے ہین یعنے اپنے تمام اعمال و افعال احوال و اقوال و حرکات و سکنات کو تقدیر آلہی اور مشیت ایزدی سے سمجھنا چاہئے لیکن یہ تعلیم مبتدیون کے واسطے ہے منتہیون کی تعلیم یہ ہے کہ تمام ممکنات و موجودات کو مظہر آلہی بلکہ عین ذات نامتناہی جاننا چاہئے جیسے ایک چراغ دوسرے چراغ سے روشن کرین تو وہ بھی روشنی مین پہلے کی برابر ہے کچھ فرق دونو مین نہین ہے کیونکہ حدوث نے قدم کی خواہش سے کوئی وجودی لباس پہنا اور صورت اختیار کی تو حدوث قدم سے الگ کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ روز ازل سے حدوث و قدم مین یگانگی واحدیت کا واسطہ ہے اور ایک لحظہ یا ایک ساعت بھی اُس سے جدا نہین معنی توحید یہ ہین کہ باریتعالی کو بیہمتا اور یکتا جاننا ہر حال و ہر مقام مین اگرچہ جلایا جاوے یا قتل کیا جاوے ؎

چیست توحید آنکہ از غیر خدا	فرد آئی در خلا و در ملا

اقسام موحدین

اور توحید کے جاننے والے کو مُوحِّد کہتے ہین اور مُوحّدین کی دو قسمین ہین ایک موحد حنیف دوسرا موحد تابع۔ موحد حنیف اُسے کہتے ہین کہ خدائے تعالی کو ایک جانے بلا واسطہ انبیا علیہم السلام کے اور نبی و رسول کی اطاعت اُس کے لئے اختیاری ہوتی ہے اور اس قسم کے موحد اکثر جوگیون کے فرقہ مین ہوتے ہین اور اگر شاذ و نادر زمرۂ اسلام سے ہوتے ہین تو دین اسلام کی پیروی کبھی کبھی کرتے ہین البتہ دل سے انبیا علیہم السلام کی رسالت و نبوت کا اقرار و اعتراف رکھتے ہین لیکن توحید کے غلبہ مین ہوش بجا نہین رہتے جب سمجھ بوجھ ٹھکانے آتی ہے تو شرع مبین کی حبل متین سے سہارا لیتے ہین۔ اور مُوحّد تابع وہ ہے کہ اپنے تمام عبادات و معاملات کو شریعت غرا اور ملت بیضا کے موافق رکھے اور کبھی سرمو تجاوز نکرے اور اپنے دل مین خداوند تعالے کو از روئے ذات و صفات یگانہ و بیہمتا سمجھے اور بیچون و بیچگون خیال کرے اور یہ بھی یاد رکھو کہ موحد تابع کو مقام توحید مین اتنی مدہوشی بیہوشی نہین ہوتی کہ بے اختیار ہو جائے۔ البتہ اُس پر باریتعالی کی وحدانیت اور یگانگی کا غلبہ رہتا ہے

مقام استغنا

جب طالب ان چار مقامات کو طے کر چکا تو مرشد مقام استغنا سے اُس کو مشرف فرماتا ہے۔ استغنا کے معنی ہین بے پروا ہو جانا گروہ جن و انسان سے اور سب کام خدا کو سونپ دینا۔ اس مقام مین طالب کو استغنا اور بے پروائی اسقدر ہو جاتی ہے کہ بہشت و دوزخ کا خیال بھولے سے بھی اُس کے دل مین نہین آتا

Marfat.com

ہردم شادان رہتا ہے اور امیر غریب کو یکسان خیال کرتا ہے۔ جب طالب ان پانچون مقامات کو طے کر چکا تو حضرت پیر و مرشد اُس کو مقام فنا سے معزز و ممتاز کرتے ہین۔ اور ارشاد فرماتے ہین کہ تمام حیوانات و جمادات و زمین و آسمان کو اور مین اور ہم اور یہ اور وہ سب کو نیست و ہالک و منفی سمجھو اور خیال کرو کہ بجز ذات لاہوت کے سب معدوم و ناپیدا ہین صرف ذات اب بھی جو اُسی صفت پر جیسی کہ ازل سے قائم ہی جلوہ و ہویدا ہی۔ اول طالب کو اس مقام مین دو دو گھڑی تک بیہوشی رہتی ہی اور ایسا حال بہت دنون تک ہوتا ہے۔ جب طالب کو نفی بحت حاصل ہوئی اور اس کو سہ گیا تو پھر حضرت پیر و مرشد اُس کے حوصلہ اور ظرف کے موافق اس مقام کی انتہا تعلیم کرتے ہین اور اُس کے لیے کوئی حد نہین لیکن جس وقت یہ حالت درجہ غایت کو پہونچ جاتی ہے تو اسی کا نام محویت ہے الحاصل مرشد کامل کی توجہ اور مدد سے جب یہ چھ مقام طالب کو طے ہو جاتے ہین تو اُس کو بقا کی طرف متوجہ کرتے ہین یعنے فنا و محویت سے نکال کر بقا و صحو کی طرف لاتے ہین اور بقا کے معنے ہین فنا سے نکلکر قائم ہونا۔ ان مقامات کے بعد مرتبہ وصل کا ہے لیکن اُس کا حصول محض عنایت الٰہی سے منحصر ہے اس مین مرشد کی توجہ اور طالب کی کوشش کو کچھ دخل نہین ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؎

چون حسن عاقبت نہ برندی و زاہدی ست	آن بہ کہ کار با بہ عنایت رہا کنند

غرض یہ سات مقام ہین جو اوپر مذکور ہوئے اور ہر ایک مقام کے ساتھ ایک شان بھی ہے چنانچہ طلب کی شان ذکر ہی کہ بے اس کے کچھ ثمر نہین ملتا۔ دوم مقام عشق اس کی شان شوق ہے بغیر اسکے کچھ کیفیت نہین آتی۔ سوم مقام عرفان ہے اس کی شان استغراق و شکر ہی کہ بغیر اس کے معرفت کی حقیقت نہین کھلتی۔ مقام چہارم توحید اس کی شان بیداری ہے پنجم استغنا اس کی شان خموشی ہے ششم فنا اس کی شان محویت ہے ہفتم بقا اس کی شان صحو ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ مکاشفہ کی دو قسمین ہین ایک کونی اور ایک الٰہی مکاشفہ کونی مین انسان پر کل موجودات کا حال علی قدر استعداد کھلتا ہی اور اُس مین باہستگی ترقی ہوتی ہے کہ اول تو لوگون کے دلون کا حال معلوم ہونے لگتا ہی پھر اگر استعداد کامل ہی تو تمام جہان کا حال آئینہ ہو جاتا ہے مکاشفہ الٰہی کہتے ہین کہ ذات بحت کی جستجو مین قدم رکھے اور جو انوار و تجلی پیش آئے ترقی کرے الغرض اس مین حیرت عظمت بہت پریشان و سرگردان کرتی ہے مگر قدم ہمت آگے کو بڑھائے اور صفات ذاتیہ پر کبھی قناعت نکرے اسی لیے طالب تنزیہ ہمیشہ سراسیمہ رہتا ہی اور اُس کی آتش طلب کبھی فرو نہین ہوتی۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت شبلی کا مقولہ تھا رَبِّ زِدْنِی تَحَیُّرًا لیکن اس قسم کے طالب فی زمانا بہت کم ہین اور جو ہین تو حیران و پریشان ہین اور آج کل کے مشائخون کو اس کی ہوا بھی نہین لگی ہے

راز درون پردہ ز رندان مست پرس	کین حال نیست صوفی عالی مقام را

سچ تو یہ ہی کہ ان مقامات کی حقیقت و ماہیت جب سمجھ مین آتی ہی کہ طالب کسی اہل اللہ سے بیعت ہو کر تصفیہ باطن حاصل کرے۔ پھر نقل مطابق اصل خود ظاہر عیان ہو جائے گی جب تک طالب عین الیقین مین ہے کیفیت حق الیقین کہان اور جب تک علم الیقین مین ہے تو منزل مقصود بہت ہی دور ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ اولیاء اللہ کی بہت سی قسمین ہین اگرچہ ٹھیک ٹھیک سوائے ذات پاک کے کوئی بھی نہین جانتا لیکن مشہور یہ ہین قطب ارشاد۔ قطب مدار۔ قلندر۔ خضر وقت۔ غوث۔ ابدال۔ اوتاد۔ صوفی ابوالوقت۔ صوفی ابن الوقت۔ قُطب لغت مین چکی کی کیلی کو کہتے ہین جس پر تمام چکی کا مدار ہے ایسے ہی قطب اگر جہان مین نہون تو انتظام عالم تباہ و خراب ہو جائے اور ارشاد کے معنی رہنمائی پس قطب ارشاد سے خلق اللہ کو ہر طرح کا نفع ظاہر اور باطن کا بے حساب پہونچتا ہے۔ قطب مدار وہ ہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور بذات خود کامل و اکمل ہو مدار کے معنی ہین جائے گردش یعنی ساری مخلوقات اُس کی گرویدہ ہو اور اپنے کامون مین اُس سے مدد چاہے اور اُسی کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہین اور اُس کے بدن مین کسی جگہ ناسور سائل بھی ہوتا ہی۔ قلندر وہ ہی کہ تجرید و تفرید مین یکتا اور بے پروا ہو اور تمام عالم کا حال اُس پر آئینہ ہو اور جو وصف کہ عارفون مین ہونا چاہیئے اُس مین بے مثل ہو اور شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی جیسے حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر تھے یا اس زمانہ مین حضرت جنگو شاہ گذرے ہین۔ خضر وقت وہ ہی کہ مثل حضرت خضر علیہ السلام کے اُس پر علم لدُنی منکشف ہو اور اسرار سے واقف ہو اور ایک نظر جس پر ڈالے اُس کو کامل کردے مگر ایسا شخص کسی خوش نصیب ہی کو ملتا ہی۔ اور غوث فریادرس کو کہتے ہین یعنے جو بندگان خدا کے معاملات مین ظاہراً و باطناً عدل و انصاف فرماتے ہین اُن کی شناخت مشہور ہے کہ جب چاہین اپنے اعضا جدا کر لیتے ہین۔ ابدال اگر یہ گروہ نہو تو تمام عالم مسخ ہو جائے اور یہ ستر تن ہوتے ہین چالیس تو ملک شام مین اور تیس تمام ممالک مین متفرق رہتے ہین مگر ان سے کچھ کام نہین نکلتا نہ کچھ فائدہ حاصل

Marfat.com

ہان وہ بھی اپنی خدمت پر مامور ہتے ہین اور ابدال اس لیئے کہلاتے ہین کہ اگر کوئی اُن مین سے کم ہوجاتا ہی تو اوتاد مین سے بدل اُن کا مقرر ہوتا ہی۔ اَوتاد جمع ہی وتد کی اور وتد کے معنی ہین میخ یعنی یہ لوگ مثل میخ آہن اپنے اپنے مقام پر جمے رہتے ہین اگرچہ ظاہر باطن کا فائدہ ان سے محسوس نہین ہوتا مگر ان کی برکات تمام عالم مین محیط و منتشر رہتی ہین۔ صوفی ابو الوقت وہ ہے کہ وقت پر قادر ہو یعنے حالت اُس کے اختیار مین ہو جب چاہے طاری کرلے جب چاہے دور کردے اور بیہوش مین آجاے یہ صوفی ابن الوقت سے بدرجہا اعلیٰ ہوتا ہی مگر ایسے لوگ اس زمانہ مین نہین ہین البتہ اگلے زمانے کے قدما مثل حضرت بایزید بسطامی ان مراتب پر پہونچے ہین اب ایسے لوگ نظر نہین آتے اور اگر ہونگے تو خال خال ہون گے اس زمانے کے صوفی اکثر ابن الوقت ہوتے ہین۔ صوفی ابن الوقت وہ ہے کہ ظاہر باطن کی صفائی رکھتا ہو اور وقت کا پابند ہو یعنے جب کوئی حال باریتعالی کی طرف سے اُس پر وارد ہو تو مدہوش و بیہوش ہوجاے جیسے کسی کو بخار یا لرزہ چڑھتا ہی اور وہ بے اختیار ہو کر اس کو دور نہین کرسکتا

ایک روز ارشاد ہوا ۔کہ مجاذیب کی دو قسمین ہین ایک تو ازلی وہبی دوسرے کسبی و بے اختیاری مجذوب ازلی وہ ہی کہ روز ازل مین اَلَستُ بِرَبِّکُم کی ندا سنکر اور بَلیٰ کہکر حضرت رب العزت کے مشاہدہ جمال لایزال سے مست ہوگیا اور تمام شہوات و لذات دنیوی و اُخروی کو دل سے دور کردیا جب عالم ارواح سے عالم اجسام مین آیا تو اُسی طور پر بیخبر رہا اور نیز عالم برزخ مین بھی مست الست چنانچہ کسی کا شعر ہے

مپندار اینکہ حسرت از دلِ عاشق رود ہرگز	چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

مگر یہ مجذوب مقامات مشہورہ سے بیخبر اور سیر و سلوک سے ناواقف ہوتا ہی ہان جس قدر روز ازل سے اُس کو معلوم ہوگیا اُسی منزل پر مستقل رہتا ہے اور اکثر مجذوبون کو مکاشفہ کونی ہوتا ہے نہ مکاشفہ ذاتی بے اختیاری مجذوب وہ ہی کہ عالم اجسام کے اندر بالکل ہوشیار آیا اور مدت تک سمجھ بوجھ مین رہا لیکن اتفاقاً کسی کامل کا مرید ہوا اور مرشد نے اپنے خاندان کے موافق اُس کو تعلیم ذکر فرمائی جب نوبت سلطان الذکر کی پہونچی اور ہر جانب سے غلبہ انوار ہوا تو سالک جامہ خرد کے جامہ سے باہر نکل گیا اگر سلطان الذکر کا متحمل ہوجاتا تو سالکون مین سے ہوتا یا اس طرح پر کہ کسی مست و مجذوب کی نگاہ دفعۃً پڑگئی اور بیقرار ہو کر مست و مدہوش ہوگیا پس اگر اُس کا حوصلہ بلند اور توفیق الٰہی رفیق حال ہی تو مکاشفات کی بہار اور مقامات کی سیر دیکھتا ہی اور تمام منازل کو طے کرتا ہے

Marfat.com

اور کبھی کبھی ہوشس مین آکر ہوشیاری کی گفتگو کرتا ہی (ع) کہ دیوانہ ہی لیکن بات کہتا ہی ٹھکانے کی اور ایسے مجذوب کو مکاشفۂ صفاتی ازحد ہوتا ہے اور اُس کی طبیعت تشبیہ کی طرف راغب رہتی ہے لیکن مجاذیب سے فیض بہت کم ہوتا ہے اور اگر ہوا بھی تو یہ ہوا کہ اپنا سا بنا لیا۔ حاصل یہ ہے کہ سالک کا مرتبہ مجذوب سے کہین بڑھکر ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی ان رباعیات کا ورد واسطے دفع وسواس اور ازدیادِ محبت الٰہی کے بوقت تہجد موجب منافع کثیر ہے۔ **رباعی**

یارب زگناہ زشت خود منفعلم	وز قول بد و فعل بد خود خجلم
فیضے بدلم زعالم قدس برنہ	تا محو شود خیال باطل ز دلم

رباعی

تسبیح ملک را وصفا رضوان را	دوزخ بد را وبہشت مرنیکان را
دنیا جم را وقیصر وخاقان را	جانان مارا وجان ماجانان را

رباعی

اے آنکہ بملک خویش پاینده توئی	وز دامن شب صبح نماینده توئی
کارمن بیچاره قوی بستہ شده	بکشائے خدایا کہ کشاینده توئی

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ خاندان قادریہ وچشتیہ مین ذکر جہر معمول ومختار ہے کیونکہ اس مین ترقی ذوق وشوق ہے لیکن اگر نقشبندی یا سہروردی ذکر جہر کرین تو پہلا ذوق وشوق بھی جاتا رہتا ہے بقول شخصے۔

کاہو کے من کچھو بسے کاہو کے من کچھ نہ سہائے	آگ پھونک سے بل اُٹھے دیا پھونک بجھ جائے
در حق او مدح در حق تو ذم	در حق او شہد در حق تو سم

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ اس شعر مین اک شغل بیان کیا ہے ؎

مے خور و مصحف بسوز وآتش اندر کعبہ زن	ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن

مے سے مراد عشق ہے اور مصحف جسم انسان۔ کعبہ دل اور بتخانہ تصور شیخ یا رسول یا معشوق اور مردم آزاری سے

مراد ہے پلک مارنا۔ اسی طرح اس شعر مین ایک شغل ہے۔ ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند	گر نہ بینی سرّ حق بر ما بخند

یہی مضمون کبیر صاحب نے فرمایا ہے۔ ؎

دیکھ لو ہی دیکھ تجھ مین تیرا دھنی دم کو روک دیدار پاوے
دم کو روک اور موں کو بند کر چاند سورج گھر ایک آوے
ناکے سانس سے منتر جپ جپ کرے اور کنول کی کلی پر بھنور چھاوے
کہین کبیر اگم کی پیڑیان سُن کی سیج کوئی سنتھ جاوے

یہ اشعار پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ تم اس شغل کو سمجھے یا نہین مین نے عرض کیا کہ حضرت میری سمجھ مین نہین آیا آپ نے ترکیب مذکورہ کے بموجب مجھکو اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ سورج تو ناک کا داہنا نتھنا ہے اور چاند بایان اور موں سے مراد مقعد ہے اور یاد رکھو کہ جس طرح گھوڑے کی دونون باگین برابر ہوتی ہین تو سیدھا جاتا ہے اسی طرح جب دونو نتھنون سے سانس برابر اور یکسان جاری ہوتا ہے تو دل بھی قائم و ثابت ہو جاتا ہے اور وسواس و خطرات من کل الوجوہ دور ہو جاتے ہین بعد ازان ترکیب دونو سرون کے متساوی کرنے کی بتائی تو فوراً دونو سانس برابر ہو گئے اور حقیقت مین دل قائم ہو گیا اور ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور پھر فرمایا کہ اسی باب مین کمال پسر کبیر نے بھی فرمایا ہے۔

آنکھ ناک منھ ڈھانپ کے نام نرنجن لے	اندر کے پٹ جد کھلین جب باہر کے پٹ دے

ایک روز ارشاد ہوا۔ یہ بھی ایک شغل ہے۔ ؎

سن مکھ کر دو دیدار محل مین پیارا ہے	تربینی کے گھاٹ مین مانجھی دھارا ہے

تربینی اُس مقام کو کہتے ہین جہان تین دریا جمع ہو جاتے ہین اور یہان مراد ہے دماغ سے یعنے جس وقت انسان اس شغل کو کرتا ہے تو مقام دماغ مین جس کا نام یعنی اخفیٰ ہے تین آنکھین یکجا جمع ہو جاتی ہین دو چشم ظاہر اور ایک چشم دل جس کا نام سویدا ہے اس شغل کا نام ترکٹی ہے اور اسی کو نصیر المحمود ابھی کہتے ہین۔ ترکیب یہ کہ اول دونو آنکھون کی نظرے بینی پر قائم کرے چند روز کے بعد پتلی بطرف دماغ چڑھ جاے گی اور چشم

Marfat.com

دل بھی اُسی طرف رجوع کرے گی جب ہر سرچشم دماغ مین مجتمع ہوجاتے ہین توروح کو صعود حاصل ہوتا ہی اور اس صعود کا انجام تین حال سے خالی نہین۔ اگر طالب کم ظرف اور مرشد ناقص ہی تو پردہ دماغ پھٹ جائے گا اور روح نکل جائے گی اور اگر طالب خود قوی ہی تو پرم ہنس یعنی مجذوب بنجائے گا اور اگر مرشد کامل ہی توروح اس صعود نزول کریگی اور انوار روحانی سے تمام جسم روشن اور منور ہوجائیگا لیکن غذا اس عمل مین نہایت لطیف ہونی چاہیے جیسے دودھ چاول اور مسکہ گاؤ کا استعمال بھی ضرور ہے ابتدا مین آنکھون پر بڑا زور پڑتا ہے بتدریج اس کی مشق بڑھایا کرتے ہین۔

ایک روز جناب قبلہ کے حضور مین منشی فضل رسول صاحب نے دو سوال پیش کئے جو میر عباس علی صاحب نے بغرض حصول جواب ارسال کئے تھے۔ سوال اول یہ تھا کہ کامل کی کیا شناخت ہی آپ نے فرمایا کہ اول تو کامل کوئی ہوا ہی نہین سب مبتدی رہے یہان تک کہ پیغمبر خدا صلعم نے خود فرمایا ہی وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ پس جب سب کے پیشوا ایسا ارشاد فرمائین تو اورون کی کیا حقیقت ہے۔ **مصرعہ**

دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر	ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

اور عرف مین جو کامل و مکمل کہا جاتا ہی سو ہندوستان بھر مین ایک ہی دو کامل ہونگے اور شناخت نسبت کی اہل نسبت کرسکتا ہی۔ رہا عرفان و حق شناسی اس کو کوئی کیا پہچان سکتا ہی اور یہ امر سائل سے پوچھنا چاہیے کہ وہ کس بات کو کمال سمجھتا ہے تو اس کا حال بیان کیا جائے دوسرا سوال یہ تھا کہ کامل کی سیر کہان تک ہی اس کے جواب مین ارشاد ہوا کہ صدرۃ المنتہیٰ تک تو خودی قائم رہتی ہے اُس کے بعد کا حال قابلِ بیان نہین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ لوگون کے عقائد تین قسم کے ہوتے ہین ایک فرقہ کہتا ہے کہ جو کچھ ہے خدا ہی کے اختیار رنے ہے بندہ کا کچھ اختیار نہین۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ کچھ تو بندہ کا اختیار ہے باقی خدا کا۔ تیسرا گروہ قائل ہے کہ نیکی خدا کی طرف سے ہے اور بدی اپنی طرف سے۔ اگرچہ یہ بات کہی جاتی ہے مگر اصل مین محض جھوٹ ہے جو کچھ ہی اُسی کی طرف سے ہے بھلا شیطان کو کس نے پیدا کیا اور اُس کو تعلیم کس نے کی اور پیغمبر خدا صلعم کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تعلیم کی کسی کو شان مُذلی کی تعلیم دی اور کسی کو شان مُعزی کی تعلیم فرمائی اُستاد دونو کا ایک ہے۔ **مصرعہ**

بحر وحدانیست جفت و زوج نیست

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ فقرا کے دو فرقہ ہین ؎

قومے بجد و جہد نہادند وصل دوست	قومے دگر حوالہ بتقدیر مے کنند

لیکن جد و جہد بھی بدون کشش سرکاری نہین ہوسکتی کیونکہ ہر امر تقدیر الٰہی سے وابستہ ہے لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ اور اگر انسان غور کرے توسب کچھ اپنے آپ مین موجود ہے۔

پاس کہون تو پاس ہے اور دور کہون تو دور	جان اجان جہان مین سب مین ہے بھرپور
خدا بندہ مین آکر یون نہان ہے	کہ جون بو گل کی گل کے درمیان ہے
اُس مین مجھ مین ربط ہے اےذوق مثلِ بُو و گل	وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

بعض توحید وجودی کے قائل ہین بعض شہودی کے بعض اتحادی ہین بعض حُلولی کوئی عینی ہے کوئی ظلّی کوئی اوست کا قائل ہے کوئی ازوست کا کوئی ہمہ اوست کا چنانچہ شیخ عطار فرماتے ہین۔

او چو خورشید است ما چون سایہ ایم	ہمچو نور و سایہ ما ہمسایہ ایم

لیکن بہتر یہ ہے کہ جو کچھ عبادت و طاعت زہد و ریاضت انسان کرتا ہو اسی مین لگا رہے اہل شریعت کو ورع وتقوی اور صوم وصلوۃ اور اہل طریقت کو اپنے ذکر و فکر مین مشغول رہنا چاہیے کیونکہ ازلطون کسی ختم ہوا اور نہو ؎

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو	کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا
نیست کس را از حقیقت آگہی	جملہ مے میرند با دست تہی

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ کے کیا معنی ہین مین نے عرض کیا کہ حضور ہی بیان فرمائین فرمایا کہ نہین تم بیان کرو تاکہ تمھارے ذہن کی رسائی معلوم ہو۔ اُس وقت کمترین نے عرض کیا کہ سیر قیاس مین تو یہ معنی آتے ہین کہ ہر ایک کے لئے ایک کام مقرر ہے اور وہی کام اُس کے واسطے طریق موصل الی المطلوب ہے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند	میل آن اندر دلش انداختند

یعنی جس کام مین مشغول ہے وہی کام کرتے کرتے فنا ہوگیا جہان سے آیا تھا وہین جا پہونچا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎

جناب وار زبہر نظارہ آمدہ ایم	کہ سر زنیم و تماشا کنیم و باز

اور اللہ تعالٰے فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنے مین نے پیدا کیا مین نے جن اور انس کو مگر واسطے عبادت کے پس کون ہے جو خلاف مرضی خدا کر سکے یعنے خدا نے عبادت کے لئے پیدا کیا اور وہ برخلاف کرے۔ نقش نقاش سے خلاف نہین کرسکتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص

Marfat.com

جس کام مین ہے اُس کی وہی عبادت ہے ؎

ازانم کہ برسر نوشتی زپیش	نہ کم کردم اے بندہ پرور نہ بیش

رباعی

گر در عملند خلق وگر معزولند	چون درنگری جملہ بحق مشغولند
در مذہب تست بہ گزینی کردن	اینجا کہ منم جملہ جہان مقبولند

کماقال اللہ تعالیٰ وَمَا مِن دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ یعنے کوئی جنبندہ نہین ہی مگر اُس کی چوٹی خدا کے ہاتھ مین ہی بدرستیکہ میرا پروردگار راہ مستقیم پر ہے یعنی جس کے ہاتھ مین سب کی چوٹی ہے وہ راہ راست پر ہی تو ظاہر ہے کہ سب اوراست پر اور سب کا منتہی حق ہے۔ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ۔

چون ازو بود ابتدائے ہمہ	ہم بدو باشد انتہائے ہمہ
چون ہمہ راہ اوست از چپ و راست	تو بہر رہ کہ میروی او راست
کس کشاند میکشد کا تا الیہ راجعون	چون روی جائے دگر فکر غلط باشد جنون

آپنے فرمایا کہ تم خوب سمجھے یہی معنی ہین۔

ہر چند اس کی سمت سوا راہ ہی نہین	تس پر بھی حیف یہان کوئی آگاہ ہی نہین
کہتے ہو یون کہ ہے وہی ہادی وہی مضل	تو راہ پر ہین سب کوئی گمراہ ہی نہین

حضرت جنید سے کسی نے پوچھا کہ مَا مُرَادُ الْحَقِّ بِالْخَلْقِ یعنے اللہ کی مراد خلقت کے پیدا کرنے مین کیا ہی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مَا عَلَيْهِمْ جَرَتْ یعنے یہی مراد حق ہی جو خلق پر گذر رہا ہے۔

مومن و ترسا جہود و گبر و مغ	جملہ را رو سوئے آن سلطان اُلغ
مومن و ترسا جہود و نیک و بد	جملہ گان راہست رو سوئے احد
صورت از بے صورتی آمد برون	باز شد اِنا اِلَیہِ رَاجعون

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک طالب خدا تھا جہان کسی فقیر کو سنتا اُس کی خدمت مین حاضر ہوتا اسی وتیرہ بزرگان دین کی خدمت مین پھرتے پھرتے ایک مدت گذر گئی لیکن حصول مقصود کے آثار کچھ نظر نہ آئے ناچار سب سے امید منقطع کی اور جنگل مین ایک درخت کے تلے اس نیت سے جا بیٹھا کہ بس اب خدا کو خدا سے طلب کرین گے۔ ؎

Marfat.com

سرمد اگرش وفاست خود مے آید	ور آمدنش رواست خود مے آید
بیہودہ چرا در پے او مے گردی	بنشین اگر او خداست خود مے آید
مالا جپون نہ کر جپون اور مکھ سے کہون نہ رام	مورا رام موکو جپے تو مین پاؤن بسرام

مراقب ہوکر بیٹھ گیا۔ وہ زمانہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا حضرت کے پاس ایک گھوڑی بھی خیال آیا کہ اس کو پانی پلانا چاہیے۔ سوار ہوکر دریائے دجلہ کی طرف چلے لیکن گھوڑی نے جنگل کی راہ لی ہر چند روکا نہ رکی گمان کیا کہ کچھ سر الٰہی ہے اس کو مطلق العنان کردیا چلتے چلتے پہر بھر کے بعد اُس درخت کے پاس پہنچے جہان وہ طالب دل سوختہ بیٹھا تھا اُس وقت حضرت کو دریافت ہوا کہ اسی طالب کی کشش تھی ایک نگاہ مین مقصد اُس کا پورا کیا۔ ع

سالہا بُردند مردان انتظار	تا یکے را بار شد از صد ہزار

پھر حضرت جنید نے اُس طالب سے ارشاد کیا کہ تم جانتے ہو مین کون ہون اُس نے جواب دیا آپ میرے پیر و مرشد اور رہنما ہین حضرت نے فرمایا اگر تم کو اس راہ مین پھر کبھی قبض واقع ہو اور حیرانی پیش آوے تو بغداد مین میرے پاس چلے آنا اُس نے جواب دیا کہ حضرت اب مین آپکے پاس آیا ہون یا آپ میرے پاس ہین تو ایسے کا دروازہ پکڑ کے بیٹھا ہون کہ اگر اس قسم کا معاملہ پھر پیش آیا تو کسی اور کی گردن پکڑ کے بھیجدے گا مجکو کسی کی پروا نہین آپنے فرمایا کہ شاباش اس راہ مین طالب کو ایسا ہی چاہیے ع یک در گیر و محکم گیر

ہم مٹ گئے تو صورت ہستی نظر پڑی	ویران جب آپ ہوگئے بستی نظر پڑی
دیکھا تو خاکسار ہی عالی مقام ہین	جون جون بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی

حضرت جنید حقیقت مین بڑے فیاض تھے اور آپسے بہت کچھ فیض ہوا ہی چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز مسجد مین تھے ایک شخص آیا اور کہا کہ حضرت آپکا وعظ شہر ہی مین کام کرتا ہی یا جنگل مین بھی کچھ تاثیر بخشتا ہی آپنے حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ چند اشخاص فلان مقام پر جنگل کے اندر راگ رنگ مین [illegible] سے سرمست ہین آپ اسی دم تنہا کھڑے ہوگئے اور منھ لپیٹ کے جنگل کی راہ لی [illegible] بھاگنے لگے فرمایا کہ بھاگو مت مین بھی تمھارا ہم مشرب ہون اور اسی واسطے آیا ہون وہ لوگ جمع ہوکر بیٹھ گئے آپنے فرمایا کہ یارو ہمارے واسطے بھی لاؤ شہر مین تو پی نہین سکتے آج تمھارا حال سنکر پوشیدہ طور پر یہان آئے ہین کہ یاران ہم مشرب مین چلکے پئین گے اُن لوگون نے کہا کہ حضرت ہمکو یہ معلوم ہوتا تو ہمیشہ آپ کو بلایا کرتے افسوس ہے کہ اس وقت

Marfat.com

شراب باقی نہین رہی فرمائے تو شہر سے منگائی جائے حضرت نے فرمایا کیا تم کو کوئی ایسی بات نہین آتی کہ شراب غیب سے بخود آجایا کرے وہ بولے کہ صاحب یہ کمال تو ہم مین نہین ہے فرمایا کہ آؤ مین تم کو ایک ایسی بات سکھا دون کہ شراب خود آجائے پھر شراب کا مزہ دیکھو وہ سب مشتاق ہوئے کہ یہ کمال تو ضرور بتا دیجیے کہا کہ اچھا اول نہاؤ پھر کپڑے بدلکر میرے پاس آؤ سب نے غسل کیا کپڑے دھوئے اور پاک و صاف ہوکر آموجود ہوئے تب فرمایا کہ سب دو دو رکعت نماز پڑھو جب وہ نماز مین مشغول ہوئے تو آپ نے دعا مانگی کہ بار خدایا میرا تو اتنا ہی اختیار تھا کہ آپکے حضور مین ان کو کھڑا کر دیا اب آپ کو اختیار ہے یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ ؎ ہمتِ مردان مددِ خدا حضرت کی دعا منظور ہوئی اور وہ سب کامل ہوگئے ۵

فضلِ ساعت کار صد سالہ کند	نار ابراہیم را لالہ کند
ذرہ سایہ عنایت بہتر است	از ہزاران کوشش طاعت پرست

کہتے ہین کہ حضرت جنید کے ۱۹ خلیفہ ہوئے ہین ہر ایک اُن مین سے بہتر و برتر تھا اور سوائے اُن کے اور بہت لوگون کو حضرت سے فیض پہونچا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مع اپنے رفقا کے جہاد مین گئے جب جنگ شروع ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ گیارہ محافے لئے ہوئے فرشتے کھڑے ہین اور حورین اُن کے گرد ہین خیال آیا کہ ہم گیارہ کے گیارہ شہید ہون گے چنانچہ ایک رفیق شہید ہوا تو ایک محافہ غائب ہوگیا پھر تو یقین ہوا کہ بالضرور ہمارے واسطے بھی شہادت ہے غرضکہ اسی طرح دس یار تو شہید ہوگئے اب حضرت جنید کی باری آئی ایک یہودی آکر مقابل ہوا اور اُن کو پہچان کر بولا کہ حضرت آپ کہان طالب خدا کو لڑائی جھگڑے سے کیا سروکار فرمایا کہ میان تم دیکھتے نہین کہ ایک محافہ لئے ہوئے فرشتے موجود ہین دس محافے تو میرے رفیقون کو لیکر غائب ہوگئے یہ ایک میرے واسطے باقی ہے اُس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو مجھے بھی ایمان تلقین کرو وہ مسلمان ہوکر اُسی دم کفار سے جالڑا اور شہید ہوکر اُس بقیہ محافہ مین روانہ بہشت ہوا حضرت کو الہام ہوا کہ جاؤ تم اپنا وہی کھرپا جالی سنبھالو ناچار واپس تشریف لائے اور اپنی تسبیح پھرانے لگے۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پہلے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیعت ہوئے دو جگہ اُن کی بیعت اور ثابت ہے اور تین سو ساٹھ بزرگون سے ملے ہین لیکن باوجود اس جد و جہد و کوشش اور ملاقات کاملین کے مقصود دلی کو نہ پہنچے جب پھرتے پھرتے ناچار

Marfat.com

ہوئے اور اُس بے نشان کا کہین نشان نہ پایا تو یہ خیال آیا کہ خیر خدا نہ ملا تو چلو خانۂ خدا ہی کی زیارت کرین چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمۃ لکھتے ہین -

سوئے مکہ شیخ اُمت بایزید   از برائے حج و عمرہ میدوید
او بہر شہرے کہ رفتے از نخست   مر عزیزان را بکردی باز جست
گرد میگشتے کہ اندر شہر کیست   کو برارکان بصیرت متکی ست
گفت حق اندر سفر ہر جا روی   باید اول طالب مردے شوی
قصد گنجے کن کہ این سود و زیان   در تبع آید تو آن را فرع دان
بایزید اندر سفر جستی بسے   تا بیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدے ہمچون ہلال   بود در وے فر و گفتار رجال
دیدہ نابینا و دل چون آفتاب   ہم چو پیلے دیدہ ہندستان بخواب
چشم بستہ خفتہ بیند صد طرب   چون کشاید آن نہ بیند این عجب
پس عجب در خواب روشن میشود   دل درون خواب روزن میشود
وآنکہ بیدارست و بیند خواب خوش   عارفست و خاک او در دیدہ کش
بایزید او را چو از اقطاب یافت   مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
پیش او بنشست و میپرسید حال   یافتش درویش و ہم صاحب عیال
گفت عزم تو کجا اے بایزید   رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت قصد کعبہ دارم از پگاہ   گفت ہین با خود چہ داری زاد راہ
گفت دارم از درم نقرہ دویست   نک ببستہ سخت بر گوشہ رویست
گفت طوفی کن بگردم ہفت بار   وین نکوتر از طواف حج شمار
وان درم ہا پیش من نہ اے جواد   وانکہ حج کردی و حاصل
عمرہ کردے عمر باقی یافتے   صاف گشتے بر صفا بشتافتے
حق آن حقے کہ جانت دیدہ است   کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
کعبہ ہر چندے کہ خانۂ برّ اوست   خلقت من نیز خانۂ سرّ اوست

Marfat.com

تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت	واندرین خانہ بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدا را دیدۂ	گرد کعبۂ صدق برگردیدۂ
خدمت من طاعت و حمد خداست	تا نہ پنداری کہ حق از من جداست
چشم نیکو باز کن در من نگر	تا ببینی نور حق اندر بشر
کعبہ را یک بار بیتی گفت یار	گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار
بایزیدا کعبہ را دریافتی	صد بہا و عز و صد فر یافتی
بایزید آن نکتہ ہا را ہوش داشت	ہمچو زرین حلقہ اش در گوش داشت
آمد از وے بایزید اندر مزید	منتہی در منتہی آخر رسید

غرض یہ ہی کہ حضرت بایزید سالہا سال جد و جہد مین رہے اور طلب و تلاش مین عمر گذاری اور کچھ حاصل نہ ہوا لیکن قسمت مین تو یون تھا کہ ایک مرد خدا آنکھون کے اندھے گانٹھ کے پورے ملجائین گے اور دم زدن مین اُن کو کامل بنا دین گے۔ ف

علم انوار ست در جان رجال	نے ز راہِ دفتر و نے قیل و قال

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی تھانیسر تشریف لے جایا کرتے تھے اُس زمانہ مین شیخ جلال الدین تھانیسری بڑے متبحر عالم تھے اکثر آپ کے مریدون سے باین کلام خطاب کرتے کہ تمھارا پیر نچنیا آیا ہی ایک بار مریدون نے حضرت کے روبرو یہ شکایت پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مولوی صاحب پھر یہ بات فرمائین تو یون کہنا کہ ہمارے پیر ناچتے بھی ہین اور نچا بھی دیتے ہین اتفاقاً اُس محفل مین سے ایک شخص باہر نکلا اور مولانا جلال الدین سے ملاقی ہوا تو اُنھون نے حسب عادت یہی سوال کیا کہ کیون میان تمھارے پیر نچنیے آگئے اُس نے جواب دیا کہ ہان صاحب ہمارے پیر ناچتے بھی ہین اور نچا بھی دیتے ہین اتنا کلام سنتے ہی مولویصاحب نے کپڑے پھاڑ جنگل کی راہ لی کئی دن کے بعد ہوش آیا تو یہ شعر لکھ کر حضرت کی خدمت مین بھیجا۔ ف

کرکانپے لیکھن ڈگے اور روم روم تھرّائے	سُدھ آوت چھاتی پھٹے جو پاتی لکھی نہ جائے

حضرت نے اس کے جواب مین لکھا۔ ف

پی تم پتیان جب لکھون کہ جو تم ہو بدیس	تن مون من مون نین مون تن کو کیا سندیس

Marfat.com

اُسی وقت جلال الدین صاحب حاضر ہو کر مرید ہو گئے اور خلافت حاصل کر کے گوشہ صحرا مین جا بیٹھے

ایک روز ارشاد ہوا - کہ حضرت **عبد القدوس** گنگوہی کا ایک مرید دہلی کو جانے لگا بوقت روانگی عرض کیا کہ حضرت دہلی کے شاہ ولایت کا پتا بتا دیجیے تاکہ اُن سے ملون - آپ نے فرمایا کہ عصر کے وقت فلان بازار مین لکڑیون کا گٹھا لیکر آئے گا اور یہ شکل و شباہت ہے - جب یہ شخص دہلی پہونچا بموجب نشان کے پایا اور دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا استنے مین ایک سپاہی نے گٹھے کی قیمت پوچھی یہ بولے چار ٹکے اور چار کوڑی وہ بلا کر لے گیا لکڑیان ڈلوالین اور چار ٹکے حوالہ کئے چار کوڑی پر تکرار ہوئی سپاہی نے مارپیٹ کے نکال دیا نا چار گھر پہنچے اور چار ٹکے بیوی کو دیئے وہ جھلائی اور ان کی خوب رستی کی تھوڑی دیر بعد سر سہلاتے باہر نکلے تو اُس مرید گنگوہی نے جو اُس تمام معاملات کو تعجب سے دیکھ رہا تھا پوچھا کہ حضرت آپ کا ایسا تو عالی مرتبہ اور یہ کیفیت اوقات - کیا بھید ہے؟ جواب دیا کہ میان یہ رتبہ ہم کو اسی نیک بخت تند مزاج بیوی کے طفیل سے نصیب ہوا ہے کیونکہ ہمیشہ ہم اس کے ظلم سہتے اور صبر کرتے ہین - ہمارا یہ دستور ہے کہ جب لکڑیان لاتے ہین تو اس سے دریافت کر لیتے ہین کہ بول آج کتنے کو بیچین جو کچھ وہ کہدیتی ہے ہم تعمیل کرتے ہین اگر اُس مین فرق پڑا تو ہمارا یہ حال ہوتا ہے جو تم نے دیکھا آج چار ٹکے اور چار کوڑی کی فرمایش ہوئی تھی جس کے لئے دو جگہ کی مار کھانی پڑی ہے

راجہ دُکھیا پرجا دُکھیا جوگی کو دُکھ دو ناری	کہے کبیر سنو بھائی سادھو کوئی مندر نہین نوا ری

ایک روز فرمایا کہ جب شیخ جلال تھانیسر رحمۃ اللہ علیہ بعد حج مدینہ منورہ مین پہونچے اور بوقت معاودت حصول رخصت کے واسطے روضہ رسول صلعم پر حاضر ہوئے تو آواز آئی کہ اپنے پیر عبد الحق کو ہمارا سلام کہدینا - وہان سے چل کر اپنے پیر مرشد کی خدمت مین پہنچے تو عرض کی کہ بوقت رخصت روضہ رسول مقبول سے یہ آواز آئی تھی کہ اپنے پیر سے ہمارا اسلام کہدینا - یہ سنکر حضرت عبد القدوس بولے کہ جس طرح ارشاد ہوا ہے وہی الفاظ کہو - آپ نے بحکم الامر فوق الادب اُسی طرح بیان کیا - سنتے ہی کو ایک حالت وجد پیدا ہوئی اور بار بار حافظ کے اس شعر کو پڑھتے رہے

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را

تین روز تک یہی عالم رہا -

ایک روز ارشاد ہوا - کہ جب مولانا **رکن الدین** خلف حضرت **عبد القدوس** گنگوہی نے علوم

ظاہری تحصیل سے فراغت پائی اور دستار فضیلت بندھی تو ایک شخص نے حضرت عبد القدوس کو مبارکباد دی۔ فرمایا کہ کیا تم اسباب کی مبارکباد دیتے ہو کہ رکن الدین کسی خاکروبہ پر عاشق ہو گیا ہی اور اُن کی نسبت نہایت ناراضی اور غصہ کے الفاظ فرماتے۔ شیخ جلال الدین نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ حضرت صاحبزادے کے حال پر بجائے خفگی کے ایسی عنایت ہی کیون نہین ہوتی کہ پاک صاف ہو جائین غرض صاحبزادہ بلائے گئے حکم ہوا کہ ہمارے پانو دباؤ وہ پانون دبانے بیٹھے تو حضرت نے اپنے کف پا کو اُن کے سینہ پر ملنا شروع کیا۔ وہ بولے حضرت حدیث مین آیا ہی کہ حافظ قرآن اور عالم کے سینہ پر مہر نبوت ہوتی ہی فرمایا کہ ہان مین اُسی کو مٹاتا ہون پھر اپنی نقاب اُٹھا کر ایک نظر اُن پر ڈالی تو لوٹ پوٹ ہو گئے اور بے ساختہ یہ رباعی زبان پر جاری ہوئی۔ **رباعی**

عاشق و عشق و بت و بتگر و عیار یکے است		کعبہ و دیر و مساجد ہمہ جا یار یکے است
گر در آئی بچمن وحدت دیگر نگی بین		کہ درآن عاشق و معشوق و گل و خار یکے است

جب یہ حال دیکھا تو حضرت عبد القدوس نے شیخ جلال کو جو کہ آپ کے خلیفہ تھے ارشاد کیا کہ رکن الدین کو ہر روز گوشت مرغ کھلاتے رہو تا کہ حالت فرو ہو جائے۔

یک زمانہ صحبت با اولیا		بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی	،	چون بصاحب دل رسی گوہر شوی
ناسکھ گھوڑے پالکی نا چتر کی چھانہہ		ناسکھ ہر کی بھگت مین ناسکھ سنتون مانہہ
سر پر نر پر ناگ پر تینون پر دن سکھ نا تھہ		ناسکھ ہر کی بھگت مین ناسکھ سنتون مانہہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک طالب عبد القادر نام کسی رسالہ مین ملازم تھے اُنھون نے اپنے مرشد سے دریافت کیا کہ مجکو کچھ فیض ہو گا یا نہین۔ مرشد نے ایک ترکیب استخارہ کی بتائی تو اُن کو معلوم ہوا کہ ایک شیر نے میرا پیٹ چاک کیا اور تمام آنتین وغیرہ کھا گیا صبح کو پیر کے سامنے حال بیان کیا اُنھون نے کہا کہ تمکو کسی مجذوب سے فیض ہو گا اتفاقاً کچھ مدت بعد اُن کا رسالہ پانی پت مین آیا بعد عشا خیال ہوا کہ چلو قلندر صاحب کی زیارت کر لین ایسا ہو کہ کل کو رسالہ کا کوچ ہو جائے کوئی آدھی رات کے قریب آئے اُسوقت مزار کا دروازہ مقفل تھا باہر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھنے لگے۔ آواز آئی کہ عبد القادر اندر چلے آؤ عرض کی کہ حضرت دروازہ مقفل ہے پھر آواز آئی کہ تمھارے واسطے نہین ہے آجاؤ۔ ہاتھ لگایا تو قفل کھل گیا اندر جاکر کیا دیکھتے ہین کہ قلندر صاحب

Marfat.com

قبر پر سوار ہین اور ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا رکھا ہے اول اُس مین سے قلندر صاحب نے خود پیا پھر ان کی طرف اشارہ کیا کہ لو عبد القادر پیو یہ بھی پی گئے قریب صبح باہر نکلے تو ایک جاروب کش نے جو بارہ برس سے مزار فیض آثار کی جاروب کشی مین مصروف تھا چشم بصیرت سے ان کی حالت کو دیکھا اور بولا کہ دُہائی ہے خدا کی بارہ برس والے کا تو خیال نہوا اور ایک رات والا دولت قلندری لوٹ لے چلا عبد القادر کی زبان سے نکلا کہ دا دے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے۔ یہ کہنا تھا کہ جاروب کش کا پیٹ پھٹا اور وہ مر گیا۔ قلندر صاحب نے ان کو پھر بلایا اور فرمایا کہ کیون صاحب پہلے ہمارے ہی آدمی پر وار کیا اب تمھاری زبان پڑی سی نہین رہی ذرا سوچ سمجھکر بات کیا کرو عرض کیا کہ حضور سے تلوار عنایت ہو تو اُس کی آزمائش بھی ضرور تھی پھر عبد القادر قلندر ایک گوشہ صحرا مین جا بیٹھے اور وہ جاروب کش دفن کیا گیا چنانچہ اُس کی قبر قلندر صاحب کے والدین کے مقبرہ مین شکم چاک موجود ہے بند کرنے سے بند نہین ہوتی۔

ایک روز کسی شخص نے عدم حصول کی شکایت پیش کی تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی کہ حضرت **عبد الحق** ردولوی رحمۃ اللہ علیہ تشنگی طلب مین جا بجا پھرتے رہے مخدوم **جلال الدین** کبیر الاولیا کا نام سُنکر پانی پت آئے اُس وقت مخدوم صاحب قوالی سن رہے تھے چونکہ عبد الحق عالم باعمل اور متبع شریعت غرا تھے یہ بدعت دیکھکر واپس چلدئے دن بھر قطع مسافت کی شام کو پہنچے تو وہی پانی پت تین روز یہی کیفیت رہی چوتھے دن پہنچے تو جنگل مین ایک آدمی نظر آیا اُس سے پوچھا میان ہم راہ بھول گئے ہین ہم کو راہ بتادو۔ وہ بولا کہ صاحب جو راہ تم ڈھونڈتے ہو وہ تو مخدوم جلال الدین کے دروازے پر ہے آخر واپس ہوئے او مخدوم صاحب کی خدمت مین آکر بیعت کی۔ مخدوم صاحب نے اُسی دم خرقہ خلافت عطا فرمایا اور رخصت کیا۔ شاہ عبد الحق صاحب نے عرض کی کہ حضرت مجکو تو کچھ بھی علم و انکشاف نہوا فرمایا کہ صاحب حکم تھا ہم اُس کی تعمیل کر چکے آگے کھُلنا نکھلنا خدا کے اختیار ہے ہمارے بس کی بات نہین ہے

اوست مر ہر بادشہ را بادشا	حکم او را یفعل اللہ ما یشا

اس کے بعد شاہ عبد الحق صاحب چالیس برس تک فقیرون کے پاس پھرتے رہے لیکن کچھ حصول نہوا ناچار مرنا اختیار کیا اور ایک قبر کھود کر اُس کے اندر بیٹھ گئے صرف ایک سوراخ ہوا کے لئے رکھا باقی تمام منفذ بند کر کے چلہ کیا بفضل خدا کشائش مقصود ہو گئی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ شعر

Marfat.com

آب کم جو تشنگی آور بدست ... تاکہ جوشد آبت از بالا و پست

پس اسی پر قیاس کرلو ہم کو جو بتانا تھا بتا چکے اگر تم کو کچھ فائدہ حاصل نہین ہوا تو چھوڑ دو۔
نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری کے ایک مرید نے بے اصلی کا گلہ کیا آپنے فرمایا میان جو کچھ پڑھتے ہو سب چھوڑ دو ؎

تا بے سرو پا ہیم تو ہم بے سرو پا باش ... بگذار نمد تا یہ و بے تکیہ گدا باش

اُس نے سب دو وظائف ترک کیے لیکن عشا کی نماز کے صرف چار فرض پڑھ کر سو رہا خواب مین رسول مقبول صلعم کی زیارت ہوئی فرمایا کہ بہتر ہے صبر کرنا۔ وقت پر سب کچھ ہو جائیگا گھبراؤ مت اور اپنے پیر قطب الطریق سے کہہ دو کہ تم لوگون کو گمراہ کرتے ہو یا ہدایت صبحدم کیفیت معاملہ حضرت ذوالنون سے گذارش کی بولے کہ شاید تم نے فرض پڑھے تھے ارے کمبخت اگر فرض بھی نہ پڑھتا تو خود سرکار تشریف لاتے خیر اب ہم کچھ نہین کہہ سکتے زبردست کا واسطہ درمیان ہی تم جانو اور وہ جانین۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جہانگیر بادشاہ کو شاہ **حسین** ڈھڈا کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا وہ لکڑی کا گھوڑا بنائے اُس پر سوار پھرا کرتے تھے۔ وزرا نے کہا کہ حضور وہ تو لڑکون مین کھیلتا رہتا ہی اُس کے پاس جانا مناسب نہین اتفاقاً ایک وقت وہ فقیر محل شاہی کے جھروکے تلے آنکلا کسی نے بادشاہ کو خبر دی اُس نے جھٹ پٹ کمند لٹکا دی اور شاہ صاحب کو اوپر کھینچ لیا بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا خدا آپ کو کیسے ملا کہا جیسے تو۔ بادشاہ بولا مین کیسے ملا۔ کہا کہ جیسے خدا۔ تب بادشاہ نے کہا صاحب اس معما کا مطلب سمجھائیے فرمایا کہ سنو اگر مین تم سے ملاقات کرنی چاہتا تو پہلے دربانون سے ملتا پھر اہلکارون کی التجا کرتا پھر امیرون وزیرون کی خوشامد کرتا نہا دھو کے معقول لباس پہن کے حاضر ہوتا پھر بھی خدا جانے تمھارا جی ملنے کو چاہتا یا نہ چاہتا لیکن جب خود تم نے بلانا چاہا تو بے راہ گھسیٹ لیا کسی کو خبر بھی نہ ہوئی ؎

کیسی گلی رقیب کی کیا طعن اقربا ... تیرا ہی جی نہ چاہے تو باتین ہزار ہین

اس حکایت کے بعد جناب وقبلہ نے فرمایا کہ اسی طرح فقرا کی دو قسمین ہین ایک اکتسابی جو درجہ بدرجہ سلوک طے کرتے ہین اور ایک وہی کہ جذبۂ غیبی اُن کو ایک آن مین ادھر سے اُدھر کھینچ لیتا ہے

جب لگین برسن کے جاؤ ... پیچھوا دیکھین نہ پروا باؤ

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ میان **کلن شاہ** حضرت مرزا **جان جانان** رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بالکہ

خلیفہ تھے جب حج کو چلے توراہ مین خیال آیا کہ کسی مرد خدا کو تلاش کرنا چاہئیے ؎

گفت حق اندر سفر ہر جا روی	باید اول طالب مردے شوی
گر سفرداری بدین نیت برد	درحضر باشد ازین غافل مشو
فاختہ سان روز و شب گو گو و کو	گنج پنہانی ز درویشے بجو
در بدر میگرد دمے رو کو بکو	جستجو کن جستجو کن جستجو
رو بجسپ اندر پناہ مقبلے	بو کہ آزادت کند صاحبدلے
تا توانی ز اولیا رو بر متاب	جہد کن واللہ اعلم بالصواب

غرض جہان جاتے یہی تلاش رہتی جب مکہ اور مدینہ کی زیارت سے واپس ہوکر سورت مین پہنچے تو جنگل مین ایک بزرگ سے ملے جو خضر وقت تھے ؎

ہمچو اسرافیل کاوازش بفن	مردگان را جان در آرد در بدن
اولیا را در درون ہم نغمہ ہاست	طالبان راز ان حیات بے بہاست
ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا	مردہ را زیشان حیاتست و نما
جانہائے مردہ اندر گور تن	بر جہد ز آوازشان اندر کفن
یک زمانے صحبتے با اولیا	بہتر از صد سالہ طاعت بیریا
گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی	چون بصاحبدل رسی گوہر شوی
مہر پاکان درمیان جان نشان	تن مدہ الا بمہر دلخوشان
دل ترا در سوئے اہل دل کشد	تن ترا در حبس آب و گل کشد
ہین غذائے دل بدہ از ہمدلے	رو بجو اقبال را از مقبلے
دست زن در ذیل صاحب دولتے	تا ز افضالش بیابی صولتے
صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند

کئی مہینے تک اُن کے پاس رہے ایک دن اُن بزرگ نے فرمایا کہ آج تمھارے پیر کو ایک شخص نے قرابین سے شہید کیا ہی جنازہ کی طیاری ہو اگر نماز پڑھنی چاہو تو ہم چلیں دن میان کلن شاہ نے غرض کیا بہت اچھا انھون نے سر پر ہاتھ رکھا تو شاہ صاحب دلی جا داخل ہوئے یار دوستون سے

Marfat.com

ملے جنازہ کی نماز پڑھی جب فارغ ہوچکے تو بزرگ نے ان کے سر پر سے ہاتھ اُٹھالیا پھر وہین موجود تھے چند روز کے بعد عرض کیا کہ حضرت میرا ارادہ وطن کا ہے فرمایا کہ اچھا رخصت تین باتون مین سے ایک بات اختیار کرو اگر اپنے پیر جیسا بنا چاہتے ہو تو دلی تک پہنچتے پہنچتے ہو جاؤ گے اور جو مجذوب ہونا چاہتے ہو تو ابھی لو اور اگر ہم جیسا ہونا چاہتے ہو تو ایک سال ہمارے پاس رہو۔ اب تم سمجھ لو یہ تیر لگا ہوا پھر کسی سے نکلنے کا نہین میان کلن شاہ نے جواب دیا کہ حضرت جو ہونا ہے اسی وقت عنایت ہو جائے کہا بہت اچھا لو۔ دفعۃً جو القا کیا تو ہوش و حواس جاتے رہے ۵

ست گر ایسا چاہیے جو صقلی گر سا ہو	جنم جنم کے مورچے پل مین دے کھو	مین چھپیا نا چھپین پٹ گھونگٹ کی اوٹ
چتر نار اور سوربان کرین لاکھ مین چوٹ	ست گر سیر انسور ماکرے شبد کی چوٹ	مارے گولہ پریم کا ڈھے بھرم کا کوٹ
سات پانچ گر کیجیے لونی	بھرم مٹاوے ست گر سوئی	چشم تو افتادہ وجودم ہمہ حک شد
ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد	پریم گلی مین گھل گیو جیسے نیر مین لون	لون گلا پانی بھیا پنتھ بتاوے کون
چلے پتلی لون کی تھاہ سند کالین	آپ ناتھ آون ملے پھر کو کے جو مین	این چنین جویائے درگاہ خدا
چون خدا آید شود جوینده لا	سالکان دانند در میدان درد	تا فنائے عشق با مردان چہ کرد
سالہا بردند مردان انتظار	تا یکے را بار شد از صد ہزار	چون پس عمرے بمقصودے رسید
غرق حیرت گشت و مقصودے ندید		

میان کلن شاہ کے ساتھی ان کو لیکر دلی چلے آئے حکماے علاج کرایا کچھ نہوا۔ مرزا صاحب کے خلفا جمع ہوئے تاکہ نسبت کو سلب کرلین ۵

اندنون جوش جنون ہے ترے دیوانے کو	لوگ ہر سو سے چلے آتے ہین سمجھانے کو

ہر چند کوشش کی مگر کیا ہوتا تھا بلکہ اُلٹا اثر پڑنے لگا یعنے میان کلن شاہ کی نسبت اُن پر غالب آنے لگی پھر تو سب ڈرے کہ ایسا نہو کہین ہمارا بھی یہی حال ہو جائے ناچار ان کو خانقاہ سے باین حیلہ نکالدیا کہ یہ پابند شرع نہین رہا ایک شخص ان کو کوٹ پوتلی مین لے آیا اور وہین آپ کا انتقال ہوا فقط۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ شاہجہان پور مین ایک بزرگ بالاخانہ پر رہا کرتے تھے تعویذ گنڈے پر گذر اوقات تھی اکثر عورتین بچے ان کے پاس آتے ایک سپاہی بھی ہمسایہ مین رہتا تھا وہ ہمیشہ ان کو برا کہتا اور گالیان دیتا کہ یہ فقیر بڑا ٹھگ مکار فریبی بدمعاش ہے کچھ عرصہ کے بعد فقیر صاحب کو عارضہ اسہال لاحق ہوا سپاہی نے بیماری کا حال سنا دل مین سوچا کہ مین اس فقیر کو ہمیشہ گالیان دیتا رہا لیکن انھون نے مجکو اپنی زبان سے کبھی کچھ نہین کہا چلیں اس کی خدمت گذاری کرین اور اپنا قصور معاف کرالین خیر گالیان

Marfat.com

ہم نے دین تو خدمت بھی ہمکو کرنی چاہیئے۔ اول تو عذر تقصیر کیا پھر خدمت شروع کی اور جیسا کہ چاہیئے حق خدمت ادا کیا یہان تک کہ فقیر کا دم آخر آپہنچا تو سپاہی سے فرمایا کہ ہمارا صندوق کھولو۔ اُس نے کھولا۔ ایک صندوقچی ایک تہ بند ایک ٹوپی نکال سپاہی کو حوالہ کی اور کہا یہی تین چیزین مرشد نے ہم کو دی تھین سو ہم تم کو دیتے ہین اتنا کہکر جان بحق ہوئے کفن دفن کرکے فارغ ہوا تو سپاہی کو نہایت رنج ہوا بروز سوم بہت آدمی جمع ہوئے بعد فاتحہ لوگون نے کہا کہ میان صاحب نے جو چیز تم کو دی ہے اسکو ایکدفعہ پہن لو پھر اُتار کر رکھ دینا یہی طریقہ بزرگون سے چلا آتا ہے سپاہی نے غسل کیا اور وہ خلعت پہنا تو کچھ اور ہی رنگ نظر آیا آنکھون مین سرسون پھول گئی۔

لگ گئی برت کورائی سرسون پھولی آنکھون مین	واہ گروجی خوب پلائی سرسون پھلی آنکھون مین

اپنا گھر بار چھوڑ کر اُسی بالاخانہ پر جا بیٹھے اور وہ کام جو اُس کے پیر کرتے تھے میان سپاہی کرنے لگے ؎

تن بھسم لگائی جٹا بڑھائی دو دھا دھاری نگن پھرے	بن کشٹی کایا کھوج نپایا جنم جنم کے بار مرے
بھوتیرتھ سیوی گنگ پھولی بن ستگر نہین کاج سرے	گرکے ملہاری نمون ہمارے جن بھوساگر پار کرے

ایک روز ارشاد ہوا کہ شہر دہلی مین ایک کسبی نہایت حسینہ وجمیلہ کسی امیر کی ملازم تھی ایکبار گرمی کے موسم مین آدھی رات کے بعد اُس کے مکان کے نیچے کوئی شخص پکارا ہے کوئی ایسا خدا کا بندہ جو ہم کو سرد پانی پلادے۔ اس آواز سے کسبی بیدار ہوئی اور ایک صراحی برف آب کی اور مصفا گلاس ہاتھ مین لئے نیچے اُتری پیاسے فقیر کو پانی پلایا جب وہ سیراب ہوا تو جرعہ باقی ماندہ اُس کو دیا کہ تو پی لے اُس نے پیا اور پیتے ہی حالت دگرگون ہوگئی وہ فقیر تو پیالہ پلاکر چلدیے کسبی اُسی جگہ بیٹھ گئی امیر کی جو آنکھ کھلی تو آرام دل کو پہلو مین نہ پایا ؎ دائین دیکھا نظر نہ آئی + بائین دیکھا کہین نہ پائی ٭ بیقرار ہوکر ہر جانب تلاش کرنے لگا دیکھتا کیا ہے کہ وہ یتیم خاک پر غلطان ہے اُٹھا کر لایا اور سمجھایا تو وہ بولی کہ اب ہم سے تم سے کچھ رشتہ نہین نہ مین تمھارے کام کی نہ تم میرے مطلب کے ؎ عقل گوید دنیا و عقبیٰ بجو ٭ عشق مے گوید بجز مولیٰ مجو + عقل مے گوید کہ خود را پیشہ کن ٭ عشق مے گوید کہ ترک خویش کن + اتنی مہربانی کرو کہ مجھے ایک الگ مکان دیدو نہ مین کہین جاؤن نہ کوئی میرے پاس آئے۔ چنانچہ سب سے الگ بیرون شہر ایک مقبرہ پر رہنا اختیار کیا ایک طالب کسی درویش پاس گئے اُنھون نے بتادیا کہ فلان مقام پر ایک عورت رہتی ہے تم اُس کے پاس جاؤ وہ طالب وہین پہنچا اور اپنا مطلب بیان کیا۔ بولی مین تو کسبی ہون اگر کچھ تمھارے پاس ہو تو لاؤ اُسکے سوا مین

Marfat.com

کچھ نہین جانتی۔ اُسنے کہا آپ کچھ تو فرماوین نہین تو ایک جسیدی کا بھیجا ہوا ہون ٹالے سے ٹلتا نہین تب کہا خیر تم اس قابل تو نہین ہو کہ شئے تمکو تعلیم کردی جائے البتہ روزمرہ صبح و شام میرے پاس آن کے بیٹھا کرو لیکن کوئی پوچھے تو کہدینا کہ ہم سے اس سے آشنائی ہے۔ ہمیشہ اسی طرح آتے جاتے رہے چھ مہینے مین تعلیم کرکے رخصت کیا۔ دوارکا کہ عبادتگاہ ہنود ہے آپکے ملنے کی لاکھون راہین ہین ❊ اس کے بعد جناب قبلہ نے فرمایا کہ جس زمانے مین ہم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے پڑھتے تھے تو ہم بھی چند بار اُس عورت کے پاس گئے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص کسی بزرگ کی خدمت مین طلب کیمیا کے لئے جایا کرتا تھا ایک دن وہ بزرگ بولے کہ ہم تجکو کچھ دین گے چونکہ وہ دنیادار تھا سمجھا کہ شاید کیمیا بتادین گے فقیر صاحب اُس کو غسل کراکے کپڑے پہنا جنگل مین لے گئے اور ایک جگہ بٹھا کر کہا تو بیٹھا رہ ہم آتے ہین یہ کہکر چلدیے اور ایک مہینہ تک نہ آئے وہ اُن کو صادق الوعد سمجھکر وہین بیٹھا رہا بعد مہینہ بھر کے آئے اور کہا اب تو ذرا کھڑا رہ ہم آکر کچھ دین گے سات روز تک اُسی مقام پر کھڑا رہا پھر آئے اور کہا کہ اچھا بیٹھ جا اُس سے بمشکل بیٹھا گیا اس کے بعد تعلیم و تلقین فرمائی اور وہ شخص نہایت صاحب کمال ہوگیا ع طلب کس چیز کی تھی اور ملا کیا۔

خودبخود آن بت عیار بہ بر مے آید ٭ نہ بزور و نہ بزاری نہ بزر مے آید

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک طفل ماہی گیر شکار کو گیا شام تک کوئی مچھلی ہاتھ نہ آئی مایوس بیٹھا تھا کہ سلطان محمود گھوڑے پر سوار اُس کے پاس آ پہنچا پوچھا لڑکے غمگین کیون ہے بولا حضور ! ہم چار یتیم لڑکے اور ایک ہماری اپاہج مان ہے اگر کوئی مچھلی ملجاتی ہے تو ہم پانچون غریب پیٹ بھر لیتے ہین ۔سلطان نے فرمایا کہ اے لڑکے مجھے اپنا ساجھی کرلے وہ راضی ہوگیا بادشاہ نے خود شست پھینکی اُس کے نصیب سے سو مچھلیان شکار ہوئین لڑکا خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا کہا کہ اپنا حصہ بانٹ لو سلطان نے کہا خیر آج کا شکار تو سب تمہارا کل جو شکار ہوگا وہ ہم لین گے پینے خود تجھی کو شکار کرین گے چنانچہ اگلے دن سپاہی بھیجکر اُس کو بلایا اور اپنے برابر تخت شاہی پر بٹھایا لوگون نے کہا بھی کہ حضور کیا کرتے ہین سلطان نے جواب دیا کہ یہ کیسا ہی غریب و حقیر سہی لیکن ہمارا ساجھی ہے جبکہ ایک بار اُس کو قبول کرلیا تو رد نہین کرسکتے چنانچہ اس کو بھی کسی ملک کا بادشاہ بنادیا لوگون نے اُس لڑکے سے پوچھا کہ میان تجھ مین ایسا کیا کمال ہے کہ اس مرتبہ کو پہنچا۔

گفت شادی آمد و شیون گذشت ٭ زانکہ صاحب دولتے بر من گذشت

غرض یہ ہے کہ جس کو پیا چاہے وہی سہاگن ہے۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ زمانۂ ماضیہ مین بموجب حکم اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ یعنے قتل کرو مشرکین کو جس حال مین پاؤ جہاد مین ایک غازی کا کسی مشرک سے مقابلہ ہوا بڑی دیر تک جدال و قتال مین مصروف رہے کوئی کسی پر غالب نہو سکا نماز کا وقت آیا غازی نے کہا کہ اب مجھے تھوڑی دیر کے لئے مہلت دے تاکہ نماز ادا کرون اُس نے مہلت دیدی بعد از نماز پھر مشغول حرب و ضرب ہوئے اتنے مین مشرک کی پوجا کا وقت ہوگیا اُس نے بھی مہلت چاہی اور اپنے وظیفہ مین لگا مسلمان کو خیال آیا کہ اب وقت نصرت ہے اس کا کام تمام کرون۔ ناگاہ غیب سے ندا آئی کہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ کے یہی معنی ہین اس معاملہ مین تجھ سے تو مشرک ہی افضل نکلا یہ ندا سنتے ہی مسلمان رونے لگا اور گر پڑا جب مشرک اپنی عبادت سے فارغ ہوکر غازی کے مقابلہ مین آیا تو اُس کو زار زار روتا پایا حال پوچھا اُس نے کیفیت سُنائی کہ اس طرح تیرے سبب سے مجھ پر عتاب ہوا مشرک کے دل پر اس بات نے تاثیر کی اور سمجھا کہ بے شک ان کا دین سچا ہے کہ خدا نے عہد شکنی کو جائز نرکھا فوراً غازی سے کہا کہ مجکو ارکان اسلام تعلیم کر اور مسلمان ہوگیا۔ ایسے ہی آج کل کے مسلمان بھی بیوفائی مین یکتا ہین ہیکن ہاتف غیب کی ندا ان کو سنائی نہین دیتی اور قرآن شریف کو دیکھتے نہین اگر دیکھتے ہین تو عمل نہین کرتے ؏

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر		این چنین تسبیح [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ پیرا اور رہبر کامل تو بہت جوان [illegible] بغیر [illegible] سے کچھ نہین ہوسکتا اور اگر قسمت مین ہے تو پیر خود تعلیم کرنے کو [illegible] آوا [illegible] کا وقت رحلت قریب ہوا تو بستی مین آئے دیکھا کہ ایک لڑکا جوا [illegible] اپنی ٹوپی اُتار اُس کے سر پر رکھدی اور کہا کہ مجکو سرکار سے [illegible] اتنا کہکر چادر تان کے لیٹ گئے اور رحلت ہوا ان سے [illegible] قطع تعلق کرکے بیٹھ رہا [illegible] وارث [illegible] بیٹھے [illegible] اسے [illegible] واقف تھا خدا [illegible] گھر بیٹھے اپنی [illegible]

ایں [illegible] کہ [illegible]		اگر [illegible]

[illegible]

ایک روز ارشاد ہوا کہ [illegible] کیا [illegible] تھا [illegible]

Marfat.com

کھانے پینے کا نہ تھا اپنی بیوی سے کہا اب کیا علاج- بولی ایک بقال مجھ پر فریفتہ ہو رہا ہے تم کہو تو اُس سے کچھ سودا لے آؤن کہا اچھا جاؤ شکار کرو-

چون سلاحت ہست روصیدے بگیر
قوس ابرو تیر غمزہ دام گید
رو پئے مرغے شگرفی دام نہ
کام بنما و کن اورا تلخ کام

تا بدوشانیم از صید تو شیر
ہرچہ دادت خدا از بہر صید
دانہ بنما لیک در خوردش مدہ
کے خورد دانہ چو شد محبوس دام

کبیر کی بیوی جو نہایت حسین تھی بقال کی دوکان پر گئی اور کہا کہ مہمانون کے لئے اتنا سامان مطلوب ہی اُس نے کہا اس شرط پر دیتا ہون کہ تو رات کو میرے پاس رہے- وہ یہ اقرار کر کے سودا لے آئی اور مہمانون کو پکا کر کھلا دیا جب رات زیادہ گئی تو کبیر نے کہا کہ لو اب کپڑے بدلو اور زیور پہنو دیکھو تو اس بنیے کی کیا گت بنتی ہی سنگار کر اپنی چڈھی چڑھا بنیے کے دروازہ پر جا اُتارا بنیا اس کو دیکھکر بہت خوش ہوا اُس وقت بارش ہو رہی تھی پوچھا کہ تمھاری جوتیان کیون صاف ہین ذرا کیچڑ نہین لگی جواب دیا کہ کبیر اپنی چڈھی چڑھا کر مجکو لایا ہے یہ بات سُنتے ہی بنیے کی حالت بدل گئی قصور معاف کرایا اور کہا کہ تو تو میری مان ہے غرض کبیر نے بقال کو تعلیم کی اور آٹے دال کا بھاؤ سب بھلا دیا
ایک روز حاضر خدمت ہوا اکثر راقم کی یہ عادت تھی کہ جس وقت کلام فیض انجام کے سننے کا اشتیاق ہوتا تو یہ شعر زبان پر لاتا) ؎ بازگو از نجد و از یاران نجد + تا در و دیوار را آری بوجد + مین نے یہ شعر پڑھا تو ارشاد ہوا کہ ؎

جاکی جیسی لگن ہے واکی واکو رام
پاس کہون تو پاس ہے اور دور کہون تو دور
دور کہون تو دور ہے اور پاس کہون تو پاس

روم روم مین رم رہے نہین اور سے کام
جان اجان جہان مین سب مین ہی بھرپور
روم روم مین رم رہے جون پھولن مین باس

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنے ہم قریب ترین بندے کی طرف رگ گردن سے-

یار نزدیک تر از من بمن است
چہ کنم باکہ توان گفت کہ او

وین عجب ترکہ من از وے دورم
در کنار من و من مہجورم

نقل ہے کہ ایک راجہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آخر کار مرنا اور دنیا کو ترک کرنا ہی جیتے جیون مکت ہو جانا چاہیئے-

Marfat.com

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

لَا یَنفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُونَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ تمام برہمنون کو جمع کیا اور کہا کہ کوئی ایسی بات بتاؤ کہ جس سے جیون مکت ہو جاؤن برہمنون نے بچار کے جواب دیا مہاراج ایک تو گائے بناؤ سونے کی اور اتنا اتنا مال دھن برہمنون کو دو چو نستھ تیرتھ کرو تو بھگوان کی دیا سے جیون مکت ہو جاؤ گے راجہ نے یہ سب کرم کئے مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ تب جوگیون کی طرف رجوع کی اُنھون نے اول تو کان پھاڑے پھر چار پرکار کی تعلیم کی پہلا پرکار برہم چرج دوسرا پرکار بان پرست تیسرا پرکار ڈنڈ کمنڈل چوتھا پرکار بجیا ہوم اور بعض کے نزدیک اول برہم چرج دوم گھرست سوم بان پرست چہارم سنیاس ہم پہلے تین پرکار تو چیلے کے اختیار مین ہوتے ہین راجہ نے سب کر لئے چوتھا پرکار گرو کی توجہ پر تھا یعنے برہم ہنس بنا دینا سو کچھ نہ ہوا پھر علماء اسلام کو جمع کر کے اپنا سوال پیش کیا اُنھون نے جواب دیا کہ صاحب اگر دین اسلام قبول کرو تو یہ بات ہو سکتی ہے راجہ راضی ہوا کہ بہت اچھا عالمون نے اُس کو مسلمان بنایا ختنہ کرایا نماز روزہ حج زکوٰۃ کے ارکان سکھائے جب خوب واقف ہو گیا تو کہا جاؤ اب حج کرو مدینہ منورہ جاؤ یہ بھی کیا جب اپنے ملک مین پہنچے تو پھر علماء کو جمع کیا اور کہا کہ اب کیا فرماتے ہو مجھے تو کچھ بھی حاصل نہوا مکے گئے مدینے گئے کربلا گئے + جیسے گئے تھے [illegible] آگے اُن سب نے جواب دیا کہ جو کچھ ہمارے دین کی باتین تھین ہم بتا چکے اس کے سوا ہم کچھ نہین جانتے جب سب طرف سے جواب ملا اور یاس کلی ہو گئی تو راجہ کو جنون پیدا ہوا ایک ہاتھ مین [illegible] دوسرے مین جانے نماز اور جا بجا صدا لگانی شروع کی کہ یہ ہندو یہ مسلمان ہین کہان [illegible]

ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون پر جانتا نہین ہون مین [illegible]

آخر جوئندہ یابندہ وَمَنْ دَقَّ بَابًا وَلَجَّ وَلَجَ

هر که چیزے جست بے شک یافت او چون نهادی در طلب پا اے پسر
هین مباش اے خواجه یکدم بے طلب عاقبت جوینده یابنده بود
در طلب پا ... [illegible] سایه حق بر سر [illegible] بود

جوان بجد اندر طلب [illegible] یافتی و [illegible]
تا بیابی [illegible] چونکه [illegible]
مطلب [illegible] عاقبت جوینده یابنده بود

Marfat.com

گفت پیغمبر کہ چون کوبی درے — عاقبت زان در برون آید سرے
چون نشینی بر سر کوئے کسے — عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
چون زچاہے میکشی ہر روز خاک — عاقبت اندر رسی در آب پاک

ناگاہ ایک مرد خدا مع چند مریدون کے وہان آ پہنچے راجہ کو دیکھا اور پوچھا کیا کہتا ہے اُس نے کہا یہ ہندو یہ مسلمان مین کون مرد خدا نے مریدون کو اشارہ کیا کہ اس کے جوتیان مارو۔ مارتے مارتے بیچارے کو بیدم کر دیا جب ہوش ہوا تو پھر وہی دھن غرض کہ اس مرد خدا نے چار دفعہ پٹوایا اور ہر بار وہی حال پایا بس معلوم کیا کہ عشق اپنے مرا گیا ہی ایک نگاہ پاک جو ڈالی نگاہ کا پڑنا تھا کہ گم صم ہو گیا ہ

ست گر پورا گنیہ جو کھول دکھائے نین — جاگ چھوٹا دیکھن لگا جو دے پر کی سین
جیہہ جیو جاو سن کے اور سنے سو کڈھ ہوئی — بہتے سر تا ۓ رہے پھر نکسا کوئی
زین در کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

پھر مرد صاحبدل نے دریافت کیا کہ بولو اب تم کون ہو جواب دیا کہ اب مین کچھ کہہ نہین سکتا کہ کون ہون۔ ہ

کچھ نہین کھلتا مجھے مین کون ہون — صورت حیرت ہون یا شکل جنون
ہر بشر رو پوش آمد آفتاب — فہم کن واللہ اعلم بالصواب
جہہ اچھلکے سب گھٹ ماہین — اندھری آنکھ کو دیکھت ناہین
اٹ جب تب کون کرے مورے بھائی — بھول مایا گھٹ مین پائی +
بھلا ہین دیکھا ست گرستہ سپاہی — رام نام کا پٹا لکھائی ابھی جاگیری پائی
ست سینا کھڑی ساج سمجھ کا تن کی ٹیک بنائی — جوگ جائی بدھ کا مندر اپریت پیالی پی آئی
ست کا میل جات تا جدھر چہا ڈھال ڈھال کا ہی — موہ مور چھ پہلے مارا و یدا مار ہٹائی
آپا مار نکست سب مار اتیغ نام چہہ پیا ہی — پھر مس گے منڈے کات کے سادھو تب ہم نی سپاہی
انہون یکہی کلام دہام سے پکڑی ممتا مائی — واس کبیر چڑھے گڈھ اوپر ابھی نشان گہرائی +

ایک بار آپ نے فرمایا کہ سالک راہ رو کو کہتے ہین در سلوک یہ کہ جو کچھ مقسوم مین ہے بزرگون کی تعلیم و تلقین سے آہستہ آہستہ حاصل ہو جاتا ہی جیسی کہ وہ چلتا چلتا اپنی منزل مقصود کو

Marfat.com

پہنچتا ہے اور یہ جو دفعتہً کسی کو کچھ ملتا ہے وہ بات اور ہے سلوک کے خلاف ہے بعض طالب جو اسی امر کے خواہان رہتے ہین کہ دفعتہً ملجائے سو یہ بات ہر شخص کے واسطے نہین ہوسکتی لاکھون کروڑون مین خدا نے کسی کے لئے یہ بات مقدر کردی ہے تو ہوئی ورنہ سالک کا یہی کام ہے کہ بزرگون سے جو کچھ پہنچا ہے طالب کو بتا دیا آگے ہونا نہونا اُس کے مقسوم پر منحصر ہے اس مین کسی کا اختیار نہین اور خدا کو جب کسی پر رحمت منظور ہوتی ہے تو جس طور سے چاہتا ہے کر دیتا ہے چنانچہ ایک شخص تھا اُس کے خیال مین یہ سمائی کہ ایسے پیر کا مرید ہون گا جو ذات کا شریف صورت کا اچھا عالم باعمل صاحب کمال اور جملہ اوصاف حمیدہ سے موصوف ہو پس ایسے شخص کا ملنا دشوار ہے مدت تک تلاش مین رہا جب کوئی نہ ملا تو ایک دن ناچار دل مین ٹھانی کہ آج صبح کو جو راہ چلتا ملجائے اُسی کو پیر بنانا چاہیے۔ اتفاقاً ایک چور ملا اس نے ارادت ظاہر کی اُس نے کہا بھائی مین تو پیری سے واقف نہ مریدی سے آگاہ ہون

صلاح کار کجا و من خراب کجا		ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جتنا اُس کو انکار تھا اتنا ہی اس کو اصرار تھا غرض وہ بیچارہ ایسا دامنگیر ہوا کہ چور غریب کو پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا دیکھا کسی ڈھب سے باز نہین آتا تو کہا کہ فلان پہاڑ پر جا اور دو رکعت نماز کی نیت باندھ جب دوسری رکعت کے سجدہ کی نوبت آئے تو جب تک تجکو الہام نہو سر نہ اٹھانا اس نے ایسا ہی کیا آخر بحکم خداوندی خضر آئے اور کہا سر تو اٹھا پوچھا تو کون ہے جواب دیا کہ مین خضر ہون اور تیری تعلیم کے لئے آیا ہون تو نے جس کو پیر بنایا وہ تو ایک چور تھا طالب نے جواب دیا کہ حضرت پہلے تو کبھی آپ بھی تشریف نہ لاتے جب وہ چور ملا تو آپ بھی ملے ہین آپ کا کہنا ہرگز نہ مانون گا تب حضرت خضر کو جناب باری سے حکم ہوا کہ جاؤ اول اُس چور کو تعلیم کرو پھر اُس کو سلوک کا سبق پڑھا دیا

خضر نے گم گشتہ رہ کو آلیا پوچھی سب تھوڑی بھی نیت کیا نہ کوئی		حاصل مطلب کا مطلب پا لیا ڈھائی انچھر پڑھ کے پختہ سو نیت ہوا

تب اس پیر غارت گر کو خیال آیا کہ ایک شخص ہمارا مرید ہوا تھا ... اور اُس کو تعلیم دی اب یہ اُس کے قدم لیتے ہین اور وہ اس کے قدم لیتا ... کی بدولت ہدایت پائی اور مرید نے پیر کے توسل سے مراد حاصل کی اس پر جناب قبلہ نے ارشاد کیا لیکن دونو کی تقدیر مین اسی طرح تھا اب اگر ہر شخص اسی طور سے چاہے تو نہین ہوسکتا۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ نوابی لکھنو مین ایک شخص ناظم پرگنہ تھا اتفاقاً ایک کسبی سے اُس کو تعشق ہوگیا جو کماتا اُس کو کھلاتا یہان تک کہ سرکاری روپیہ بھی اوڑا دیا جب نواب کو خبر ہوئی تو موقوف کئے گئے جو کچھ اندوختہ تھا وہ بھی کھلا چکے تو کسبی سے کہا کہ اب ہمارے پاس صرف ایک صندوق رہ گیا ہے اس مین جو کچھ ہے وہ بھی لے اور رات کو مجرا کر اُس نے سمجھا کہ صندوق مین بہت کچھ مال ہوگا تمام شب ناچی اور صبح کو صندوق لے گئی وہ امیر بھی ہمراہ گئے جب اُس نے گھر جاکر صندوق کھولا تو ایک تہبند نکلا ایک ٹوپی ایک کرتہ ایک رنگین رومال کسبی کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا تماشا ہے اُس تخت امیر خانہ خراب نے کہا اب تم مجکو اپنا مرید کرو اور یہ خرقہ پہنا دو وہ بولی میان اللہ اللہ کرو اگر تم کو اپنے مال و دولت کا قلق ہے تو جو کچھ میرے گھر موجود ہے سب لیجاؤ وہ بولا کہ نہین نہین مین تو مال متاع تیری نذر کرچکا ایک جان ہے سو یہ بھی حاضر ہے لیکن خدا کے لئے مجکو اپنا مرید کرلے ہرچند اس نے سمجھایا مگر دیوانہ کی سمجھ مین کچھ نہ آیا ناچار کسبی نے اپنی تمام برادری کو جمع کیا اور کہا کہ اس سڑی کو سمجھاؤ اگر دونا مال لیکر بھی پیچھا چھوڑے تو مین راضی ہون ہر ایک نے سمجھایا کسی کی نہ سنی آخر سب نے کسبی کو یہ صلاح دی کہ تیرا کیا بگڑتا ہے اسی کی خوشی کر مرید بنا کپڑے پہنا رخصت کر غرض پیر دلیر نے خود بھی غسل و وضو کیا اور مرید مستقل کو بھی نہلا دھلا کر پہلے خود دو رکعت نماز پڑھی اور رورو کر جناب باری مین دعا کی کہ بارخدایا تو ہمارے اعمال و افعال سے خوب واقف ہے مجھ گنہگار مین اس کام کی قابلیت کہان اب شرم تیرے ہاتھ ہے بیعت کرکے کفنی گلے مین ڈالدی یکایک رحمت الٰہی کا دریا جوش زن ہوا اور فیضان غیر متناہی کا طوفان اُمڈا پھر تو کچھ اور ہی رنگ پیدا ہوا وہ امیر چلدیا عورت کو بھی جذب دل نے کھینچا اُسی کے ساتھ ہولی اب مرید آگے آگے اور پیر پیچھے پیچھے پھرتے پھرتے دونو گنگوہ مین پہنچے حضرت عبدالقدوس گنگوہی کا عرس ہورہا تھا مشائخین کبار کا مجمع اور قوالی کی مجلس گرم تھی یہ دونو بھی آبیٹھے ذرا دیر بعد اُس امیر کو ذوق و شوق پیدا ہوا وجد کی حالت مین الا اللہ کا نعرہ لگایا اور دھم سے ایک کنوین مین جا گرا لوگ سہم گئے نکالنے کو دوڑے عورت بولی کہ تم کیسے مشائخ ہو ڈر گئے اگر اس کا وجد حال صحیح ہے تو خود نکل آئیگا کچھ جانے اندیشہ نہین ورنہ ایسے کا ڈوب مرنا ہی بھلا ہے ہان قوالی ہونے دو اور وہی غزل جاری رہے غرضکہ کنوے کے کنارے پھر غزل شروع ہوئی صاحب وجد نے

Marfat.com

پھر جوش و خروش کیا اور پانی اُمنڈ کر لب چاہ تک آ گیا وہ شخص سطح آب پر رقص کرتا ہوا باہر نکل آیا ایک شخص جو حضرت شاہ عبدالقدوس کے مزار پر مدت سے معتکف تھے اُن کو رشک پیدا ہوا اور سوچے کہ لو یہ دیکھا مرید نہ زہد نہ عبادت نہ آگا نہ پیچھا نہ جد و جہد اور یہ زور و شور کی حالت ہمکو تراب ہوتے اتنی مدت گذری جوار حضرت مین عمر گذاری اور کچھ بھی تاثیر نہ پیدا ہوئی یہ سوچکر اپنا جبہ و دستار اُتار قبر پر پٹک دیا اور کہا کہ حضرت بس ہمارا تو سلام ہے اس مشایخی کو۔

آسن مارے کیا ہوئے جو گئے نہ من کی آس	جون تیلی کے بیل کو گھر گھر کوس پچاس
مالا پھیرے جگ گیو اور گیا نہ من کا پھیر	کر کا منکا چھوڑ کے من کا منکا پھیر
مونڈ منڈائے کیا ہوا جو کیا گھوم گھوٹ	منوا تو مونڈا نہیں جس کا سگرا کھوٹ

اُس شخص کو ندا آئی کہ تم اس امیر کی حرص مت کرو اس کے لئے یہی مقدر تھا اور یہ نہ ذرا سے ہے ع

کیمیا گر بغصہ مردہ و رنج	ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

اپنا کام کرتے رہو جو خدا کو منظور ہے وہ ہو جاویگا کیون گھبراتے ہو ع ہوا اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت لقمان حکیم سے کسی شخص نے کچھ زر و دینار قرض حسنہ لئے ایک مدت بعد اس شخص نے لکھا کہ صاحب مجھے فرصت نہین معتبر آدمی ملتا نہین صاحبزادہ کو بھیج دیجیے تاکہ قرض لے جائین حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو تین نصیحتین فرما کر روانہ کیا ایک یہ کہ پہلی منزل مین ایک بڑ کا درخت آتا ہے اُس کے تلے نہ سونا دوسری منزل مین ایک بڑا شہر واقع ہوگا اُس کے اندر قیام نکرنا کھانا پکا کر جنگل مین جا رہنا تیسرے یہ کہ اُس مقروض کے گھر نہ ٹھہرنا اس کے بعد یہ بھی اجازت دی کہ راہ مین اگر کوئی واقف راہ و تجربہ کار ہم سے زیادہ ملے اور ہماری نصیحت کے برخلاف ارشاد کرے تو کچھ مضائقہ نہین ویسا ہی عمل مین لانا۔ جب پسر لقمان نے کچھ راہ طے کی تو ایک بڈھا مسافر ملا پوچھا میان لڑکے کہان جاتے ہو سب حال کہ سنایا بڑے میان بولے کہ مجکو بھی اُسی شہر مین پہنچنا ہے خوب ہوا کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو گیا جب پہلا [illegible] تو بڑے میان نے کہا کہ اس درخت کے نیچے رہین گے تا کہ شب مین اترنا بولا کہ صاحب مجکو والد نے منع کیا ہے۔ کہا کہ بھلا کچھ اور بھی کہہ دیا تھا بولا کہ ہان یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر کوئی اس راہ کا واقف ملے تو اُس کا کہنا ماننا کہا کہ ہم اس راہ سے خوب واقف و آگاہ ہین ہمارا کہنا مانو۔

Marfat.com

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسم منزلہا

غرض دونو نے درخت کے نیچے بستر کیا آدھی رات گئی تو ایک سانپ درخت پر سے اُترا بڑے میان نے سانپ کو مار ڈھال تلے ڈھانک دیا جب صبح ہوئی تو کوچ کی ٹھہری لڑکے کے دل مین یہ خیال آیا کہ والد ماجد نے خواہ مخواہ منع فرمایا تھا یہ درخت تو بڑے آرام کا مقام ہے پیر روشن‌ضمیر نے معلوم کیا کہ لڑکا باپ سے بدظن ہوا جاتا ہے رات کا ماجرا سنایا اور ڈھال کے نیچے سے نکال کر سانپ دکھا دیا اُس وقت لڑکے کی تشفی ہو گئی پھر بڑے میان نے ارشاد کیا کہ صاحبزادہ سانپ کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھو داشتہ آید بکار گرچہ بود سر مار اُس نے فوراً تعمیل کی اور وہان سے چل نکلے دوسرے دن ایک بادشاہی شہر مین پہنچے بڑے میان نے کہا کہ اسی شہر مین رات کو رہین گے لڑکے نے کہا بہت اچھا مین تو اب آپکے فرمانے کی تعمیل کرون گا دونو ایک مسافر خانہ مین جا ٹھہرے اُس شہر کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی جوان مسافر آجاتا تو بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی اُس کے ساتھ کر دیتا صبح کو وہ مسافر مردہ نکلتا حسب دستور بادشاہ کو خبر پہنچی اور نوجوان مسافر کی طلبی ہوئی نکاح ہو گیا جب لڑکا دلھن کے پاس جانے لگا تو پیر دانا نے فرمایا کہ پہلے اس سانپ کے سر کو جو تمھارے پاس ہے آگ مین رکھکر اپنی بیوی کو اس کی دھونی دینا۔ لڑکے نے ایسا ہی کیا عورت کے رحم مین ایک مرض تھا جو مرد اُس کے پاس جاتا جیتا نہ آتا اس دھونی کی تاثیر سے وہ مرض جاتا رہا اور صبح کو وہ لڑکا صحیح سلامت محل سے باہر آیا بادشاہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو چار دن کے بعد روانہ ہوئے تیسری منزل طے کی اب بڑے میان بولے کہ اسی مقروض کے گھر ٹھہرین گے چنانچہ شب کو وہین قیام کیا میزبان کی نیت بگڑی کہ رات کے وقت ان دونو کو مار ڈالو تاکہ روپیہ بچ جائے مہمانون سے پوچھا کہ صاحبو اندر سوؤ گے یا باہر بڑے میان بولے کہ گرمی ہے ہم تو باہر سوئین گے چنانچہ یہ دونو باہر رہے اور اندر صاحب خانہ کے دو لڑکے سوئے جب آدھی رات گذری تو بڑے میان نے پسر لقمان کو جگایا کہ اب سردی لگتی ہے اندر چلو یہ دونو تو اندر پہنچے اور میزبان کے لڑکون کو جگا کر کہا کہ بھائی تم ہماری جگہ جا لیٹو ہم کو یہان سونے دو جب تیسرا پہر رات کا ہوا تو مالک مکان آیا اور باہر کے سونے والون کو قتل کر دیا صبح کو دیکھا تو اپنے لڑکون کو مردہ پایا نہایت صدمہ ہوا مگر چپ رہ گیا کہ خود کردہ را

Marfat.com

چہ علاج چار وناچار مہمانون کو روپیہ دیکر رخصت کیا دونو صاحب منزل بمنزل واپس ہوئے جب
اُس مقام پر پہنچے کہ جہان بڑے میان سے ملاقات ہوئی تھی پیر بزرگوار نے کہا کہ لو صاحب خدا حافظ
اب ہم تو جاتے ہین اپنے والد سے ہمارا اسلام کہنا لڑکے نے نام پوچھا کہا کہ تمھارے باپ خوب جانتے
ہین غرضکہ باپ کی خدمت مین پہنچکر ماجرائے سفر گذارش کیا اور پوچھا کہ حضرت یہ بزرگوار کون تھے باپ
نے کہا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے **راقم** غرض اس بیان سے یہ ہے کہ لقمان تو اصل اصول ہے
کل شئی یرجع الی اصلہ اور مسافر سالک اور منازل راہ منازل سلوک۔ بڑے میان پیر کامل
سانپ نفس وشیطان۔ شاہزادی دنیا۔ خانہ مقروض جہان دنیا۔ مقروض انسان وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ
إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا اور پسران مقروض اہل دنیا اور روپیہ محبت وعشق الٰہی ہے ۵

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران	گفتہ آید در حدیث دیگران

دوسری غرض اس نقل سے یہ ہے کہ جو مرد کامل ہوتے ہین وہ طالب خدا کو
دوسرے شیخ کامل کی خدمت مین جانے سے مانع نہین ہوتے بلکہ اورون کی خدمت
مین جانے اور اُن سے فیض حاصل کرنے کی ہدایت فرماتے ہین چنانچہ جناب قبلہ بھی
طالبان راہ خدا کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی مرد کامل مسلمان یا ہندو سالک یا مجذوب
ملے اُس سے بے تکلف ملو اور جو کچھ از راہ توجہ یا القا یا اور کسی طرح سے فیض وفائدہ
پہنچاوے اور تعلیم وتلقین کرے اُس کو نہ چھوڑو یہ مرتبہ نبوت نہین ہے جو ختم ہو چکا۔
مرتبہ ولایت ہے ایک سے ایک افضل واعلےٰ پیدا ہوتے چلے جاتے ہین فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ
عَلَىٰ بَعْضٍ اور جو کوئی مرید کسی طرف کو جاتا یعنے سفر کرتا تو اُس کو یہ ارشاد ہوتا ۵

گفت حق اندر سفر ہر جا روی	باید اول طالب مردے شوی

چنانچہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ
علیہ کے زمانے مین جو اکابر تھے خواجہ صاحب اپنے معتقدون اور [illegible] ان کی
خدمت مین بھیجا کرتے اس مین یہ حکمت تھی کہ مبتدی کو شیخ کی تعلیم وتلقین کا ابتدا
مین علم نہین ہوتا جو اکابر جوہر شناس تھے وہ چشم باطن سے جوہر کو پہچانکر فرماتے
تھے کسی نے خوب جوہر بھرے ہین یعنے تعلیم خوب کی ہے تو انہی جوہر شناسی سے طالب کی

Marfat.com

تسلّی ہوتی بھی اور شیخ کا کمال معلوم ہوتا تھا اور اس زمانہ مین اگر کوئی طالب خدا کسی فقیر کی خدمت مین چلا بھی جائے تو حضرات مشائخ اُس مرید کو فوراً مردود کر دیتے ہین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ خلیفۂ بغداد حضرت شبلی علیہ الرحمہ کا مرید تھا اور از راہ حسن ارادت اپنے ملازمین کو حکم دیا تھا کہ اگر کسی مجرم کی نسبت ہزار بار حکم قتل صادر ہوا اور حضرت پیر و مرشد اُس کی رہائی کے لئے سفارش کرین تو فوراً رہا کر دو چنانچہ ایک بار کسی چور کے حق مین سزائے موت کا حکم صادر ہوا حسب الحکم سلطانی اُس کو قتل گاہ مین لے گئے اتفاقاً حضرت کا بھی اُس راہ سے گذر ہوا کیفیت واقعہ دریافت فرمائی مجرم سے اقرار لیا کہ پھر ایسا کام نکرنا اور رہا کرا دیا چندروز کے بعد وہ شخص پھر چوری کی علت مین ماخوذ ہوا اور حکم قتل صادر ہوا حضرت کو پھر خبر ہوئی اور رہا کرا دیا چند بار یہی کیفیت گذری کہ وہ چوری سے باز نہ آتا اور حضرت براہ ترحم رہا کرا دیتے ؎ باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ۔ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ۔ غرضکہ پھر ایک بار اس چور کے قتل کا حکم ہوا ملازمین سلطانی نے سوچا کہ یہ باز نہین آتا اور حضرت پھر چھوڑ دین گے ایک اور مقام پر لے گئے جہان حضرت کی راہ گذر نہ تھی اور اس کو دار پر کھینچ دیا جب حضرت کو خبر ہوئی تو لاش پر تشریف لائے اُس کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ شاباش ؎

طالب راہ را ادب دادی ۔ جان خود را درین طلب دادی

میرے پیچھے مت ملو کہے کبیرا رام ۔ لوہا ماٹی ہو گیا پھر پارس کس کام

جھو کہہ گئی جو جن ملے اور جا ڑا گئے قبائی ۔ جو بن گئے تر یا ملی جو تینون دیو جرائے

وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا ۔ جل گیا جب کھیت مینھ برسا تو پھر کس کام کا

ایک روز ارشاد ہوا کہ منشی امیر علی صاحب کو کیمیا کا شوق بدرجۂ غایت تھا چنانچہ مرض الموت مین حاجی فریدالدین صاحب کو بلا کر وصیت کی کہ یہ دوا ستائیس دن تو کھرل ہو چکی ہے تین روز اور بچون کے پیشاب مین کھرل کر کے پان سیر اپلون کی آگ دینا اکسیر اعظم

Marfat.com

بنجائے گی خیر یہ تمھارے نصیب مین تھی ہم تو محروم ہی چلے ؎ امید بستہ برآمد ولے چہ فائدہ زانکہ ۔ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید ۔ اس کے بعد کچھ اور ترکیب بتائی اور اُسی حالت مین جان بحق ہوگئے ۔ دم آخر تک اپنے مطلوب کا خیال نچھوڑا اسی کے دھیان مین جان دی بھلا طالب کو خدا کے ساتھ اتنی تو محبت ہو ورنہ کاذب ہی ؎

عشق مولےٰ کے کم از لیلیٰ بود	گوی گشتن بہر او اولےٰ بود

ایک روز کسی شخص پانی پتی نے عرض کیا کہ سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ منصور حلاج کو مردود لکھا ہی جناب قبلہ نے پوچھا کہ کس طور سے لکھا ہے میر عباس علی لدھیانوی نے عرض کیا کہ یہ بات نہین بلکہ مردودِ دست لکھا ہے یعنے پہلے بیعت خیر علی نساج سے تھی پھر حضرت جنید بغدادی سے کی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ کچھ بات نہین ہے چنانچہ مولانا روم فرماتے ہین ؎

گفت حق اندر سفر ہر جا روی	باید اول طالب مردے شوی
بایزید اندر سفر جستی بسی	تا بیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدے ہمچون ہلال	بود درویشے فر و گفتار رجال
دیدہ نابینا و دل چون آفتاب	ہمچو پیلے دیدہ ہندوستان بخواب
بایزید او را چو از اقطاب یافت	مسکنت بنمود در خدمت شتافت

فرمایا کہ حضرت بایزید نے اول امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی چونکہ ہمت بلند اور حوصلہ فراخ رکھتے تھے تسلی نہ ہوئی بہت سے کاملین کی خدمت مین گئے اور فائدہ اُٹھایا پھر بھی تسکین نہوئی آخر اُس نابینا سے تشفی ہوئی کہ جس کا ذکر مثنوی مین موجود ہے میر عباس علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بزرگون نے لکھا ہے کہ شاہ منصور کی حالت انا الحق کے وقت اگر ہم ہوتے تو اُن کو اس منزل سے نکال دیتے لیکن مجکو بوجوہات تامل ہی اول یہ کہ خود حضرت جنید موجود تھے دوسرے اور بہت سے اکابر ایک سے ایک اعلیٰ اُس زمانے مین تھے کیا اُن کو اسقدر تصرف نہ تھا اسپر جناب قبلہ نے فرمایا کہ ہان غوث الاعظم نے ایسا لکھا ہے لیکن یہ صرف

Marfat.com

کہنا ہی کہنا ہے جو حالت شاہ منصور کی تھی خود حضرت جنید کو نہ تھی جب حضرت جنید کو قریب مرگ حالت توحید طاری ہوئی ہے تو روتے اور کہتے تھے کہ افسوس تمام عمر قیل وقال مین گذری یہ حال کھلتا تو عمر ضائع نکرتے۔ شاہ منصور نے مجاہدہ بھی نہایت سخت کیا تھا کہین روم کہین شام کہین چین جابجا چلہ کشی کرتے رہے جس وقت آپ کے لئے سولی تیار ہوئی اور جب جبہ اُتارا گیا تو جبہ کی بغل مین سے ایک بچھو بقدر دس مثقال برآمد ہوا لوگ مارنے لگے تو آپ نے منع فرمایا کہ یہ ہمارا بیس برس کا رفیق ہے اس کو نہ مارو پھر جب شاہ منصور کو دار پر کھینچ دیا جسم کو جلایا خاکستر کو دریائے دجلہ مین بہایا تو دریا جوش مین آگیا لوگون نے امام محمد کو خبر دی امام صاحب دجلہ کے کنارے آئے اور کہا کہ سُن منصور ہم جانتے ہین کہ تو طریقت مین سچا تھا لیکن ہمارا قلم اگر خلاف شرع چلا ہو تو شہر کو نارت کر ورنہ تجھ سے کچھ بھی نہ ہو سکے گا اُسی وقت دریا کا جوش فرو ہو گیا غرض کہ منصور ہرگز مردود دست نہین ہو سکتا کیونکہ مردودِ دست وہ شخص ہوتا ہے جو پیر سے انکار کرے اور پیر اُس کو مردود کرکے نکالدے اُنھون نے نہ پیر سے انکار کیا نہ پیر نے مردود اور جو باصفا پیر ہوتا ہے بعد تعلیم کے اپنے مرید کو اجازت دیتا ہے کہ اگر زیادہ حوصلہ ہو تو اور بزرگون کی خدمت مین جاؤ ایسا شخص مردود نہین کہلاتا اور جو حالت منصور پر طاری ہوئی تھی اُس نے منصور کو من کل الوجوہ فنا کردیا تھا اگر منصور کچھ باقی رہتا تو کوئی اُس حالت سے نکالتا اور خود حضرت جنید موجود تھے اُن سے بھی کچھ نہ ہو سکا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب منصور حلاج کی خاکستر مین سے صدائے اناالحق آتی تھی اُس وقت ایک عاشق آیا اور کہا کہ اب تو حق ہی حق ہے پھر اناالحق کہنا کیا ضرور ہے۔

عاشقے آمد مگر چوبے بدست	بر سر آن مشت خاکستر نشست
پس زبان بکشاد ہمچون آتشے	بازمے شورید خاکستر خوشے
وآنگہے میگفت برگوید راست	کانکہ میزد او اناالحق او کجاست
انچہ گفتی انچہ بشنیدی ہمہ	انچہ دانستی تو وَ دیدی ہمہ

Marfat.com

آن ہمہ جز اول افسانہ نیست   محو شد جانت درین ویرانہ نیست
اصل باید اصلِ مستغنی و پاک   گر نباشد فرع ور باشد چہ باک
ہست خورشید حقیقی بر دوام   گو نہ ذرہ مان نہ سایہ والسّلام

کہتے ہیں کہ بعد اس کے آواز بند ہو گئی۔ پھر جناب قبلہ نے یہ شعر فرمایا۔

آن شعلہ رو بغمزہ دلم را کباب کرد   مارا چہ کرد خانہ خود را خراب کرد

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ فقیری ایک بات ہے کان مین کہنے کی یا تو انسان ادھر تھا یا اُدھر ہو گیا گو یا آگ مین پھونک ماردی۔ نہ اُس کے لئے وقت وزمانہ درکار ہے نہ نماز و روزہ نہ وردہ و وظائف کی شرط ؎ داد اورا قابلیت شرط نیست * بلکہ شرط قابلیت داد اوست *

کسی شخص نے سوال کیا کہ حضور جب فقیری ایسی آسان ہے تو پھر مشقت و مجاہدہ کیون کراتے ہین آپنے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ایک شخص کے پاس تیل کے دو ہنڈے تھے نہایت میلے کچیلے۔ تیل مین چکٹے ہوئے ایک ہنڈا ایک کاریگر کو دیا اور پوچھا کہ اس کو کتنے عرصہ مین صاف کردو گے کہا کہ پورے چالیس روز مین دوسرا ہنڈا ایک اور کو دیا اُس نے کہا کہ لو مین آج ہی صاف کئے دیتا ہون پہلے شخص نے کیا کیا کبھی تو اُس ہنڈے کو کھرچتا اور کبھی کھار دیکر دھوتا کبھی نرم آنچ مین اُس کو گرم کرتا اس طرح چالیس روز مین صاف و شفاف کردیا اور ٹھوک بجا کر دالہ کیا دوسرے شخص نے کیا ترکیب کی کہ ہنڈے کے چارون طرف اُپلون کا انبار چنا اور آگ لگادی ہنڈا جھٹ پٹ صاف ہو گیا لیکن کسی کام کا نہ رہا جہان ذرا ٹھیس لگی اور چور چور ہو گیا بے شک صاف تو دونو ہو گئے مگر ایک کار آمد رہا اور دوسرا نکما ہو گیا

چنانچہ نقل ہے کہ خواجہ باقی باللہ صاحب کی خدمت مین ایک نان بائی ... ہوا کرتا تھا ایک روز خواجہ صاحب کے پاس چند مہمان عزیز آ گئے کھانا ... آپ متفکر ہوئے یہ دیکھکر نان بائی اپنی دوکان سے چند قسم کا کھانا لے آیا اور حضرت کے مہمانون کو کھلایا آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مانگ کیا مانگتا ہے اُس نے عرض کی کہ حضور مجکو اپنا جیسا بنا دیجئے خواجہ صاحب اُس کو حجرہ کے اندر لے گئے اور ایک نگاہ کی جس کو اتحادی توجہ

Marfat.com

کہتے ہین اُسی وقت بالصورت والعلم ایک ہوگیا جب حجرہ سے برآمد ہوئے توکسی کو تمیز نہ ہوتی تھی کہ خواجہ صاحب کون سے ہین اور نان بائی کونسا ہے صرف اتنا فرق تھاکہ خواجہ صاحب ہوشیار تھے اور وہ مدہوش لیکن تین روز کے بعد وہ شخص مرگیا کیونکہ دفعتہً تعلیم ہوئی تھی۔

تیز نگاہے نشست مسکن خودجان گذاشت	طاقتِ مہمان نداشت خانہ مہمان گذاشت

بس اسی واسطے دفعتہً تعلیم نہین دیتے اور محنت ومجاہدہ کراتے ہین کہ حوصلہ بڑھ جائے ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ رامپور مین ایک امیر کے مکان پر کوئی کیمیاگر آئے اُس امیر نے فقیر سمجھ کر خوب خدمت کی چھ مہینہ بعد جانے لگے توکہاکہ ہم کو اکسیر یاد ہے جی چاہے توسیکھ لو امیر بولا صاحب مجکو حاجت نہین فقیر نے کہاکہ خیر تم کیمیا نہین سیکھتے تو ہمارے ہاتھ کی پکی ہوئی ایک چیز چالیس روز کھالو امیر نے کہا بہت اچھا چالیس دن تک کھلاکر رخصت ہوا اور بولاکہ لو تم نے کیمیا تو نہین سیکھی مگر ہم نے خود تم کو اکسیر بنا دیاہی کچھ عرصہ کے بعد انقلاب روزگار نے ایسی خانہ خرابی کی کہ اُس امیر کو فقیر بنادیا فاقہ کشی کی نوبت پہنچی ایک پُرانی دیگچی بازار مین بیچنے گیا خوبیِ قسمت سے وہ بھی نہ بکی دوپہر کاوقت گرمی کے دن نہایت حیران وپریشان ہوکر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور افسوس کرنے لگا کہ اگر اُس فقیر سے کیمیا سیکھ لیتے توآج کام آتی اُس وقت خیال آیاکہ فقیر نے یہ بھی توکہا تھا کہ مین تم کو اکسیر بنا چلاہون فوراً اپنا پسینا لیکر اُس دیگچی کو مل دیا اور جنگل مین اُپلے جمع کرکے آگ دیدی دیگچی کندن ہوگئی لیکن اُس پر ایک ایسی حیرت طاری ہوئی کہ تین روز تک متحیر بیٹھا رہا آخر چوتھے دن غائب ہوگیا چونکہ دفعتہً اپنی تاثیر اُس پر ظاہر ہوئی متحمل نہ ہوسکا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ شاہ بھیک صاحب نے باباسیتل پوری کی خدمت مین جوکہ حضرت شاہ کمال قادری رحمتہ اللہ علیہ سے فیضیاب تھے یہ شعر لکھ کر ارسال کیا ؎

چلتے چلتے جگ گیو اور بھیک وواری دور	خرچی نبڑی پگ تھکے جا کوئی کہے حضور

اُس کے جواب مین باباسیتل پوری نے یہ شعر تحریر کیا ؎ جن ٹھین تم جات ہو اُن ٹھین

ہین دور٭ ست نام سیتل پوری جوسن مکہ رہے حضور٭ مطب یہ ہی کہ راہ سلوک تو ایک نہایت دور و دراز راہ ہے جون کی چال چلنا راہ ورستہ کا اُتار چڑہاو بھگتنا اور گانو گانوین منزل ومقام کرنا صعوبات سفر اور عقبات رہ گذر اور عجائبات منازل ور طلسمات راہ کی سیر دیکھنا اس طور سے سفر طویل اور منزل مقصود بعید ہوجاتی ہی جیسے کوئی شخص دہلی سے کلکتہ کا سفر پیادہ پا قطع کرے مگر راہ قلندری مین سیر منازل اور تماشائے مراحل کچہہ نہین جیسے کوئی آدمی ریل مین سوار ہوکر جھٹ پٹ کلکتہ مین جا اُترے ؎

صنمارہ قلندر سنرار بمن نمائی ٭ کہ دراز و دور دیدم رہ ورسم پارسائی

ان دونوین ہر طرح بڑا فرق ہے

ایک روز کسی طالب نے شکایت کی کہ حضور آج تک ہمکو کچھ حاصل نہین ہوا ہنوز روز اول ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ میر پنجہ کش صاحب دہلوی سے ہمنے بھی مشق خط کی تھی اس وقت اُن کی بات یاد آگئی۔ میر صاحب کا دستور تھا کہ جب کوئی لڑکا اُن کی خدمت مین حاضر ہوتا تو اول روز اُس کے ہاتھ سے ایک وصلی لکھواتے اور اپنے پاس رکھ لیتے جب کبھی شاگرد شکایت کرتا کہ حضرت اتنی مدت گذری لیکن میرا خط درست نہین ہوا تو اس کی پہلی لکھی ہوئی وصلی نکالکر سامنے رکھدیتے کہ اس سے مقابلہ کرلو کتنا فرق ہوا ہے جبکہ پہلی تحریر دیکھتا تو فرق بین معلوم ہوتا شاگرد کی تسکین ہوجاتی تھی۔ ایسا ہی حال طالبان طریق کا ہے کہ جب تعلیم بتدریج حاصل ہوتی ہے تو امتیاز حال نہین ہوتا اور طالب کو تشنگی طلب بدستور رہتی ہے اور خیال کرتا ہے کہ ابھی کچھ حاصل نہین ہوا حالانکہ مرد کامل کی صحبت اپنا کام کرتی رہتی ہے اگر اسمین بھی وصلی لکھی جاتی تو ہم بھی لکھوا رکھتے آج مقابلہ ہوجاتا۔ لیکن تبدیل خیالات مین کچھ فرق ہوا یا نہین پہلے کی نسبت خود ہی کمی وبیشی معلوم ہوتی ہوگی انکشاف اگر اُس کو منظور ہے تو وہ بھی ہوجاے گا ؎

در بلا صبرے بباید مرد را ٭ صبر خودکے باشد اہل درد را

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک شہزادہ بام محل پر ہر طرف سیر کر رہا تھا ناگاہ اُس کی ہمسایہ کی لڑکی بھی اپنے بالاخانہ پر جلوہ افروز ہوئی شہزادہ اُس کو دیکھتے ہی بیہوش ہوگیا ؎

Marfat.com

ان دکھیا انکھین کو سکھ سرجو ہے نا ئین	دیکھت بنی نہ دیکھتین بن دیکھے اکلائین

غلام وکنیز اُس کو اُٹھا کر محل سرا مین لائے جب لخلخہ سونگھایا تو ہوش آیا لیکن مرض عشق اپنا اثر کر چکا تھا روز بروز دل ہی دل مین گھُٹنے لگا ہر چند علاج و معالجہ کیا شفا نہ پائی آخر ایک حاذق طبیب نے سبب اصلی معلوم کر کے بادشاہ کو اطلاع دی بادشاہ نے فوراً شادی کا پیام دیا اور منظوری کے بعد دھوم دھام شروع ہوئی اُس وقت طبیب روشنضمیر نے بادشاہ سے کہا کہ ابھی شادی مین توقف کرو کیونکہ جس کو دیدار کی تاب نہین وہ وصال کا کب متحمل ہوسکتا ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے دو مکان بنوائے جائین جن مین ایک دیوار حائل ہو اور روزن دیکھ بھال کے لئے رکھے جائین اور دونو جدا جدا مکان مین رہین شہزادی کبھی کبھی اپنے دیدار کی جھلک دکھا دیا کرے جب شہزادہ متحمل ہو جائے تو اُس وقت شادی کرنی چاہیئے یہ بات سب نے پسند کی کیونکہ دفعتہً وصال ہوتا تو شہزادہ شادی مرگ ہوجاتا غرض تجویز کے موافق مکان تیار ہوا دونو جُدا جُدا رہنے لگے۔ شہزادہ ہر وقت شوق دیدار مین بیقرار ہو کر تاک جھانک کرتا شہزادی نے یہ انداز اختیار کیا کہ کبھی روزن دیوار سے ذرا انگلی دکھائی کسی روز انگوٹھا کبھی پنجہ حنائین کبھی ساعد سیمین چمکا دیا کبھی چشم مخمور کے جام سے مست کیا کبھی شمع رخسار صبح جبین کی جھلک دکھائی کبھی گیسوئے عنبر بار کا لخلخہ سونگھایا کبھی سرو قامت کی خرام سے قیامت برپا کی کبھی آواز جان نواز سنا کر جلا دیا۔ القصہ رفتہ رفتہ شہزادہ کے دل بیقرار کو یہان تک تحمل ہونے لگا کہ دیر دیر تک معشوقہ کے دیدار کی بہار دیکھا کرتا اور جلوہ حسن سے بیخود نہوتا اسوقت وصال کی ٹھہری۔ ایسے ہی پیر دانا طالب کے ظرف کا اندازہ کر کے اس کی استعداد کے مناسب تعلیم و تلقین بتدریج فرماتے ہین ورنہ طالب مبتدی وکم حوصلہ کو دفعتہً تعلیم کرنا موجب زیان جان ہوتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شاہجہانپور مین ایک خانصاحب تھے اُن کی بیوی نہایت حسینہ وجمیلہ تھی

پیتری ہی تت پائی دا اگھر کے جو پاس	نت پرت یو نو ہے رہت آنن ادب اُجاس

جب خانصاحب سفر مین ہوتے تو وہ بیوی خط لکھنے پڑھنے کے واسطے محلہ کی مسجد کے امام کو

Marfat.com

بلاتی تھی چنانچہ ایک بار وہ نیک بخت پس پردہ بیٹھی تھی اور امام صاحب خط لکھنے کو تیار تھے پوچھا کیا لکھون؟ اتنے مین ہوا نے پردہ اُٹھا دیا اتفاقاً مولوی صاحب کی نگاہ اُس پردہ نشین سے دوچار ہوگئی ہوش و حواس جاتے رہے اِس کے بعد عورت نے مضمون بتانا شروع کیا۔ مولویصاحب لکھنا تو بھول گئے بار بار یہی کہتے تھے کیا لکھون؟ اب عورت جو کچھ کہتی ہے اُس کے جواب مین مولوی صاحب کی زبان یہی جاری ہے کہ کیا لکھون؟ آخر وہ عورت سمجھ گئی کہ ملّا غریب آفتاب حسن کی تاب نہ لاسکا ایک ہی جلوہ مین چکاچوند ہوگئے شہباز عشق نے طائر عقل کے پر نوچ لئے ۵

در دل عاشق چو عشق آتش فروخت	ہرچہ جز معشوق بود آنرا بسوخت

اپنی کنیز کو اشارہ کیا کہ جا مولویصاحب کو جلدی سے مسجد مین پہنچادے کنیز اُن کو مسجد مین چھوڑ گئی لیکن خور و خواب آرام و قرار سب فراموش اِس لفظ کے سوا کچھ یاد نرہا ہر وقت یہی وظیفہ تھا کہ کیا لکھون؟ آخر راز فاش ہوگیا چند روز کے بعد خانصاحب بھی پہنچے مولویصاحب کا احوال سُنکر بہت افسوس کیا ایک روز اپنی بیوی سے کہہ گئے کہ تم اس وقت اچھا لباس اور عمدہ زیور پہنکر آراستہ ہوجاؤ آج مولویصاحب کی دعوت ہے عصر کے وقت اُس دیوانہ عشق کو اپنے گھر مین لاتے اور کھانا سامنے دکھا مولویصاحب کو تو وہی ایک بات یاد تھی بولے کیا لکھون اُس وقت خانصاحب نے بیوی کو اشارہ کیا کہ پردہ سے باہر آجاؤ اُس کا سامنے آنا اور نگاہ کا دوچار ہونا تھا کہ دونو بغل گیر ہوکر فنا ہوگئے۔

عشق یوسف را ازان ساز و غلام	تا کہ آرد مر زلیخا را بدام
عشق موسیٰ را بکوہ طور برد	بہر دید دوست سوئے نور
عشق احمد را بود معراج دین	تا مقام او شود حق الیقین
عشق چہ بود قطرہ دریا ساختن	از دو عالم باخدا پرداختن
عشق از ہستی خود وارستن ست	در مقام سرمدی پیوستن ست

دونو شہید تیغ عشق اسی طرح ہمکنار دفن کئے گئے لوگون نے چاہا بھی کہ جُدا کردین

Marfat.com

لیکن خانصاحب نے منع کیا کہ جن کو خدا نے ملایا اُن کو ہم کیون جدا کرین ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی		تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

چونکہ حسن پردہ در اور عاشق کم حوصلہ تھا اور وصال یک بیک ہو گیا نہ عشق رہا نہ عاشق نہ معشوق یہ بھی ندارد اور وہ بھی ندارد فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

	زبسکہ حسن فزود و غمش گداخت مرا	نہ من شناختم او را نہ او شناخت مرا	

ایک بار مولوی محمد عبد الحکیم صاحب و محمد اسمعیل صاحب میرٹھ سے اور سید غلام محمد صاحب وکیل لدھیانہ سے واسطے قدمبوسی جناب قبلہ کے حاضر ہوئے تھے سب صاحبون نے راقم سے کہا کہ حضرت کے کلام کے ہم بہت مشتاق ہین آج کسی طور تحریک کرو چنانچہ بعد نماز عشا ہم سب حاضر خدمت مبارک ہوئے اور تسلیم بجا لا کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد راقم نے یہ شعر عرض کیا ؎ باز گو از نجد و از یاران نجد تا در و دیوار آری بوجد ٭ اُس وقت جناب قبلہ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا ؎

ارے او میکدہ کے جانے والے		ذرا کہدیجیو پیر مغان کو
شراب شوق کی کم ہو گئی کیف		پلا ایسی کہ بھولے دو جہان کو

ایک فقیر دل خستہ کسی شہر مین وارد ہوا اور نان بائی کی دوکان پر جو بادشاہی محل کے قریب تھی روٹی خریدنے کے لئے گیا اتفاقاً شہزادی صاحب جمال حور تمثال سیر بازار مین مصروف تھی فقیر کی اُس پر نگاہ جا پڑی شہزادی شوخی و ناز سے انگوٹھا دکھا کر ہنستی ہوئی جلدی اُس آن و ادا کو دیکھکر فقیر بیچارہ کا دل قابو مین نہ رہا تیر نگاہ سینۂ بے کینہ کے پار اور تیغ ابرو سے جگر فگار ہو گیا۔

دل بسوے آن پری غرفہ نشین حیران بماند		شمع در فانوس شد پروانہ سرگردان بماند
تا بگلشن سرو سیمین را خرامان ساختی		رونق از گل رفت و بلبل را پریشان ساختی
تا سمند ناز را سرگرم جولان ساختی		شور محشر بر سر گور غریبان ساختی
پریم کہانی بس بھری مت سنیو کوئی آے		باتون باتون بس چڑھے اور دیکھت ہی ڈس جائے
نین پیادے پھنس رہے پریم کیچ کے بیچ		من گوبند کا ڈھن گئے وہ بھی رہگئے نیچ

Marfat.com

جب ہوش آیا تو محل شاہی کے نیچے دھونی رما کے بیٹھ گیا رفتہ رفتہ تمام شہر مین اُس کے عشق کا شہرہ ہوا اور یہ خبر بادشاہ کے کان تک بھی پہنچگئی وزیرون سے پوچھا اب کیا تدبیر ہے۔ اُنھون نے عرض کی کہ کسی شخص کو کہدینا چاہئے کہ اس فقیر کو قتل کرڈالے یہ مشورہ شہزادی نے بھی سُنا۔ رات کے وقت اُس عاشق زار کو بلوایا اور پس پردہ آکر اُس سے کہا کہ سُن فقیر تیرے قتل کا سامان ہو رہا ہے بہتر یہ ہی کہ تو یہان سے نکلجا ورنہ مارا جائیگا فقیر بولا کہ اے شاہزدی مین تو اُسی دن مرچکا تھا جب تم نے ناز و انداز سے انگوٹھا دکھایا اب مردہ کو جو چاہین سو کرین میری جان تو پہلے ہی تپر قربان ہوچکی ہے مجکو رنج و راحت دونو برابر ہین ع زندہ کنی عطائے تو ور بکشی رضائے تو۔ آپ کچھ فکر نکرین اگر یہ بات صحیح ہے تو اس سے زیادہ میرے لئے کون سی سعادت ہے سچ تو یہ ہے کہ رنج و راحت دونو ہمارے واسطے ہین یہ نہین ہوسکتا کہ راحت تو ہمارے لئے ہو اور رنج کوئی اور اُٹھائے اگر یہ جان آپ پر قربان ہوجاے تو عاشقون کا عین دین و ایمان ہے۔

از محبت تلخہا شیرین شود
از محبت دردہا شافی شود
از محبت دار تختی میشود
بے محبت روضہ گلخن میشود
از محبت نار نوری میشود
بے محبت موم آہن میشود
از محبت سقم صحت میشود
از محبت شاہ بندہ میشود
آب کم جو تشنگی آور بدست
تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب
چرخ را در زیر آور اے شجاع

از محبت مسہا زرین شود
از محبت خارہا گل میشود
از محبت بار بختی میشود
از محبت حزن شادی میشود
از محبت دیو حوری میشود
از محبت نیش نوشی میشود
از محبت قہر رحمت میشود
چون خلیل از آسمان بفتی
تا بجوشد آب از بالا و پست
آب رحمت بایدت رو پست شو
بشنو از فوق فلک بانگ سماع

از محبت دُردہا صافی شود
از محبت سرکہا مُل میشود
از محبت سجن گلشن میشود
از محبت غول ہادی میشود
از محبت سنگ روغن میشود
از محبت شیر موشی میشود
از محبت مردہ زندہ میشود
بگذر و کہ [illegible]
[illegible]
تا سقاہم ربہم آید خطاب
وانگہان خور خمر رحمت مست شو
پنبہ وسواس بیرون کن ز گوش

Marfat.com

تا بگوشت آید آن بانگ خروش	دفع کن از مغز واز بینی زکام	[illegible]

پھر شاہزادی نے کہا کہ اچھا ہم تیرے ساتھ چلنے کو راضی ہیں [illegible]
لے چل فقیر نے کہا کہ

من شمع جان گدازم تو صبح دلکشائی نزدیک این چنینم دور آن چنان کہ گفتم		سوزم گرت نہ بینم میرم [illegible] نے تاب وصل دارم [illegible]

مین اسکی قابلیت نہین رکھتا کجا تم کہان مین - چہ نسبت خاک [illegible]
یہ بوجھ تو مجھ سے ہرگز اُٹھایا نہ جائے گا میری تاب وطاقت سے باہر ہے جب [illegible]
اس بات پر بھی راضی نہوا اور مرنا ہی اختیار کر لیا تو شہزادی نے پردہ اُٹھا کر [illegible]
معانقہ ہی کر لو زندگی کا کچھ اعتبار نہین -

من از آن حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم	کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

دونو معانقہ کرتے ہی جان بحق ہوگئے

بیا ساقی کہ من مردم کفن از برگ تاکم کن بل فاتحہ بدرود ہم دگر گورم ازین ترکن سالکان دانند در میدان درد تا نباشی مدتے زیر و زبر سالہا بر دند مردان انتظار		بآب مے بدہ غسلم درین میخانہ خاکم کن کہ روزے عاقبت ما را بیک جام انجامم کن تا فنائے عشق با مردان چہ کرد کے توانی یافت ز آسایش خبر تا یکے را بار شد از صد ہزار

اگر انسان کو اتنی بھی محبت خدا سے نہو تو وہ انسان کیا حیوان ہے -
ایک روز ارشاد ہوا - کہ ایک بادشاہ کو وزیرزادہ سے ایسی محبت پیدا ہوئی کہ بغیر اُس [illegible]
ایک دم چین نہ تھا اتفاق سے کچھ مدت کے بعد وہ وزیرزادہ کسی عورت پر عاشق ہو
ہر وقت اُسی کے ذکر و فکر اور اُسی کی تاک جھانک مین رہنے لگا بادشاہ کے پاس آنا
کم ہوگیا ہرچند بادشاہ خفا ہوتا مگر وہ کب سنتا تھا

نہ میری سنے وہ نہ مین ناصحون کی	نہین مانتا کوئی کہنا کسیکا

ایک شب وزیرزادہ بادشاہ کے پاس تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کی آنکھ لگ گئی جھٹ وہان

Marfat.com

والا اپنی معشوقہ کے پاس پہنچا پادشاہ اتنے مین جاگ اُٹھا دیکھا تو محبوب ندارد گھبرا گیے
بیقراری اور غصہ کی حالت مین جستجو شروع کی آخر پتا لگاتے لگاتے وہین پہنچا جہان وہ
دلدادہ عیش و نشاط مین مصروف تھے دیکھتے ہی آتش غضب بھڑک اُٹھی بولا وزیرزادے
مین نے تجکو اسقدر ناز و نعمت سے پالا تمام ملک کی حکومت تجکو عطا کی تمام خزانونکی
کنجیان تجکو دین جو تیرا جی چاہتا ہے سو کرتا ہے ہر قسم کی عزت ہر طرح کا اقتدار تجکو
حاصل ہے پھر تو میرا مطلوب ہو کر غیر کی طرف کیون مائل ہوا یَا اَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ
بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ فِیْ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ
یعنے ای انسان کس چیز نے تجکو فریفتہ کیا جو کافر ہوا تو ساتھ خداوند اپنے کے وہ خدا
تعالے کہ تجکو پیدا کیا پس درست کئے اعضا تیرے اور تمیز کیا تجکو غیر سے جس صورت مین
کہ چاہا۔ اس جوش غضب مین بادشاہ نے غلامون کو حکم دیا کہ اس نابکار کی کھال
کھینچکر سولی پر چڑھا دو تاکہ اور لوگ عبرت پکڑین اور بہت جلد تعمیل حکم کر کے ہم کو
خبر دو اتنے مین وزیر کو خبر پہنچی دوڑا ہوا آیا اور غلامون کو بہت کچھ زر و جواہر دیکر
کہا کہ تم جانتے ہو بادشاہ کو اس سے کسقدر محبت ہے یہ حکم شان غضب مین دیا ہی
جب غصہ فرو ہو جائیگا تو پھر تم پر اُلٹا غضب نازل ہو گا اُس وقت اس کو کہان سے لاؤگے
اور اپنے بچنے کی کیا تدبیر کروگے بہتر یہ ہے کہ اس کو چھپا دو اور کسی واجب القتل مجرم
کو سولی پر لٹکا دو۔ غلامون نے ایسا ہی کیا۔ اگلے دن بادشاہ نے غلامون سے حال
دریافت کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو جیسا حکم ملا تھا اُس کی تعمیل کی گئی چنانچہ ابھی تک
وہ دار پر آویزان ہے پادشاہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور سب کو خلعت و انعام دیا اور کہا
کہ خوب کیا اُس کو اسی طور سے رہنے دو تاکہ خلقت اُس کے حال سے عبرت حاصل کرے
تمام شہر مین غوغا ہو گیا ہر ایک شخص اس کی نعش پر آتا اور اُس کی حالت یاد کرکے روتا [illegible]
گذرے تو بادشاہ کی آتش خشم سرد ہو گئی اور عشق و محبت کی سوز و گداز [illegible] اپنے کئے سے
نہایت پشیمان ہوا اس کی صورت اُس کی باتین یاد کرکے زار زار رونے لگا اس کی عزاداری مین ماتمی لباس پہنا ـــ۵

مے کشد پنہان و مے پوشد کبود		از فسونِ نرگسِ شہلا مپرس	

Marfat.com

رات کے وقت جبکہ دار اغیار سے خالی ہوتی تو وہان جاتا اور صبح تک اُس کے ... خون مین لوٹتا اور روپیٹ کر واپس چلا آتا چالیس روز تک بادشاہ پر یہی کیفیت گذری

از پس چل روز آن بیخود و خواب ۔۔۔ آن پسر را دید یک ساعت بخواب
روئے ہمچون ماہ او در مشک غرق ۔۔۔ از قدم در خون نشستہ تا بفرق
شاہ گفتش اے لطیف جانفزا ۔۔۔ از چہ تو غرقے بخون سر تا بپا
گفت در خون ز آشنائے تو ام ۔۔۔ این چنین از بیوفائی تو ام
باز کردی پوست از من بے گناہ ۔۔۔ از وفاداری نبود اے بادشاہ
یار خود با یار آخر این کند ۔۔۔ کافرم گر ہیچ کافر این کند
من چہ کردم تا تو بردارم کنی ۔۔۔ سربری و سرنگون سارم کنی
روئے اکنون مے بگردانم ز تو ۔۔۔ در قیامت داد بستانم ز تو
چون شود دیوان داور آشکار ۔۔۔ داد من از تو ستاند کردگار

جب بادشاہ نے یہ خواب دیکھا اور لڑکے سے بیوفائی کا دردناک گلہ سنا تو اور بھی زیادہ بیقرار ہوا آنکھ کھُل گئی دل کی بیچینی اور طبیعت کی بیتابی اسقدر بڑھی کہ بیہوش ہوگیا جب وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ کی بُری حالت ہے تو لڑکے کو اشارہ کیا وہ تیغ و کفن لیکر بادشاہ کے قدمون پر جا گرا اور دونو بیخود ہو گئے۔

شاہ چون شد از فراقِ او خلاص ۔۔۔ ہر دو خوش رفتند در ایوان خاص
بعد از ان کس واقفِ اسرار نیست ۔۔۔ زانکہ آنجا موضع اغیار نیست
انچہ آن یک گفت آن دیگر شنید ۔۔۔ کو برید آن حال گوش کر شنید

پھر فرمایا کہ خواب مین یہ شکایت بادشاہ سے کس نے کی وزیرزادہ تو زندہ تھا بات یہ تھی کہ بادشاہ کو جو تخیل تھا وہی پیش آیا ؎ پندار اینکہ ہرت از دل عاشق رود ہر گز جو میرد مبتلا میرد جو خیزد مبتلا خیزد بحمد اللہ تعالٰے کا معاملہ بھی اپنے بندہ کے ساتھ ایسا ہی ہے انسان کو لازم ہے کہ سوائے خدا کے غیر کو دل مین جگہ نہ دے۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شہزادی اپنے غلام پر عاشق ہوگئی جبکہ جنون عشق کا غلبہ ہوا

اور عصمت وحیا کا پردہ چاک ہونے لگا تو ناچار اپنی دس کنیزون کو جو فن موسیقی مین کامل تھین اور لحن داؤدی سے تاثیر سحر دکھاتی تھین اپنے پاس بُلایا اور راز دل ظاہر کیا کہ اب مجھ مین تاب جدائی باقی نہین کوئی تدبیر کرو کہ اُس غلام پری پیکر کو خبر نہو اور لطف وصال حسب دلخواہ میسر آوے ورنہ میری جان اسی غم مین گُھل جائیگی اُن سب نے عرض کیا کہ یہ کیا بڑی بات ہے لو آج ہی سہی-ایک عیارہ اُن مین سے گئی اور غلام کو ایک جام داروئے بیہوشی کا پلا دیا اور اُس حالت بیخبری مین اُس کو لاکر شاہزادی کے پلنگ پر لٹا دیا جب نصف شب کے بعد اُس کو ہوش آیا تو اپنے تئین بہشت مین پایا-

نیم شب چون نیم مستی آن غلام	چشم نرگس برکشود از غم تمام
دید قصرے ہمچو فردوس از نگار	تخت زرین از کنارش تا کنار

اس بزم عیش وسامان نشاط کو دیکھکر غلام متحیر اور شاہزادی کے حسن باکمال وجمال بیمثال مین محو ہو گیا

انگ انگ پرتی بنت پڑی درپن سے سب گات	دوہری تیہری چوہری بھوگن جانے جات

کنیزان سحرفن گانے بجانے مین مصروف ہوئین اور شہزادی مشاہدہ جمال اور لطف وصال مین مشغول رات بھر وہ غلام یہ عجیب سانگ دیکھتا رہا قریب صبح سو گیا تو شہزادی کی چالاک کنیزون نے اُس کو اُٹھا کر پھر وہین جا ڈالا جب آنکھ کھلی تو نہ وہ محفل نہ وہ سامان وہی جگہ وہی مکان اب غلام حیرت کے دریا مین ڈوب گیا کہ یہ کیا حال تھا خواب تھا یا خیال تھا آہ وزاری شروع کی لوگون نے حال دریافت کیا تو کہا کہ مین کچھ بیان نہین کرسکتا ایک خواب تھا بیداری سے بہتر ایک بیداری تھی خواب سے پریشان تر نہ خواب تھا نہ بیداری

ہیچ نشنیدم چو بشنیدم ہمہ	من ندیدم گرچہ من دیدم ہمہ

جب عارف دریائے توحید مین غوطہ لگا کر باہر آتا ہے تو اُس پر یہی حالت طاری ہوتی ہے ع

حیرت اندر حیرت است ٭

ایک روز ارشاد ہوا- کہ ایک فقیر روشنضمیر ایک شاہزادہ پر عاشق ہو گیا اور اُس نے عشق و محبت کا زور شور شہرۂ آفاق ہوا بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ ایک گدائے بینوا شہزادہ مہ لقا کی محبت مین دیوانہ ہو گیا ہے بادشاہ آتش غیرت مین سوختہ ہو گیا اور وزیر کو حکم دیا کہ اُسید م

Marfat.com

گدائے شوخ چشم کو سولی دید و وزیر بموجب فرمان شاہی ... کو زیر دار لایا اسوقت اُس سوختہ جگر نے کہا کہ اگر تھوڑی مہلت ... کچھ دعا کرلوں چنانچہ وزیر نے اتنی مہلت دی اور فقیر نے ... کہے

پس میان سجدہ گفتا کاے الٰہ — چون بجواہد گشت شاہم ...
بیش ازان کزجان برایم بے خبر — روز بیم گردان جمال آن ...

تیر دعا نشانہ مدعا پر جا لگا فقیر کی دعا نے وزیر کے دل پر اثر کیا اُس نے فوراً بادشاہ سے اُس کے عشق صادق کا حال بیان کیا بادشاہ کا بھی دل نرم ہوگیا شہزادہ سے کہا کہ جاؤ اور نہایت خاطر و مدارات سے اُس دلدادہ کو ہمارے پاس لاؤ شہزادہ گیا اور فقیر کا سر اپنے زانو پر رکھا فقیر سوختہ نے دیکھا تو آپکو کنار معشوق مین پایا بال یار پر جان نثار کی

سورج کے سامنے نہین شبنم کو کچھ قرار — ہم پاس تم جو آئے تو پھر ہم کہان رہے
نعرہ زد جان بہ بخشید و بمرد — ہمچو شمعی باز خندید و بمرد
چون وصال دلبرش معلوم شد — فانئے مطلق شد و معدوم شد
سالکان دانند در میدانِ درد — تا فنائے عشق با مردان چہ کرد
جملگی مردان فنائے رہ شدند — در فنائے حق بحق آگہ شدند
تا نباشی مدتے زیر و زبر — کے توانی یافت زآسایش خبر
عاشقان جان باز این رہ آمدند — وز دو عالم دست کوتہ آمدند
کس درین وادی بجز آتش مباد — وانکہ آتش نیست عیشش خوش مباد
عاشق آن باشد کہ چون آتش بود — گرم رو سوزندہ و سرکش بود
مرد کار افتادہ باید عشق را — مردم آزادہ باید عشق را
نے تو کار افتادۂ نے عاشقی — مردۂ تو عشق را کے لائقی

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قوالی سن رہے تھے آپ کو جوش آیا اور جوش مین رومال ...

فرمایا کہ افسوس ہم دھوبی کے لڑکے کے برابر بھی نہوئے۔ اُسوقت تو کسی خادم کو تاب نہوئی کہ دریافت کرے لیکن دو تین دن کے بعد حضرت امیر خسرو نے وقت فرصت مین عرض کیا کہ اُس روز جو حضور کی زبان الہام بیان سے یہ الفاظ صادر ہوئے تھے اِس راز سے آگاہ فرمایئے آپنے فرمایا کہ بادشاہی دھوبی کا لڑکا بن دیکھے بھالے شہزادی پر شیفتہ ہو گیا ؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کین دولت از گفتار خیزد وہ لڑکا تمام دن شہزادی کے کپڑے دھوتا اور طرح طرح سے اُن کو درست کرتا اور غائبانہ اس کے حسن و جمال کی یاد مین نالہ و فریاد کیا کرتا ؎

رخنہ ہائے بعید ہجر تو در دل ساختہ	عشق چون زنبور در ہر خانہ منزل ساختہ
انگ انگ چھین کر بیچ مین جو پی چھیڑت دین	برہ تپیا ہوئے کے چھین چھین گھر کین

چندروز تو یہ راز پوشیدہ رہا آخر طشت از بام ہوا لڑکے کے گھروالون کو یہ بھید کھل گیا ؎

عشق نہ آنست کہ ماند نہان	گرچہ بود پردہ جہان در جہان

اس کے والدین کو اندیشہ پیدا ہوا کہ بڑی خرابی کی بات ہے اگر شاہزادی کو خبر ہوگی تو یہ مارا جائے گا اور اگر یہہ چپ چاپ اِس غم مین مبتلا رہا تو مر جائیگا ع گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل ٭ ایسی جگہ اس نے کمند ڈالی ہے کہ جہان رسائی دشوار ہے ہم دھوبی وہ شاہ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ آخر یہہ خیال آیا کہ کسی طور سے لڑکے کی طبیعت کو بدلنا اور اس کے دل سے یہ خیال مٹانا چاہئے اُس کی مان ایک دن اداس صورت اور غمگین چہرہ بناکر بیٹے کے پاس جا بیٹھی اور سرد آہین بھرنے لگی۔ اُس نے پوچھا امان خیر تو ہے آج تمھارا کیا حال ہے۔ بہت اصرار کے بعد کہا بیٹا کیا کہون کہا نہین جاتا کلیجہ منہ کو آتا ہے یہہ کہکر آنسو بہانے لگی اور بولی کہ جس شہزادی کے تو کپڑے دھویا کرتا تھا آج اُس کا سوم تھا لڑکے نے مضطرب ہوکر تین بار دریافت کیا کہ کیا وہ مر گئی تو جان بحق ہو گیا ؎ ابتدا ہی مین اُٹھ گئے سب یار عشق کی کون انتہا لایا [illegible] میکدہ سے ہر شیشہ ملین گے اگر چہ الزام یہ دھوبن نے سوچا کچھ تھا ہو گیا کچھ رونا پیٹنا شروع کیا اسی [illegible] ہوتا تھا آخر دھوبی کے بیٹھے سے پوچھتے رو رو وہ دھوبن شہزادی کے کپڑے لیکر گئی اُس نے

دیکھکر کہا یہ کپڑے آج کس نے دھوئے ہین پہلی سی صفائی نہین وہ تو کچھ محبت کی صفائی معلوم ہوتی تھی یہ بات سُن کر وہ غمزدہ زار قطار رونے لگی پہلے تو جھوٹا رونا تھا اب سچ مچ کا رونا ہوگیا ؎ جھٹ مُٹ کھیلے سچ مچ ہوئے سچ مچ کھیلے برلا کوئے چ
شہزادی نے پوچھا کمبخت بتا تو سہی روتی کیون ہے کچھ مُنہ سے تو بول اُس نے تمام حال اپنے لخت جگر کی رحلت کا رو رو کے بیان کیا اور کہا وہ نامراد جو تمھارے کپڑے دھوتا تھا اس طرح جہان سے اُٹھ گیا یہ اُس کا پیغام ہے۔

اتنا پیغام درد کا کہنا	گر صبا کوئے یار مین گذرے
کون سی رات آن ملئے گا	دن بہت انتظار مین گذرے

شہزادی بولی کہ اچھی دھوبن ہم کو بھی اپنے لڑکے کی قبر دکھلا ؎ ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی ٭ مارا خراب کردی و خود مبتلا شدی ٭ یہ بات کہکر کھڑی ہوگئی اور دھوبن کو ساتھ لے قبرستان کی طرف روانہ ہوئی۔

وہ چلا جو آتا ہے دوستو ذرا اُس سے بچتے رہا کرو	کیا قتل جسنے نظیر کو یہ وہی تو خانہ خراب ہے
مرے سے پیچھے مت ملو کہے کبیرا رام	لوہا ماٹی ہوگیا پھر پارس کس کام

چلتے چلتے قبر پر پہنچی اور اُس کو نہایت درد و حسرت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا فوراً قبر شق ہوگئی شہزادی نے کہا ؎ شق جا بجا ہے آہ یہ کس کا مزار ہے ٭ شاید کہ اس مین دفن دلِ بیقرار ہے ٭ پھر بیتاب ہوکر شہزادی اُسی قبر مین سما گئی۔

اس چمن کی سیر مین آیا پیون ملکے گُل	کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گل کے گل
یہ نہ وہ دریا کہ جس سے گذرئیے پُل باندھ کر	موج چشم عاشقان دے توڑ پل مین ملکے پُل

ایک شور مچ گیا بادشاہ کو خبر ہوئی وہ بھی آیا قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ جسم ایک ہے اور سر دو

نکلے باہر وصلے موتے نکلے	دونو دست و بغل ہوئے نکلے
رابطہ جب سمان ہم ہویدا تھا	مر گئے پر بھی شوق پیدا تھا
ایک کا ہاتھ ایک کے بالین	ایک کی لب سے ایک کو تسکین

Marfat.com

جو نظر اُن کو آن کرتے تھے	ایک قالب گمان کرتے تھے

بعد اس قصہ کے سلطان جی نے فرمایا کہ میاں ایسا عشق ہم کو نہ مرشد سے ہوا نہ رسول سے نہ خدا سے ورنہ ہم کو بھی وصل نصیب ہو جاتا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب مجنون عاشق ہوا اور عشق مشتہر تو امتحان کے لیئے لیلی نے ایک آدمی بھیجا کہ مجنون سے ایک پارہ گوشت مانگ لاؤ اُس نے مجنون کو یہ پیام سنایا پوچھا کہ کہان کا گوشت طلب کیا ہے اُس نے جا کر لیلی سے پوچھا کہا ابھی کچّا ہے مرتبۂ ناسوتی سے آگے نہین بڑھا کچھ مدت کے بعد پھر ایک آدمی بھیجکر گوشت طلب کیا تو مجنون نے جواب دیا کہ کاٹ کرنے جاؤ اُس نے یہی جواب لیلی کو جا سنایا کہا کہ ہان اب عشق مین آیا ہے اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد انا لیلی کہنے لگا جسطرح شاہ منصور نے انا الحق کہا تھا یہ مرتبہ جبروتی اور فنافی العشق ہے چند روز کے بعد صرف لیلی لیلی کہنا شروع کیا یہ مرتبہ لاہوت و توحید ہے بعد اس کے گم گشتگی پیدا ہوئی نہ لیلی رہی نہ مجنون یہ مرتبہ ہاہوت ہے نہ خود نہ خودی نہ خدا کچھ باقی نہ رہا نہ ذکر نہ ذاکر نہ مذکور **ع**

دلدار طلب مکن کہ دلدار نماند	بے یار و نبری کہ در جہان یار نماند
دامن درکش خوش بنشین یک نفسے	انگار کہ در زمانہ دیار نماند
سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک	ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ عشق حقیقی ہو یا مجازی آثار و اطوار عشق ہر صورت یکسان ظہور کرتے ہین شاہ منصور کو بھی غلبۂ عشق تھا اور مجنون کو بھی لیکن ان کو تو مرتبہ انا الحق مین عشق کے زور شور نے مار رکھا اور مجنون انا لیلی سے بچ گیا شاہ منصور کی حالت اِس شعر کے مطابق تھی **ع**

بعد از فنا بھی لے نہ گئی کوی یار مین	کیا بار تھا صبا کو مرے مشت خاک کا

اور مجنون صحرا نورد و خانمان برباد کی کیفیت اس شعر کے موافق تھی **ع**

آوارگانِ عشق کا پوچھا جو مین نشان	مشت غبار لے کے صبا نے اڑا دیا

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ مین ایک سقا

Marfat.com

تھا ایک دن اُس کو آپ کی زیارت ہوئی حضرت نے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے اُس نے جواب دیا کہ درد محبت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو خود ہمارے اختیار و حوصلہ سے باہر ہے تجکو کیا تعلیم کریں خیر ہم تجکو رسول خدا صلعم کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں وہاں تو اپنا مدعا عرض کر۔ چنانچہ اس نے مجلس شریف آنحضرت میں باریاب ہو اپنی آرزو و گذارش کی آنحضرت نے اُس کو حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا آپ نے سقے سے ارشاد کیا کہ تو درد محبت کیوں چاہتا ہے تیرا ظرف اس کے قابل نہیں اُس نے بمنت عرض کی کہ خیر جو ہو سو ہو اگرچہ میں قابلیت نہیں رکھتا لیکن یہ آرزو تو آخر میرے دل میں کسی وجہ سے پیدا ہوئی ہے غرض اُس کی تمنا کے موافق حضرت علی نے تعلیم فرمایا تو اُس کا جسم مثل مجذوموں کے جابجا سے شق ہو گیا جناب و قبلہ سید اعظم علیشاہ صاحب باردی نے اُن کو دیکھا تھا اکثر اوقات زخموں پر خاکستر ڈالا کرتے تھے درد محبت کا سوز و گداز بھی غضب ہے آتش دوزخ بھی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی جسکے ظرف و حوصلہ میں یہ استعداد رکھی گئی وہی اس کا متحمل ہوتا ہے چنانچہ عطار فرماتے ہیں ؎

من نخواہم مال و جاہ و طمطراق	سوز خواہم درد خواہم اشتیاق
تا نباشی مرد صاحب درد تو	در صف مردان نباشی مرد تو
قدسیان را عشق ہست و درد نیست	درد را جز آدمی درخورد نیست
ذرہ درد خدا در دل ترا	بہتر از ہر دو جہان حاصل ترا
کفر کافر را و دین دیندار را	ذرہ دردے دل عطار را
ذرہ دردم دہ اے درمان من	زانکہ بے دردم بمیرد جان من

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ تحقیق ہمنے پیش کیا تھا امانت کو آسمان اور زمینوں اور پہاڑوں پر پس انکار کیا یہ کہ اُٹھاویں اسکو اور ڈر گئے اُس سے اور اُٹھا لیا اُس کو انسان نے البتہ تھا وہ ظلم کرنے والا نادان کہتے ہیں کہ وہ امانت عشق و محبت الٰہی تھی

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک بزرگ تھے مدت تک مجاہدہ مین مصروف رہے ایکدن ان کو الہام ہوا کہ اچھا تم مانگو کیا مانگتے ہو ان کی سمجھ مین کچھ نہ آیا کہ کیا طلب کرون۔ عرض کیا کہ آٹھ دن کی مہلت ملے تاکہ مین کسی دانا سے مشورہ کرون وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ چنانچہ وہ ایک بزرگ شیخ کی خدمت مین گئے جو اُس زمانے مین مشہور و معروف تھے اور تمام حال بیان کیا اُنھون نے جواب دیا کہ مین اس قابل نہین ہون ہان ایک مرد خدا فلان جگہ مین پڑا ہے بھاڑ جھونکا کرتا ہے اس کی خدمت مین جاؤ یقین ہے کہ وہ تمھارے سوال کا جواب دے۔ سائل اُن کے پاس گیا اور کیفیت عرض کی فرمایا کہ اچھا کل آؤ تو اس کا جواب دین گے۔ دوسرے روز حسب وعدہ سائل وہان گیا تو شور و غل کی آواز سنی دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ رات کے وقت کسی نے اُن کو قتل کر ڈالا دھڑ ایک سنڈاس مین پڑا ہوا ملا اور سر ایک کوڑے پر پایا حاکم تک مقدمہ گیا وہان سے حکم ہوا کہ یہ بدمعاش تھا پانون مین رسی باندھ کر [illegible] بیرون شہر پھینک دو تاکہ کتے اس کی نعش کو کھا جائین۔ یہ سائل اس تماشے کو دیکھ کر حیران ہوا کہ اس بزرگ کے ساتھ یہ کیا معاملہ ہو رہا ہے اور مجھ سے جھوٹا وعدہ کیون کیا آخر سوچا کہ مردون کا وعدہ خلاف نہین ہوتا۔ اُس سر بے تن سے جا کر سوال کیا کہ آج کا وعدہ تھا اب جواب عنایت ہو اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا اُس سر [illegible] سے آواز آئی کہ میاں [illegible] تمھارے سوال کا یہی تو جواب ہے جو تم نے تماشا دیکھا ہمارے [illegible] اور ہمارے ساتھ نہایت محبت [illegible] تھا [illegible] کوکھ [illegible] نصیب ہوا ہمیشہ لنگوٹی باندھی [illegible] رکھو [illegible] زندگی کی یہ صورت تھی [illegible] تم نے خود ہی دیکھ لی کہ کیا عمدہ گت ہوئی نہ گور ملی نہ کفن میسر ہوا [illegible] کبھی غسل کرنا نصیب نہوا نماز و روزے سے [illegible] ہاتھ نہ آئی باقی رہا ایمان اور عاقبت بخیر اس کا بھی پتہ نہ لگا کوئی حساب کتاب [illegible] آیا نہ کسی نے مردودیت و مقبولیت کی خبر دی۔ اشعار حضرت علی رض

	رَضِیْتُ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لِیْ		وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلٰی خَالِقِیْ	

Marfat.com

لَقَدْ اَحْسَنَ اللّٰہُ فِیْ مَامَضٰی	کَذٰ اَیُحْسِنُ اللّٰہُ فِیْ مَابَقِیْ

الغرض اہل محبت وعشق کے ساتھ تو یہ سلوک ہوتا ہے جو کہ بیان کیا گیا پس اگر تم کو مانگنا ہے تو مراتب مین سے کوئی مرتبہ مثل ولایت و غوثیت و قطبیت وغیرہ مانگ لو مزے مین رہوگے محبت کا نام کبھی بھول کر بھی نہ لینا ؎ عشق را ہرگز نشاید ناتوان ❊ مرد کامل باید وآن پہلوان ❊ پہلوان باید درین راہ شگرف ❊ نکتہ دان راگنگ باید شد حرف ❊ یہ بات سن کر اُس بزرگ کی آنکھین کھلین اور دل مین کہا کہ بھلا جب دینے والے کو کچھ دینا منظور ہوتا ہے تو کہین پوچھ پوچھ کے دیا کرتا ہے مین تو کچھ نہین مانگتا جو اُس کو دینا منظور ہوگا بغیر دریافت عطا کریگا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے اور جناب باری مین عرض کی کہ الٰہی تیرے دوست خاص کا طلبگار ہون حکم ہوا کہ ای موسے تجھ سے زیادہ خاص دوست کون ہوگا۔ دوبارہ سہ بارہ یہی عرض کیا تو حکم ہوا کہ جاؤ فلان پہاڑ مین ہمارا خاص دوست تمکو ملے گا آپ پہاڑ مین پہنچے ایک شخص نظر آیا تمام بدن جزام سے گل سڑ گیا تھا اور بدبو کے مارے دماغ پھٹا جاتا تھا حضرت موسیٰ کو نفرت ہوئی واپس چلے اُس شخص نے پکارا موسیٰ! آیئے تو ایسی گرمجوشی و ... بت سے اور بھاگے ایسی سرد مہری و نفرت سے ؎

رام نام سے کشٹ بھلے جو ٹپ ٹپکے چام	واروں کنچن دیہہ کو کہ جس مُکھ ناہین رام

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معلوم کیا کہ وہ یہی شخص ہے ملاقات کی اور پوچھا کہ تم ایسے دوست خدا اور تمھارا یہ حال! کہا کہ حضرت عاشقون کا یہی حال ہوتا ہی اور ہم اسی مین خوش ہین ع راضی ہین ہم اُسی مین جس مین تیری رضا ہی ❊ پھر پوچھا کہ آپکو کچھ طلب بھی ہی کہا کہ دو چیزون کی آرزو تھی سو ایک تو حاصل ہوگئی یعنے آپ کی ملاقات دوسری یہ ہے کہ ہم کو کہین سے لاکر سرد پانی پلادو حضرت موسیٰ علیہ السلام پانی کی تلاش مین گئے بعد مین ایک شیر آیا اور اُس نے فقیر کو پھاڑ ڈالا آپ پانی لیکر اُسئے تو یہ حال دیکھا۔ بہت افسوس کیا اور اُن کو دفن کردیا بعد فراغت کوہ طور پر پہنچے اور درخواست کی کہ یہ کیا بھید تھا حکم ہوا کہ اِس شخص نے

Marfat.com

دو خطائین کین اوّل یہ کہ ہمارے عشق کا دم بھرا اور غیر کی طلب کی دوسرے یہ کہ ہمارے پاس کیا سر دیا نی نہ تھا جو تم سے مانگا اگر ہم سے کہتا تو اُسی دم دریا بہا دیتے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ اور نہین یقین لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ شریک بھی کرتے ہین

تا رہبر تست عادت خویش	مردود و سنا گفتے نہ درویش
غیر را گر دولت جائے بود	عشق نبود ہرزہ سودائے بود

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب موحد مقام توحید مین پہنچتا ہے تو وہان نہ موحد رہتا ہے نہ توحید نہ واحد نہ بسیار نہ خودی نہ خدا نہ عابد نہ معبود نہ ہستی نہ نیستی نہ ذات نہ صفات نہ جبرئیل نہ قرآن نہ ولی نہ ولایت نہ جنت نہ موصوف نہ اسم نہ مسمی نہ اول نہ آخر نہ ظاہر نہ باطن نہ بہشت نہ دوزخ نہ روشنی نہ تاریکی نہ نفی نہ اثبات نہ آسمان نہ زمین نہ منزل نہ مقام نہ طلب نہ طالب نہ مطلوب نہ عشق نہ عاشق نہ معشوق نہ آدم نہ ابلیس نہ کفر نہ اسلام نہ کافر نہ مسلمان نہ مومن نہ ایمان نہ حلال نہ حرام نہ وجود نہ عدم اَلتَّوْحِيْدُ تَرْكُ التَّوْحِيْدِ فِي التَّوْحِيْدِ ۝ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ کلام حضرت کا درست ہے مگر اس مقام مین حضرت ٹھہرے نہین چنانچہ نقل ہے کہ ایک بار حضرت غوث الاعظم پر ایک نور عظیم تجلی ہوا اُس مین سے ندا آئی کہ اے عبدالقادر ہم نے تجھ کو نماز معاف کی جو تم صاحب فضل و کمال تھے سمجھے کہ یہ شیطان کا فریب ہے فوراً لاحول پڑھی وہ نور غائب ہو گیا اور شیطان [illegible] مجسم ہو کر کہا کہ تم خوب بچے ورنہ مین نے بڑے بڑون کو غارت کر دیا ہے اگر حضرت [illegible] شان جلال و جمال مین تمیز نہ فرماتے اور اس کا کہنا مان لیتے تو موحد ہو جاتے لیکن بڑے ہوشیار تھے بچ گئے شرع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مولوی صاحب طالب علمون کو حدیث [illegible] یہ حدیث پڑھی گئی **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ [illegible] عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ [illegible] رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ [illegible]

Marfat.com

قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم هٰذَا الَّذِيْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهٗ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَهٗ سَبْعُوْنَ أَلْفًا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِجَ عَنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ انتهى۔ یعنے فرمایا ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ طرف سعد بن معاذ انصاری کے جبکہ فوت ہوئے پس پڑھی آپنے اُنپر نماز جنازہ اور رکھا قبر مین اور دفن کیا تو آپ نے تسبیح پڑھی یعنے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پس ہم نے بھی تسبیح کہی دراز پھر آپ نے تکبیر کہی یعنے اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پس ہم نے بھی تکبیر کہی تیں بعض صحابیون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیون آپنے اول تسبیح کہی اور بعد مین تکبیر فرمایا کہ تحقیق تنگ ہوگئی تھی اس بندہ صالح پر قبر اُس کی حتی کہ کشادہ کیا اللہ نے قبر اُس کی کو روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد نے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ یہ سعد بن معاذ ایسا شخص تھا کہ جنبش مین آیا عرش اور کھل گئے دروازے آسمانون کے اور ستر ہزار فرشتے واسطے نماز جنازہ کے حاضر ہوئے تحقیق دبالیا قبر نے جو حق دبا لینے کا تھا پھر فراخ ہوئی روایت کیا ہے اس حدیث کو نسائی نے۔ اس حدیث شریف کو بیان فرماکر مولویصاحب رونے لگے کہ بڑے خوف کا مقام ہے جب رسول خدا کے صحابی کا یہ حال ہو تو عوام اُمت کا کیا ٹھکانا ہے مینے عرض کیا کہ جناب مولویصاحب یہ تو رونے کا محل نہین بلکہ بڑی خوشی کا مقام ہے۔ اس خبر عبرت اثر سے ارباب فہم کو نہایت عمدہ نصیحت حاصل ہوتی ہے یہ جائے غور ہے کہ حضرت سعد ابن معاذ انصاری ایسے ذی رتبہ اور بزرگ صحابی کہ اُن کے جنازہ کی نماز رسول خدا نے پڑھی اُن کے لئے عرش کو جنبش ہوئی آسمانون کے دروازہ کشادہ ہوگئے۔ ستر ہزار فرشتون نے نماز جنازہ پڑھی پھر کیا سبب تھا کہ اُن کی قبر تنگ ہوگئی ظاہر ہے کہ اُن کو حضرت رسالت پناہ صلعم کی شفقت و عنایت پر ناز تھا اپنی مغفرت و نجات کا ذریعہ رسول خدا کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمارے ہادی و شفیع تا بہ دفن ہمارے ساتھ ہین پس یہی خیال

Marfat.com

اُن کا کہ خالصاً تکیہ رحمت الٰہی پر نہ تھا بلکہ رسول مقبول کی عنایت کا سہارا بھی لگا ہوا تھا تنگی قبر کا باعث ہوا غیرت کبریائی اور عظمت الٰہی نے اُن کو دکھا دیا کہ تم نے ہماری ذات پر اعتماد نہ کیا اب ایسا بڑا حمایتی تمھاری قبر پر کھڑا ہے دیکھیں تو وہ کیا مدد کر سکتا ہے اور کیونکر بچا سکتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ رسول خدا نے راہ خدا بتائی خدا پرستی سکھائی توحید ربانی کا نعرہ بلند کیا خدا پر توکل کرنا ذات حق پر بھروسہ رکھنا اور اُس ذات کو فاعل مطلق اور لاشریک سمجھنا تعلیم فرمایا پس جو کوئی خلاف اِن ہدایات کے غیر خدا پر نظر رکھے خواہ نبی پر خواہ ولی پر بے شک وہ مستحق عذاب و سزاوار عتاب ہے اور جسقدر اُس کے دل میں تعلق ماسوا اللہ ہے اُسی قدر تنگی قبر کا باعث ہے جبکہ خداوند ذوالجلال نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ سے انسان کو پیدا کیا جان دی جسم دیا پالا پرورش کیا زن و فرزند مال و متاع کا مالک بنا دیا ان سب کاموں میں کوئی نبی یا ولی خدا کے ساتھ شریک نہ تھا سفارشی نہ تھا کسی کی خاطر و مروت سے اللہ تعالےٰ نے یہ عنایتیں نہیں کیں تیں یہ حیف کی بات ہو کہ ایسی ذات کو چھوڑ کر نجات و مغفرت اور معاملۂ آخرت کے لئے کسی دوسرے کی حمایت اور سفارش پر آدمی نظر ڈالے اور کوئی وسیلہ اور واسطہ تلاش کرے مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝

من نخواہم رحمتے جز رحم شاہ	من نخواہم غیر آن شہ را پناہ
غیر شہ را بہر آن لا کردہ ام	کہ بسوے شہ تولا کردہ ام
من نخواہم آفرین ہیچ کس	مدح من دشنام لیلےٰ باد و بس
گر ترا سنگے زند معشوق مست	بہ کہ از غیرے گہ آری
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابرست	رفتن بپاے مردے ہمسایہ در بہشت

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کیا الٰہی میری امت کے افعال میرے روبرو پیش ہوا کریں حکم ہوا کہ یہ بات ہم کو ہی سزاوار ہے تم سے اس کی

نہوگا تین بار درخواست کی اور یہی جواب ملا آخر حکم ہوا کہ اچھا۔ اُس زمانہ مین رسول علیہ السّلام کی
یہ عادت تھی کہ جب کسی لڑائی پر جاتے تو دو صحابیون کے درمیان بنائے اُخوّت فرماتے
یعنے دینی بھائی بناتے ایک صحابی کو لڑائی مین اپنے ہمراہ لیجاتے اور دوسرے صحابی
کو گھر مین چھوڑ جاتے تاکہ وہ اپنے اور اپنے دینی بھائی کے گھر کی خبرگیری کرتا رہے
غزوہ تبوک مین درمیان ثعلبہ انصاری اور سعید بن عبدالرحمن کے بھائی چارہ ہوا
سعید بن عبدالرحمن تو لڑائی مین گیا اور ثعلبہ کو گھر مین چھوڑا ایک روز ثعلبہ نے اپنے
بھائی کی بیوی کی آواز خوش الحان سُنی تو عاشق ہوگیا دوسرے روز بے تحاشا
بارادہ فاسدہ اپنے بھائی کے گھر مین چلا گیا اُس پاک دامن بیوی نے کہا
کہ اے ثعلبہ تجکو کیا ہوا خدا اور رسول سے شرم نہین کرتا کہ اپنے بھائی کے گھر مین
جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی مین ہے فاسد ارادہ سے آیا
خدا اور رسول کو کیا جواب دیگا۔ اتنی بات کے سنتے ہی خوفِ خدا اُن کے دل پر غالب
ہوا اور نعرہ مارکر آہ وزاری جنگل کی راہ لی یہان تک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
واپس تشریف لائے۔ اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ جب قافلہ تجارت یا لشکر فتح پیکر
واپس آتا تو دوست و یگانے اپنے دوست و یگانون کے استقبال کے لئے جاتے
اور اُس قافلہ یا لشکر کو بعزت واکرام خوشی کے نعرہ مارتے ہوئے لاتے۔ سب آدمیون
نے اپنے یگانون کا اِستقبال کیا اُن کی ملاقات سے مسرور ہوئے لیکن سعید بن عبدالرحمن
اپنے دینی بھائی ثعلبہ انصاری کا منتظر رہا اور بہت افسوس کیا اور کہا کہ خدا خیر کرے
بھائی ثعلبہ کیون نہین آیا آخر گھر پہونچے اور بیوی سے ثعلبہ کی خبر پوچھی اُس نیک بخت
نے تمام قصہ بیان کیا یہ حال سُنکر اُن کو نہایت رنج و قلق ہوا کہ ہائے
میرے بھائی کو کیا ہوگیا القصہ اِس کی جستجو مین جنگل کی راہ لی ڈھونڈتے
ڈھونڈتے دیکھتا کیا ہے کہ ایک صحرا مین نعرے مارتا اور روتا پھرتا ہے سعید نے
کہا بھائی ثعلبہ تجکو کیا ہوا چل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین وہان
تیری تقصیر معاف ہوجائیگی ثعلبہ نے کہا کہ اچھا میرے ہاتھ باندھ اور گردن مین

Marfat.com

رسی ڈالکر لے چل - اسی حیثیت سے سعید اُن کو مدینہ منورہ مین لایا اول حضرت ابوبکرؓ کے گھر گیا پھر حضرت عمرؓ کے گھر پھر حضرت عثمانؓ کے گھر پھر حضرت علیؓ کے گھر گیا اور کہا کہ کوئی میری نجات کی صورت بھی ہے؟ چارون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ تونے گناہ عظیم کیا ہے ہمارے سامنے سے چلے جاؤ ایسا نہو کہ تمھارے سبب سے ہم کسی آفت مین گرفتار ہوجائین - آخر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بحالت زار پہنچے اور اپنا حال پرملال اور کیفیت ناگفتنی گذارش کرکے طالب شفاعت و مغفرت ہوئے - رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے لئے کوئی صورت بخشش کی نہین یہان سے نکلجا ایسا نہو کہ ہمارے شہر پر غضب الٰہی نازل ہو ؎ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد؛ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد؛ آخر الامر تمام وسائل سے مایوس ہو کر پھر جنگل کی راہ لی اور جناب الٰہی مین نعرہ مارکر فریاد کرنے لگے کہ الٰہی تیرے محبوب پر بھروسا تھا اُنھون نے شہر سے باہر نکال دیا - اب تیرا در چھوڑکر کہان جاؤن ؎ راندۂ عالم وسوئے تو آیم باز؛ میخرد کاغذ باطل شدہ را کاغذ ساز؛ جبکہ اُن کا درد دل حد سے زیادہ بڑھا - اور سب طرف سے تعلق ٹوٹا بجز خدا کے کسی کا بھروسہ باقی نرہا دل سوختہ کو یکسوئی حاصل ہوئی تو دریائے رحمت کاملہ نے جوش مارا اور ایک ندا عالم غیب سے اُس کے گوش جان مین وارد ہوئی کہ اے بندۂ عاصی میری رحمت سے ناامید نہو مین مالک ہون جو چاہتا ہون سو کرتا ہون لیکن تو نے یہ بڑی بیوقوفی کی جو اپنے گناہ پر ایسے اولوالعزم رسول کو گواہ کرلیا یا تو واقف تھا یا ہم دوسرے کو کیون مطلع کیا ہمارے سوا غفور الرحیم کون ہے ؎

بازآ بازآ ہر انچہ ہستی بازآ	گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
این درگہہ ما درگہہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

یہان رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت استغفار نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ

Marfat.com

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ اور لوگ جب کر بیٹھین کچھ کھلا گناہ یا برا کرین اپنے حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگین اپنے گناہون کی اور کون ہے گناہ بخشنا سوائے اللہ کے اور اڑ نہ رہین اپنے کئے پر جانتے - ان کی جزا بخشش ان کے رب کی اور باغ جنکے نیچے بہتی ہین نہرین رہ پڑے اُن مین اور خوب مزدوری ہے کام کرنیوالون کی یعنی ہم نے اُس کا گناہ معاف کیا بلاؤ اُس کو اور یہ خوشخبری سنادو۔ اس آیت کے نازل ہوتے ہی رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی کو بھیجا کہ ثعلبہ فلان درخت کے تلے رات کے وقت فریاد کیا کرتا ہے وہان سے ڈھونڈ لاؤ - دونو صاحب اُن کی تلاش کو چلے اور عشا کے وقت اُس درخت کے تلے فریاد کرتے پایا دونو صاحبون نے بآواز بلند فرمایا کہ مبارک مبارک تمھاری خطا معاف ہوگئی چلو رسول خدا صلعم نے تم کو بُلایا ہے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آیت مغفرت نازل فرمائی ہے۔ یہ سنکر ہمراہ ہوئے مسجد نبوی مین آئے اُس وقت نماز عشا ہو رہی تھی اور سورۂ تکاثر شروع ۔ تینون صاحب شامل ہوئے پہلی آیت مین ثعلبہ نے نعرہ مارا کہ تمام جماعت پر ایک اثر ظاہر ہوا دوسری آیت مین بیہوش اور تیسری آیت سنکر جان بحق ہوئے اُن کے جنازہ کے ساتھ فرشتون کی یہ کثرت تھی کہ آنحضرت پنجون کے بل چلتے تھے ثعلبہ کے ایک بیٹی تھی وہ رو رو کر کہنے لگی اب مین باپ کسکو کہون گی آپ نے فرمایا کہ مین تیرا باپ ہون اور فاطمۃ تیری بہن ہے تو کچھ غم نہ کر غرض بُرے وقت مین خدا کے سوا کوئی ساتھی نہین پھر کیون ہم غیر اللہ کی طرف متوجہ ہون اور وسیلہ و واسطہ ڈھونڈین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام ایک شہر مین پہنچے دیکھا کہ ایک بڈھا ضعیف لکڑیون کا گٹھا سر پر رکھے چلا آتا ہے اس کے حال زار پر رحم آیا نام دریافت فرمایا کہا سلیمان حضرت کو خیال آیا کہ سبحان اللہ ایک مین سلیمان ہون کہ تمام ملک زیر نگین ہے اور ایک یہ سلیمان ہے کہ پیری مین ایسی سخت مصیبت جھیلتا ہے فوراً اپنے تاج مین سے ایک لعل اس کو حوالے کیا اور کہا کہ لے تجھے بلکہ تیری اولاد کو بھی کفایت کریگا مناسب ہے کہ آیندہ اس محنت کو چھوڑ دے اور آرام سے بسر کر بڈھے نے لکڑیون کا بار سر سے پھینک دیا اور لعل کو لیکر شاد و خرم گھر کو چلا بار لعل کو

Marfat.com

دیکھتا اور حیران ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا قدر و قیمت اس سنگریزہ کو عطا کی ہے یکایک ایک چیل نے اُس کو گوشت سمجھ کر جھپٹا مارا اور صاف لے اُڑی بڈھا بیچارہ ہاتھ ملتا رہ گیا اب یہ فکر پڑی کہ آج زن و فرزند کو کیا کھلاؤں گا چلو پھر اپنے گٹھے کو سنگواؤ اور بیچ کھوچ کے پیٹ پالو وہاں جاکر دیکھا تو گٹھا بھی کوئی اُٹھا لے گیا تھا ناچار شرم کے مارے رات جنگل ہی مین کاٹی صبحدم پھر لکڑیاں چننے لگا اتنے مین حضرت سلیمانؑ کی سواری آئی سوچے کہ یہ حریص بڈھا اب بھی اپنی معمولی مشقت مین مصروف ہے دریافت کیا تو اُس نے قصہ سنایا حضرت کو پھر رحم آیا اور دوسرا لعل عنایت کیا آج بڈھے نے نہایت احتیاط سے مٹھی مین مُند کر گھر کی راہ لی رستے مین ایک ندی تھی جب منجدھار مین پہنچا تو پاؤں اُکھڑ گئے دو چار ایسی ڈبکیاں کھائین کہ ڈوبتے ڈوبتے بچا اور لعل ہاتھ سے نکل گیا پھر حسرت و افسوس کے ساتھ واپس گیا اور لکڑیاں چننے لگا حضرت سلیمانؑ کے لشکر کا کوچ ہوا تو پھر دیکھا کہ وہی بدقسمت بڈھا لکڑیوں کا پشتارہ باندھے چلا جاتا ہے پھر طلب فرمایا اور حال پوچھا اُس نے کیفیت واقعہ عرض کی اور کہا کہ آج تیسرا دن ہے خدا جانے زن و فرزند پر کیا گذری ہوگی حضرت کو بہت ہی رحم آیا اور تیسرا لعل جو نہایت ہی گران بہا تھا اُس کو دیا اب کی دفعہ بوڑھے نے پگڑی مین باندھا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا اُس نے تاڑ لیا کہ اس بڈھے کی پگڑی مین لعل چمکتا ہے گھوڑا دوڑا کر قریب آیا اور پگڑی اُچک یہ جا وہ جا۔ جھٹ نظروں سے غائب ہوگیا بڈھا روتا پیٹتا حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ اے پیغمبر خدا آپ نے خوب میری راہ کھوٹی کی خدا نے جو کچھ میرے نصیب مین لکھا تھا مین اسی پر راضی تھا آپ نے چاہا کہ مجھکو فقر سے نجات ہو سو یہ بات خدا کو منظور نہ تھی آپ کے چاہنے سے مین امیر تو نہ بنا البتہ ... میرے بال بچوں کو تین دن فاقہ کشی کرنی پڑی حضرت نے فرمایا کہ سلیمان ... غرض بڈھا بدستور لکڑیاں لاتا اور کنبے کو پالتا تھا قضارا حضرت سلیمان کی انگشتری گم ہوگئی۔ ماہی گیر کے گھر جاکر رہے جب دوبارہ تخت سلطنت ملا اور لشکر کا گذر اس لکڑہارے کی بستی مین ہوا تو آدمی بھیجکر اس کو طلب فرمایا اُس نے جواب دیا کہ اب تو بغیر سواری

کے ایک قدم بھی نہین چل سکتا حضرت کو تعجب ہوا سواری بھیجکر بلوایا اور حال دریافت کیا اُس نے عرض کیا کہ جب آپ کے دئیے ہوئے لعل گم ہوگئے اور میری آس ٹوٹ گئی تو مینے بے اختیار خداوند کریم کی جناب مین گریہ وزاری شروع کی کہ خدایا تیرے نبی نے بہت کوشش کی مگر تونے نہ چاہا تو کچھ بھی فائدہ نہوا اب سوائے تیرے کسی کا آسرا نہین توہی اپنے خزانہ غیب سے وہ کھوئے ہوئے لعل عنایت کر اتفاقاً ایکدن حسب عادت لکڑیان توڑنے کو درخت پر چڑھا وہان چیل کا گھونسلا تھا دیکھا تو وہی تینون لعل رکھے ہین اُن کو پاکراب مین امیر کبیر بنگیا۔ جب تک سلیمان علیہ السلام پر بھروسہ تھا تو محروم رہا جب خدا کی طرف خلوص دل سے متوجہ ہوا تو مالا مال ہوگیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جبکہ آپ کی عمر بارہ برس کی تھی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کے دل مین کس کی محبت ہے فرمایا کہ تمھاری پھر پوچھا کہ بھائی حسین کی فرمایا کہ اُن کی بھی پھر پوچھا کہ امان جان کی فرمایا کہ ہان اُنکی بھی پھر پوچھا کہ نانا جان کی فرمایا کہ ہان اُنکی بھی پھر پوچھا کہ اللہ میان کی فرمایا کہ ہان اُنکی بھی تب حضرت امام حسنؓ بولے کہ اباجان آپ کا دل ہے یا کوئی مسافر خانہ ہے دل مین تو صرف ایک کی محبت رہ سکتی ہے نہ ہزارون کی۔ حضرت علیؓ نے اُن کو چھاتی سے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تم سچ کہتے ہو محبت تو ایک ہی کی رہے گی سبحان اللہ جب بچپن مین یہ سمجھ تھی تو بڑے ہوکر کیا کیفیت ہوئی ہوگی سچ ہے **ع** بچۂ بط اگر چہ دینہ بود * آب دریاش تا بسینہ بود *

حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسن کو جو تعلیم فرمائی ہے ہمکو نہایت ہی پسند ہے۔ وھو ھذا یا وَلَدِی فِکْرُکَ فِیْکَ یَکْفِیْکَ دَاءُکَ وَدَوَاءُکَ فِیْکَ لَیْسَ شَیْئٌ خَارِجًا مِنْکَ اَنْتَ اُمُّ الْکِتَابِ یَا وَلَدِی اَنْتَ جِسْمٌ صَغِیْرٌ وَفِیْکَ عَالَمُ الْکَبِیْرِ

ترجمہ اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ مین تیرے لئے کافی ہے تیرا درد اور تیری دوا تجھ مین ہے کوئی چیز تجھ سے باہر نہین تو ام الکتاب ہے اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہان ہے۔

تو بمعنی جان جملہ عالمے		ہر دو عالم خود توئی بنگر دمے	

Marfat.com

درحقیقت خود توئی ام الکتاب | خود ز خود آیات خود را بازیاب
صورتِ نقش الٰہی خود توئی | عارف اشیا کما ہی خود توئی
آنچہ مطلوب جہان شد در جہان | ہم توئی و باز جو از خود نشان
ہم ملک ہم نہ فلک بشناختے | گر بکنہ خویشتن رہ یافتے

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایمان ایک تیسری چیز ہے درمیان خوف اور رجا کے یعنے نہ تو خوف ایمان ہے نہ رجا بلکہ ان کا وسط ایمان ہے اور قلندر صاحب فرماتے ہیں ؎ آب رحمت چیست گو پاک ازہمہ * مرد عارف کیست بیباک ازہمہ + اور یہ مرتبہ اولیا اللہ کا ہے کما قال اللہ تعالےٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ یعنے سُن رکھو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق اولیاء اللہ نہ خوف ہے اُن پر اور نہ وہ غم کھاویں اور حضرت شمس تبریز نے رسالہ مرغوب القلوب میں فرمایا ہے ؎

لباسِ زہد و تقویٰ تا نپوشی | شراب معرفت را کے تو نوشی
سخن در معرفت چون رفت اکنون | برون آرم ز دریا در مکنون
میان کفر و ایمان راہ فقر است | ازان رہ دور بودن ہم کفر است
نشاید خوف غالب نے رجا را | میان ہر دو باید بود ما را +

ایک روز گفتگوئے توحید شروع ہوئی دریائے معرفت پرخروش اور بحر حقیقت کا جوش تھا ارشاد ہوا کہ میاں سچ پوچھو تو توحید بھی شرک ہے ایک یا احد تو محدود و معدود ہے اور وہ ذات بے نہایت و بے غایت حد و حصر اور عدد و شمار سے پاک و منزہ ہے پس ایک کہنا بھی درست نہیں اور اگر یہ کہو کہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ؕ کیوں فرمایا اس کا حال یہ ہے کہ کہنے اور کلام کرنے کے واسطے اَحَدٌ سے بہتر کوئی لفظ نہیں [illegible] و چھوڑ چھاڑ کر آدمی ایک کے سر ہو رہے تو سبحان اللہ اور اگر ایک سے بھی پاک صاف ہو جائے تو پھر کیا ہی کہنے ہیں چنانچہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے دتاتریہ فقیر سنیاسی جس نے چوبیس گرو کئے تھے منجملہ اُن کے ایک عورت بھڑبھوجن بھی تھی جب اپنی سسرال میں

Marfat.com

آئی تو وہان کوٹنے کا اتفاق پڑا ہاتون مین تھین چوڑیان اُن کی جھنکار سے بہت شرم آئی کہ سسرال کے مرد سنتے ہین یہہ سوچکر ایک ایک چوڑی توڑ دی پھر بھی آواز قائم رہی ایک ایک اور توڑی آخر کار سب کو توڑ پھوڑ کر صرف ایک ایک چوڑی دونون ہاتھون مین رہنے دی اُس وقت آواز بالکل بند ہوگئی فقیر شیناسی نے اس کیفیت سے توحید کی تعلیم پائی اور اس عورت کو اپنا گرو مانا لیکن ہمارے نزدیک تو اگر یہہ ایک بھی توڑ دیجائے تو بالکل جھگڑا پاک ہے اَلتَّوْحِیْدُ تَرْكُ التَّوْحِیْدِ فِی التَّوْحِیْدِ ط ؎ نیستم من ہر چہ ہستی ہی توئی ٭ چون یکے بود کجا باشد دوئی ٭

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ فرعون کی ایک عزیز چیز گم ہوگئی تھی اپنے ہزار غلامون کو حکم دیا کہ تم مین سے جو کوئی ڈھونڈ لائے گا ہزار دینار انعام اور خلعت پائے گا اور آزاد بھی کیا جاویگا۔ سب نے کوشش کی بڑی جستجو کے بعد وہ چیز ایک غلام کو ملی سب غلام فرعون کے سامنے حاضر ہوئے جس نے وہ چیز پائی تھی نہایت شاد و خندان تھا باقی پابوسی کی حالت مین کھڑے تھے فرعون نے پوچھا کہ یہ لوگ ملول اور افسردہ کیون ہین ہامان نے جو وزیر تھا کہا کہ حضور یہ وہ لوگ ہین کہ طلب شے مین تو برابر تھے مگر یافت مین ناکام رہے بادشاہ نے کہا پہلے انہی کو انعام دیکر آزاد کر دو۔ وہ غلام جس نے چیز پائی تھی بولا کہ حضور مجھ مین اور ان سب مین فرق کیا رہا فرعون نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک تو کچھ فرق نہین غلامی مین سب تمہارے ہم رتبہ طلب مین برابر مگر چیز چونکہ ایک تھی اس لئے ایک ہی کو ملی سو اب ہم یہ فرق بھی اُٹھائے دیتے ہین یہ کہکر اُس چیز کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور چور چور کر دیا۔ کہ لو بس اب تم سب ایک ہوگئے نہ کچھ اس کے کھوئے جانے سے ہمارا نقصان تھا نہ پانے سے کچھ فائدہ ہوا۔

عجب بازار ہے اللہ کا اس طور مین صدقے	ہنرمندون سے پوچھے جائینگے وان بے ہنر پہلے

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سلطان محمود کے پاس ایک جام بیش بہا تھا ارکین دولت کو حکم دیا کہ اس کو توڑ دو سب نے عذر کیا کہ حضور نایاب چیز کو توڑنا مناسب نہین آخر ایاز کو اشارہ کیا اس نے بے تامل چورا کر دیا اہل دربار نے اس کو ملامت کی کہ آہ ایسی جنس عزیز تو نے ضائع کر دی

گفت فرمان برون این شہ مرا	برتر از ناسے بود تا مہ مرا

Marfat.com

تو بسوئے جام انگندی نگاہ		من نیم جز بندۂ فرمان شاہ	

لیکن ہمکو یہ بھید نہین کھلتا کہ نافرمان کون ہے اور فرمانبردار کون یُضِلُّ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ مستغنی از طاعتش پشت کس چو نہ برحرف او جائے انگشت کس
ایک روز ارشاد ہوا کہ نواب لکھنؤ کا ایک دوست تھا جو اُن کی خدمت مین رہتا تھا ایک
دن نواب نے کہا کہ اگر کوئی عہدۂ جلیلہ یا منصب چکلہ داری وغیرہ چاہیے تو تم علی نقی خان
جاکر ملو کیونکہ اہل مناصب و مراتب کے تقرر وغیرہ کا اختیار ہم نے اُس کو سونپ رکھا ہے [illegible]
ہے اور اس قسم کے کام وزیر ہی سے تعلق رکھتے ہین اور اگر ہمارے پاس [illegible]
یہان صرف دوستی ہی دوستی ہو اور کچھ فائدہ حاصل ہونا معلوم۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ [illegible]
جاہ و منصب علی نقی خان کی وساطت اور توسل سے نہین چاہتا مجھ کو وزیر کی اطاعت [illegible]
آپ کے دربار مین بیکار پڑا رہنا ہی منظور ہے کیونکہ آپکا قرب اور آپکی صحبت پھر کہان میسر [illegible]
فرمایا کہ اچھا تمھاری خوشی علی نقی خان کو یہ بات ناگوار گذری اور چاہا کہ اس شخص کو [illegible]
سے نکلوا دے نواب بھی قرینہ سے وزیر کے تیور پہچان گیا کہلا بھیجا کہ یہ تمھارا [illegible]
کسی منصب و مرتبہ کا طالب نہین خاص ہماری صحبت کا آرزومند ہے [illegible]
نہین نکل سکتا تھا ہے انتقالات ملازمان ملک پر جن ہمارے [illegible]
کیا دخل۔ اگر اسکی نسبت پھر ایسا خیال کروگے تو تمھارے واسطے اچھا [illegible]
جس کا ہو جاتا ہے وہ اُس کا ہو جاتا ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ [illegible]
عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ ترجمہ۔ اور [illegible]
ہین پروردگار اپنے کو صبح اور شام چاہتے ہین منھ اُس کا [illegible]
تیرے اوپر اُن کے [illegible]
آدمی اس [illegible]
ایک روز ارشاد ہوا [illegible]
تھی جبکہ بندوبست اراضی [illegible]

نے بہت واویلا کی مگر کسی نے نہ سُنی تب حاکم کے لئے بد دعا کی وہ مرگیا دوسرا حاکم آیا تو اُس کے سامنے اپنا رونا رویا اُس نے بھی کچھ نہ سُنا جو حکم ہو چکا تھا وہی بحال رہا اُس کے واسطے بھی تیر دعا لگایا وہ بھی مرگیا تیسرا حاکم آیا وہ بھی اسی طرح بد دعائے فقیر کا شکار ہوا جب چوتھے حاکم کو کرسی حکومت ملی تو اُس نے فہم و فراست سے معلوم کیا کہ جو حاکم آتا ہے وہ مرجاتا ہے کچھ اس کا سبب ہی پوچھا تو کسی نے تمام حال فقیر کا سُنا دیا نئے حاکم نے فقیر کو بُلایا اور کہا کہ سنو صاحب جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا مین اس حکم ضبطی کو منسوخ نہین کر سکتا لیکن تم صبر کرو مین یہ وعدہ کرتا ہون کہ اتنے عرصہ مین تمھارے لئے معافی زمین کی سند منگادون گا اس وعدہ سے فقیر کو تسلی ہو گئی۔ حاکم نے حسب وعدہ منجانب سرکار سند بنام فقیر منگائی اور جا کر اُس کے حوالہ کی اور کہا اپنی زمین کی سند لیجئے لیکن مجکو اس بات کا جواب دیجئے کہ یہ تین خون جو بارہ بیگہ زمین کے واسطے آپنے کئے یہ کسکے سر ہونے گو عدالت ظاہری اس کا مواخذہ نکرے لیکن خدائے غیب دان کے سامنے تو اس کی بازپرس ضرور ہو گی اور آپ تو فقیر خدا پرست ہین خدا پر توکل نہو سکا کیا اسی بارہ بیگہ زمین کو اپنا رزاق سمجھے ہو جس کے واسطے مخلوق خدا مین سے تین آدمیون کو غارت کردیا اُس وقت فقیر کی آنکھین کھلین رونے لگا اور بولا کہ صاحب ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ ہم نے خدا کو بھول کر اس زمین پر نظر رکھی اور درحقیقت تم تو ہمارے مرشد و رہنما ہی نکلے کہ ہم کو خواب غفلت سے بیدار کردیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ دنیا بھی شیخ چلی کا گھر ہے جب بوجھ سر سے پھینک دیا پھر کچھ بھی نہین شیخ چلی سے ایک شخص نے کہا کہ یہ تیل کا مٹکا میرے گھر پہنچا دے تو مین تجکو ایک ٹکہ دون گا اس نے کہا کہ بہت اچھا مٹکا سر پر رکھا اور چلا رستہ مین خیال آیا کہ اس ٹکے کی مرغی لونگا وہ انڈے بچے دیگی اُن کو بیچکر ایک عمدہ نسل کی بکری خریدونگا جو ایکبار مین دو دو تین تین بچے دیگی چند روز مین بکریونکا ایک ریوڑ میرے پاس ہو جاویگا اُسوقت بکریان بیچکر ایک گائے نہایت اچھی خریدونگا جو بہت سا دودھ دیگی اور ہر سال بیاوے گی کچھ عرصہ مین گائے بکریون کی میرے گھر مین افراط ہو جاویگی اور مین ایک امیر اور خوشحال آدمی بنجاؤن گا اُس وقت شادی کرون گا پھر میرے بیٹا ہوگا پھر وہ چلنے پھرنے بات چیت کرنے لگے گا جب مین باہر سے آیا کرونگا تو وہ پکارے گا ابا جان آیا ابا جان ہمارے لئے کیا لائے اُسوقت مین خفا ہو کر کہون گا (ڈ) یہہ کہنا تھا کہ تیل کا مٹکا سر پر سے

Marfat.com

گر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اب شیخ چلی ہین کہ رو رہے ہین مٹکے کے مالک نے کہا ارے یہ کیا کیا میرا تیل کا مٹکا کیون پھوڑا۔ خفا ہو کر بولا کہ واہ صاحب تم کو اپنے مٹکے کی فکر ہے میرا تو سارا بنا بنایا گھر بگڑ گیا ہ اسی مصرعہ مین رووُن کیا پچھلی صحبتون کو پہ بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین ہ اگر اس مثل مین غور کرو تو عرفان بھی ختم ہے وہ مٹکا شیخ چلی کا نام خدا ہے جو تعلیم شیخ سے حاصل ہوتا ہے اس کی بدولت تمام انڈے بچے گائے بکری پیدا ہوتے ہین یعنے سالک راہ کو منازل و مقامات اور کشف و کرامات ذکر و فکر ذوق و شوق سوز و گداز علم و انکشاف کیفیت و حالت یہ سب امور پیش آتے ہین انجام کار جہان مٹکا پھوٹا یہ سب بکھیڑا تمام ہوا ہ

انت پھوٹ سب مائی ہوئی	لینا ایک نہ دینا دوئی ہ

ایک روز حکیم احتشام الدین کا خط آیا جس کا مضمون یہ تھا کہ میری طبیعت حسنات سے نفور اور سیئات کی طرف راغب ہے کچھ اس کا علاج فرمایا جاوے اس پر ارشاد ہوا کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ہ کبھی دریاے شیرین جوش مین آکر لہرین مارتا ہے کبھی دریاے شور کی طغیانی تلاطم برپا کرتی ہے۔ لیکن دونو شانو مین ظہور ایک ہی ذات پاک کا ہے تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ہ سیاہی سفیدی دونو رنگ سرکاری ہین جب دہلی مین فوجی قواعد کا کمپ مقرر ہوا تو نصف فوج کا نام باغی رکھا گیا اور نصف فوج کا نام سرکاری اور دونو کی باہم جنگ و پیکار ہوئی باغی فوج غالب آئی سرکاری فوج مصنوعی جنگ مین مغلوب ہوگئی باغیون کی فتح سرکار کی شکست ہوئی لیکن در حقیقت ہر صورت مین سرکار ہی کی فتح تھی کیونکہ باغی کیا اور سرکاری کیا دونو لشکر سرکار کے محکوم اور دونو گروہ سرکار ہی سے رسد و مدد پہنچتی تھی دونو کے حال پر سرکاری التفات و عنایت برابر تھی نہ [illegible] گروہ کے واسطے کچھ کمی تھی نہ سرکاری فریق کے لیے کچھ زیادتی ہر دو جانب برابر [illegible] تھا کوئی جیتے کوئی ہارے نہ سرکار کو شکست کا غم نہ فتح کی خوشی سرکار [illegible] سے پاک تھی اور دونو طرف سرکاری کھیل تھا [illegible] شہر دونو کی تعمیل حکم سرکاری کے مطابق ہو رہی تھی اور دونو ملازم سرکار تھے۔

گرد در عمند تناق و تر منزول انہ	چون در نگاہی حال تو مشغول نہ

در مذہب ہست بہ گزینی کردن — اینجا کہ منم جملہ جہان مقبولند

حضرات و سیادت ہدایت و ضلالت ایک شان جمال ہے ایک شان جلال ہے خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ سرکاری حکم کی تعمیل سے کوئی خارج نہیں مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنے نہیں پیدا کیا مین نے جن اور انسان کو مگر واسطے عبادت کے۔

ہرچہ آید در نظر از خیر و شر — جملہ ذات حق بدان ای بے خبر

ایک روز حاضر خدمت ہوا جناب و قبلہ نے زبان فیض ترجمان سے یہ [illegible] ارشاد فرماتے۔

لَا آدَمَ فِی الْکَوْنِ وَلَا اِبْلِیْسُ — لَا مُلْکُ سُلَیْمَانَ وَ لَا بِلْقِیْسُ
فَالْکُلُّ عِبَارَۃٌ وَ اَنْتَ الْمَعْنٰی — یَا مَنْ ھُوَ لِلْقُلُوْبِ مِقْنَاطِیْسُ

آثار و تعینات چون یافت شکے — کثرت ہمہ وحدت است بشنو شکے
چون نقطہ مکرر شد نہان از رقمت — بنگر کہ دہ و صد و ہزار است یکے

تن ایک جو انگ انیک ہوا ہن ہن سب ہن کا روپ ہے جی
[illegible] کوئی سنگ نہ ساتھ لئے مکھ سب ہی مین تدروپ ہے جی
کہاں چرون چیدہ نند ہے مین چیدہ نند دیکھو سب ٹھور ہے جی
[illegible] بیان لیجے نام روپ تو من کی دوڑ ہے جی

آپ [illegible] آپ مین اور آپ ہی ڈھونڈن ہار — اور ہووے تو پائیے یہ تو آپ ہی آپ

اس [illegible] توحید مین عذاب و ثواب یا پاپ پن کچھ باقی نہیں رہتا۔

کہاں [illegible] اٹھ گیو سبھا کبھی سب سُن — اونچ نیچ انتر نہیں نہیں پاپ نہیں پن

ایک [illegible] اس وقت سوال کیا کہ حضرت جب عذاب و ثواب نہیں تو بہشت و دوزخ کیون [illegible] فرمایا کہ ہے بھی اور نہیں بھی اگر غیریت ہے تو سب کچھ ہے ورنہ [illegible] کے ویسا ہی پیش آئے گا۔

[illegible] ہمکو والدہ ماجدہ نے خفا ہو کر فرمایا کہ جا یہاں سے کالا منہ کرین تے

Marfat.com

کہا کہ بہت اچھا اُس زمانہ مین میری دس برس کی عمر تھی چپکے سے چلدیا وطن سے بیس کوس چلکر ایک مولوی صاحب کے پاس جو کہ ہمارے خاندان سے واقف تھے ٹھہر گیا یہان تمام بستی مین تلاش ہوئی پتا نہ لگا مہینا بھر کے بعد گھر والون کو خبر ملی کہ فلان مقام پر موجود ہے۔ چچا صاحب تشریف لائے مین نے کہا کہ صاحب مین تو گھر نہین جاتا یہین پڑھون گا مولوی صاحب نے بھی کہا کہ کیا مضائقہ ہے یہ بھی گھر ہے وہ بھی گھر ہے یہان پڑھنے دیجیے غرض چچا صاحب واپس چلے گئے چند روز کے بعد والدہ صاحبہ نے ایک میراثی بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو چپکے سے چلے آؤ ورنہ مین خود آؤنگی تمام رستے جوتیان مارتی لاؤن گی جب یہ پیغام وعید پہنچا تو بیچارہ ناچار اُس کے ہمراہ ہوئے جب گھر پہنچے تو خوف کے مارے روبرو نہین جاتے آخر قہر درویش بر جان درویش جی سخت کر کے گئے اور جھٹ والدہ صاحبہ کے قدمون مین جا گرے اب غصہ تو بھول گئین چھاتی سے لگا کر رونے لگین اور بہت پیار کیا غرض یہ ہے کہ جب محبت مجازی کی یہ نوبت ہو تو کیا خداوند حقیقی کو اتنی محبت بھی نہ ہوگی نہین بلکہ کروڑون درجے والدین کی محبت سے زیادہ ہے کھلانا پلانا سُلانا جگانا اُٹھانا بٹھانا ہر چیز کی پرورش ہر دم کی خبر گیری رکھنا اُس کی ناز برداری یہ ہر وقت کون کرتا ہے [illegible] اے ترا با ہر دلے رازے دگر ہر گدا را بر درت نازے دگر در رباب عشق تارے [illegible] ہر جا نغمہ و سازے دگر [illegible] وقت حضرت نوح علیہ السلام نے کفار کے حق مین بد دعا کی کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا اے پروردگار میرے مت چھوڑ روے زمین پر کافرون مین سے [illegible] تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اچھا ایک کشتی بنا لے اور جب [illegible] حضرت نوح کا بیٹا کشتی مین سوار نہ ہوا اور ڈوب گیا تو [illegible] تیرے اہل کو نہین ڈبوؤن گا۔

وحدت کردی [illegible]	[illegible]
دل شاد [illegible]	[illegible]

حکم ہوا کہ اے نوح ہم نے [illegible] کھود [illegible]

Marfat.com

گو بُت پرستی کرتے تھے ہمارا کیا حرج تھا البتہ تمھارا کہنا نہین مانتے تھے سو ہم نے تمھاری دعا قبول کی اور سب کو غرق کر دیا تمکو ذرا بھی خیال نہوا اپنے ایک بیٹے کے واسطے ایسا جی کڑھا کیا ہم کو اپنی مخلوق کی جنکو پالا پرورش کیا اتنی بھی محبت نہ تھی اور ہمارا وعدہ تو ٹھیک ہے کیونکہ وہ تمھارے اہل مین سے کب تھا۔

گفت او از اہل و خویشانت نبود	خود ندیدی تو سپیدی از کبود

لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ وہ نہین تیرے گھر والون مین سے اسکے کام ہین ناکاری اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے لئے بددعا کی تو وہ زمین مین دھسنے لگا مضطرب ہوکر تین بار پکارا کہ اے موسیٰ مجھکو بچاؤ لیکن حضرت موسیٰ صاحب جلال تھے ایک نسنی اُسوقت بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تم سے قارون نے اسقدر التجا کی اور تم نے کچھ رحم نکیا اگر وہ ہم کو ایکبار بھی پکارتا تو ہم اسکو فوراً بچا دیتے مخلوق کی قدر تم کیا جانو نہ تم نے پیدا کیا نہ پالا یہ مرتبہ ہمارے ہی واسطے زیبا ہے ع جہاندار داند جہان داشتن ❀ پس جسکو اپنی مخلوق کی محبت انبیا سے ماں باپ سے کروڑ ہا مرتبہ زیادہ ہو پھر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ وہ عذاب کرے گا۔

عشق جہان را از محبت آفرید	ہر دو عالم از محبت شد پدید

اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر ایک اپنی شکل وحوصلہ کے موافق کام کرتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین وارد ہے قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ یعنے کہدے اے محمد ہر ایک کام کرتا ہے اپنی شکل پر اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ یعنے بڑھ گئی میری رحمت میرے غضب سے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا نام ارحم الراحمین ہے پھر ہمکو کس طرح یقین آوے کہ اللہ تعالےٰ عذاب کریگا یہ بات اُس کی شان سے عیان ہے لیکن شرع شریف کے موافق جو عذاب و ثواب ہے وہ ایک دوسرے کی نسبت اور اختلاف حالت کے اعتبار سے ہے جس کو جس حالت مین رکھے گا اُس کا وجود بھی اُسی کے مناسب بنا دیگا ایک کی حالت دوسرے کے لئے عذاب اور بجائے خود اپنی اپنی حالت ثواب ہوگی۔

بدریا نخواہد شدن بط غریق	سمندر چہ داند عذاب الحریق

دریا والے خشکی سے ڈرتے ہین اور خشکی والے دریا سے ہوائی آگ سے اور آتشی ہوا سے چنانچہ

Marfat.com

سفر حج مین ہم نے خود دیکھا کہ ایک روز دریائے شور کی مچھلی کے مُنہ مین جہاز والون نے میٹھا پانی ڈالا وہ فوراً مر گئی ایسی ہی آب شیرین کی مچھلی دریائے شور کے اندر نہین جی سکتی ایک کا دوزخ آب شیرین ہے ایک کا دوزخ آب شور۔ ایکبار جبرئیل علیہ السلام خوف عظمت و جبروت الٰہی سے رونے لگے اور ڈرے کہ مبادا دوزخ مین مجکو ڈالدے حکم ہوا کہ جاؤ دوزخ کے سامنے سے سیر کرتے ہوئے گذرو وہ گئے اور دوزخ کے مقابل پہنچے تو دیکھا کہ مالک دوزخ بیٹھے ہوئے زار زار رو رہے ہین اور شان بے نیازی کی ہیبت طاری ہے حضرت جبرئیل نے پوچھا بھائی مالک تم کیون روتے ہو تمکو کس بات کا ڈر ہے دوزخ جو مقام عذاب ہے وہان تم خود رہتے ہو اس سے زیادہ خوف کی چیز اور کیا ہوگی۔ وہ بولے حضرت رونا تو یہ ہے کہ کہین مجکو دوزخ سے نکالکر خلد برین مین نہ بھیجدے ورنہ دوزخ تو ہمارا عشرت کدہ ہے سبحان اللہ ہر ایک کے دل مین کیا ڈر بٹھا رکھا ہے۔

در حدیث آمد کہ مومن در دعا	چون امان خواہد ز دوزخ از خدا
دوزخ از وے ہم امان جوید بجان	کہ خدایا دور دارم از فلان

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سلطان محمود غزنوی غزاے ہندوستان مین ایک ہندو بچہ کو گرفتار کرکے لے گیا اُس کو نہایت شفقت و محبت سے رکھا اور یہانتک التفات اُس کے حال پر کیا کہ ایک حصہ لشکر سلطانی کا اس کے جلو مین مقرر ہوا اور وہ کسی مقام کا عالم بنایا گیا اُس وقت وہ نہایت غمگین ہوکر رو پڑا سلطان نے دریافت کیا کہ یہ موقع تہنیت انبساط کا تھا نہ گریہ وزاری کا کیا سبب ہے کہ تو روتا ہے وہ بولا جب مین بچہ تھا اور کوئی شوخی کیا کرتا تو میری مان مجکو ڈرایا کرتی تھی کہ دیکھ تو جانتا ہے کہ محمود سے لے جاوے گا [illegible] سنکر سہم جاتا اور اپنے دل مین سوچتا کہ خدا جانے محمود کیا آفت ہے اور [illegible] جس سے مجکو ڈراتے ہین لیکن اب مجکو محمود سے کام پڑا تو معلوم ہوا کہ [illegible] تو مان سے زیادہ مشفق اور باپ سے زیادہ مہربان ہے کاش اس وقت میری مان ہوتی جو مجکو ڈرایا کرتی تھی اور وہ دیکھتی کہ محمود نے کیا کیا عنایتین میرے حال پر کی ہین

Marfat.com

وہ حالت جو میری مان کے نزدیک اسفل السافلین سے بدتر تھی اس وقت میرے واسطے اعلی علیین سے بہتر ہے الغرض بھلائی برائی کسی شی کی اپنی حالت کی مناسبت پر موقوف ہے پس حقیقت مین اپنی حالت ہی برزخ یا جنت ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ چلم بھر اُس نے کہا کہ آگ نہین پیر نے کہا جا دوزخ مین سے لے آ وہان پہنچا تو دیکھا کہ ایک چٹیل میدان ہے آگ کا پتا بھی نہین مالک دوزخ سے پوچھا اُس نے جواب دیا کہ میان یہان تو کچھ بھی نہین جو کوئی آتا ہے اپنا دوزخ اپنے ساتھ لاتا ہے یعنی وہی اس کی حالت اور اس کے خیالات آتش دوزخ ہین لیکن ہر ایک کی حالت چونکہ اس کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اُس کے لئے موجب راحت ہے اور دوسرے کی حالت کے اعتبار سے باعث کلفت ہے سرد خطہ کے رہنے والے گرم ملک کو دوزخ جانتے ہین اور گرم ملک والے سرد خطون کو بلائے جان سمجھتے ہین لیکن جو شخص گرمی و سردی کے بکھیڑے سے پاک ہو اس کے لئے سب مقام برابر ہین اسی لئے توحید و یکرنگی کے عالم مین نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے کیونکہ موحد نہ بخوف دوزخ طاعت و عبادت کرتے ہین نہ بامید بہشت جب تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا جبار و قہار بھی ہے اور غفور و رحیم بھی ہے پس ان دونو مین جس طرف تمھارا خیال و وہم پختہ ہوگا وہی پیش آئیگا اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی چنانچہ دو بھائی تھے برہمن ان کے گھر مین ایک بت تھا ایک بھائی جو کہ متقی اور عابد تھا وہ ہمیشہ اُس کی پوجا کرتا دوسرا تھا رند شرابی وہ ہر صبح کو اُس بت کے سر پر پانچ جوتیان لگاتا ایک روز متقی برہمن نے سپنا دیکھا کہ ٹھاکر جی کہتے ہین کہ یا تو اپنے بھائی کو اس فعل سے روک ورنہ ہم تیری گردن توڑ دینگے۔ اس نے کہا مہاراج مین تو آپ کی پوجا کرتا ہون میری گردن کیون توڑتے ہو اُسی کی گردن نہ توڑو جو بے ادبی کرتا ہے کہا کہ وہ تو ہم کو مانتا ہی نہین اُس کی گردن نہین توڑ سکتے لیکن تو مانتا ہے اس لئے تیری خبر ضرور لینگے حاصل یہ ہے کہ جس صفت کو کوئی شخص موجب نفع و نقصان خیال کرتا ہے وہ اُس پر موثر ہوتی ہے مانو تو دیو نہین تو بھینت کا لیو۔ ایسے ہی مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے

Marfat.com

کے بزرگان دین کو بُرا کہتے اور ایک دوسرے کے تبرکات کی توہین کرتے ہین کچھ کسی پر اثر نہین ہوتا لیکن جن پر وہ یقین رکھتے ہین اور جن کو وہ مانتے ہین اُن کی شان مین گستاخی کرین تو فوراً اثر ہوتا ہے بس موحدان خدا پرست جو قہاری و رحمت یعنے ہر ایک شان مین ذات واحد کو سمجھتے ہین نہ غیر کو اُن کے لئے عذاب ہے نہ ثواب ع اللّٰھی را رحیم و رحمٰن چہ بلاست۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ ایک آنکھون والا اندھے کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا اور اُس کو کھڑا کرکے اُس کے کندھے پر چڑھا خوب سیب توڑے خود بھی کھائے اور اُس کو بھی کھلائے اتنے مین باغ کے مالک کو آتے دیکھا تو اُس اندھے کو وہین چھوڑ چھاڑ آنکھون والا چنپت ہو گیا اب ہم شرعی مسئلہ پوچھتے ہین کہ آیا اُس اندھے کا کچھ قصور ہے اور اُس کو از روئے شرع کچھ سزا ملنی چاہیئے ایسے ہی روح کے اعمال و افعال کے سبب جسم کیا آتش دوزخ مین جلایا جائیگا۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ چار مسافر سفر کو چلے ایک نجار ایک درزی ایک سنار ایک فقیر چلتے چلتے جب رات ہو گئی تو جنگل مین قیام کیا باہم صلاح ٹھہری کہ ہر ایک آدمی ایک ایک پہر رات کو پہرہ دے تاکہ کوئی صحرائی جانور چوٹ نکرے اور خیریت سے رات کٹجائے پہلا پہرہ نجار کا تھا تینون یار سو گئے۔ وہ جاگتا رہا سوچا کہ خالی سے بیگار بھلی کوئی شغل کرنا چاہیئے اپنے اوزار نکال ایک درخت کاٹا اور اس کی لکڑی سے ایک نہایت نازنین شکل عورت کی گھڑی دوسرا پہرہ درزی کا تھا اُس نے پہلے یار کی کارگذاری دیکھکر اپنی صناعی شروع کی اور ایک عمدہ پوشاک تیار کرکے اُس نازنین تصویر کو پہنا دی اور تیسرے پہرہ پر سُنار کو جگا دیا اُس نے دیکھا کہ پہلے دو یارون نے توخوب کارستانی کی ہے مجکو بھی کچھ کام کرنا چاہیئے سونے چاندی کے تار ... کا بہت خوشنما زیور بنایا اور اُس دلپذیر تصویر کو آراستہ کر ... پہرہ پر فقیر کیا دیکھتا ہے کہ حریفان سابق نے عجب فتنہ برپا کیا ہے سوچا اب مین کیا کرون کوئی ہنر کوئی فن کوئی صنعت کوئی کرتب تو آتا نہین۔ خیر کچھ تو کیا چاہیئے وضو کرکے قاضی الحاجات کی جناب مین التجا شروع کی کہ آلٰہی ان تینون یارون نے

Marfat.com

تو اپنی اپنی ہنرمندی ظاہر کی مجھ بے ہنر کو رفیقوں کی نظر مین حقیر نکر اور اس جسم بیجان مین اپنی قدرت کاملہ سے روح پھونک دے اُس کی دعا مستجاب ہوئی صبح کو اُٹھکر سب یارون نے دیکھا کہ ایک زن پری جمال حور تمثال آراستہ و پیراستہ بیٹھی ہے تیر غمزہ چارون کے جگر سے پار ہوا اور ہر ایک اس کا دعویدار۔ باہم بحث و تکرار ہونے لگی آخر یہہ ٹھہری کہ عدالت مین چلو قاضی جو فیصلہ کر دے اُسی پر سب راضی ہو جائین عدالت مین پہنچے سب قصہ بیان کیا قاضی جی بھی اس کی صورت دیکھکر للچائے بولے تم چارون جھوٹ بولتے ہو یہہ تو ہماری لونڈی تھی چند روز ہوئے کہ گھر سے بھاگ گئی ہے۔ اب یہہ پانچون مدعی بنکر بادشاہ کے روبرو گئے بادشاہ کی نیت بھی اس کے حسن و جمال کو دیکھکر بگڑی۔ کہا یہ تو ہماری حرم ہے تم پانچون فریبی ہو ؎

ہمنے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد	وہ بھی کمبخت تیرا چاہنے والا نکلا

ایک فقیر نے یہ حال سُنا وہان آیا اور کہا کہ تم سب ناحق جھگڑتے ہو یہان سے قریب جنگل مین ایک درخت ہے جس کو شجرۃ الحکم کہتے ہین اُس کے پاس چلو اور اپنا اپنا دعوے بیان کرو جو مستحق ہوگا اُس کو ملجائے گی اس ہدایت کے بموجب چارون مسافر اور بادشاہ اور قاضی سب جمع ہو کر مع اُس عورت کے شجرۃ الحکم کے پاس پہنچے اور سب نے اپنا دعوے بیان کیا یک بیک وہ درخت پھٹا اور وہ نازنین اُس مین سماگئی۔ ؎

صورت از بے صورتی آمد برون	باز شد انا الیہ راجعون
صورتے از پردۂ آمد عیان	باز اندر پردہ خواہد شد نہان

یہی کیفیت انسان خاکی نژاد کی ہے کہ اس جہان مین قدم رکھتے ہی انواع و اقسام کے دعویدار اُس کے کھڑے ہو جاتے ہین ماباپ کو پرورش کا دعوی اُستاد کو تربیت کا پیر کو ہدایت کا آقا کو حق نمک کا حاکم کو حفاظت جان و مال کا رشتہ دارون کو قرابت کا دوستون کو محبت کا صاحب امت کو ابلاغ رسالت کا مثلاً ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ صبح و شام نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور اُن کی آل و اصحاب کی خیر منائے یا ہندو ہے تو رام کرشن کی آرتی کرے دیوتاؤن کے نام کی مالا جپے لیکن ایک فرزیہ تمام رشتے قطع اور جملہ حقوق باطل اور سب دعوے سد ہو جاتے ہین کسی کو پتا نہین لگتا

Marfat.com

که کهان سے آیا تھا اور کدھر گیا یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ
لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۵ اب فرمائیے کس کی فرمانبرداری کرین ــ

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست	بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

ایک روز ارشاد ہوا ۔ کہ سات مسافر ہم سفر تھے راہ مین ایک ندی آئی جب پار ہوگئے تو سبکو خیال آیا کہ گنتی کرلینی چاہیے کوئی ہم مین سے کم تو نہین ہوا ایک شخص نے گنتی کی اپنے سوا باقیون کو گنا تو چھ ہوئے فکر ہوا کہ لو بھی ایک کم ہوگیا دوسرے نے کہا میان تم کو حساب نہین آتا مین شمار کرتا ہون اس نے بھی اپنے کو نہ گنا تو وہی چھ ہوئے اسی طرح ہر ایک نے حساب کیا وہی چھ کے چھ جب تو یقین ہوگیا کہ بیشک ایک آدمی ندارد ہے ضرور غرق ہوگیا سب جمع ہوکر لگے رونے اور ہو ہو کرنے اتنے مین ایک سوار آیا پوچھا ارے کم بختو تم پر کیا آفت نازل ہوئی انھون نے تمام قصہ بیان کیا سوار نے کہا اگر مین تمھارے سب آدمی جتنے تھے پورے کردون تو بولو کیا دوگے کہا صاحب اگر ہم پورے سات ہوجائین تو سات روپے آپ کی نذر کرین گے اُس نے کوڑا سنبھالا اور کہا کہ لو گنتے جاؤ ایک ایک کے کوڑا مارتا گیا اور الگ کھڑا کرتا گیا ساتون پورے ہوگئے بہت خوش ہوئے اور شکر گذاری کرکے نذرانہ پیش کیا اسی طرح انسان کا حال ہے کہ ادھر اُدھر خیال دوڑاتا اور جابجا ٹٹولتا ہے دربدر مارا پھرتا ہے اپنے آپ کو نہین دیکھتا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

بید ہمارا بھید ہے ہم سب بیدن کے ماتھ	بھید بتاوے اور کو ہمین بتاوین ناتھ

لیکن یہ بات نہایت مشکل ہے اس کے لئے بڑا جگرا اور حوصلہ درکار ہے کیونکہ یہ جہاد اکبر ہے ۔

دھجا بھڑکے سُن مین اور باجین انہد طور	تکیہ ہے میدان مین [illegible] سے کوئی سور
پہنچین گے جد کہین گے اور اب کچھ کہا نجائے	اس من کا بورہ نہین لڑے کہ بھاگا جائے
سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند	شیر آن باش کہ خود را بشکند
تلسی رن مین جوجنا گھڑی ایک کا کام	نت اُٹھ من سے جوجنا بن کھانڈے سنگرام

Marfat.com

ایک روز حاضر خدمت مبارک ہوا اُس وقت بے ثباتی دنیا کا مذکور تھا ارشاد ہوا کہ یہ دنیائے بے بقا ایک خواب خیال ہے اس مین دل لگانا عقل سے بعید ہے ایک نقل یاد آئی کسی شہر مین ایک راجہ تھا اُس نے اپنے کھانا پکانے والون سے کہا کہ جلد کھانا طیار کرو بھوک لگی ہے۔ غرض کھانے کی طیاری ہونے لگی اور راجہ کو نیند آگئی سُپنے مین دیکھا کہ شکار کے لئے مع لشکر کے جنگل کی طرف چلا ہے ایک جانب سے ہرن نکلا راجہ نے اُس کے پیچھے گھوڑا ڈالا لشکر سے جدا ہو گیا بہت دور پہنچکر اُس کو شکار کیا اور واپس چلا لیکن مارے پیاس کے بیتاب تھا ادھر اُدھر پانی کی تلاش کی۔

ہر کجا درد سے دوا آنجا رود	ہر کجا فقرے نوا آنجا رود
ہر کجا مشکل جواب آنجا رود	ہر کجا پستی ست آب آنجا رود
آب کم جو تشنگی آور بدست	تا کہ جوشد آبت از بالا و پست
تا نگرید طفلک نازک گلو	کے روان گردد ز پستان شیر او
زرع جان را کش چو ابر مضمر است	ابر رحمت پر ز آب کوثر ست
تا سقاہم ربہم آید خطاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب

ناگہان ایک گانو نظر آیا اور اُس کے قریب ایک کنوان دیکھا ایک ناکتخدا لڑکی کسی بھنگی کی پانی بھر رہی تھی راجہ نے آتے ہی پانی مانگا لڑکی نے اوکھ سے پلا دیا۔ جب پی چکا تو پوچھا کہ تو کس ذات کی ہے بولی مین تو بھنگی کی لڑکی ہون۔ راجہ کو بڑا افسوس ہوا اور کہا کہ ہائے میرا دھرم بھرشٹ ہو گیا وہ لڑکی اپنا گھڑا لیکر گھر کو چلی تو راجہ پیچھے ہو لیا گھر والون نے پوچھا مہاراج آپ کیسے تشریف لاتے راجہ نے کہا میرا تو دھرم بھرشٹ ہو گیا اس کے ہاتھ کا پانی پی لیا اب مین تم لوگون مین رہون گا بھنگی نے تمام برادری جمع کی اور اُس کو بھنگیون مین داخل کر کے لڑکی کی شادی راجہ سے کر دی اب راجہ بھنگی بن گئے ٹوکرا اُٹھانا اور جھاڑو دینا اختیار کیا اولاد بھی پیدا ہوئی بارہ برس تک اسی حال مین گذرے آخر بیمار پڑا ہر چند علاج کیا کچھ سودمند نہوا اسی بیماری مین مرگیا یہان خواب مین تو مرا اور وہان آنکھ کھل گئی اب راجہ کو ایک جنون

Marfat.com

پیدا ہوا اور چت بھنگ ہو گیا یعنی متحیر کہ یہہ کیا معاملہ تھا پوچھا کہ ہم کتنی دیر سوئے لوگون نے جواب دیا مہاراج ابھی ابھی تو آپ نے کھانے کی طیاری کا حکم دیا ہے کچھ یون ہی آپ کی آنکھ جھپک گئی ہوگی اب کھانا طیار ہوا چاہتا ہے حکم دیا کہ خیر کھانا موقوف لشکر طیار ہو ہم شکار کو چلین گے غرض اُسی طرح جیسا کہ خواب مین دیکھا تھا شکار کے لیے روانہ ہوا- وہی صحرا وہی میدان وہی کنوان آیا اور اُسی طور کی بستی دیکھی بھنگیون کے محلہ مین پہنچا وہان رونے کی آواز سنی جا کے دیکھا تو اُس کی صورت کا ایک آدمی مرا پڑا ہے اور اُس کی جورو بچے رو پیٹ رہے ہین حال دریافت کیا بھنگیون نے پچھلی سرگذشت وہی بیان کی جس طور سے راجہ نے خواب مین دیکھا تھا یہہ سُنکر اور بھی حیرت بڑھی کہ یہ تمام کیفیت تو مجھ پر گذری اور مین ہنوز زندہ ہون پھر مین کون ہون اور یہہ مردہ کون ؟ بہت دیر تک سوچتا رہا آخر یہہ سمجھ مین آیا کہ یہہ دنیائے فانی ایک خواب و خیال ہے راج پاٹ چھوڑ کر فقر اختیار کیا اور باقی عمر گوشہ نشینی مین گذاری -

این عمر کہ بیتاب بہ بینی آن را
نقشے است کہ بر آب بہ بینی آن را

دنیا خوابست و زندگانی در وے
خوابے ست کہ در خواب بہ بینی آن را

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے ایک تو ہی صاحب خانہ تھا

وائے نادانی کہ بعد از مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

سُپن یہ سنسار بھائی رے سُپن یہ سنسار
سُپن ماتا سپن پتا سپن گرو دوار

سُپن گھوڑا سپن ہاتھی سپن سُت اور نار
سپن راجا سپن پرجا سپن سب بیوپار

عالم دنیا کہ حُلم نائم است
خفتہ پندارد کہ این خود قائم است

ایک روز ارشاد ہوا- کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی گردن مین طوق لعنت [illegible] کر لیا دوسرے کی اطاعت و فرمانبرداری کے کام کا نہین رکھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بن یامین کو سال بھر تک اپنے پاس رکھا تھا حضرت یوسف کے بھائی بن یامین غلہ خریدنے کے لئے کنعان سے مصر مین آئے چونکہ

Marfat.com

اُن کو بھائی کی محبت زیادہ تھی اس لئے چاہا کہ کسی ڈھب سے اُن کو جانے ندون چنانچہ یہہ تدبیر کی کہ بن یامین کے بار مین سرکاری پیمانہ پوشیدہ رکھوا دیا جب پیمانے کی جستجو ہوئی تو اُن کے اسباب مین سے برآمد ہوا اور جُرم اُن پر ثابت ہوگیا اِس لئے اُس زمانہ کے قانون شریعت کے موافق سال بھر اُن کو حضرت یوسف کی خدمت مین رہنا پڑا۔ اسی طرح شیطان کو بھی سجدہ نکرنے کے جرم مین اپنا قیدی بنا لیا اور طوق لعنت اُس کے گلے مین ڈالدیا تاکہ لوگ اُس سے نفرت کرین جیسے خوبصورت بچہ کی پیشانی پر نظر بد کے لئے اُس کی مان سیاہی کا ٹیکا لگا دیتی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ مولانا روم نے اپنی مثنوی مین یہہ قصہ لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ ایک دن ایسے سوئے کہ نماز صبح کا وقت تنگ ہوگیا شیطان نے آنکر بیدار و ہوشیار کیا امیر نے پوچھا کہ تیرا کام تو گمراہ کرنا ہے نہ ہدایت مجکو کیون بیدار کیا اُس نے جواب دیا کہ ایسا نہ ہو آپ کی نماز قضا ہو جائے آپ نے فرمایا کہ ہرگز مین تیرا کہنا نہ مانونگا سچ بتا شیطان نے کہا کہ پہلے تمھاری ایک نماز قضا ہوگئی تھی اس کے فوت سے تم کو ایسا سوز و گداز پیدا ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے عوض مین ستر مقبول نمازون کا ثواب عطا کیا مجکو یہہ امر گوارا نہوا اس لئے مین تمکو جگاتا ہون۔ پھر آپ نے فرمایا تعجب ہے کہ مردود کو تو سب کا حال معلوم و منکشف ہوجائے اور مقبول کو اپنی بھی خبر نہ ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ یہہ شعر جو کسی نے کہا ہے ؎ در مذہب عاشقان یکرنگ ٭ ابلیس و محمد ست ہم سنگ ٭ بدرجۂ غایت گستاخانہ کلام ہے رسول صلعم کی شان مین ایسی بیباکی مناسب نہین اگرچہ اس کلام کی تاویل ہوسکتی ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کی دو شانین ہین جلال اور جمال ایک شان کا مظہر تو پیشوائے ضلالت یعنے ابلیس لعین ہے اور دوسری شان کے مظہر سراج ہدایت یعنی محمد مصطفےٰ صلعم ہین لیکن مقام توحید و یکرنگی مین یہہ دونو شانین یعنی ابلیس لعین اور محمد صلعم ہم سنگ و ہمون ہین اور وہ ذات واحد ہر ایک شان مین یکسان نمودار ہے لیکن ایسا کہنا راہ

Marfat.com

ادب سے بعید ہے ع باخدا دیوانہ و با مصطفےٰ ہوشیار باش ۔ کیونکہ ذات احد و صمد بے نیاز و مستغنی عن الصفات الآن کما کان ہے وہان نہ کفر و اسلام نہ ہدایت و ضلالت نہ طاعت و عصیان نہ اعتبار و امتیاز ہے لیکن ظہور صفات مین فرق مراتب اور لحاظ مدارج اور آداب و قواعد بہت ضروری ہین پس ایسے کلام سے کہ جو خلاف ظاہر اور فہم سامعین سے بعید ہو کیا حاصل ہے ؎

درعالم فقر بے نشانی اولے	درقصۂ عشق بے زبانی اولے
زانکس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود	گفتن بہ طریق ترجمانی اولے

نقل ہے ۔ کہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے مین ایک بزرگ کامل تھے اُنھون نے اپنے ایک خلیفہ سے ارشاد کیا کہ تم بایزید کی زیارت کو جایا کرو وہ مرید چپ ہو رہا لیکن مرشد نے تین بار یہی اشارہ کیا تو وہ بولا کہ حضرت مین ذات کا دیکھنے والا ہون صفات کو کیا دیکھون شیخ نے فرمایا جب تم صفات کا جلوہ دیکھوگے تو حقیقت معلوم ہوگی آخر بہ تعمیل حکم اُس غار پر پہنچا جہان حضرت بایزید رہتے تھے وہ غار سے نکلے اور ایک نگاہ اُس کی طرف کی فوراً قلب پھٹ گیا اور وہ مرگیا حاضرین مین سے ایک شخص نے پوچھا حضرت یہ کیا بات تھی کہ ذات کا دیکھنے والا صفات کا متحمل نہو سکا آپ نے فرمایا کہ اس کی ایسی مثال ہے کہ اگر آفتاب کو دیکھو تو دیکھ سکتے ہو چنانچہ بعض آدمی شغل آفتابی کیا کرتے ہین لیکن شیشۂ آتشی مین اگر کوئی آفتاب کو دیکھے تو آنکھین پٹ ہو جائین صفات کا متحمل ہونا ہر ایک کا کام نہین اس مین بڑے بڑے خراب ہوگئے ہین عام کا تو کیا حوصلہ ہے ۔

ایک روز کسی شخص نے اس آیت کے معنی دریافت کئے حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ اُسوقت ارشاد ہوا کہ بعض علمانے تو ہر نماز کو صلوٰۃ وسطیٰ کہا ہو اکثر نے نماز عصر پر اتفاق کیا ہو اور فقرا کے نزدیک وسط مقام قلب ہے نہ یہ قلب ایک پارہ گوشت ہو بلکہ ایک عالم ہو عالم غیب

ایک روز حافظ عبدالرحمن نابینا حاضر خدمت تھے اور دو مولویون کے مجادلہ اور مکابرہ

کا ذکر کیا اور کہا کہ ایک دوسرے کا انکار کرتا ہے اور ایک دوسرے کی کتاب پر معترض ہین آپ نے فرمایا کہ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۔ اگر غور کرو تو دونو سچے بھی ہین اور جھوٹے بھی اور بنظر تحقیق دیکھو گے تو نہ کوئی جھوٹا ہے نہ سچا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ رسول مقبول صلعم کی شان مین تو اللہ تعالے یون فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ یعنے اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہین اے مومنو تم بھی اُس پر درود اور سلام بھیجو اور شیطان لعین کے حق مین یون ارشاد ہوا اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ یعنے تجھ پر میری ہی لعنت ہے قیامت تک یہان کسی فرشتہ یا پیغمبر اور مومن کو اپنے ساتھ شامل نہین کیا اس مین یہ بھید ہی کہ ہم جو چاہین سو کہین لیکن ہمارے عاشق کو کوئی اور چھیڑنے نپائے اگر دشمن ہوتا تو سب کو اُس کے پیچھے لگا دیتے صلوۃ اور لعنت دونو سرکاری خطاب ہین ایک محبوب کے لئے ایک عاشق کے لئے۔

عشق را با کافرے نسبت بود	عاشقان را اینچنین قسمت بود
رحمت آن تست لعنت آنِ تو	من کیم فرمان ہمہ فرمانِ تو

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ دیکھو قسمت کے دھنی حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے آگ لینے ملگئی پیغمبری۔ قصہ یہہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ اپنی بیوی کو ساتھ لیکر وطن کو چلے اندھیری رات مین جنگل اور پہاڑ کے اندر راہ بھول گئے ناگاہ ایک پہاڑی پر آگ جلتی نظر آئی بیوی سے فرمایا کہ تم بیٹھو مین آگ لاتا ہون جب قریب پہنچے تو ایک درخت روشن تھا اُس مین سے آواز آئی یٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۔ اے موسی مین تیرا پروردگار ہون پس اُتار ڈال اپنی دونو جوتیان کہ تو وادی مقدس طوی مین ہے۔ یہان نعلین سے ظاہری جوتیان مراد نہین بلکہ نعلین عبارت ہے دین و دنیا سے کیونکہ اکثر جوتی پیزار

Marfat.com

انھی دو کے لئے ہوا کرتی ہے اور وادی مقدس سے عشق و محبت کا میدان مراد ہے جس کے اندر دین و دنیا دونو کو جوتیون کی طرح اُتار کر پھینکدینا واجب ہے یعنی اُس ذات پاک کی محبت مین دین و دنیا دونو کو ترک کرنا چاہیئے۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر تجلی الٰہی ہوئی اور بیہوشی سے ہوش مین آئے تو شیطان نے کہا کہ پھر رب اَرِنِی کہو حضرت نے کہا مین جل جاؤن گا - اُس نے کہا کہ اپنے عاشق کو کوئی نہین جلاتا اگر جلاتا ہوتا تو پہلی ہی تجلی مین جلا دیتے لیکن ہیبت الٰہی سے ڈر گئے اور دوبارہ درخواست نہ کی آخر یہہ بھی تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد مین سے تھے اُنھون نے بھی رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہکے جان چھڑائی تھی یہہ حوصلہ ہر ایک کا نہین گستاخی تو شیطان لعین ہی پر ختم ہے یہ بات دوسرے کو کہان نصیب -

ایک روز ارشاد ہوا - کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کی تیری بارگاہ مین میرا کونسا فعل پسند ہے تاکہ مین اُس کو زیادہ کرون حکم ہوا کہ تمھارا یہ فعل ہم کو بہت پسند آیا کہ زمانہ طفلی مین جب تمھاری مان مارا کرتی تھی تو تم مار کھا کر بھی اُسی طرف دوڑتے تھے پس طالب خدا کو بھی یہی لازم ہے کہ گو کیسی ہی مصیبت و سختی ذلت و خواری پیش آئے لیکن ہر حال مین خدا کی طرف متوجہ رہے -

غم نہ کیجے غم کا اور شادی نہ کیجے عیش کی
دونو حالت دیکھیے مُنھ سے نہ کچھ فرمایئے

قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند
قومے بتماشائے خد و خال خوش اند

اینہا ہمہ اسباب خرابی دارند
خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند

اور یہہ بات تو شیطان ہی پر ختم ہے کہ اتنی ذلت و خواری اُٹھائی طوق لعنت پہن لیا مگر بھول کر بھی غیر کا نام نہین لیتا - رباعی

سرمد تو حدیث کعبہ و دیر مکن
[illegible]

رو شیوۂ بندگی ز شیطان آموز
یک قبلہ گزین سجدہ بغیر مکن

ایک روز ارشاد ہوا - کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کو جاتے تھے راستہ مین شیطان

Marfat.com

ملا اور کہا اے موسیٰ میری طرف سے بھی عرض کرنا کہ الٰہی سب لوگ گمراہی کا اتہام مجھ پر لگاتے ہین لیکن مین کس کا نام لون کہ مجکو کس نے گمراہ کیا ہے۔ جب کلیم اللہ اپنی گذارش سے فارغ ہوئے تو پیام شیطان بھی عرض کیا حکم ہوا کہ وہ سٹری ہے اُس کی بکواس پر خیال نہ کرو پھر جناب و قبلہ نے فرمایا کہ ہان یہ تو اپنے گھر کو لگتی تھی اس کا جواب ہی کیا دیتے۔

سکتے ہوں کہ ہے وہی ہادی وہی مضل	تو راہ پر ہین سب کوئی گمراہ ہی نہین

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شیطان ملا آپ نے فرمایا کہ او ابلیس تو نے حکم کیون نہ مانا اور حضرت آدم کو سجدہ کیون نکیا ؎ گفتا سخن تو حل کنم من * خود قبلہ چرا بدل کنم من * یہ تو فرمائیے کہ آدم کے سجدہ سے کیا حاصل ہوتا بہت ہوتا تو تم جیسا ہو جاتا فرمایا کیون ہم کیسے ہین دیکھ تو ہم کو نبوت عطا ہوئی کہا کہ ہان نبوت تو ہوئی لیکن فتوت تو آپ کو چھو بھی نہین گئی ورنہ پہاڑ کی طرف نہ دیکھتے۔

دعوائے تو گر تمام بودے	بر کُہ نظرت حرام بودے
صد بار ندا بر آمد آن دم	مائل نشدم بسوئے آدم

حضرت موسیٰ نے فرمایا تو نے اپنی سرکشی کا مزہ بھی تو خوب چکھا وہ بولا کہ واہ حضرت جو بھید کی بات یارون کو معلوم ہوئی اُس کی تو کسی کو ہوا بھی نہین لگی مین تو جیسا تھا ویسا ہی ہون لوگون کو دھوکے مین ڈالدیا ورنہ میرے نزدیک جہان سے حکم تھا وہین سے انکار و سرکشی بھی تھی۔

بسیار کسان کہ رہ سپردند	یک نکتہ ازین بسر نبردند

پھر حضرت نے سوال کیا کہ کیا تو خدا کو اب بھی یاد کرتا ہے کہا کہ بھلا جس نے مجھے یہ دھوم دھام اور شور و غل مچوایا ہے اُس کو کسی لحظہ اور کسی دم بھول سکتا ہون۔ ؎

اینجا نہ طمع نہ علت آمد	نے مذہب و کیش و ملت آمد
در راہِ حقیقی و مجازی	این ست کمالِ عشقبازی
در فقر مزن دم اے مزتق	این ست سواد وجہ مطلق

Marfat.com

طاؤس تو پر بریزد اینجا ‏ — سرچشمۂ کفر خیزد اینجا
اے رہ رو تیز گام چالاک ‏ — این مرتبہ ایست بس خطرناک

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک مرد خدا تھا جذامی بے دست و پا اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام دیا کہ میری طرف سے جناب باری مین عرض کرنا کہ مین تو محض بیکار ہون بھلا مجھکو کس لئے پیدا کیا حضرت نے یہہ بات عرض کی حکم ہوا کہ اُس سے کہدو کہ دوزخ کے درک اسفل مین ایک بدر رو ہوگی جس سے تمام طبقات دوزخ کا پیپ اور خون جاری ہوگا اُس موری مین تجھکو ٹھونسین گے اور اُس کی ڈاٹ بنائین گے حضرت موسیٰ نے یہہ جواب سنا دیا متعجب ہو کر بولا کہ اوہو مین ایسے بڑے کام کے لئے پیدا ہوا ہون آہا مین تو بڑے کام کی چیز ہون۔ اس خوشی اور مسرت مین ایسا بیتاب ہوا کہ لوٹنے لگا اور تڑپ تڑپ کے شادی مرگ ہوگیا ؎

چاشنی درد عشق قابلِ ہر سفلہ نیست ‏ — زہر زخوان شہان ناموری را دہند
یکے پیش شوریدہ حالے نشست ‏ — کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
بگفتا مپرس از من این ماجرا ‏ — پسندیدم انچہ او پسندد مرا

ایک روز ایک امیر آدمی حاضر خدمت مبارک تھا اُسی وقت ایک بیچارہ غریب شکستہ حال بھی اُس امیر کے برابر آبیٹھا وہ امیر اپنے کپڑے سمیٹ کر علیحدہ ہوگیا حضرت نے یہہ تماشا دیکھکر ارشاد فرمایا کہ ہمکو ایک نقل یاد آئی حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مکان مین بیٹھے تھے اوپر سے کچھ قطرے حضرت کے کپڑون پر گرے دیکھا تو چھپکلی تھی جناب باری مین عرض کیا کہ خدایا اس کو کیون پیدا کیا یہہ کس مرض کی دوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ یہہ چھپکلی بھی ہر روز یہی سوال کیا کرتی ہے کہ آدمی کو کیون پیدا کیا اس سے کیا فائدہ ہے ؎

ملفوظ ۱۰ (از ابراہیم ۱۲)

نے ز آدم ہرگزت سودے رسد ‏ — نے ز ابلیست زیان بوئے رسد
نے ز براہیم ہرگزت سودے رسد ‏ — نے ز نمرودت زیان بوئے رسد

Marfat.com

نے زموسیٰ ہرگزت سودے رسد — نے زفرعونت زیان بودے رسد

نے زاحمد ہرگزت سودے رسد — نے زبوجہلت زیان بودے رسد

مومن وکافر بخون آغشتہ اند — یا ہمہ سرگشتہ و برگشتہ اند

گر بخوانی این بود سرگشتگی — ور برانی این بود برشتگی

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک شخص نے شیطان سے دوستی پیدا کی اور پوچھا کہ یار تمکو لوگ کیون بدنام کرتے ہین اُس نے کہا کہ میرا تو کچھ بھی قصور نہین صرف دشمنی سے لوگ بُرا بھلا کہتے ہین۔

براندا ختم ہیچ شان از بہشت — کنونم بکین مے نگارند زشت

آؤ مین تم کو ایک تماشا دکھاؤن مگر خاموش دیکھتے رہنا کچھ دم نہ مارنا ایک شہر مین لیگیا اور کہا کہ آج اُس کی بربادی کا حکم ہے اب دیکھو کیا ہوتا ہے حلوائی کی دوکان مین چاشنی پک رہی تھی شیطان نے اُس مین سے اُنگلی بھر کر دیوار پر لگا دی فوراً مکھیون کا جمگھٹ ہو گیا چھپکلی نے اُن کی تاک لگائی حلوائی کی بلّی نے چھپکلی پر داؤ لگایا کہ جھپٹا مارے ناگہان ایک فوج کا سپاہی اُدھر سے گذرا اُس کے ساتھ تھا نہایت تیز شکاری کتّا اُس نے جو بلّی بیٹھی دیکھی جھٹ اُسکو جا دبوچا بلّی چاشنی کے اندر گری اور پھنس گئی حلوائی کو غصّہ آ گیا کتے کے سر مین ایسا کفچہ مارا کہ وہین لوٹ گیا پھر سپاہی کو کہان تاب بگڑ گیا اور حلوائی کا مارتے مارتے خون کر دیا حلوائیون نے جمع ہو کر سپاہی پر یورش کی وہ بھی وہین کھیت رہا لشکر مین جو سپاہی کے قتل کی خبر پہنچی لوگون نے توپخانہ تمام شہر کو اُڑا دیا جب یہہ ماجرا گذر چکا تو شیطان اُس شخص کی طرف متوجہ ہوا کہ دوست تم ہی انصاف کرو اس مین میرا کیا قصور ہے صرف ایک اُنگلی چاشنی مین نے لگا دی تھی باقی بکھیڑا کس نے کیا بکن کرنے والے کا نام کوئی نہین لیتا مجھی کو نشانہ بنا رکھا ہے۔

آپ کرتے ہین جہان کا نام ہے — آپ کے ہاتون مین سارا کام ہے

مجکو کچھ اختیار نہین جو کام ہونے والا ہوتا ہے اُسی کو مین کرتا ہون ورنہ میری کیا مجال ہے

اوبہ صنعت آذرست و من صنم — آلتے کو ساز دم من آن شوم

Marfat.com

گر مرا ساغر کند ساغر شوم ۔ ور مرا خنجر کند خنجر شوم
گر مرا چشمہ کند آبے دہم ۔ ور مرا نارے کند تابے دہم
گر مرا باران کند خرمن دہم ۔ ور مرا ناوک کند در تن جہم
گر مرا مارے کند زہر افگنم ۔ ور مرا یارے کند مہر آگنم
گر مرا شکر کند شیرین شوم ۔ ور مرا حنظل کند پرکین شوم
گر مرا شیطان کند سرکش شوم ۔ ور مرا سوزان کند آتش شوم
من چو کلکم درمیان اصبعین ۔ نیستم در صفِ طاعت بین بین

غرض کہ سوائے اللہ کے کوئی کچھ نہین کرسکتا لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔

گرچہ تیر از کمان ہمی گذرد ۔ از کمان دار بیند اہل خرد

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام ایک دفعہ شیطان کو دیکھکر بنظر حقارت ہنسے اُس نے رنجیدہ ہوکر جناب باری مین شکایت کی اُس وقت حضرت پر عتاب نازل ہوا کہ ای آدم ہمارے فعل پر ہنستا ہے۔

بانگ بر زد غیرت حق کاے صفی ۔ تو نمے دانی ز اسرار خفی
پوستین را باز گونہ گر کنم ۔ کوہ را از بیخ و از بن بر کنم
پردہ صد آدم آن دم بر درم ۔ صد بلیس نو مسلمان آورم
گفت آدم توبہ کردم زین نظر ۔ اینچنین گستاخی نندیشم دگر

شیطان بھی بڑا بہادر ہے ہر نبی و ولی کے مقابلہ مین خم ٹھونک کر ڈٹا رہتا ہے اپنے فن مین بے ہمتا ہے بہتون نے اس رتبہ کی خواہش کی مگر یہہ منصب خاص کسی کو نصیب نہوا چنانچہ وقت آخر حضرت شبلی نے بھی بہت خاک اُڑائی اور [illegible] کا خطاب ابلیس کو ہوا ہم کو نہوا ؎

وقت مردن بود شبلی بیقرار ۔ چشم پوشیدہ و سلے پر انتظار
بر میان زنار حیرت بستہ بود ۔ بر سرِ خاکسترے بنشستہ بود

Marfat.com

برگرفتے اشک بر خاکستر او | گاہ خاکستر فشاندی بر سر او
سائلے گفتش چنین وقتیکہ ہست | دیدہ کس را کہ او زنار بست
گفت میسوزم چہ سازم چون کنم | جان ز غیرت میگدازم چون کنم
جان من کز ہر دو عالم چشم دوخت | این زمان از غیرت ابلیس سوخت
چون خطاب لعنتی او راست بس | زین اضافت آید افسوسم بکس
ماند شبلی تشنہ و تفتہ جگر | او بدیگر کس دہد چیزے دگر

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب بارگاہ کبریائی سے فرشتون کو حضرت آدم کے سجدہ کا حکم ہوا تو سب نے تعمیل کی مگر ابلیس نے نمانا اور غیر کو سجدہ کرنا شرک جانا اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۝ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اسپر خطاب ہوا اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِىْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ کہتے ہین کہ اس ندا، دلربا کو سنتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش مین آیا تو پھر وہی خطاب گوش زد ہوا پھر ہوش جاتے رہے اور چیخ مار کر گر پڑا تیسری دفعہ حواس ٹھکانے ہوئے تو اُسی آواز جان نواز پر کان لگائے کہ پھر سنائی دے اس وقت حکم ہوا کہ تجھے کام لینا ہے اگر تیسری بار سنے گا تو کام سے جاتا رہے گا ؎ مست مے بیدار گردد نیم شب ۞ مست ساقی روز محشر بامداد ۞ نہین معلوم کہ اُس آواز مین کیا کیفیت تھی کہ اپنے فعل پر نادم تو نہوا بلکہ خوشی کے مارے بیہوش ہوگیا شاید کوئی راز ہوگا ؎ میان عاشق معشوق رمز نیست ۞ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ۞ اگر کچھ بُری بات ہوتی تو حضرت آدم کی طرح چلا اُٹھتا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اور اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ مین الی کے لفظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غایت رحمت و لعنت قیامت ہی ہے اُس کے بعد نہ لعنت نہ رحمت ؎

نیست کس را از حقیقت آگہی | جملہ مے میرند بادست تہی
کس نمیداند درین بحر عمیق | سنگریزہ قدر دارد یا عقیق

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا - کہ جب حضرت سلیمان علیہ السّلام کو سریر سلطنت ملا اور جن و انس وحوش وطیور اُن کے تابع کئے گئے تو حضرت عزت مین عرض کی کہ شیطان کو بھی میرا مطیع کر دیجیے حکم ہوا کہ یہہ فتنۂ عالم ہے اِس کو اپنے پاس نہ بلاؤ ورنہ تمھاری ملک داری مین خلل واقع ہوگا لیکن حضرت نے باصرار ہی التجا کی تو شیطان کو حکم ہوا کہ جا سلیمان کی فرمانبرداری کر ناچار حاضر ہوا اور پائے تخت کے پاس بیٹھکر لگا رونے - حضرت نے پوچھا روتا کیون ہے بولا کہ مین بھلا تھا یا بُرا ملعون تھا یا مرحوم مقبول تھا یا مردود جیسا تھا اُسی در کا بندہ تھا مگر اب فی الحقیقت میرے گلے مین طوق لعنت پڑ گیا اور سچ مچ کا مردود ہو گیا کیونکہ غیر کا تابع کیا گیا حضرت نے تسلی دی کہ میرا تو یہہ ارادہ تھا کہ قیامت کے دن بہشت مین تجکو ہمراہ لے چلون گا بھلا شیطان اس لالچ مین کب آنے والا تھا کہا کہ واہ حضرت ایسا بہشت کہ غیر کے توسل سے ہے ہزار دوزخ سے بڑھ کر عذاب الیم ہے اور جس دوزخ کے لئے خاص سرکاری حکم ہوا اُس پر ہزار نعیم بہشت قربان ہین ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابرست	رفتن بپائے مردی ہمسایۂ بہشت

تین دن تک شیطان روتا رہا آخر اُس کی گریہ وزاری اور آہ و بیقراری نے اثر دکھایا -

زابر گریان شاخ سبز و تر شود	زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
تا نگرید ابر کے خندد چمن	تا نگرید طفل کے جوشد لبن
کام تو موقوف زاری دل ست	بے تضرع کامیابی مشکل ست

حضرت سلیمان علیہ السّلام کو حکم تھا کہ اپنی مزدوری سے قوت لا یموت حاصل کرین چنانچہ زنبیل بافی کیا کرتے تھے ان تین دن کے عرصہ مین کوئی زنبیل نہ بکی اور حضرت کو روٹی نصیب نہوئی ناچار التجا کی کہ اب کیونکر بسر کرون خزانہ سے کہا اور زنبیل کے دام نہین اُٹھتے حکم ہوا کہ زنبیل بکے تو کیونکر بکے دلال تو تمھارا مقید ہے عرض کی کہ الٰہی تو اپنی بلا کو اپنے ہی پاس رکھہ مین اس کی اطاعت سے درگذرا دن چوتھے دن اس دلاور پہلوان نے قید سے رہائی پائی اور اطراف جہان میں پھر دھوم مچائی

سر۔ تو حدیث کعبہ و دیر مکن	در وادی شک چو گمراہان سیر مکن
رو شیوۂ بندگی ز شیطان آموز	یک قبلہ گزین سجدہ بر غیر مکن
پریت تو کیجیے ایک سے جاسے جی پتیائے	ٹھوڑ ٹھوڑ کی پریت مین کلنک چڑھ جائے

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا دم بھرا تو ابلیس لعین نے مجسم ہو کر اس سے درخواست کی کہ مجکو اپنا پیغمبر بنا لے فرعون نے کہا کہ اچھا آج سے تو ہمارا پیغمبر ہے اتفاقاً خشک سالی ہوئی اور خلقت تنگ آ گئی سب نے جمع ہو کر فرعون کے سامنے دُہائی دی کہ تو تو خدا ہے مینھ کیون نہین برساتا اُس نے شیطان کو اشارہ کیا کہ ہان پیغمبر کوئی ترکیب مینھہ کی نکال ورنہ اس خدائی اور پیغمبری کی قلعی کھُل جائیگی اور مخلوق منحرف ہو جائے گی شیطان بولا اُہ۔ یہہ کیا بڑی بات ہے ان لوگون سے کہدیجیے کہ آج رات کو ہم مینھہ برساوینگے لوگ یہہ مژدہ سنکر چلے گئے شیطان نے اپنی تمام ذریات کو بلا کر حکم دیا کہ آج رات بھر اس شہر پر خوب پیشاب کرو اُنھون نے ایسا ہی کیا صبح کو لوگ اُٹھے تو دیکھا کہ مینھہ تو برسا ہے مگر مارے بدبو کے دماغ پھٹا جاتا ہے الٰہی یہ کیسا مینھہ ہے!!! کھیتون کو جا کر دیکھتے ہین تو رہی سہی کھیتی بھی جل گئی پھر لوگ دوڑے اور فرعون سے جا کر فریاد کی کہ صاحب یہ تو خوب مینھہ برسا فرعون نے متعجب ہو کر شیطان سے پوچھا کہ ای پیغمبر یہ کیا کام کیا وہ بولا کہ ارے احمق سمجھ تو سہی جہان تجھ سا نابکار خدا اور مجھ سا مردود پیغمبر ہوگا وہان باران رحمت بھی ایسا ہی نازل ہوگا۔

وزیرے چنین شہریارے چنان	جہان چون نگیرد قرارے چنان

تجکو شرم نہین آتی اسی برتے پر خدائی کرتا ہے کہ پیغمبر سے مدد کا طالب ہوا۔ تف ہے تیری خدائی پر۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہی حال ظاہری صوفیون کا ہے کہ توحید مین دم مارتے ہین اناالحق کہتے اور خدا بننے کو تیار ہین لیکن خدمت مریدون سے لیتے ہین اور اُنکی امداد پر نظر رکھتے ہین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ فرعون کے گھر مین انار کا درخت تھا شیطان نے ایک انار توڑ کر اُسکی دو قاشین کین اور فرعون سے کہا کہ اگر تو سچا خدا ہے تو اس انار کو جیسا تھا

Marfat.com

ویسا ہی بنا دے اس سے کیا ہو سکتا تھا اپنا سا مُنھ لیکر رہ گیا پھر شیطان نے انار کو بدستور شاخ مین لگا دیا اور کہا کہ اسی پر خدا بنا ہے کہ ٹوٹا ہوا انار بھی نہ جوڑ سکا بھلا پیدا تو کیا کر سکیگا۔ دیکھ مجکو اتنی قدرت وطاقت ہے لیکن آجتک خدا بنے کا خیال بھی نہین آیا ارے احمق ہم کو تو بندگی ہی زیب دیتی ہے نہ خدائی۔

ایک روز مین نے حسب عادت عرض کیا ؎ باز گو از نجد و از یاران نجد ٭ تا در و دیوار ہا آری بوجد ٭ اُس وقت آپ لیٹے ہوے تھے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ؎ ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آن اندر دلش انداختند ٭ اللہ تعالیٰ کا بھی عجیب معاملہ ہے کسی کے دل مین کچھ ڈال دیا کسی کے دماغ مین کچھ بسا دیا فرعون کو تو یہ سوجھائی کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ پکار اُٹھا حضرت موسیٰ کو یون راہ بتائی کہ جاؤ تم اس مردود سے لڑو کیونکہ بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ کرتا ہے ادہر حضرت موسیٰ کو فتح و نصرت کی بشارت دی اُدھر فرعون نے خفیہ آہ وزاری کی اس کی دعا بھی قبول کی سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے ؎

کفر و ایمان عاشق آن کبریا ‌ ‌ ‌ مس و نقرہ بندۂ آن کیمیا
روز موسیٰ پیش حق نالان شدی ‌ ‌ ‌ نیم شب فرعون ہم گریان شدی
چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد ‌ ‌ ‌ موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد
چون بہ بیرنگی رسی کان داشتے ‌ ‌ ‌ موسیٰ و فرعون دارند آشتے
اے عجیب کاین رنگ از بیرنگ خاست ‌ ‌ ‌ رنگ با بیرنگ چون در جنگ خاست
چون گل از خارست و خار از گل چرا ‌ ‌ ‌ ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا
یا نہ جنگ ست این برائے حکمت ست ‌ ‌ ‌ ہمچو جنگ خرفروشان صنعت ست

حضرت آدم کو ابلیس سے حضرت نوح کو اُن کی قوم سے حضرت ابراہیم کو نمرود سے حضرت موسیٰ کو فرعون سے حضرت عیسیٰ کو یہود سے حضرت محمد [illegible] سے بھڑا دیا ؎

جب بیرنگی رنگ دکھایو ‌ ‌ ‌ موسیٰ فرعون لڑنے آیو ٭

کسی کو مومن کا لقب عنایت کیا کسی کو کافر کا خطاب دیا دونو کو لڑا کر خوب تماشا دیکھا

Marfat.com

نہ مومن سے کچھ منفعت پائی نہ کافر سے کچھ مضرت اُٹھائی ؎ نے زمومنی ہرگزت سودے رسد * نے زفرعونت زیان بودے رسد * آخرکار نہ یہ رہے نہ وہ نہ مومن باقی نہ کافر موجود نہ مقبول رہے نہ مردود خدا کی شان مین کچھ فرق نہ پڑا اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ

حق زایجاد جہان افزون نشد	انچہ اول آن نبود اکنون نشد
دراثر افزون شد و در ذات نے	ذات را افزونی و آفات نے

جب یہ جہان نہ تھا تب بھی خدا تھا اور جب جہان نہ ہوگا تب بھی خدا ہوگا ؎ نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا * ڈبویا مجکو ہونے نے نہ ہوتا مین تو کیا ہوتا * پس کل موجودات ایک تماشا کٹھپتلی کا سا ہے اپنے اپنے وقت پر پتلیان آتی اور تماشا دکھاتی ہین وقت معہود پر پردہ عدم مین جا چھپتی ہین ؎ مالعبتگانیم و فلک لعبت باز * از روئے حقیقت ست نہ از روئے مجاز * یک چند درین سراچہ بازی کردیم * رفتیم بصندوق عدم یک یک باز * بازیگر جو کام چاہتا ہے پتلیون سے لیتا ہے ارادہ کے تار نے جو اشارہ کیا پتلی نے وہی کام دیا جو ناچ نچاتا ہے ناچتی ہین پس سب کام منشائے ازلی سے ظہور پکڑتے ہین لیکن یہ طرفہ ماجرا ہے کہ شیطان کا خوف ہر انسان کے دل مین بٹھا دیا ہے تمام انبیا علیہم السلام باواز بلند پکارتے چلے آئے کہ بچیو بچیو اس شیطان ملعون سے بچیو کہ انسان کے رگ و ریشہ مین ساری اور گمراہ کنندہ و ناری ہے پھر خود ہی جا بجا یون ارشاد فرمایا کہ کوئی سوائے میرے ہادی اور مضل نہین مَنْ یَّهْدِی اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؎ سمجھ ہی مین نہین آتی کوئی بات ذوق اُسکی پہ کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

عاجز ہے خیال اور تفکر حیران	بیسود یقین ہی اور بیہودہ گمان
کھلتا نہین عقدہ کھولنے سے کوئی	بنتی نہین بات کچھ بنائے سے یہان

ہمکو تو یون ارشاد ہوا کہ شیطان مردود ہے ملعون ہے گمراہ کنندہ ہے رہزن ہے اُس کی راہ پر مت چلو اُس کی پیروی ہرگز نہ کرو اور موسی علیہ السلام نے جب معلم کی درخواست کی تو حکم ہوا کہ ہر کی بات پوچھنی ہو تو جاؤ شیطان سے پوچھو بھلا جو ایسا معلم ہو کہ پیغمبر اسکے پاس بھیجے جاوین تو اسکی گمراہی بھی عجیب غریب ہی جب حضرت موسی اس کے پاس پہنچے تو کیسی

Marfat.com

برجستہ تعلیم توحید کی دی ہے چنانچہ شیخ عطار نے لکھا ہے ؎

من نگوتا تو ہم چو من نشوی — این سخن راز من بخاطر دار
یعنے اول چو من شوای سرہ مرد — زخم اورا سپر بسینہ میار
گرشوی ہیچو من بروپس ازان — ہرچہ خواہی بگو و باک مدار

شیطان کی تعلیم تو یہ اور نام گمراہ کرنیوالا۔ بھلا اس غریب کو ناحق کیون بدنام کیا۔ فاعل حقیقی تو ایک ہے نہ دو۔ وہی ہادی ہے وہی مضل مثل سچ کہون تو مان ماری جائے جھوٹ کہون تو باپ کتا کھائے۔

رحمن و رحیم و رحمت اللہ دائیم — شیطان رجیم و لعنت اللہ دائیم
ہرنیک و بدے کہ درجہان میگذرد — باللہ دائیم و ثم باللہ دائیم

ایکروز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل مین کسی درخت کے تلے لیٹ گئے ور ایک اینٹ اُٹھا کر سر کے نیچے رکھ لی اُسیدم شیطان پہنچا اور کہا ای ابن مریم اب میرے ملک مین بھی دخل دینے لگا۔

گفت اے ملعون چرا استادۂ — گفت خشتم زیر سر بنہادۂ
جملہ دنیا چو اقطاع منست — بستانی خشت آن من این و خشت
تو تصرف میکنی در ملک من — خویشتن آوردہ در سلک من

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فوراً وہ اینٹ اُٹھا کر پھینکدی۔ شیطان بولا کہ بس اب پڑے رہو ہم سے تم سے کچھ واسطہ نہین۔

ایکروز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے ترک و تجرید کی حالت مین رہے ہین تمام عمر کہین گھر نہین بنایا ہمیشہ قلندر وار پھرتے رہے نقل ہے کہ ایک روز آپ کہین تشریف لیجاتے تھے اثنائے راہ مین بارش ہونے لگی ناچار ایک ... مین کھڑے ہوگئے اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک لومڑی دوڑ کر اپنے بھٹ مین گھس گئی آپکو خیال آیا کہ سبحان اللہ جانورون کے لیے تو ٹھکانا اور مین خانہ بدوش خیال کے آتے ہی ایک مکان جواہر نگار نمودار ہوا۔ اور ندا آئی کہ ای دوست اگر مکان درکار ہو تو

Marfat.com

یہ موجود ہے ہمارے پاس کسی شے کی کمی نہیں لیکن تمہارے واسطے یہ رتبہ قلندری اس مکان سے اعلےٰ ہے آپ نے عرض کیا کہ آلہی میں اسی حال مین خوش ہون مجھ کو اور کچھ درکار نہیں۔ یہاں جناب قبلہ نے فرمایا کہ سرکار نے تو اُن کی تقدیر میں یوں لکھ دیا تھا۔ کہ ہمیشہ خانہ بدوش پھرینگے۔ پھر مکان کیونکر لیتے آخر انہین کی زبان سے اقرار لے لیا۔ کہ مین کچھ نہیں چاہتا غرض یہ ہے کہ مقدر سے زیادہ کسی کو کچھ نہین ملتا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب حضرت نوح ع کی دُعا سے طوفان برپا ہوا۔ اور وہ کشتی پر سوار ہوئے۔ تو شیطان بھی آموجود ہوا۔ اور بولا کہ آپ نے خوب ہی کیا جو دعا مانگ کر خلقت کو غارت کرا دیا۔ آپ ہدایت کرتے کرتے مین بہکاتے بہکاتے دق ہوگیا دونو خرابی مین مبتلا تھے اب خوب پانوں پھیلا کے چین سے سوئینگے نہ ہدایت کا کھٹراگ رہا۔ نہ گمراہی کا بکھیڑا۔ یہ بات سُنکر حضرت نوح ع تا زیست روتے رہے۔

جهاندار داند جهان داشتن	یکے را بریدن یکے کاشتن
نه با این ست مهر و نه با آن ست کین	تو دانا تری اے جهان آفرین

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ شیطان نے تو یہ نافرمانی کی کہ حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا اور حضرت آدم سے یہ تقصیر ہوئی کہ دانہ گندم باوجود ممانعت کھا لیا۔ حکم سرکاری سے عدول کرنے میں دونو مساوی تھے لیکن جب عتاب ہوا۔ تو شیطان نے بیدھڑک جواب دیا کہ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ اور حضرت آدم نے شرما کر فریاد کی کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اس وقت حضرت آدم سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ جھوٹ کیوں بولا کہ اس فعل کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا۔ آیا ہم فاعل حقیقی نہیں ہیں حضرت آدم نے عرض کیا کہ بار خدایا بلاشک میں تجھی کو فاعل حقیقی جانتا ہوں لیکن معصیت کو تیری ذات پاک کی طرف نسبت کرنے سے مجھے شرم آئی اور مقتضائے ادب یہی معلوم ہوا۔

گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ	تو در طریق ادب کوش و گو گناه من ست

یہ ادب ان کا پسندیدہ بارگاہ کبریائی ہوا۔ مقبول ٹھہرے اور شیطان مردود۔ خیر رد و قبول تو دوسری بات ہے۔ مگر ان کا جھوٹ اور اس کا سچ خدا پر دونو روشن تھے۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب رامپور میں مولوی فضل حق صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ تو فرمانے لگے کہ افسوس ہے تمہاری کتب درسیہ تھوڑی ناتمام رہ گئیں۔ اگر چندے یہ شغل اور رہتا۔ تو تحصیل تمام ہو جاتی مینے کہا جناب مولوی صاحب ایک نقل یاد آئی۔ ایک بار حضرت موسے علیہ السلام کوہ طور کی جانب جاتے تھے۔ رستہ مین شیطان مل گیا آپ نے اس سے کہا۔ سنتو ابلیس اگر تو آدم کو سجدہ کر لیتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اُس نے کہا کہ اچھا کیا خاک ہوتا۔ بہت ہوتا تو آپ جیسا ہو جاتا۔ فرمایا کیون ہم کیسے ہین کہا کہ ہان نبوت تو بے شک آپ کو ہے لیکن نشان فتوت تو آپ مین ہی نہین۔ ہم جب جانتے کہ دوبارہ رب ارنی کہتے۔ سو مولوی صاحب کتب درسیہ کی غایت تکمیل یہ تھی کہ آپ جیسا فاضل ہو جاتا۔ یہ بات سُنکر مولوی صاحب آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ میان صاحب سچ ہے ہم کو تو علم حجاب الاکبر ہو گیا ایک بار جناب وقبلہ نے بذریعہ کرامت نامہ منشی فضل رسول صاحب کو یہ شعر قلندر صاحب کا تحریر فرمایا ؎ درگذر از گفتگو اے نامرادے مرادی نامرادان رامراد ✤ بعد چندے جب کہ منشی صاحب خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو عرض کیا۔ کہ اس شعر میں جو مضمون قلندر صاحب نے بیان فرمایا ہے کیا یہ رتبہ اُن کو حاصل تھا۔ ارشاد ہوا کہ یہ رتبہ نامرادی تو ابلیس ہی پر ختم ہو گیا جیسے آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہو گئی اب نہ کوئی ابلیس بنے گا نہ یہ رتبہ پائیگا۔ اور جیسا ابلیس شاد و خرم رہتا ہے ایسا نہ کوئی نبی خوش ہے نہ ولی۔ رباعی

رندے دیدم نشستہ بر خنگ زمین	نی کفر و نہ اسلام نہ دنیا و دین
نے حق نہ حقیقت نہ شریعت نہ یقین	اندر دو جہان کرا بود زہرۂ این

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ کا مطالعہ طالبین کے حق مین نہایت مفید ہے۔ اور آپ کو بھی یہ تمام قصیدہ حفظ تھا۔ اکثر [illegible] اس کے اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اب میں اس مقام پر تمامہ اس [illegible] کو لکھتا ہون۔ تاکہ شائقین اس سے بہرہ ور ہون۔

مے نگارم قصیدۂ عطار	کہ مرا نیست جز نگارش کار

Marfat.com

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار | متجلی است از در و دیوار
نحن اقرب الیہ آمدہ است | دور افتادۂ تو از پندار
کل شئے محیط مے بشنو | آنکہ می بینیش بہ نقش و نگار
تو ز کوتاہ بینی اے احمق | می سرائی بہ لحن موسیقار
تا بکے در صفات حیوانی | ہمچو یک چند احمقی بر عار
او بہ پیش تو ایستادہ چو سرو | سر فرو بردۂ تو نرگس وار
سرمۂ گر ز نور سے بنصرو | بہ کشی درد و چشم پر زنگار
از درون و برون نشیب و فراز | از پس و پیش و ز یمین و یسار
شاہد لا الٰہ الا اللہ | پیش تو پردہ گیرد از رخسار
ثم وجہ اللہ آیدت بہ نظر | وھو معکم نمایدت دیدار
کاروان نفخت من روحی | بسرائے تو بر کشاید بار
این تماشا چو بنگرے گوئی | لیس فی الدار غیرنا دیار
احدست او اگر تو بشماری | واحدیت رساندت بہزار
ہمہ یک قطرہ ایست این دریا | ہمہ یک دانہ ایست این خروار
اسپ و فیل و پیادہ و فرزین | بہ تن واحد آن سپہ سالار
می نماید بچشم احول تو | شتر و اسپ و فیل و گاو و حمار
زاغ و طاؤس مار و مور و مگس | بلبل و قمری و چکاوک و سار
کافر و گبر و مومن و ملحد | متقی و شقی و بد کردار
ہر چہ مے بینی از جماد و نبات | وز وحوش و طیور و حیوان وار
آسمان و زمین نشیب و فراز | از جنیات و طیبات انگار
این ہمہ ذات پاک یزدان است | میکند جلوہا برین اطوار
گر تو علم الیقین بدست آری | سوی عین الیقین بیابی بار
روی حق الیقین عیان بینی | شوی از کائنات برخوردار

Marfat.com

بہمین دیدہ بنگری ظاہر صورتِ خویش را بصورتِ یار
گوئی آنکہ زخود کہ اینہمہ اوست راحت و رنج و اندک و بسیار
پس بخود گوئی وز خود شنوی لِمَنِ الْمُلْكُ وَاحِدُ الْقَهَّارِ
تو بدین پایہ کے رسی ہیہات کہ غیرت بازماندہ از رفتار
مَنْ طَلَبَنِيْ وَجَدَنِيْ آمدہ است عاشقان را بدوست ہست اقرار
مَنْ رَآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ را زین سبب گفت احمدِ مختار
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ نمے فرمود گر نمے دید حیدرِ کرار
رمزِ مَنْ كَانَ هٰذِهٖ أَعْمٰى بشنوید اے خران کودن سار
ہر کہ این جا ندیدہ محروم ست ور قیامت ز لذتِ دیدار
کار کن کار پیش ازانکہ اجل بدر آید ز ہستیِ تو دمار
منزلِ تو نہ دور نزدیک است پاے عروی بکن قدم بردار
قاطعانِ طریق در راہ اند گشتہ مست تو گسستہ مہار
انا لیلی بگو اگر عروی در نہ چون ابلہان سرے مبخار
ہیچ معنے انانیت کفر است ہیچ فہمیدی اے نکوکردار
خویشتن را نگو منم یعنی من رانی بگو ہمیں دوار
قل ہو اللہ وصف احمد دان از میانش ولیک ہیم برار
این سخن در تو کے کند تاثیر دارد و آئینہ دلت زنگار
روزی از روزہا کلیم اللہ خواست مرشد ز ایزدِ دادار
وحی آمد برائے او کہ برو پیشِ ابلیس مفسدان سالار
راہ طے کرد و سر بہ حکم نہاد رفت در پیشِ آن لعین
گفت خواہم من از تو ارشادی کاے تو در راہِ عشق پر کہ تیار
یعنی ایزد برائے ارشادم بر سر تو نہادہ تاج مدار
زین سخن ہمچو شعلہ سر پیچید جست در بر و نشست ہمچو شرار

Marfat.com

گفت من از دم ازل دارم | طوق لعنت بگردن ادبار
تو ندیم اللهی نداری ننگ | تو کلیم اللهی نداری عار
من کجا و طریق این احکام | من کجا و سبیل این اطوار
من نهنگم نهنگ عصمت خوار | من پلنگم پلنگ دین ادبار
راه رسم ضلالت از من پرس | مفسدان را منم سپه سالار
بزبان نیاز بازش گفت | اے تو در راه عشق خوش رفتار
درس کروبیان تو میگفتی | تختهٔ هم برائے من بگمار
بتکلم در آمد و بکشود | لب گوهر فشان و شکربار
گر ز من چشم داری این معنی | در بمن بر نویسے این طومار
من نگو گفت تا چو من نشوی | این سخن را ز من بخاطر دار
چون شوی همچو من برو بس زان | هرچه خواهی بگو و باک مدار
یعنی اول چو من شو اے سره مرد | زخم او را سپر بسینه میار
چون شنید این سخن از و موسےٰ | گفت از روے عجز و انکسار
راست گفتی درست فهمیدم | این سخن از تو اے ملک عیار
عین آبیم ما و او با ما | بهم آمیخته شکر کردار
عین آبیم گرچه در ظاهر | مے نمائیم لولوئے شهوار
نام خود را کنون چو آب بریم | زانکه ما شربتیم شکروار
آب را تو تمام ژاله نگر | ژاله را عین آب می پندار
خویشتن را تو درمیانه مبین | سد اسکندر را ز میان بردار
لیک اندر قمار خانهٔ عشق | به ز منصور کس نه باخت قمار
تا تو هستی خدائے در خواب ست | چون بمیری تو او شود بیدار
فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ | صَادِقِیْنَ آمده است در اخبار
گر نمیری تو پیشتر ز اجل | نکند بر تو تیر و خنجر کار

Marfat.com

ملک الموت را شود بیقین | همچو سیماب گشتنت دشوار
صید عنقا عجب تواند کرد | بو الفضولے اگر رود بشکار
تو بخوف و رجا ازین درگاه | بازمے مانی اے خجسته شعار
از زبانت همی کنی من و تو | جانِ من یک زمانکی هشدار
عشق گر دولت فروز و شمع | روز روشن نمایدت شب تار
ذوق و شوق آنچنان عیان بینی | که شوی مثل من ز خود بیزار
محو گردی چنان تو از مستی | نشناسی کلاه واز دستار
دو صفت سر زند ازین مستی | می طرازم به صفحهٔ اظهار
یا به کلّ اللسان شود خاموش | یا به طال اللسان کند گفتار
لیک طال اللسان هلاک شود | سر و پا گم کند دهد دستار
وانکه کلّ اللسان بود چه شود | با سلامت بایستد هموار
گم نگردد ز کاکلش یک موے | گم نه گردد ز خرقه اش یک تار
آنکه او سر دهد زهے سرمست | وانکه او سر برد زهے هشیار
گاه طال اللسان بود خاموش | گاه کلّ اللسان کند گفتار
میزند موج اندرین معنی | مطلعی همچو مطلع الانوار

او خروشان چو بلبلان بهار
او خموشان چو طبلهٔ عطار

غیر او کیست کو سخن گوید | یا خمش بر نشیند اے دلدار
از برائے فریب خود خود گشت | جلوه در قد و در قدم رفتار
تاب در زلف و وسمه بر ابرو | سرمه در چشم و غمز [illegible]
رنگ در آب و آب در یاقوت | بوی در مشک و مشک در تاتار
هست خود فعل و فاعل و مفعول | هست خود قبض و بسط در هر کار
ناظر خود خود است و خود منظور | خود تماشا و خود تماشا کار

Marfat.com

عاشق خود خود است خود معشوق ‌ ‌ خود طبیب خود است و خود بیمار
خود شده طوطی و خود آئینہ ‌ ‌ خود شده پیش طوطی آئینہ دار
خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست ‌ ‌ خود زند باز باب استغفار
حمد خود از زبان خود خود گفت ‌ ‌ تا کہ بر خود شود پذیرفتار
خود پیمبر شد و پیام آورد ‌ ‌ گشت خود معترف نمود اقرار
گفت انا احمد بلا میم ‌ ‌ از زبانِ محمد مختار
لی مع اللہ و من رآنی گفت ‌ ‌ ہم خود از نطق سید الابرار
رَبِّ ارنی بگوش خود خود ریخت ‌ ‌ خود بخود کرد حسرتِ دیدار
باز خود گفت لن ترانی را ‌ ‌ بہر چہ بہرِ گرمیِ بازار
خود انا الحق زد از لب منصور ‌ ‌ خود بر آمد ز شوق بر سر دار
من نیم او خود است قافیہ سنج ‌ ‌ من نیم او خود است در گفتار
ہست کان یک حیات صرف مدام ‌ ‌ با ہمہ خیر و شر خود دوّار
روز آدینہ بر سرِ منبر ‌ ‌ گشت شبلی برای خطبہ سوار
کرد توحید ایزدی آغاز ‌ ‌ کہ یک است او چہ دہ چہ صد چہ ہزار
مگر آنجا جنید حاضر بود ‌ ‌ گفت ای پاکباز پاک عیار
آنچہ من با تو گفتہ ام بہ نہفت ‌ ‌ تو عیانش ہمی کنی اظہار
گفت ہیہات اے یگانۂ عصر ‌ ‌ سخن مشرکانہ را بگذار
من ہمی گویم و ہمی شنوم ‌ ‌ نیست کس غیر من بہر دو دیار
قُمْ بِاِذْنِیْ و قُمْ بِاِذْنِ اللہِ ‌ ‌ ہر دو یک نغمہ ایست از لب یار
خواہ قرب نوافلش برخوان ‌ ‌ خواہ قرب فرائضش بشمار
نیست جز نام فرق زیر و بم ‌ ‌ زیر و بم میزند سر از یک تار
لوحِ دل را ز نقش غیر بشوی ‌ ‌ خویشتن را خدای خود انگار
نور چشم من از خودی بگذر ‌ ‌ زانکہ باشد خودی ز جملہ خوار

Marfat.com

گر بدین بال و پر کنی پرواز — شاہبازی تو جبرئیل شکار
دانکہ بیخبر تو چیست ہستی تو — خویشتن را کنارہ گیر کنار
ورنہ گر با خو بیت خدا گوئی — مشرکے باشی و خدا آزار
چونکہ لاشریک است حکم خدا — خویشتن را ز شرک پاک برار
شرک دو ہست در خفی و جلی — ہر دو را پیش تو کنم اظہار
اے پسر لا الہ الا اللہ — خود ز شرک خفی است آئینہ دار
ہست شرک جلی رسول اللہ — خویشتن را ازین دو شرک برار
گر ز شرک جلی خلاص شوی — خویش را از خفی خلاص شمار
چون ازین شرکہا خلاص شوی — شوی آن وقت صوفی شطار

یہان حضرت فرمایا کرتے تھے سنو ہمارے بزرگ حضرت شبلیؒ کیا فرماتے ہین

آن کسی وقت نزع شبلی را — گفت ای قدوۂ صغار و کبار
کہ بگو لا الہ الا اللہ — مغفرت خواہ ز ایزد غفار
بہ تبسم درآمد و بشگفت — ہمچو روے بہار و چہرۂ یار
گفت معشوق من ز استغنا — نگشاید ز روی رشوت کار
بعد ازین ما و ساقی و لب جو — بعد ازین ما و یار و بوس و کنار
بعد ازین ما و نغمہ و مطرب — بعد ازین ما و خانۂ خمار

یہان ارشاد ہوتا تھا کہ چھوٹی میان چھوٹی میان بڑے میان سبحان اللہ اے سید الشاہ حضرت جنید کا ارشاد سنو

سالکے مر جنید را پرسید — کاے ز سر تا قدم ہمہ اسرار
بہ تکلم درآکہ مشرک کیست — گفت کای ہرزہ گوئی کودن سار
ہر کہ نادیدہ نام او گوید — مشرک است آن فضول ناہموار
دع نفسک تعال را بشنو — ای برادر ز گذشت
ہر کہ از وے نزد انا الحق سر — ہست او از جماعت کفار
ہر کہ منکر بود مشرک — من از وچون خدای او بیزار

Marfat.com

چون دوئی از میانه برداری | تو نمائی و او کند گفتار
دین احمد گزین مسلمان شو | بگذر از خویش و بگسل این زنار
این بت ار بشکنی چو ابراهیم | گردر آتش زنی شود گلزار
شو بهر قول و فعل تبع سلف | غیر باطن بظاهرت بسیار
شو بباطن ربوبیت پرداز | کن بظاهر عبودیت اقرار
ظاهر خویش پاک کن بوضو | باطنِ خویش را نماز گذار
پس وضو چیست پاک کردنِ دل | پاکیِ دل چه شستن از اغیار
مسجدِ تو مقامِ تسلیم است | قبله گاهِ تو طاقِ ابروی یار
در نماز آن نگار را دیدن | ظاهر و باطن ای پسر شمار
در عبادت کسی شریک مکن | زانکه لاشریک است حکم نگار
روزه حفظِ دل ست از خطرات | پس بود از مشاهده افطار
دل بود طعمه خور ز چار خطر | مرد باید که بگذرد زین چار
گر بود خاطرِ تو مائل حق | خطرهٔ آسمانیش پندار
ور بسوی عبادتت بکشد | خطرات ملائکش بشمار
این عطاهای فیض جبروت ست | جذب او می کشد ترا در کار
ور بیابیش در ترددِ جاه | که چنین یا چنان برآرم کار
یا فلان را دهم کلاه و کمر | یا فلان را کنم سپه سالار
یا کنم خوصِ آسمان پهنا | یا بکیوان برم سرِ دیوار
این خطر جانِ من ز شیطان است | این خطر اژدر است مردم خوار
ور بود این تن تو مائل خور | هستی تو بدل شود به حمار
این کشاکش ز نفس بدکیش است | اشترت را بدست اوست مهار
زین خطرها معطلے گردی | گرچه هستی ز جعفر طیار
ورنه گردد دلِ فرشته وشت | مائل هیچ یک ازین هرچار

Marfat.com

زین خطرها اگر برون آئی ... نه خزان ماندت نه فصل بهار
هستی خویش را زکوة بده ... بر سر دوستی بکن ایثار
یعنی این هستی عناصر خود ... با علومش زجان خویش برار
حج چه باشد زخود سفر کردن ... بکجا جانب بدایت کار
هست قربانی از پس حجت ... قطع احکام طبعها یک بار
یعنی این چار طبع را یک کن ... تا نگردد مخالفت هر چار
صفت طبع را چو نفی کنی ... روی حق بینی از در و دیوار
روی بیگانه کہ مے نگری ... آشنا وا نماندت هر بار
تا نکاری یگانگی را تخم ... کی دهد شاخ آشنائی بار
شد جنابت تمام شرک و دوئی ... غسل فرض است زان [illegible]
غسل چه بود بورطه توحید ... غوطه خوردن نیامدن [illegible]
چیست تجرید گشتنت آزاد ... از هزاران هزار و یار و دیار
بعد ازان از برادر و خواهر ... بعد ازان از تمام خویش [illegible]
غم اینها بهیچ نوع مخور ... بگذر از جمله و بحق بسپار
زانکه داریم ما خداوندی ... لطف او هست بر همه [illegible]
ماه و خورشید و زهره و برجیس ... ابر نیسان و مهر و دی [illegible]
هفت و چار اند حاکم ظاهر ... باطنت هست [illegible]
همه بهر تو در مشقت و رنج ... تو ز بهر چه میکشی آزار
بعد تجرید بایدت تفرید ... یعنی از آخرت شدن [illegible]
فارغ الدین و تارک الدنیا ... بکند فرق افسر از [illegible]
دین و دنیا و دوزخ و فردوس ... تو رها کن باین [illegible]
تو اگر مرد این خجسته رهی ... دامن از [illegible]
فرض یزدان گران ترازکوه است ... کوه بر گردن فرشته [illegible]

Marfat.com

اے پسر در رہ شریعت فرض — عشر دہ یک بود بدنیا دار
در طریقت گذشتن از لذات — در حقیقت گذشتن از افکار
چیست توبہ گذشتن از جملہ — چہ خدا و رسولؐ و جنت و نار
نام این منزل است او ادنٰی — ہست جائی شکیب و جای قرار
لیک اینجا ستادنست مشکل — بلکہ زینجا گذشتنست دشوار
وانکہ زینجا گذشت گشت فقیر — مال او راست دو ستدار حصار
وانکہ او بر گذشت مخلص شد — مال او راست بحر و بر احصار
یک شبی بایزید را در خواب — دید شخصیکہ بود از ابرار
گفت ای شاہباز عالم قدس — یعنی اے قدوہ اولی الابصار
بگو از سر گذشت اوّل شب — کہ چہ بشنیدی از یمین و یسار
گفت آمدند از عالم قدس — کہ چہ آوردہ بیاؤ بیار
گفتم آوردہ ام گناہ کہ ہست — نام تو ہم غفور و ہم غفار
لیک از من نرفت در توحید — شرک ای کردگار لیل و نہار

یہاں جناب قبلہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب حضرت بایزید نے دعوی توحید کیا تو دودہ کی رات یاد دلائی گئی یعنی ایک رات حضرت بایزید کے پیٹ میں درد ہوا تھا مریدوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ دودہ پینے سے درد ہوا۔ پس دعوے باعث گرفتاری ہوا۔

اذکر اللیلۃ اللبن فرمود — خوردہ بودی وزو شدی بیمار
خوردہ بودم مگر شبی شیری — شکمم زو گرفتہ بود آزار
گفتہ بودم خلاف عادت خویش — خوردم این شیر وزان شدم بیمار
گفتم این بد خلاف در توحید — وقنا ربّنا عذاب النار
چند خواہی چو شاخ گل بالید — کاین مراد لبرست وکان دلدار
زود باشد کہ بی مناقشہ — بینی از خویشتن شدہ بیزار
از تو کند خوردہ ہمچو خدنگ — تو دہن باز ماندہ چون سوفار

Marfat.com

هرچه بی اذن تو شوی و بخوری ... زهرت ست ارچه هست نوش گوار

هرچه بی یاد او بیندوزی ... مارت است ارچه هست مهرهٔ مار

شهد و شکر مثال باشد پاک ... گرچه در یاد او خوری مردار

در شریعت بود هر آنچه حلال ... در طریقت همان بود مردار

چون حقیقت نقاب برگیرد ... هر دو یکسان گردد اے نکوکردار

چند ماضی و چند مستقبل ... بذله سنجی کنی ز لب افگار

خویشتن را بدین همه عالم ... مثل بادِ روان و خاک شمار

سال آینده را گذشته شمر ... هیچ بار ار سال یا چون پار

جان من وقت آن غنیمت دان ... که ابوالوقت خوانَدت احرار

انت اعمیٰ عصای تو وهم ست ... که همی افتی از سر دیوار

ورنه هنگام رفتنت بزمین ... زیر پا آیدت جهان هموار

اینکه کردی چو نام من عاصی ... رفته ام زانکه معصیت بسیار

نام خود بر صحیفهٔ لا ریب ... تو در قسم کردهٔ انا الغفار

کیسهٔ من پر از گناهان است ... تو خریدار دانه بیین بازار

هرچه دوری ز جنس بخشایش ... تو به هل من مزید لطف بیار

این قصیده است وحی هاتف غیب ... طبع والا پسند آینه دار

وحی چه بود هر آنچه در دل تو ... سر زند از نتایج اسرار

چیست الهام آنکه خاطر تو ... برد و سوے نیک از بد کار

باز وسواس دیو هست که تو ... بروی سوی بد ز نیک شعار

این نه شعر است بلکه معجزه ایست ... گرچه مانده بصورت اشعار

همه عشق است اندرین مصحف ... همه عمل است اندرین گفتار

همه شوق است اندرین صفحه ... همه ذوق است اندرین طومار

این کلام کلام مردان است ... نه کلام مخنث بازار

Marfat.com

قلم از راستی بدست آور — بر ورقہائی جان و دل بنگار
روز و شب وردِ خویش کن این را — تا رہد جانت از ہمہ آزار
بلکہ باید کہ کار فرمائی — ورنہ خون خوردنِ دلم بچہ کار

این قدر بس بود نصائح و پند
در سلوک از فریدِ دین عطار

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قلندر صاحب پانی پتی کی خدمت میں یہ سوال تحریر کیا۔ منکہ ہیچ بن ہیچ بن ہزاران ہزار ہیچ من خود را ہیچ مے پندارم و حق میفرماید کہ من در توام و شریعت میگوید کہ ادب کن پس جواب این ہرسہ کلمہ قلمی فرمایند۔ قلندر صاحب نے جواب میں یہ رباعی ارسال فرمائی ؎

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من — این حرف معمانہ تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوی من و تو — چون پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے معرفتِ خدا میں سوال کیا آپ نے فرمایا اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ یعنی ادراک کا عاجز ہونا۔ ادراک کے دریافت سے یہی معرفت ہی۔ ایک شخص نے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے معرفت میں سوال کیا فرمایا کہ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ یعنی میں نے خدا کو پہچان لیا بسبب ٹوٹ جانے ارادوں کے

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رباعی حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر کی خدمت میں تحریر کی۔

اے راہبر خلق مرا راہ نما — در مشکل این بیت جوابم فرما
گویند خدا بود و فلک ہیچ نہ بود — گر ہیچ نہ بود ست کجا بود خدا

قلندر صاحب نے اس کے جواب میں یہہ رباعی رقم فرمائی۔

در ملت و مذہب خبری نیست مرا — میدان بہ یقین کہ لامکانست خدا
خواہی کہ ترا کشف شود این مخفی — جان در تن خود بین کہ کجا دارد جا

ایک روز ارشاد ہوا کہ داراشکوہ نے میان میر صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

مین یہ سوال تحریر کرکے بطلب جواب ارسال کیا۔ سوال ہر روز ارادہ میکنم کہ بخدمت شریف برسم لیکن میسر نمیشود اگر من نمی خلاف من چرا واگر من نیستم چہ تقصیر ما۔ و قتل امام حسین علیہ السلام اگر برحق است پس یزید پلید درمیان کیست واگر خلاف مشیت ست یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ چیست احمد مختار علیہ التحیۃ والسلام در جنگ کفار رفت شکست بلشکر اسلام افتاد۔ علماء ظاہر مے فرمایند کہ تعلیم صبر است وحدیث شریف ناطق است کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ یعنی میں نبی تھا۔ اور آدمؑ درمیان خمیر کے۔ این رتبہ وآن شکست پس جواب این ہر سہ کلمہ قلمی فرمایند۔ میان میر صاحب نے یہ جواب ارسال فرمایا جواب بچہ شیر خوارہ را حلوہ خوردن نباید ای شاہزادہ تا از شاہزادگی بیرون نیائی۔ ہرگز شاہ نشوی۔ مَا بَقِیَ مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا ترجمہ جو شخص خاموش رہا۔ اس کو سلامتی ملی اور جس کو سلامتی ملی اُس نے نجات پائی۔ اس کے بعد جناب قبلہ نے فرمایا کہ میان میر صاحب نے جان بچائی اور ٹال دیا۔ کیونکہ جواب بہت مشکل تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ عالمگیر بادشاہ نے سرمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا۔

اے عارف رند بود و نابود ست کو	آتش زدہ بخویشتن دود ست کو
دل دادی و جان دادی و ایمان دادی	اینک ہمہ سود است بگو سود ست کو

حضرت سرمد نے اس کا جواب یون ارشاد فرمایا ؎

نابود شدم بود نے دانم چیست	اتنگر شدہ ام دود نمی دانم چیست
دلدادم و جان دادم و ایمان دادم	سوداست وگر سود نمیدانم چیست

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب کبیر نے یہ دوہا کہا۔

تن مٹکی من دہی سُرت بلون ہار	کبیرا ماکھن کھا گیو چھاچھ پیے سنسار

یعنی کمال معرفت کبیر کو حاصل ہو گیا۔ اس کے جواب میں کمال ابن کبیر ... اور باپ کو ہوشیار کیا۔ کہ یہ آپ کا وہم ہے بلون کسی پر ختم نہین ہوسکا۔

مصری کا پربت بھیو اور چیونٹی نکسی آئے	اُن کہہ اپنا ہو چو پربت کا کیا جائے

یہ بات سنکر کبیر چونکا اور ہوش مین آیا کہ حقیقت مین دہوکا لگا کمال نے خوب سمجھائی

Marfat.com

قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا

علمہا از بحر علمش قطرہ ایست | آن چو خورشید ست اینہا ذرہ ایست
گر کسی در علم صد لقمان بود | پیش علم کاملش نادان بود

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ کبیر پڑا مُوحّد تھا جب اس کی توحید کا شہرہ ریداس تک پہنچا تو اس نے یہ شعر لکھا کیونکہ ریداس سرگنی تھا یعنی اہل صفات اور کبیر نرگنی یعنی اہل ذات تھے

مانُ گنی باپ جو لیے پوت بھیے برہم گیانی | آد انت کی جانے ناہیں اپنے من کی ٹھانی
جو لیے نہین نین ہت موری ری

اس کے جواب مین کبیر نے اس طرح رقم کیا۔

برہم گیان بن برہم تت بن کایا شدھ ہوئی | پورن برہم سکل گھٹ بیاپک دوجی اور نکوئی
جمری نہین نین ہت موی ری

آخر ایک روز اتفاق ملاقات ہوا اور دونو مین گیان چرچا کی ٹھہری کبیر نے کہا کہ میری بھگتی اچھی ہے ریداس نے دعویٰ کیا کہ میری۔ اب فیصلہ ہو تو کیونکر ہو۔ ریداس نے رام چندر جی کو یاد کیا فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر دھنش بان یعنی تیر کمان ہاتھ مین لئے ہوئے آموجود ہوئی اور کہا کہ ریداس کو کیون نہین مانتا۔ اسکی بھگتی اچھی ہے کبیر نے کہا کہ مہاراج آپ سیتا جی کی چوکسی کرین اس معاملہ میں دخل نہ دیجئے گفتگو میری اس کی ہے ہم دونو بھگت بنیگے وہ چپ ہو کر دور کھڑے ہو گئے تب ریداس نے کرشن جی کو یاد کیا وہ بھی گرڑ پر سوار سر پر مکٹ لگائے مکھ مرلی دھرے سامنے آگئے اور کبیر کو سمجھایا انہنے کہا کہ مہاراج آپ گوپیون سے کلول کیجئے میرا اس کا جھگڑا ہے چک جائیگا وہ بھی الگ ہو گئے پھر انہنے مہادیو جی کا دھیان کیا تو بیل پر سوار ترسول ہاتھ میں لیے فوراً آئے اور درشن دیئے کبیر نے انکا کہنا بھی نہ مانا اور جواب دیا کہ مہاراج تم پاربتی جی کی پاس جاؤ اس کی خبر مہادو اس بات سے آپ کو کیا مطلب مہادیو جی کو غصہ آیا اور کبیر کے مارنے کو ترسول اٹھایا۔ کبیر رمز یعنی لا اکر غائب ہو گیا۔ اسوقت ریداس کے تمام دیوتا بولے کہ اس دریائے توحید و رنگا کی تہ مین جہان کبیر نے غوطہ لگایا ہے ہم اور وہ سب برابر ہین جہان ہمارا بھی کچھ بس نہین چلتا ریداس نے کہا مہاراج ہمین نے اتنی مدت تمہاری سیوا اور پوجا کی اور اس وقت کچھ نہ ہو سکا تو آئندہ آپ لوگون سے کیا توقع کہو

Marfat.com

بس میرا اسلام ہے اس کے بعد ریداس نے سکو دھنا بتائی اور مسلک توحید اختیار کیا اور کبیر کا چیلہ ہو گیا۔

ٹھاکر پتھر مالا لکڑ۔ تیر تھہ ہین سب پانی	راما کرشنا مر گئے دیکھے چارون وید کہانی
راما مر گئے کرشنا مر گئی مر گئی لکھو بانی	اُس کو سادھو کیون نہین پوجیں کو تنو آئی
دل گفت مرا علم لدنی ہوس است	تعلیمے کن گر ترا دسترس است
گفتم کہ الف گفت دگر گفتم ہیچ	در خانہ اگر کس است یکحرف بس است

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہم نے ایک عالم سے یہ بات دریافت کی تھی کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ مین لا نفی جنس کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی خدا ہین جن مین سے ایک کو تم نے مستثنےٰ کیا اورون کو چھوڑ دیا اس مین تو بڑا شرک بھرا ہوا ہے۔ انھون نے جواب دیا۔ کہ اکثر لوگون نے تو اور خدا بھی تو مان رکھے ہین ہم نے کہا کہ حضرت پہلے تو یہ فرمایئے کہ قرآن شریف لوح محفوظ پر کب لکھا گیا تھا جبکہ یہ کلمہ اور قرآن لوح پر لکھا گیا اس وقت تھا کون۔ جو دوسرا خدا مانتا۔ اُنھون نے کہا کہ تم وہابی معلوم ہوتے ہو۔ ہم نے کہا کہ درست ہے جب ہم نے سچی بات کہی اور آپ جواب نہ دے سکے تو ہم وہابی ہو گئے ؎ لا و الا ہر دو لفظے ساختند۔ خلق را در دام وہم انداختند۔ اس کے بعد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے روز ازل ہی سے یہ رنگ آمیزی کر رکھی ہے۔ اس کا بھید نہ کسیکو کھلا ہے اور نہ کھلے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب حضرت مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ مین مجادلہ ہوتا تھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک ٹیلہ پر جا بیٹھتے اور دونون لشکرون کے جنگ و جدال کا تماشا دیکھتے اور فرماتے کہ بھائیو دونون فریق حق پر ہین اور جب کھانے کا وقت آتا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دسترخوان پر شریک ہوتے لیکن نماز ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھتے۔ کسی نے اُن سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا؟ کھانا وہان اور نماز یہان؟ فرمایا کہ میان سچ تو یون ہے۔ کہ روٹی کا مزہ امیر معاویہ کی دسترخوان پر ہے اور لطف نماز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت میں ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دہلی کی زینت المساجد مین مقیم تھے تو ... نے ... سے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک کفر و اسلام مین کچھ فرق ہے یا نہین جواب دیا کہ کچھ بھی نہین دونو شاہین سرکاری ہین ندھیرے اُجیالے کا سا حال ہے ؎ شعر

کفر و اسلام در رہش پویان	وحدہ لاشریک لہ گویان

پھر پوچھا کہ تم کس طریقہ مین ہو- کہا کہ کسی مین بھی نہین سردی مین دھوپ بھلی معلوم ہوتی ہی اور گرمی مین چھانو- دن کو اجالا اچھا لگتا ہے- رات کو اندھیرا- پھر بافرشاہ ہماری طرف متوجہ ہوئے سکہ تم کس طریقہ میں ہو- ہم نے کہا کہ صاحب ظاہر مین تو ہم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ مین شریک ہین باطن کا حال معلوم نہین کہ کیا ہین- اور کون ہین- اگر حال باطن معلوم ہوتا- تو کچھ بیان کیا جاتا- کوئی کہتا ہے کہ اس کے اندر خدا ہے کوئی کہتا ہے کہ ایک نفس ایک شیطان بھی اس مین گھسا ہوا ہے- بس اگر اس مین خدا ہے تو ان سب کا گذارا ایک ہو سکتا ہے- ہان بطور خدمتگارون کے رہین تو مضائقہ نہین ؏ ہر جا کہ سلطان خیمہ زد غوغا نہ ماند عام را + یہ بات سُنکر بادشاہ خاموش ہو رہے-

ایک روز ارشاد ہوا- کہ زینت المساجد مین ایک روز کمبل پوش سے مولوی محبوب علی صاحب کی گفتگو ہونے لگی اس آیت کے معنی مین فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِىْ مولوی صاحب تو کہتے تھے کہ بیت سے مراد کعبہ ہے اور کمبل پوش کا قول تھا کہ بیت سے عبارت قلب انسانی ہے- یہانتک بحث ہوئی کہ نوبت بجدال پہونچی اتنے میں مولوی فضل حق صاحب تشریف لائے دونون صاحبون کی تقریر سنی اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے- کہ صاحب آپ خاموش بیٹھے سنتے ہین- فیصلہ کیون نہین کر دیتے- مینے کہا کہ مولوی صاحب مجھ کو ایک نقل یاد آئی ہے- میرٹھ مین لالہ بانکے رائے کے مکان پر مین مقیم تھا- جہان ایک چھوٹا سا درخت بیل کا لگا ہوا تھا- اتفاقاً ایک روز گائے نے اس درخت پر منہ ڈالا- مین نے کہا- اسے ہٹا کیون نہین دیتے- تو لالہ بانکے رائے بولے کہ میان چپکے ہو رہو- یہ دونون ہمارے دیوتا ہین آپس مین خود ہی سمجھ لین گے دونو کے درمیان ہم کیون دخل دین- سو جناب عالی یہ دونو صاحب ہمارے دیوتا ہین اور ان کا معاملہ خضر و موسٰے علیہم السلام کا سا ہے شریعت و طریقت کی جنگ ہے ابھی هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ کہہ اٹھینگے بھلا مین ان کو کیا سمجھاؤن ؎ من ز قرآن مغز را برداشتم- استخوان پیش سگان انداختم

آپ تشریف رکھیے۔ اور ان دونون صاحبون کو لڑنے دیجیے۔ یہ بات سُنکر دونو صاحب ہنس پڑے اور کہا کہ واہ صاحب۔ آپ نے ہم دونو کو کُتّا بنایا +

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت منصور کو سولی دینے کی وجہ یہ تھی کہ حق کے ساتھ انا لگا دیا۔ ورنہ حق حق تمام دنیا پکارتی ہے۔ اور کوئی کسی پر معترض نہین ہوتا۔ پھر کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت مین نے سُنا ہے کہ اہل خدمت سوائے مسلمانون کے اور کسی قوم میں نہیں ہوتے آپ نے فرمایا کہ مسلمانون کے نزدیک تو یہی بات ہی مگر اور قومین کہتی ہین۔ کہ ہمارے ہی طریقہ مین ہوتے ہین مسلمانون مین نہین اور اصل یہ ہے کہ سب قومون مین ہوتے ہین خدا کے کام کسی خاص قوم پر محدود و منحصر نہین ہین ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ بلا واسطہ پیر و پیغمبر کے بھی کوئی صاحب معرفت ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ ہان ہو سکتا ہے۔ لیکن شاذ و نادر اور جو کوئی ایسا ہوا ہے اس نے خدا کے سوا کسی اور کو نہین سمجھا۔ یہ بات ایسی ہے۔ کہ جب عطر کھینچتے ہین تو زمین صندل کی ضرور ہوتی ہے۔ پس انبیا اور اولیا زمین عطر ہین جن کے واسطے سے عطر تیار ہوتا ہے۔ اور اگر بغیر کسی زمین کے عطر تیار کیا جائے تو ممکن ہے۔ مگر صدہا من پھول خراب ہون تب تھوڑا سا عطر نکلے جیسے انبیا علیہم السلام کہ ہزارہا خلقت تباہ ہوئی تو ایک رسول سرآوردہ روزگار ہوا۔ اور یہ عطر خالص ہین :-

صدہزاران سبزہ پوش از غم بسوخت
تا کہ آدم را چراغی بر فروخت

صدہزاران جسم خالی شد ز روح
تا درین حضرت دگر گشت نوح

صدہزاران پشہ در لشکر فتاد
تا براہیم از میان سر بر نہاد

صدہزاران خلق سر بریدہ گشت
تا کلیم اللہ صاحب دیدہ گشت

صدہزاران خلق در زنار شد
تا کہ عیسیٰ محرم اسرار شد

صدہزاران خلق در تاراج یافت
تا محمدؐ یک شبے معراج یافت

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک کنجڑا ایک رند ایک حافظ ایک صوفی ایک ... ہم دم و ہمسفر تھے۔ جنگل میں سیاہ تیتر بولا۔ ایک شخص نے کہا کہ یارو یہ تیتر کیا بولتا ہے۔ کنجڑے نے کہا کہ یہی کہتا ہے پیاز لہسن ادرک۔ رند بولے نہین صاحب یہ کہتا ہے فاعتی تیری فطرت

Marfat.com

حافظ جی بولے اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۔ صوفی باصفا نے کہا سبحان تیری قدرت ۔ برہمن دیوتا بولے رام لچھمن جسرت ۔ غرض کہ ہر ایک نے اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال پر تیتر کی بولی کو محمول کیا ۔ لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ تیتر درحقیقت کہتا کیا ہے ؟

زاہد بہ نماز و روزہ ضبطے دارد		عاشق نمے دو سالہ بیطے دارد	
معلوم نشد کہ یار مشغول کیست		ہر کس بخیال خویش خبطے دارد	

ایک روز ارشاد ہوا ۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائے ۔ حضرت نے دریافت فرمایا ۔ جبرئیل تم جانتے ہو کہ وحی کہاں سے آتی ہے ۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میری رسائی سدرۃ المنتہے سے آگے نہیں ۔ اس مقام معلوم پر ایک ندا غیب وارد ہوتے ہی اس کو آپ تک پہنچا دینا میرا کام ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا ۔ آپنے فرمایا ۔ اب کی بار اگر ندا وارد ہو تو اسی پر پرواز شروع کرو ۔ اور دیکھو کہ یہ ندا کہاں سے آتی ہے حضرت جبرائیلؑ نے ایسا ہی کیا اور ایک طول طویل مسافت طے کرنے کے بعد دیکھا کہ آنحضرت صلعم خود ندا وحی کر رہے ہیں ۔ پھر حضرت جبرئیلؑ زمین کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ آنحضرت صلعم اپنی جگہ پر موجود ہیں اس کے بعد جناب قبلہ نے ارشاد کیا کہ اس بات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت خدا تھے بلکہ اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ایک آن واحد کے اندر آنحضرت نے اپنے تئیں اس عالم اور اس عالم میں دکھا دیا ۔

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو		کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا	

ایک روز ارشاد ہوا ۔ کہ ایک شہر اندھوں کا تھا ۔ اس میں ہاتھی آیا ۔ چار پانچ اندھے بڑے شوق سے دوڑے ہوئے گئے کہ دیکھیں ہاتھی کیسا ہوتا ہے ۔ ٹٹولنا شروع کیا ۔ کسی نے کان کو ہاتھ لگایا کسی نے دُم کو کسی نے پانو ٹٹولے کسی نے پشت کسی نے سونڈ جب اپنی اپنی جگہ پر واپس آئے تو عارفان فیل نے حقائق و معارف بیان کرنے شروع کیے ۔ ایک نے کہا کہ سبحان اللہ ہاتھی بعینہ چھاج ہے دوسرے نے بیان کیا کہ اللہ اکبر ہاتھی تو ستون ہے ۔ تیسرے نے کہا کہ میں نے خوب تحقیق کیا بالکل دیوار ہے چوتھے نے کہا کہ مجھ کو منکشف ہوا کہ ہاتھی ایک لاٹھی ہے غرض سب نے اپنا علم و عرفان جو

Marfat.com

جس کو حاصل ہوا تھا ظاہر کیا۔ اگرچہ سب کا مشاہدہ اور سب کی تحقیق بجائے خود درست تھی اور ان کو در حقیقت یہی منکشف ہوا تھا۔ لیکن حقیقت فیل سے سب نا آشنا اور نابینا تھے پس معرفت خدا بھی اندھوں کا ہاتھی ہے۔ اسی لئے مخبر صادق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یہ بات صرف اپنی ہی نسبت نہیں ارشاد کی بلکہ سب کو شامل کر لیا۔ کیونکہ عرفنا میں ضمیر جمع کی ہے یعنی کسی نبی یا ولی کو معرفت کلی حاصل نہیں ہوئی ہے

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
واز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر
ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت مولانا روم و شیخ فرید الدین عطار و شاہ بو علی قلندر کی توحید میں کیا فرق ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین مسافر چلے جاتے تھے سر راہ کنواں نظر آیا ایک عورت پانی بھرتی تھی۔ مسافر نے کہا مائی صاحبہ پانی پلا دیجئے اس نے نہایت مہربانی سے پلایا۔ دوسرے مسافر نے کہا۔ میرے باپ کی جورو پانی پلا دے۔ وہ عورت گالیاں دینے لگی لیکن پانی پلا دیا۔ تیسرے مسافر نے بالکل صاف صاف کہدیا وہ اینٹ پتھر لیکر اس کے پیچھے دوڑی ہر چند کہ از روے معنی مطلب تینوں شخصوں کا ایک تھا مگر طرز بیان اور تاثیر الفاظ ہر ایک کی جدا تھی ایک میں پاس ادب تھا دوسرے میں بے حجابی تیسرا تو بالکل ہی بہکڑ تھا یہی کیفیت مولانا روم اور شیخ عطار اور شاہ بو علی قلندر کی توحید کی ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت مولانا روم کا کلام چونکہ مطابق شریعت ہے اس لئے اہل ظاہر کے نزدیک بھی مقبول و مسلم ہے۔ اور شیخ عطار کا کلام ایسا ہے کہ اہل ظاہر اس کو دیکھکر چونکتے ہیں لیکن قلندر صاحب کا کلام تو توحید میں ایسا صاف صاف اور ننگا ہے کہ اہل ظاہر اس پر لاحول و استغفار پڑھتے ہیں حقیقت میں سچی بات کہنا بہت مشکل کام ہے الحق مر۔ نقل ہے کہ ایک لڑکا تھا اس کو اکثر لوگ مارا پیٹا کرتے۔ ایک بار پوچھا بیٹا تم کو لوگ کیوں مارتے ہیں اس نے جواب دیا کہ میں سچی بات کہدیا کرتا ہوں اس لئے مجھ کو لوگ چین نہیں لینے دیتے۔ ماں بولی بھلا سچ کہنے پر بھی کوئی مارتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر تمہارے سامنے بھی سچی بات کہدوں تو تم بھی مارنے لگو گی اس نے

Marfat.com

کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ لڑکا بولا اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ باپ تو میرا مدت ہوئی مرگیا۔ اب تم کنگھی پٹی کا تیل سرمہ کس کے واسطے کرتی ہو۔ اس نے لے کے جوتی خوب پیٹا۔ کہا کہ دیکھ لو سچ بات کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ پریکھیت ایک دن شکار کے لیے جنگل میں گیا جہاں سمیکھ رشی یاد الٰہی میں مراقب بیٹھا تھا۔ راجہ نے ایک سانپ رشی کے گلے میں ڈالدیا وہ تو بیخبر تھا۔ مگر اس کے بیٹے سرنگی رشی نے اس حرکت سے خفا ہوکر سراپ (بددعا) دیا کہ یہی سانپ آٹھویں دن راجہ کو ڈسے گا۔ راجہ یہ بات سنکر ڈرا اور سمیکہ کی خدمت میں عذر تقصیر کے لئے حاضر ہوا اس نے کہا اب کیا ہوسکتا ہے۔ تیر نشانہ پر پہنچ گیا۔ پھر اپنے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ راجہ کو تو نے کیوں بددعا کی فقیروں کا یہ کام نہیں اس نے کہا اب تو میری زبان سے نکل گیا۔ راجہ کو یہ حرکت کب زیبا تھی ؎

ہاگی جیسی سبہاؤ جائے نہ جیسے		نم نہ میٹھے ہو سیچے گڑ گھی سے	
جیسی کرنی دیوکو ویسی انتکے بدہ		ہوں ہار ہردے بسے بسر جات سب سدہ	

سمیکھ رشی نے راجہ سے کہا کہ جو تقدیر میں تھا وہ ہوا۔ اب مناسب ہے کہ کتھا (وعظ) سنو تاکہ تم کو گیان ہوجائے۔ اور موت وحیات دونوں سے پاک ہوجاؤ۔

چوتھے کھنڈ چڑھ کرے جو باسا	؎	مرن جیون کا رہے نہ سانسا
ہد بہد کرتے سب گیوا اور انہد گیو نکوئے		انہد کے میدان میں رہے کبیر اسوئے
انہد باجے باجن لاگے		چور نگر یا تج تج بھاگے

راجہ مایوس ہوکر اپنے مکان کو چلا آیا اور سکھدیو جی کو کتھا سننے کے واسطے بلایا۔ راجہ کتھا سننے بیٹھے اور دہنتر بید کے پاس ایک قاصد روانہ کیا گیا کہ سرنگی کی سراپ کے موافق راجہ کو سانپ کاٹے گا تو چل اور اس کو اچھا کر دہنتر بید اپنے تین سو چیلے ہمراہ لے کر اچھا کرنے کو چلا مگر اپنی خبر نہ تھی ؎

تو براوج فلک چہ دانی چیست		چون ندانی کہ در سرائے تو کیست	

راہ میں وہ سانپ آدمی کی صورت بنکر دہنتر بید کے سامنے آیا اور پوچھا کہ مہاراج تم کہاں جاتے ہو جواب دیا کہ میں راجہ پریکھیت کو اچھا کرنے جاتا ہوں اس نے کہا بھلا تم کس طور

Marfat.com

سے اچھا کروگے دھنتر بولا میری نظر کو خدا تعالیٰ نے یہ تاثیر دی ہے کہ مار گزیدہ کے زخم پر پڑا اور وہ اچھا ہوا۔ آدمی نے کہا مین سانپ بنکر اس درخت مین کاٹتا ہون تم نظر ڈالو۔ دھنتر نے کہا۔ اچھا تب وہ سانپ بن گیا۔ اور درخت کو کاٹا فورًا اس درخت مین آگ لگ اٹھی اور جل کر خاک ہوگیا۔ اُس وقت دھنتر بید نے نظر ڈالی بدستور اپنی ہیئت اصلی پر آگیا۔ وہ سانپ پھر آدمی کی صورت مین آیا اور کہا کہ جہان آپ کی نظر نہ پہنچے وہان کیا کرسکتے ہو اُس نے کہا کہ پھر ہم سے کچھ نہین ہوسکتا یہ بات چیت کرکے وہ آدمی جو اصل مین سانپ تھا۔ چلدیا اور آگے جاکر ایک اچھی سی بڑا گن یعنی خمدار لکڑی بنکے راہ مین پڑگیا۔ اس کو ایک چیلہ گروجی کے پاس اُٹھا لایا۔ اُنہون نے پسند کی اور اپنے کندھے پر رکھ لی وہ فورًا سانپ بنگئی اور دھنتر کے دونون شانون کے درمیان کاٹ کھایا۔ اس وقت دھنتر نے معلوم کیا۔ کہ یہ وہی سانپ ہے۔ اب مین نہین بچون گا۔ کیونکہ اس نے ایسا موقع تاکا ہے۔ جہان نظر نہین پہنچ سکتی چیلون کو جمع کیا اور کہا کہ جسوقت مین مرجاؤن تو مجھ کو کاٹ پکا کر کھا جانا۔ تم سب دھنتر بنجاؤگے پھر تم نظر ڈالوگے تو راجہ اچھا ہوجائیگا۔ ایک بستی کے قریب پہنچ کر دھنتر نے انتقال کیا چیلون نے حسب وصیت اس کا گوشت کاٹ کر پکانا شروع کیا وہی سانپ آدمی بن کے گاؤن مین گیا۔ اور لوگون کو کہا کہ تمہاری بستی کے پاس آدم خور آگئے ہین اور ایک آدمی کو کاٹ کر پکا رہے ہین۔ دوڑو اور جلد ان کی خبر لو گاؤن والے لٹھ لے کے چڑھ آئے اور سب کو مار پیٹ کے وہان سے نکالدیا اور وہ گوشت دریا مین بہا دیا دھنتر بید اجل رسیدہ راجہ کو بچانے چلے تھے خود ہی طعمہ اجل ہوئے +

شد غلامی کہ آب جو آرد	آب جو آمد و غلام ببرد
مرغکی اندر شکار کرم بود	گربہ آمد ناگہان او را ربود

اب راجہ پریچہت کا حال سنو کہ سات شبانہ روز سکدیو جی نے کتھا سنائی راجہ مین کچھ نہ اُن سے فائدہ کیا کرے صحبت جو نہ ہو استعداد۔ باغ مین جا ... کی طرح جان نہ ہوا۔ آٹھوین دن سکدیو جی نے پوچھا کہ راجہ جی کچھ سمجھے۔ کہا کہ مہاراج میری سمجھ مین تو کچھ بھی نہین آیا۔ اتنے مین سکدیو جی قضائے حاجت کے لئے گئے اور وہان سے بہت دیر

کے بعد آئے راجہ نے دیر کا سبب دریافت کیا تو کہا کہ میں ایک عجیب تماشا دیکھ رہا تھا گوہ میں ایک کیڑا تھا۔ ہر چند میں نے اس کو وہاں سے جدا کیا۔ مگر وہ پھر بھرا کے جیب جاتا تھا گوہ ہی میں جاتا تھا۔ اس وقت راجہ نے کہا کہ مہاراج بس اب میں سمجھ گیا اور موت و حیات مجھ کو برابر ہوگئی اس کے بعد جناب قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ اسی لئے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے۔ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ہر ایک شخص سے اس کی سمجھ اور حوصلہ کے موافق گفتگو کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ سمجھے اور مستفید ہو چنانچہ راجہ پر کتھا کے مضامین کا تو کچھ اثر نہ ہوا۔ اور سمجھے تو ایسی سہل مثال سے سمجھے چونکہ دنیادار تھا۔ عالی مضامین کی طرف طبیعت نے صعود نہ کیا۔ اسفل کی جانب گری اور اس مثال سے تسلی ہوئی ؎ قسمت ہر کس بود نوع دگر۔ کرگسان را مردہ طوطی را شکر۔ نقل ہے ایک بادشاہی خاکروب کی قرابت گانو میں تھی اس کا داماد گانو سے آیا اور اپنی سسرال میں رہا اس کی بیوی نے کہا کہ جاؤ بادشاہی پاخانہ صاف کرو وہاں جو گیا۔ تو پاخانہ اقسام عطریات اور خوشبویوں سے معطر ہو رہا تھا اس کا دماغ خوشبو کا متحمل نہوا فوراً بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کی بیوی نہایت ہوشیار تھی وجہ غشی سمجھ گئی۔ اور کتّے کا گوہ لاکر جھٹ پٹ اس کو سونگھایا۔ تھوڑی دیر میں ہوش آگیا۔ (اب دیکھو کہ بھنگی عطر کی خوشبو سے تو بیہوش ہوگیا۔ اور کتے کے گوہ سے ہوشیار پس ہر ایک کی طبیعت لطافت و کثافت میں مختلف ہے) آخر الامر راجہ کو سانپ نے کاٹا اور وہ موافق سراپ کے مرگیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سکدیوجی نے اپنے باپ بید ابیاس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو گیان حاصل ہو جاوے اور جیون مکت کا مرتبہ میسر ہو باپ نے ہدایت کی کہ تم راجہ جنک کے پاس جاؤ۔ چونکہ طالب صادق تھا طے منازل کر کے راجہ کے دروازہ پر پہنچا اور دربانوں سے کہا کہ راجہ صاحب کو میرے آنے کی اطلاع کرو چنانچہ اطلاع ہوئی کہ سکھدیوجی بید ابیاس کا بیٹا آیا ہے۔ راجہ نے کہا کہ اچھا کھڑا رہنے دو سات روز کے بعد پھر اطلاع کی تو کہا اچھا دوسرے دروازہ پر لاؤ وہاں بھی سات روز کھڑا رہا۔ تیسری بار کہا کہ آنے دو سکھدیو اندر گیا تو دیکھا تو تمام ٹھاٹ دنیاداری کا موجود ہے۔ دل میں خیال کیا کہ یہ تو خود جگت بیوپاری ہے مجھ کو کیا تعلیم کرے گا ؎ عالم کہ کامرانی و تن پروری کند او خویشتن گم است کرا رہبری کند

Marfat.com

راجہ کو یہ وسوسہ منکشف ہوگیا۔ اس کو ٹھہرایا اور دوسرے دن شہر کے تمام اطراف اور گلی کوچون مین ناچ رنگ کرادیا۔ پھر سکدیوجی کو طلب کیا اور ایک کٹورہ دودھ سے لبریز اس کے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ جاؤ شہر جنک پوری کی پرکرما کرو مگر خبردار دودھ نہ گرنے پائے۔ اور دو سپاہی شمشیر برہنہ اس کے ہمراہ کیے کہ اگر ایک قطرہ بھی اس مین سے گرے تو سکھدیو کے پرزے اڑادو اسی طور سے جیسا حکم ہوا تھا وہ دونو موکل سکھدیو کو شہر کے گرد پھرا کر لائے۔ راجہ نے پوچھا۔ دودھ تو نہین گرا۔ سپاہیون نے عرض کیا کہ حضور ایسا ہوتا۔ تو یہ آپ کے پاس سلامت کیسے پہنچتے۔ پھر راجہ سکھدیوجی کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور دریافت کیا کہ آج تم نے تماشا تو خوب دیکھا ہوگا۔ جا بجا ناچ کی دھوم دھام تھی۔ اس نے جواب دیا کہ مہاراج مجھ کو تو اس کٹوری کی حفاظت بلائے جان ہو رہی تھی خوف تھا کہ گرا تو مارا پڑا بھلا اس حالت مین تماشا کیا خاک دیکھتا مجھ کو تو بجز اس کے اور کوئی شے نظر نہین آئی۔ اس وقت راجہ نے فرمایا کہ جس طرح تم پر یہ ایک ساعت گذری ہے ہمارا ہر وقت یہی حال رہتا ہے۔ اس دولت و حشمت کی طمطراق اور مال و جاہ کی کروفر ہماری نگاہون [illegible] سب [illegible] ہے ہماری توجہ کسی کی طرف نہین۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن		نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

تم نے ظاہری سلطنت و حکومت اور دولت و ثروت دیکھ کر ہماری حالت کو قیاس کیا۔

حالِ پاکان را قیاس از خود مگیر		گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

اے سکدیو اسی واقعہ سے جو تم پر گذرا سمجھ لو کہ سپاہی ملک الموت ہے تن کٹورا اور من دودھ اور راگ رنگ جو راہ مین ہو رہا تھا وہ دنیا ئے فانی کا سیر و تماشا تھا۔ اسی طرح ہم کبھی دنیا کے دھندے مین مشغول نہین ہوتے کہ ایسا ہو دودھ گر جائے یعنی دل یاد الٰہی سے [illegible] اور مارا جائے۔

جیسے کوئی ایسے من کو لگاوے		من کے لگا یون [illegible]
جیسے کاون بھرت کو پے چل کر چھوڑت نشنگا		اپنا پرچہ سادھی [illegible]
جیسے نٹنی چڑہت بانس پر نواد ڈھول بجاوے		اپنا بھار و تولے [illegible]

اس کے بعد راجہ جنک نے سکھدیوجی کو اس کے حوصلہ کے موافق تعلیم کر کے رخصت کیا

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب راجہ جنک کے دِل مین درد طلب پیدا ہوا تو تمام فقرا کو جمع کیا اور کہا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھ کو تعلیم کرے لیکن شرط یہ ہے کہ اسی وقت گیان ہو جائے سب نے انکار کیا اور کہا کہ یہ قدرت ہم مین نہین البتہ جو طریقہ سلوک کا ہے وہ ہم تعلیم کر سکتے ہین یہ حال اشٹابکر منی نے سنا اور راجہ سے کہا کہ مین تمکو تعلیم کرونگا بشرطیکہ جو چیز مین تم سے طلب کرون مجھ کو دیدو راجہ نے یہ شرط منظور کی اوّل اشٹابکر نے کہا کہ جتنا تمہارا راج پاٹ ہے سب مجھ کو دیدو۔ راجہ نے کہا کہ مین نے دیا۔ پھر کہا کہ جس قدر تمہارا مال و اسباب اور گھر بار ہے سب میرے حوالہ کرو راجہ بولا کہ یہ بھی لو پھر اشٹابکر نے کہا کہ اچھا اپنی جورو بچے بھی میری نظر کرو راجہ نے کہا بہت خوب حاضر ہیں پھر اشٹابکر نے فرمایا کہ اپنا جسم اور اپنی جان بھی ہمکو دیڈالو راجہ نے کہا کہ یہ بھی لیجئے پھر اشٹابکر نے تین بار یہی اقرار راجہ سے کرایا کہ یہ سب چیزین مین آپ کو دے چکا اس وقت اشٹابکر نے کہا کہ اے راجہ جنک جب تمہاری کوئی چیز نہ رہی یہانتک کہ جسم و جان بھی تو سوچو کہ اب تم کون ہو اور تمہارا کیا ہے راجہ نے غور کیا اور سمجھا کہ درحقیقت میرا تو کچھ پہلے بھی تھا نہ اب ہے صرف ایک جھوٹا دعوی تھا سر اوٹھایا اور بولا کہ (جنک جنک انچنہ) یعنی نہ جنک ہے نہ جنک کا کچھ ہے اور اگر ہے تو جنک ہی سب کچھ ہے۔

مرا گنج است اندر دل گدائی خوش نمی آید	شہنشاہ جہانا پادشاہی خوش نمی آید
خودی را از میان برداشتم خود گشتہ ام لیکن	خدا خود را چہ گویم خودنمائی خوش نمی آید
گنجہا داری چرائی بے نوا	پادشاہی از چہ مہمانی گدا
عین آبی آب می جوئی عجب	نقد خود را نسیہ میگوئی عجب

بھولتوں بھولتوں بھول ایسی پڑی اپنا روپ نہین تنک جانا
گیان بچار بنیک بن بھولیان سنگہ کا روپ ہے بھیڑ مانا
سنگہ سے سنگہ جب سنگ ملے پڑی اپنی نکٹ آنا
دیکھ تو بوجھ تو روپ ہے اپنا کونسی آنکھ نینہ ٹھانا
جیو سے برم ہے برم سے جیو ہے نیر اور چھیر سے ملا چھانا
کہے کبیر گر گیان بن بھولیان دار کو چین اور پار جانا

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہم نے سنبھل مین یہ معاملہ دیکھا کہ ایک ہندو عورت آٹے کا ٹھاکر بنا کر پوجا کرتی تھی کتا آیا اور ٹھاکر جی کو اٹھا کر چنپت ہوا۔ عورت ہائے ہائے کرتی رہگئی ناچار ہوئی تو کیا کہتی ہے کہ اے مہاراج ٹھاکر جی تم تو بڑے ہی دیاوان ہو جو کتے کو بھی نہ دہتکارا غرض یہ ہے کہ ہر شخص اپنے خیال مین خوش ہے کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ؕ

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہم مراد آباد سے سنبھل کو آتے تھے راہ مین دو کہار ملے اُن کی پاس کچھ بوجھ نہ تھا اس لئے چلنا دوبھر ہوا ہم سے کہا کہ میان صاحب اپنا اسباب اِس بہنگی مین رکھدو۔ ہم نے سوچا کہ اگر یہ لوگ ہمارا اسباب لیکر اُڑ گئے۔ تو کہان اِن کے پیچھے دوڑتے پھرینگے ان کا اعتبار کیا ہے ہم نے کہا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی مین اپنا بوجھ دوسرے پر نہین رکھتا ناچار اُنہون نے چند اینٹ پتھر بہنگی مین رکھے۔ اور اسی تیزی سے چلنے لگے جیسی اُن کی عادت تھی یہی کیفیت سالکان طریقت کی ہے کہ جب تک زہد و ریاضت اور مشقت و عبادت کا بار گران نصیب وقت نہ ہو عمر بسر کرنی دشوار معلوم ہوتی ہے تمام جہان کسی نہ کسی قید مین مقید ہے غرض وہی کہار دوپہر کے وقت رستہ مین کنوان اور درخت کا سایہ دیکھ کر ٹھہر گئے اور روٹیان پکانی شروع کین۔ ہمارے پاس روٹیان موجود تھین۔ کھا پی کر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گئے۔ جب کہار روٹی پکا چکے تو ایک کہار جو بھگت تھا۔ سالگ رام کی پوجا مین مشغول ہوا۔ اور دوسرا قضائے حاجت کے لئے گیا کتا موقع پا کر سب روٹیان لے گیا اور وہ بھگت پوجا کے سبب سے بول نہ سکا جب یہ فارغ ہوا اور دوسرا ساتھی پاخانہ سے واپس آیا۔ تو دونو مین جنگ شروع ہوئی ایک تو کہتا تھا کہ مین تو رفع حاجت کے لئے گیا تھا تو نے کتے کو کیون نہ مارا دوسرا کہتا تھا کہ مین مارتا کیسے مین تو سالگ رام کی (...) کر رہا تھا ہم نے کہا کہ میان تو نے ہم سے کہدیا ہوتا اور باطمینان سالگ رام کی (...) خدمت کی ہوتی یہ سنکر وہ [illegible]

تے بیگفت روزے یار من	خدائے مست تو فی [illegible]
مابصورت خود آفریدی	دیکھن خویشتن خود ندیدی

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک مجذوب ننگے ننگے مادر زاد۔ [illegible] چار دنیادار معتقد ہوئے

Marfat.com

ندمت کرنے لگے چند روز کے بعد اُن سے کہا کہ میان صاحب برہنہ رہنا خلاف شرع شریف ہے لنگوٹی باندہ لو خیر اُنھون نے حسب درخواست لنگوٹی باندھ لی اتفاقاً ایک دن لنگوٹی سن گئی چوہے جو آئے تو لنگوٹی کتر ڈالی اور جسم کو زخمی کیا صبح کو معتقدین آئے میان صاحب کا حال دیکھا کہا کہ حضرت بہتر یہ ہے کہ بلی پالنی چاہیے۔ تاکہ موذی چوہون کو کھا جائے غرض ایک بلی لائے دو چار روز اس کے واسطے دودہ لاتے رہے۔ ایک دن عرض کیا کہ میان صاحب اس روز کے بکھیڑے سے تو یہی بہتر ہے کہ ایک بکری لے آوین اُس کے دودہ سے بلی پلتی رہیگی غرض بکری بھی لا باندھی چند روز تو بکری کے واسطے چارہ لاتے رہے پھر اپنے اپنے دھندے مین لگے ہر روز کی خدمت کون کرتا۔ کیونکہ دنیا دارون کا اعتقاد ایسا ہی ہوتا ہے۔ ابھی تو اتنا بڑا اور ذرا دیر مین بالکل غائب تھہر درویش بر جان درویش اب میان صاحب خود جاتے اور جنگل سے بکری کا چارہ لاتے ایک روز درخت پر چڑھ گئے کہ پتے توڑین پانو جو پھسلا دھم سے نیچے گرے ایسی چوٹ لگی۔ کہ بازو ٹوٹ گیا۔ مکان پر پہنچ کر مرہم پٹی کی مریدان سست اعتقاد بھی جمع ہو کر عیادت کے لئے آئے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ہوا اُس کی جواب مین مجذوب نے کھول لنگوٹی اُن کے مُنہ پر ماری کہ یہ سارا اسی کا فساد ہے خبردار جو آیندہ تم میرے پاس آئے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک گرو تھا۔ ایک چیلہ شہر بیداد نگری مین پہنچے وہان تمام اشیائے خوردنی کا بھاؤ ٹکے سیر تھا گرو نے چیلہ سے کہا کہ میان یہان سے بھاگو۔ کیونکہ یہان حفظ مراتب کا کچھ لحاظ نہیں چیلا بولا حضور یہان تو سب چیزین ارزان ہین بڑے چین سے بسر ہوگی۔ گرو نے کہا کہ خیر تمھاری خوشی ہمارا کام تو رہنمائی ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ چیلے کو ٹکے سیر حلوا پوری ملا چند روز مین کھاپی کے خوب موٹا تازہ ہوگیا۔ اتفاقاً اس شہر مین ایک مجرم بجرم قتل ماخوذ ہوا۔ راجہ نے حکم دیا کہ اس کو سولی دیدو وزیر بولا کہ مہاراج یہ تو دبلا بہت ہے۔ راجہ نے بھی ملاحظہ کیا اور کہا کہ فی الحقیقت یہ بہت ضعیف وناتوان ہے اچھا کسی اور موٹے تازہ آدمی کو پکڑ لاؤ اور اس کے عوض مین سولی پر چڑہادو چونکہ چیلا اُن دنون خوب ہٹاکٹا اور چکنا چپڑا بنا ہوا تھا راجہ کے سپاہی گرفتار کرکے لیگئے راجہ نے بھی پسند کیا۔ اور کہا کہ ہان یہ

Marfat.com

شخص پھانسی کے قابل ہے چیلے نے دہائی دی کہ صاحب میرا قصور کیا ہے راجہ نے کہا کہ قصور تو کچھ بھی نہیں لیکن تو خوب موٹا ہے۔ اس وقت گرو پہنچے اور چیلے سے آہستہ کہا کہ اور کھا ٹکے سیر کا حلوا پوری لے تجھ سے کہا نہ تھا کہ یہ شہر بیداد نگری ہے۔ یہاں سے بھاگ تو نے نہ مانا اب اپنے کیے کو بھگت ؎ آنچہ تو در آئینہ بینی عیان ۔ پیر اندر خشت بیند پیش ازان ۔ چیلہ نے عاجزی کی کہ بس اب میری توبہ ہے آیندہ کبھی خلاف مرضی مبارک نہ کرونگا +

ما نبودیم و تقاضا ما نبود	لطف تو ناگفتۂ ما می شنود

گرو نے فرمایا کہ خیر اب میں یہ کہونگا کہ پہلے مجھ کو پھانسی دیدو تو کہنا کہ نہیں پہلے مجھ کو دیدو دونو یہ مشورہ کرکے راجہ کے روبرو اپنا اشتیاق پھانسی کے لیے ظاہر کیا راجہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ لوگ تو پھانسی کے نام سے ڈرتے ہیں یہ کیا بات ہے کہ تم اس کی تمنا کرتے ہو۔ گروجی نے کہا کہ خوش قسمتی سے آج وہ ساعت آئی ہے کہ اس میں جو کوئی پھانسی پائیگا سیدھا بیکنٹھ کو چلا جائیگا۔ راجہ نے یہ سنکر کہا کہ یہ بات ہے تو پہلے ہم کو ہی پھانسی دیدو۔ چنانچہ راجہ کو پھانسی دی گئی۔ اور یہ دونو بھاگ نکلے۔ غرض کہ حفظ مراتب کا چھوڑنا اور اپنے قیدی کے رغبوں سے خواہشوں کو تروتازہ کرنا موجب ہلاکت ہے۔ پس ہمیشہ مرشد کامل کی ہدایت و رہنمائی کے موافق کاربند ہونا چاہیے +

گفت پیغمبر علی را کای علی	شیر حقی پہلوانی پر دلی
لیک بر شیری مکن ہم اعتمید	اندر آ در سایۂ نخل امید
ہر کسی گر طاعتی پیش آورند	بہر قرب حضرت بیچون و چند
تو تقرب جو بعقل و سر خویش	نی چو ایشان بر کمال و بر خویش
اندر آ در سایۂ آن عاقلے	کس نتاند برد از رہ ناقلے
پس تقرب جو بدو سوے اله	سر مپیچ از طاعت او ہیچ گاہ
زانکہ او ہر خار را گلشن کند	دیدۂ ہر کور را روشن کند
ظل او اندر زمین چون کوہ قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف
دستگیر و بندۂ خاص اله	طالبان را می برد تا پیشگاہ

Marfat.com

گر بگویم تا قیامت نعت او	ہیچ آن را غایت و مقطع مجو
یا علی از جملۂ طاعات راہ	برگزین تو سایۂ خاص الہ
ہر کسے در طاعتے بگریختند	خویشتن را مخلصے انگیختند
تو برو در سایۂ عاقل گریز	تا رہی زان دشمن پنہان ستیز
چون گرفتی پیر ہن تسلیم شو	ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار خضرے بے نفاق	تا نگوید خضر رو ہذا فراق
گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن	گرچہ طفلی را کشد تو مو مکن
دست او را حق چو دست خویش خواند	تا یداللہ فوق ایدیہم براند
دست حق میراندش زندش کند	زندہ چہ بود جان پایندش کند

ایک روز ایک پورے دنیا دار حاضر خدمت ہوئے اور جناب قبلہ سے گفتگوے معرفت شروع کی اُس وقت آپ نے یہ اشعار کبیر کے ارشاد فرمائے ؎

عملی ہو کے دہرے دھیان	گرہی ہو کے کتھی گیان
جوگی ہو کے لوٹے بھگ	کہین کبیر یہ تینون ٹھگ

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب تیمور صاحبقران غازی نے خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ شعر سنا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
تو خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ مین نے تو سمرقند و بخارا کو سخت جنگ اور خونریزی کے بعد حاصل کیا ہے آپ نے ایک خال پر نثار کر دیا خواجہ حافظ نے فرمایا کہ اسی دریا دلی اور بخشش نے تو ہمین ایسا مفلس بنا دیا کہ تن پر کپڑا بھی نہین رہا یہ کہکر خواجہ صاحب نے امیر کی بڑی تعظیم و تکریم کی وہ عذر و معذرت کرنے لگا کہ مین اس قابل نہین آپ بڑے بزرگ و تارک ہین انہون نے فرمایا کہ نہین صاحب ہم سے بڑھکر آپ تارک ہین امیر بولا حضرت! مین نے کیا ترک کیا ہے آپ تو دنیا کے تمام تعلقات و مکروہات کو ترک کرکے آزاد ہو بیٹھے خواجہ نے کہا کہ یہی تو فرق ہو کہ ہم ایک دنیائے دون کو جس کی کچھ اصل و حقیقت نہین نعمائے عقبیٰ کے عوض چھوڑ بیٹھے لیکن تم ہم سے بڑھکر تارک ہو کہ اس دنیا کے

Marfat.com

واسطے عقبےٰ جیسی اعلیٰ چیز کو ترک کیا پس تم قابل تعظیم ہو اس بات نے امیر کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ سب جاہ و حشم سے الگ ہو ایک پہاڑ کی کھوہ مین جا بیٹھا تیسرے روز جناب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین تیمور اٹھ اور تلوار باندھ ملکون کو فتح کر اللہ تعالیٰ نے تجھکو اسی کام پر مامور کیا ہے اس دیوانہ کی بات کا کچھ خیال نہ کر

ہر کسے را بہر کارے ساختند	میل آن اندر دلش انداختند

چونکہ مشیت ایزدی مین تیمور کے لئے لشکرکشی اور ملک گیری تھی نہ کہ گوشہ نشینی اور فقیری اسیواسطے اس کو ایسی ہی ہدایت کی گئی اور جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا تھا اسی کی طرف راغب کیا گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص بٹالہ مین تھے پہلے تو ان کا نام صبغۃ اللہ تھا پھر انہون نے پیشانی پر قشقہ لگایا اور گلے مین زنار ڈالا پنڈتون کی سی وضع بنائی اور رنگین نام رکھا ایک دن ایک شخص شیخ کریم الدین دمریہ بڑھانوی کے مریدون مین سے اُن کی ملاقات کو آیا اور یہ پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے بولے کہ صبغت کے معنی ہین رنگ اور اللہ کے بجائے ہم نے رام بدل دیا ہے یعنی رنگین رام ہمارا نام ہے اُس نے سُنکر یہ شعر پڑھا ؎ کس لئے قشقہ لگایا منہ جبین پر ارے کفر اور اسلام کیا ایک فرق تو نہ دیکھا۔ پھر اُس نے رنگین نام کے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ تو نے کفر و اسلام مین کیا فرق دیکھا جو ایک قید سے نکل کر دوسری قید مین جا پھنسے آخر یہ بھی پیدا کی ہوئی خدا اور رسول کی۔ اگر نکلنا تھا تو دونون سے نکلا ہوتا تم تو [illegible] ہوئے۔ تو بھی کفر و اسلام ہی کی قید مین پھنسا ہے یہ کہہ کر چلا گیا اور اس کے پاس نہ ٹھہرا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک وہمی آدمی نے پہچان کے لیے اپنے گلے مین [illegible] ڈالی تاکہ لوگون مین گم نہ ہو جائے۔ ایک کو اس کا یہ بھید معلوم ہو گیا اس نے بوقت خواب وہ بھی اُس کے گلے سے نکال اپنے گلے مین ڈال لی اور اس کے [illegible] جب وہ نیند سے چونکا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ علامت شناخت دوسرے [illegible] ہے اس سے کہا کہ میان تو مین ہے تو مین کون ہون یا مین تو ہون تو تو کون ہے [illegible] مین ہین جان تا مین کون ہون سو یہی حال [illegible] کہ جب [illegible] سے [illegible] ہو کے کہتا ہے کہ مین کون ہون۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ شہر لکھنؤ مین ایک سنی حضرت شیعہ کی محفل مین جا پہنچا اور کہا کہ رات مینے عجیب و غریب خواب دیکھا ہے کہ زبان کو یارائے بیان نہین تمام اہل محفل مشتاق ہوئے کہ قبلہ کچھ تو ارشاد کیجیے۔ اُس نے کہا رات مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک سواری نہایت شان و تجمل اور دھوم دھام سے چلی آتی ہے۔ ایک زرق و برق لشکر ہمراہ ہے۔ ہاتھی گھوڑے اونٹ ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ ہین لشکر کے جھنڈون پر زرد وزی پھریرے اُڑتے ہین مین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہدا شہید کربلا کی سواری ہے۔ اس کے بعد ایک اور سواری نمودار ہوئی ساز و سامان تو سب کچھ تھا۔ مگر پہلی سواری کی سی کر و فر اور زیب و آرائش نہ تھی معلوم ہوا کہ یہ سواری حضرت امام حسن کی ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری سواری نمودار ہوئی صرف سوار اور پیادے ہمراہ تھے اور کوئی بات شان شوکت کی نہ تھی سنا کہ یہ حضرت علی مرتضی شیر خدا تشریف لیے جاتے ہین۔ اس کے پیچھے ایک اور گرد اٹھی اس مین سے ایک اور بزرگ مع چند سوارون کے نمودار ہوئے جن کے گھوڑے بے سر و سامان اور دُبلے پتلے سُنا کہ یہ حضرت محمد مصطفے رسول خدا ہین مین یہ کیفیت دیکھ ہی رہا تھا کہ دور سے ایک ٹٹو نظر آیا اُس پر ایک پیر کہن سال سر جھکائے بڑی افسردگی کی حالت مین بیٹھے ہین نہ تو ٹٹو کا چارجامہ درست نہ پوری دمچی سلامت ایک رکاب ان کی اونچی ایک نیچی قدم رکھتا کہین ہے پڑتا کہین ہے بڑے میان کے کپڑے بھی میلے کچیلے پاؤن مین پھٹی جوتیان نہ کوئی خدمتگار ہے نہ سائیس مین نے بعد آداب اُن سے پوچھا کہ حضرت آپ کون ہین اُنھون نے فرمایا کہ اے میری بندے خالق موجودات موجد کائنات مین ہی تو ہون۔ تم لوگ نہ میری خبر لیتے ہو نہ میرے نام پر کوڑی دیتے ہو۔ رسول کی فاتحہ بھی سال مین ایک بار کہین کہین ہو جاتی ہے علی کے نام پر بھی محبان علی کسی قدر خیرات کرتے ہین حسن کی محفلین بھی کم و بیش ہوتی ہین حسین کے تو بڑے بڑے امام باڑے اور لنگر خانے جاری ہین ان سب کے پاس ساز و سامان بہت کچھ ہین ہمارے پاس کیا خاک ہو ہم کو تو کوئی بھی نہین پوچھتا اتنے مین آنکھ کھل گئی یہ بات شیعہ لوگ سُنکر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ میان تم کیسے بہتان باندھتے ہو اور

Marfat.com

جھوٹے خواب بیان کرتے ہو۔ اُس نے کہا کہ حضرت آپ کے نزدیک تو امام حسین کے مقابلہ مین خدا کچھ چیز ہی نہین۔ آپ صاحبون کو کبھی خدا کا نام لیتے نہ سُنا سو یہی حال ہے تمام جہان کا کہ خدا کو تو کوئی پوچھتا نہین ہر ایک نے اپنے اپنے مقاصد و مطالب کو معبود بنا رکھا ہے :۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ خلیفہ ہارون رشید نے ایک بار جشن شاہانہ کیا ہر قسم کی اشیاے بیش بہا جمع کین اور حکم دیا کہ جو شخص جس چیز کو ہاتھ لگا دے وہ اُسی کو ملے گی۔ اس حکم کے سنتے ہی ہر شخص اپنی پسند کے موافق چیزون کی لوٹ پر جھک پڑا۔ ایک کنیز تھی اُس نے پھر پوچھا کہ حضور جو جس کو ہاتھ لگا دے وہ اُس کے لیے ہے۔ کہا ہان۔ اس نے فوراً خلیفہ وقت پر ہاتھ رکھدیا اور کہا کہ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف کیون جاؤن۔ خلیفہ نے کہا کہ تو نے ہم کو اختیار کیا تو اب تمام سلطنت تیری ہے۔ واہ ری کنیز ہزارون مردون پر فوق لیگئی۔ اس ہمت اور سمجھ پر قربان جائیے سے نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد۔ خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد :۔ حقیقت مین یہ بڑے بلند ہمت و جوانمرد کا کام ہے کہ فرع کو چھوڑ کر اصل کی طرف دوڑے۔

من غلام آن کسی ہمت پرست	کو بغیر کیمیا نارد شکست
سب سے بیگانہ ترا اے یار آشنا تیرا	حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ مین ایک ہندو رسالدار تھا فضول خرچی کی وجہ سے قرضدار ہوا نالش کی نوبت پہنچی۔ عدالت سے حکم گرفتاری جاری ہوا۔ جب یہ خبر سُنی بھاگ کر نواب صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور کہا کہ حضور مین مومن ہوتا ہون نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور اس کا تمام قرض جیب خاص سے ادا کر دیا۔ یہ مومن تو ہو گیا۔ مگر دیوالی دسہرہ و شب برات محرم گیارھوین سب کچھ کرتا سنیون کے وعظ مین شیعون کی مجالس مین ہندوان کی کتھا مین برہمو کی سبھا مین سب جگہ شریک ہوتا یہانتک کہ دنگیون کے لال گرو کی نذر و نیاز ... غماز نے نواب صاحب کو خبر دی کہ حضور یہ رسالدار تو لامذہب ہو گیا ہے۔ نواب صاحب نے بلا کر کہا کہ تم مومن ہو کر یہ لامذہبی کرتے ہو سے

دو رنگی چھوڑ کر یکرنگ ہو جا	سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اُس نے جواب دیا حضور آپ ہی کے مذہب کا یہ مسئلہ ہے کہ انجام بد [illegible] پر موقوف ہے

بالفرض اگر آپ کے مذہب کے موافق میرا انجام بخیر نہ ہوا۔ تو لامحالہ کسی دوسرے فریق مین شامل کیا جاؤنگا۔ اس واسطے سب کی نذر بھینٹ ادا کرتا ہون کہ جس طرف جاؤن گا وہین میری خاطر ہوگی ورنہ سب مذہبون کے رہنما میرے کیا رشتہ دار ہین جن کے واسطے بلا وجہ اتنا صرف گوارا کرتا ہون غرض یہ ہے کہ جس آدمی کو یک سوئی حاصل نہین ہوتی۔ وہ اسی طرح ہر طرف سہارا ڈھونڈتا ہی اور مارا مارا پھرتا ہے کہ کوئی تو میری کریگا۔ حالانکہ سوائے خدا کے کوئی کسی کے کام نہین آتا۔

گہہ جانب کعبہ میدوانے مارا		گہہ بر در دیر مے نشانی مارا	
این ہر دو صفت لازمہ ہستی ماست		آن بہ کہ زخویش وارہانی مارا	

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہم نے مولوی مظفر حسین صاحب سے پوچھا کہ حضرت خضر ع نے ایک غریب بچہ کو قتل کیا اور انگریزون نے غدر مین اکثر آدمی پھانسی دیئے ان دونو سے مواخذہ ہوگا یا نہین مولوی صاحب نے جواب دیا کہ حضرت خضر سے مواخذہ نہ ہوگا۔ کیونکہ انہون نے بحکم خدا مارا تھا۔ لیکن انگریزون سے بازپرس ہوگی ہم نے کہا یہ تو فرمایئے کہ انگریزون نے کس کے حکم سے مارا تھا۔ اس کے جواب مین مولوی صاحب نے کہا کہ اس باب مین ہم زیادہ گفتگو نہین کرسکتے

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک مولوی صاحب کتاب لوائح مین جو مولانا جامی علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اپنے طالب کو یہ مقام پڑھا رہے تھے کہ انسان جوہر لطیف است۔ ہرچہ روی آرد رنگ آن گیرد یا ہرکہ نشیند خوئے آن پذیرد ـــہ

گر در دل تو گل گذرد گل باشی		ور بلبل بے قرار بلبل باشی	
تو جزوی و حق کل است گر روزی چند		اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی	

ہم نے عرض کیا کہ مولوی صاحب یہ جزو کل اور گل و بلبل بنانا تو اپنا ہی تصور ہے جو چاہا سو بن گئی بس کیون اس بکھیڑے مین پڑے اصل مین جو کچھ ہے وہی کیون نہ بنا رہے یہ بات سنکر مولوی صاحب چپ ہو رہے کچھ جواب نہ دیا

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ شاہ ابو سعید صاحب دہلوی جب کسی کی زبان سے کلمات توحید سنتے تو خاموش رہتے اور کچھ نہ کہتے مگر میان غلام علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو اگر کوئی ذکر توحید کرتا تو اُسکو اپنی خانقاہ سے نکلوا دیا کرتے اور فرماتے کہ اس مقام میں آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت دانیال علیہ السلام بسبب عدم اتباع اُمت خفا ہو کر پہاڑ پر جا بیٹھے ملک میں قحط سالی ہوئی لوگوں نے ان کو تلاش کیا مگر کہیں پتا نہ لگا۔ پیغمبر خدا کو دو روٹی صبح و دو شام فرشتے پہنچا جاتے اور مخلوق ہلاک ہوتی جاتی تھی لوگوں نے نہایت عجز و انکسار سے دعا مانگی کچھ اثر نہ ہوا کیونکہ بارش کا ہونا پیغمبر خدا کی دعا پر منحصر تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کی روٹی موقوف کر دی۔ دو چار روز تو صبر ثبات سے بیٹھے رہے آخر پہاڑ سے اُتر کسی بستی میں گئے۔ اور ایک عورت سے روٹی مانگی اُس نے جواب دیا کہ ہمارے گھر میں جتنے آدمی ہیں ہر ایک کے حصہ کی ایک ایک ہلکی چپاتی رکھی ہے اگر تم کو دی جائے تو ہم بھوکے رہ جائینگے۔ معاف فرمایئے۔ انہوں نے بہت اصرار کیا ناچار اس عورت نے ہر ایک کی روٹی میں سے ایک ایک ٹکڑا توڑ کر حضرت کو دیدیا۔ اس کا چھوٹا لڑکا جو آیا۔ تو دیکھا کہ میری روٹی توڑ کر اس فقیر کو دیدی وہ رونے لگا۔ اور بیتاب ہو کے مر گیا اس کی ماں رونے لگی حضرت پیغمبر صاحب بھی گھبرائے اُن لوگوں سے کہا کہ اچھا میں دعا کرتا ہوں آپ نے دعا کی تو وہ لڑکا زندہ ہو گیا۔ لوگ جان گئے۔ کہ یہی پیغمبر وقت ہیں۔ جو روپوش ہو گئے تھے فوراً پکڑ لیا اور کہا کہ تم بارش کے واسطے دعا کرو انہوں نے انکار کیا لوگوں نے ایک کوٹھری میں بند کر کے کھڑکی کی روشنی کر دی بسبب [illegible] دم گھبرا یا تو فرمایا کہ اچھا مجھ کو چھوڑ دو اب میں دعا کرونگا۔ لوگوں نے کہا [illegible] کہ پہلے دعا کرو اس وقت رہائی ہوگی آخر تنگ آ کر دعا مانگی بارش ہونے لگی۔ [illegible] لوگوں نے اپنا قصور معاف کرایا۔ اس پر کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت [illegible] تھی اُسی کی مخلوق اُسی کی بارش رسول کا واسطہ کیا ضرور تھا۔ ارشاد ہوا کہ رسول کی عزت اور مرتبت منظور تھی ورنہ اس کا فعل کسی واسطہ پر موقوف نہیں ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ابتدا میں حضرت بایزید بسطامی نے ایک دیگ [illegible] صلائے عام دیا کہ جس کو جو کچھ کھانا مرغوب و مطلوب ہو اس دیگ سے [illegible] اور مسافر لوگ ٹوٹ پڑے اور کھانے لگے لیکن دیگ ختم نہ ہوتی تھی [illegible] روز ایک مسافر سرائے میں وارد ہوا حضرت نے ہر چند کوشش کی [illegible] اصرار کیا مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں [illegible] یہاں تک کہ خود حضرت تشریف

لے گئے اور کھانے کی تواضع کی اُس نے کہا اچھا مین تو آدمی کا گوشت کھاؤنگا یہ بات سُنکر حضرت بایزید چکرائے اور فرمایا خیر میرا گوشت جہان سے چاہو کاٹ لو اور نوش کرو مسافر بولا کہ واہ آپ بھی آدمی بن گئے ذرا اپنی جانب غور تو کیجیے انہون نے بنظر بطون اپنی شکل کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ بصورت طاؤس ہین۔ اس وقت مسافر نے کہا کہ ابھی تو خدا خدا کرکے سور کی صورت بنے ہو جب آدمی کی صورت نصیب ہوگی اُس وقت دعوے کرنا۔ ابھی سے کس برتے پر مخلوق خدا کو کھانا کھلاتے ہو یہ بات کہہ کر غایب ہوگیا۔ حضرت بایزید روئے اور فورًا دیگ توڑ پھوڑ کر پھینک دی غرض مردانِ خدا کے نزدیک کرامت بھی غایت کمال نہین ہے۔

اے برادر بے نہایت درگہیست	ہرچہ دروے میرسی بروی مایست

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ راجہ کیتھل کو تعصب مذہبی بہت تھا ایک دفعہ اس نے وہان کے شاہ مخدوم سید ابراہیم کیتھلی کی قبر کے اوپر چوکی لگا کر اشنان کیا۔ اسی وقت مادہ فالج گرا بہت گھبرایا۔ اور نواب کنج پورہ کو چونکہ رسم دوستی تھی پیام بھیجا۔ کہ آپ کے شہر مین مسمی رام بھی ایک گرو کیمیاگر رہتا ہے۔ اس سے چاول بھر اکسیر لے کر بھجوایئے تاکہ مین اس مرض سے نجات پاؤن۔ نواب نے بصد مشکل اس فقیر سے قدرے اکسیر لیکر بھجوائی۔ راجہ کو وہم پیدا ہوا کہ نہین معلوم یہ اکسیر اصلی ہے یا نہین پہلے امتحان کرنا چاہیے چنانچہ تانبے پر وہ مقدار اکسیر موافق ترکیب ڈالی گئی تو سونا بن گیا۔ تب اس کو یقین ہوا اور دوبارہ نواب سے درخواست کی یہان کیمیاگر کو عالم خواب مین مخدوم صاحب نے متنبہ کیا کہ راجہ کو سزا بے ادبی ملی ہے تم ہرگز اکسیر نہ دینا نواب صاحب نے اس فقیر سے پھر سوال کیا اس نے کہا کہ راجہ غضب الٰہی مین مبتلا ہے مین اس کو ہرگز دوا نہ دونگا۔ اگر آپ کو اپنی زمین کا گھمنڈ ہو تو مین آج ہی یہان سے جاتا ہون۔ نواب نے اُس کی تسلی کی اور کہا کہ اگر یہ بات ہے تو دیکھو کیا غرض راجہ ہے تو اپنے گھر کا ہے۔ اُس کے بعد جناب وقبلہ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر کیسے کیسے ظلم ہوئے۔ لیکن لشکر یزید کو کچھ سزا نہ دی اور مخدوم صاحب نے راجہ کو فورًا گستاخی کا مزہ چکھادیا کیا یہ اُن سے کامل تھے پھر فرمایا کہ نہین حضرت امام مرد میدانِ رضا و تسلیم بر قضا تھے اور یہ بزرگ رضا و تسلیم مین ناقص۔

دریائے فراوان نشود تیرہ بسنگ	عارف کہ برنجد تنک آب ست ہنوز

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر ایک راہ سے گذرا کسی غریب ماہی گیر کی لڑکی جو نہایت بدشکل و بدقوارہ تھی بڑی ہی شوق اور امنگ سے اس لشکر کی سیر دیکھنے کو دوڑی اس کی ہمجولیوں نے اُسے چھیڑا کہ یہ تو نور بھری صورت اور یہ اشتیاق تو تو ایسی گھبرا کر بھاگی کہ گویا سلیمان کی بیوی ہی بن جاویگی۔ اس غریب نے کچھ نہ کہا اور چل جھینکے چپ ہو رہی خدا کی قدرت کچھ دنوں بعد وہ انگشتری کہ جس پر اسم اعظم کندہ تھا حضرت سلیمان کے پاس سے ڈبونے چرالی اور سلطنت ان کے قبض و تصرف سے نکل گئی اتفاقاً اسی ماہی گیر کے گھر میں آکر رہتے جس کی وہ لڑکی تھی اور ماہی گیر کا پیشہ اُس کے ساتھ میں یہ بھی کرنے لگے وہ ہر روز ایک مچھلی ان کو دیا کرتا۔ ان کی حفاظت ماہی گیر کو ایسی پسند آئی کہ اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا ایک دن اس ماہی گیر کے جال میں تین مچھلیاں تھیں اپنی لڑکی کو صاف کرنیکے واسطے دیں اس نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے ایک انگشتری نکلی سوچی کہ باپ کو دوں یا شوہر کو آخر سوچ بچار کر شوہر کی نذر کی حضرت نے اس کو لے لیا اور کہا الحمد للہ پھر وہی سلطنت تھی اور وہی کارخانہ اور وہ دختر ماہی گیر جس کو ہمجولیوں نے طعنہ دیا تھی مشیت ایزدی سے سلیمان علیہ السلام کی بیوی بن گئی اب چھیڑنے والیاں شرمندہ ہوئیں اور اپنا قصور معاف کرایا۔

کسے در عمر خود نشنید ازیں عجب ترسخنی	کہ در مینا نہ گفتے رند بیخود بے سرو پائے
بزن جام و مرنجاں ہیچ جبرے را بشو منکر	کہ ہر مورے سلیمانست و ہر خیرے ہست عنقائے

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت سلیمان کی انگشتری گم ہوئی تھی تو اس وقت بھی آپ نے الحمد للہ کہا تھا کسی نے دریافت کیا کہ گم ہونے پر بھی الحمد للہ اور پانے پر بھی الحمد للہ اس میں کیا نکتہ تھی آپ نے فرمایا کہ جب انگشتری گم ہوئی اور سلطنت جاتی رہی تو ہم نے اپنے دل کی جانب غور کیا کچھ اندوہ و قلق نہ پایا اس لئے شکر ادا کیا اور جس وقت انگشتری ملی تو ہم نے دل کی حالت پر نظر کی کچھ خوشی اور مسرت نہ دیکھی ہم نے شکر ادا کیا کہ اس کھونے اور پانے کا کچھ اثر نہ ہوا۔

نہ شادی داد سامانے نہ غم آورد نقصانے	بہ پیش ہمت ما ہر چہ آمد بود مہمانے
غم نہ کیجئے غم کا اور شادی نہ کیجئے بخشش کی	دونوں حالت دیکھیے منہ سے کچھ نہ فرمایئے

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ کہا جاتا ہے کوئی ادر کھاتا ہے کوئی جس کے مقدر میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کو

Marfat.com

ملتا ہے ایک پیرجی کو موسی کی دھت تھی ہزارون نسخے جمع کیے اور مدتون پھونکا پھانکی کرتے رہے آکسیر نہ بنی اتفاقاً ایک نئے مرید نے پیر سے استدعا کی کہ کوئی ترکیب کیمیا کی ارشاد ہوجائے انھون نے بے تکلف اپنی بیاض اس کے سامنے رکھ دی کہ جس نسخہ کو تیرا جی چاہے نقل کرلے اس نے ایک نسخہ انتخاب کرلیا اور اس کو آزمایا تو ٹھیک نکلا۔ سونا بناکر پیرجی کو دکھایا۔ اور ان کے کمال کا نہایت اعتقاد اس کے دل مین پیدا ہوا۔ سونا دیکھکر پیرجی کی آنکھین کھل گئین مرید سے پوچھا کہ یہ کونسا نسخہ تھا۔ اس نے بجز اس بات کے کچھ نہ بتایا کہ آپ ہی کی کتاب کا نسخہ ہے۔ پیرجی نے بہت التجا کی۔ لیکن نیا نہ بتایا ۔ ۵

کیمیا گر بغصہ مردہ و رنج		ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج	

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک گرو نے اپنے چیلہ سے بعد تعلیم کے کہا کہ فلان پہاڑ مین ایک تالاب ہے اس کے اندر سے ایک رنگین ہاتھ کسی معشوقہ حور تمثال کا چیت کے مہینے پہلی تاریخ نکلتا ہے۔ اس کی ہتھیلی پر ایک زمردین انگور رکھا ہوتا ہی اگر وہ کسی کے ہاتھ لگ جاوے تو کیا کہنے اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کو کھاکر جہان چاہے اُڑتا پھرے روے زمین کے تمام خزانے اس پر عیان ہوجاتے ہین اور دل مثل آفتاب منور ہوجاتا ہے لیکن اس کا ہاتھ آنا نہایت مشکل ہے جب اس کو کوئی لینا چاہے تو وہ ناز نین لینے والے کا ہاتھ ایسا زور سے پکڑتی ہے کہ پھر چھوٹ نہین سکتا۔ پانی مین کھینچکر اس شخص کو لیجاتی ہے مگر ہان کوئی صاحب ہمت ہو تو کچھ دشوار نہین ہمت مردان مدد خدا الحمد للہ اسم الاعظم۔ جب اُس گرو کا انتقال ہوگیا۔ تو وہ شخص اس جستجو مین تالاب پر پہنچا وقت مقررہ پر وہ ہاتھ جو گرو نے بتایا تھا نکلا۔ لیکن اٹھانے کی ہمت نہ پڑی سوچا کہ کسی پہلوان کو لاؤن چنانچہ ایک بڑا شہزور پہلوان نوکر رکھا۔ سال بھر تک خوب اُس کو کھلایا پلایا جب وہ وقت معینہ قریب آیا تو اس کو تالاب کے کنارہ لے گیا۔ ایک شخص تماشائی بھی اس کے ساتھ ہولیا جب ہاتھ نکلا تو پہلوان سے کہا کہ اسی کام کے لئے تجھ کو نوکر رکھا ہے یہ انگور جس طرح بنے اٹھالے پہلوان نے ہاتھ ڈالا جھپٹ اس معشوقہ کے ہاتھ نے پہلوان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بہت دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی آخر وہ معشوقہ پہلوان کو کھینچتی ہوئی تہ کو لے گئی یہ دونو کف افسوس ملتے رہ گئے تماشائی نے فقیر سے اس انگور کے اوصاف

دریافت کیے عرض فقیر تو پابوس ہو کر چلدیا۔ مگر تماشائی دھونی رما کر وہین بیٹھ گیا۔ جب وہ تاریخ آئی تو ہاتھ برآمد ہوا یہ شخص کنارہ پر آیا اور کہا کہ یہ ایک طلسم ہے دور سے انگور نظر آتا ہے۔ اگر سچ ہے۔ تو ہمارے قریب لاؤ تاکہ خوب دیکھ بھال کر اس کے اٹھانے کو ہاتھ ڈالین وہ ہاتھ قریب آگیا اس شخص نے خوب دیکھ بھال کے اور تاک لگا کے اُس معشوقہ کے ہاتھ کے نیچے اپنا ہاتھ لیجا کر ایک ایسی ٹھیکی دی کہ انگور اوچھل کر باہر آپڑا اور جھٹ دوڑ کر اٹھا لیا تالاب کے اندر سے آواز آئی کہ او دغاباز تونے بڑا فریب کیا اب میری ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا اُس نے دوڑ کر انگور کھا لیا اور اڑ کر چلدیا۔ غرض یہ کہ جن کی قسمت مین نہ تھا وہ تو ڈوب کے مر گئے اور جس کے نصیب مین تھا اس نے ایسی آسانی سے حاصل کیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سات مسافر چلے جاتے تھے یکایک گھٹا اُٹھی اور آسمان پر چھا گئی۔ بجلی کوندنے لگی بادل گرجنے لگا ترشح شروع ہو گیا۔ ناچار مسافرون نے پہاڑ کی کھوہ مین پناہ لی۔ لیکن بجلی دمبدم اس غار مین آتی۔ اور واپس چلی جاتی تھی سب نے خیال کیا کہ بھائی ہم مین سے کسی نہ کسی کی قضا آئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک کے بدلے سب ہلاک ہو جائین۔ مناسب ہے کہ ایک ایک آدمی غار سے باہر نکلے۔ جس کی قضا ہے اس کو بجلی مارلے گی چنانچہ ایک نکلا دوسرا نکلا غرض یہ چھ آدمی باہر گئے ساتوین کو غار کے اندر ہی بجلی نے جلادیا غرض یہ ہے کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو بہر حال ہو کر رہتا ہے۔ ۵

لاکھ سیانپت کوڑھ بدہ کر دیکھے جو کوئی	ان ہونی ہونی نہین ہونی ہو سو ہو لی

دو چیز محال عقل است خوردن بیش از رزق مقسوم و مردن پیش از وقت معلوم فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ؀

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا لنگر خانہ تھا انواع و اقسام کے کھانے پکتے اور غربا و مساکین کھاتے ایک دن ایک مہمان آپ کے [illegible] کھانا کھا کر مسجد مین گیا وہان دیکھا کہ ایک مرد خدا خوش صورت خوش [illegible] سے روزہ افطار کر رہے تھے اس شخص نے کہا کہ حضرت یہان ایک امیر کا لنگر خانہ جاری ہے مسافرین کے لیے صلائے عام ہے آپ بھی چلیے اور کھانا تناول فرمائیے انہون نے

Marfat.com

جواب دیا کہ میاں ہماری قسمت میں تو یہی ستو لکھے ہیں۔ پھر وہ مہمان حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسافر مسجد کا حال سنایا اور کہا کہ آپ ان بزرگ کے لئے مسجد میں کھانا بھجوا دیں حضرت امام آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ میرے والد ماجد ہیں۔ یہ سب ان کے ہی دم قدم کی برکت ہے۔ لیکن وہ سلطان تسلیم و رضا اور مرد میدان فقر و فنا ہیں دنیا کا عیش ان کی نظر میں ہیچ ہے۔

غمگین مشو کہ دولت شد نہ شد شد	این پنج روزہ حشمت شد شد نہ شد نہ شد
ہمت بلند گردان اقبال دین بکن	دنیا برائے شوکت شد شد نہ شد نہ شد

حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاں تو یہ فراخی اور وسعت تھی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاں ہمیشہ فقر و فاقہ اور تنگدستی رہتی تھی لیکن حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے کبھی ان کو وسعت لباس و طعام کی ممانعت فرمائی نہ ان کو ناز و نعم کی رغبت دلائی کیونکہ آپ مرضی الٰہی سے آگاہ تھے۔ کہ ان کے لئے تقدیر ازلی میں یہی ہے کہ عیش و عشرت سے بسر کریں اور ان کے حق میں منشاء الٰہی یوں ہی کہ تنگی و عسرت کے عالم میں صابر و شاکر رہیں ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو لوگوں نے چین نہیں لینے دیا اگر حضرت کے زمانہ میں تزلزل واقع نہ ہوتا تو لوگوں کے سینے معرفت سے پھاڑ دیتے ایک شخص مکان کا قبالہ لکھانے آیا تو آپ نے یوں تحریر فرمایا ھٰذا ما اشتریٰ میتٌ من میتٍ دارًا فی بلدۃ المذنبین وسکۃ الغافلین۔ الحد الاول منھا منتھی الی الموت والثانی الی القبر والثالث الی الحساب والرابع اما الی الجنۃ واما الی النار۔ بھلا جب یہ سمجھ ہو تو سلطنت کا کام کیسے چلے اور سلطنت کے لئے رعب و سطوت بھی امر ضروری ہے۔ آپ کے دل میں تو شان رحم غالب تھی اسی جہت سے سلطنت میں فتور پڑا جب جانتے کہ امیر معاویہؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کان ہلاتے ایک بار حضرت عمر نے تکلف و تزئین کی باز پرس کے واسطے ان کو طلب کیا تھا خوف کے مارے تھرا گئے بدن کانپنے لگا عذر و معذرت کر کے جان بچائی ورنہ بیخ و بن تک ادھکاڑ ڈالتے حضرت علی مرتضی کی یہ کیفیت تھی کہ جب امیر معاویہؓ نے آپ سے جنگ کی اور کنارہ دریا پر

Marfat.com

قبضہ کیا تو آپ کے لشکریوں کا پانی بند کر دیا لشکر والوں نے حملہ کیا اور اس مقام سے غنیم کو
ہٹا دیا آپ نے اپنے لشکر سے ارشاد کیا کہ جیسے تم پر پانی بند کیا تھا تم ان کا پانی نہ بند کرو
اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا لَيْسُوْا بِكَفَرَةٍ وَلَا بِفَسَقَةٍ کسی شخص نے حضرت علی مرتضیٰ سے سوال کیا کہ
کیا سبب ہے خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں نظم و نسق بخوبی رہا اور آپ کے عہد میں بہت تزلزل واقع
ہوا آپ نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے مشیر ہم تھے اور ہمارے مشیر تم ہو
ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شیعہ تھے کہنے لگے کہ حضرت رسول اللہ صلعم کے پاس
جبرئیل علیہ السلام ایک بار آتے تھے تو حضرت علی رضہ کے پاس دو بار آتے تھے میں نے کہا کہ
ہاں درست ہے خود رسول خدا نے فرمایا اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ جب کہ شہر میں کوئی
ایکبار آئے گا تو ضرور دروازہ سے دوبار گزریگا۔ لیکن اس سے دروازہ کو شہر پر کچھ فضیلت
نہیں ہو سکتی یہ بات سنکر وہ خاموش ہو رہے۔
ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جس زمانہ میں شجاع الدولہ ایران سے چل کر دلی میں پہنچا ہے تو
اس کے پاس سوائے ایک خنجر کے اور کچھ نہ تھا چوک سعد اللہ [illegible] میں چلا جاتا تھا کہ ایک دیوانہ
فقیر بولا ایک ٹکے میں وزارت اور دو ٹکے میں بادشاہی بکتی ہے کسی کو لینی ہو تو لے لو
شجاع الدولہ یہ صدا سنکر اپنا خنجر ایک بنیئے کے پاس لے گیا اور کہا کہ [illegible]
لے اس نے کہا کہ صاحب اتنی قیمت چیز [illegible] نہیں رکھ سکتا [illegible]
ہی لیجئے۔ ایک ٹکا [illegible] اس نے [illegible]
بھاں سے جاتے ہی [illegible] ملازمت میں داخل ہوا اور [illegible]
پہنچ گیا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ کیا تم [illegible]
اور کوئی [illegible] بادشاہ [illegible] اصل بات [illegible]
وزارت تھی اس کے واسطے فقیر کی زبان [illegible]
ہوتا ابو جہل کی قسمت میں کفر تھا ہر چند [illegible]
نہ ہوئی [illegible] کو تقدیر کے [illegible] نہیں کرنا [illegible]
ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک خواجہ سرا بادشاہ دلی [illegible]

Marfat.com

ہوا کسی وجہ سے اس نے مبارز خان کو جو کہ قلندر صاحب کے محبوب تھے طپانچہ مارا یہ خبر قلندر صاحب کو پہنچی آپ نے ناراض ہو کر شاہ دہلی کو یہ رقعہ لکھا۔ شحنہ دہلی را اعلام آنکہ۔ پس دریدہ بیش بریدہ ناحق طپانچہ برروی دردیش کشیدہ چنانچہ فریادش بآسمان رسیدہ بایاش دیگرے بفرست ورنہ بجای تودیگرے رسیدہ۔ بادشاہ یہ رقعہ پڑھ کر ڈر گیا۔ اور فوراً اس کے بجائے دوسرا عامل تبدیل کر دیا لیکن جو مرضی الٰہی ہوتی ہے۔ اس مین کوئی پیر یا پیغمبر دم نہین مار سکتا۔ جب نادر شاہ وارد پانی پت ہوا تو اس نے سنا کہ قلندر صاحب کے مزار پر کئی من چاندی کا کٹھر الگا ہوا ہے زیارت کے بہانہ سے آیا اور کٹھر ااکھڑوا کر لے گیا اس کو گمان گذرا کہ شاید قبر شریف بھی چاندی کی ہے ایک ہاتھ تلوار کا مارا غلاف کٹ گیا قبر پر خط پڑا چنانچہ اب تک نشان موجود ہے۔ اس غارتگری کے بعد نادر شاہ نے کہا کہ قلندر پہلے تو قلندر نہ تھا۔ مگر اب مین نے قلندر بنا دیا اس بات کو سنکر حاضرین مجلس مین سے ایک شخص بولا کہ حضرت اس گستاخی کی سزا قلندر صاحب نے نادر شاہ کو کچھ نہ دی آپ نے فرمایا کہ خلاف مشیت ایزدی کوئی کچھ نہین کر سکتا دیکھو کربلا مین کیا معرکہ گذرا پیغمبر خدا صلعم اور علی مرتضے رضہ کے نور چشم و لخت جگر کا گلا کاٹا گیا مگر تقدیر الٰہی مین کچھ دخل نہ دے سکے پھر قلندر صاحب کون تھے جو نادر شاہ کو سزا دیتے حکم الٰہی اسی طور سے صادر ہو چکا تھا اگر مرضی خدا نہ ہوتی تو جس بادشاہ کے نام رقعہ لکھا تھا اس کے حق مین بھی کچھ نہ کر سکتے +

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ہ اودست مر ہر پادشہ را پادشا + حکم اور ا بفعل اللہ ما یشا ر

ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی مقام مین ایک درخت پیپل کا تھا اکثر لوگ اس کی پرستش کیا کرتے تھے ایک مرد متقی کو بزعم علوم ہوا رات کے وقت کلہاڑا لے کر کاٹنے کو جا چڑھا۔ اس نے ایک دو ہاتھ مارے تھے کہ ایک خوبصورت عورت نظر آئی۔ اور کہا کہ تو یہ خیال چھوڑ دے اور ایک اشرفی روز لے لیا کر وہ متقی دام طمع مین پھنس گیا اور ایک اشرفی گرہ مین باندھ وہان سے چلدیا دوسرے ان اشرفی لینے آیا تو وہان کچھ نہ پایا پھر کلہاڑا سنبھالا اور کاٹنے کا ارادہ کیا تو آواز آئی کہ خبردار تیری گردن توڑ دی جائیگی اگر پیتا بھی توڑا پوچھا کیون کہا کہ جب تو تیری نیت خالصاً للہ تھی اور اب اشرفی کے لالچ سے تو نے یہ ارادہ کیا ہے جا اپنی راہ لے ورنہ مارا جائیگا ہ طمع را سہ حرف است وہر سہ تہی + ازان نیست مر مطمعان را بہی +

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ لاہور میں ایک مسلمان راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا وہ حضرت غوث الاعظم کی گیارہویں کیا کرتا تھا ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ اس کو کچھ میسر نہ آیا۔ ناچار گائی جو اس نے پال رکھی تھی ذبح کر ڈالی اور فاتحہ کے لئے کھانا پکایا ایک ہمسایا برہمن چیل کوؤں کا ہجوم دیکھ کر تاڑ گیا۔ اور اس کو آکر دھمکایا کہ تو نے گائے ذبح کی ہے۔ راجہ کو خبر دیتا ہوں اس نے بہت منت وسماجت کی کہ میں نے عالم مجبوری میں یہ کام کیا ہے۔ اور خیر اب تو مجھ سے خطا ہو گئی تو معاف کر۔ آخر تیرا ہمسایہ ہوں جو میں مارا گیا تو تیرے ہاتھ کیا آئیگا۔ اس برہمن نے ایک نہ سنی اور کہا کہ میں ضرور تجھکو سزا دلاؤنگا۔ اب دربار میں جاکر دہائی دیتا ہوں جب اس نے دیکھا کہ دشمن کسیطرح نرم ہوتا ہی نہیں بقول شخصی مرتا کیا نہ کرتا کسی بہانہ سے اس کو الگ لے گیا اور ایک ہاتھ تلوار کا ایسا چھوڑا کہ برہمن کے ڈو ٹکڑے ہو گئے جب آدھی رات ڈھلی تو اس کی نعش کو گٹھری میں باندھ دریائے راوی میں پھینکنے کے لئے چلا اتفاق سے رات بہت تھی دروازہ شہر پر پہرہ والوں نے روکا کہ کون جاتا ہے جواب دیا کہ دھوبی ہوں ان کو شک ہوا گٹھڑی ٹٹولی تو آدمی کی نعش معلوم ہوئی فوراً گرفتار کر لیا اور صبح کو راجہ کے سامنے پیش کیا اظہار کے وقت راجہ نے کہا کہ ہم کو سچ پسند ہے جو سچی بات ہے بیان کر دے۔ اس نے کہا کہ صاحب خیر جو ہو سو ہو میں بھی سچ سچ کہے دیتا ہوں آئندہ آپ کو اختیار ہے جو سزا چاہیئے دیجیے یہ کہکر تمام ماجرا راست راست بیان کر دیا راجہ بولا کہ تیری نسبت سے سننے سے ہمارے دل کو یقین حاصل ہو گیا اور حقیقت میں تیرا اظہار ٹھیک ہے تو نے سچ بات ظاہر کر دی اور ہم بھی سچ ہی کے طالب ہیں جا تیرا قصور معاف کیا یہ برہمن اسی قابل تھا کیونکہ اسے حق ہمسایگی اور تیری منت وعاجزی کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا اَلصِّدقُ یُنجِی وَالکِذبُ یُہلِکُ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک سید صاحب راجہ بھرتپور کے ہاں سوار [illegible] الضحیٰ کے روز سید نے گائے قربانی کی کسی مخبر نے راجہ کو خبر دی پکڑے [illegible] کو توپ سے باندھ کر اڑا دو غریب سید نے حوالات میں دیوان حافظ فال نکالی تو یہ مصرع نکلا۔ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند + خیال کیا کہ ایسا کون غیب سے آئے گا جو مجھ کو موت کے پنجہ سے چھڑائیگا۔ خدا کی شان نصف شب کے بعد راجہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔

Marfat.com

صبحدم سید کے قتل کی خبر مشہور ہوئی شدہ شدہ رانی کے کان میں بھی اس کی بھنک پڑی اس نے جلدی سے راجہ صاحب کو بلوا کر کہا کہ خدا نے اپنے فضل و کرم سے ایسا مبارک دن ہم کو دکھلایا ہے کہ جس کا شکریہ ہم سے ادا نہیں ہو سکتا اگر آج تمام خزانہ خالی کر دیں۔ اور سارے قیدیوں کو اس خوشی میں رہائی دیں تو بھی کم ہے لیکن بڑے غضب کی بات ہے کہ آج کے دن آدمی کی ہتیا اور اشرف المخلوقات ایک حیوان کے بدلے میں مارا جائے یہ بدشگونی اور ناشکری تو ہرگز مناسب نہیں راجہ نے اسی دم سوار دوڑا دیئے اور سید کو بلا کر فہمائش کی کہ جاؤ پھر ایسا کام نہ کرنا جب اگلے برس عید الضحیٰ آئی تو سید صاحب نے پھر گائے ذبح کی پکڑے گئے اور پیش راجہ حکم قتل صادر ہوا پھر فال دیکھی تو یہی مصرعہ برآمد ہوا۔ اب سید کو انتظار رہا کہ دیکھیے اب کی دفعہ کون آتا ہے اور ہم کو رہائی دلاتا ہے۔ قدرت خدا اسی صبح کو نواب لکھنؤ بھرتپور میں داخل ہوئے یہ ماجرا سنا اور راجہ سے کہلا بھیجا کہ یہ بات مناسب نہیں کہ حیوان کے بدلے انسان کا قتل ہو نیز ہمارے سواروں میں ایک گستاخ بھی ہے اگرچہ یہ شخص بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے اس کی قدر کرو شاید کسی وقت کام آوے اور اس کے جوہر کھلیں۔ راجہ نے خون معاف کیا اور سید سے کہا کہ اب تم کو ہمارے دین کی قربانی معاف ہے۔ پھر جو عید آئی تو سید صاحب نے گائے کی قربانی نہ کی راجہ نے بلا کر سبب پوچھا کہا کہ جب آپ نے نفسانیت اور ضد چھوڑ دی تو میں نے بھی انسانیت اختیار کی یہ بات راجہ کو پسند آئی اس کو اپنے محلات کا داروغہ مقرر کیا۔ اور سفید بیں میں داخل فرمایا جب بھرتپور پر جنگ ہوئی تو وہ سید بھی ایک حصہ لشکر کا سردار تھا نہایت جوانمردی سے لڑا اور جب تک زندہ رہا بھرتپور کو فتح ہونے نہ دیا آخر کار جب توپ کے گولے سے اڑ گیا تو قلعہ بھی فتح ہو گیا۔ حقیقت میں بڑا بھاری آدمی تھا +

ایک روز کسی شخص نے خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضرت جب یہ قاعدہ مسلم ٹھہرا کہ ہر امر وابستہ تقدیر الٰہی ہے تو پیر و مرشد کی کیا ضرورت تھی اور وہ معاملات مقدر میں کیا تصرف کر سکتا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ یہ تو سچ اور درست ہے کہ پیر تقدیر میں کچھ تغیر نہیں کر سکتا لیکن پیر باخبر کی تدبیر بھی موافق تقدیر ہوتی ہے اور طالب کو نہایت تقدیر تک پہنچا دیتی ہے جیسا کہ

نقل ہے کہ کسی شہر میں ایک بڑا امیر کبیر تھا اس کے مکان پر ایک بزرگ رہا کرتے تھے

امیر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس بزرگ نے فرشتۂ تقدیر سے اس لڑکے کا مقدر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک گھوڑا ہمیشہ اس کے تھان پر رہا کریگا۔ پھر اس امیر کے گھر دوسرا لڑکا پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ چڑیمار ہوگا پھر اس کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کا حال منکشف ہوا کہ یہ بیسوا ہوگی بازار میں بیٹھے گی اور ہر شب ایک مرد اس کے پاس رہا کریگا وہ فقیر وہاں سے چلا گیا اور ایک مدت کے بعد اس شہر میں آیا اور اس امیر کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ امیر کا سب کارخانہ درہم برہم ہوگیا ہے ایک لڑکا تو سوار [illegible] پانچ روپیہ کا نوکر ہے۔ دوسرا لڑکا چڑیمار کا پیشہ کرتا ہے اور اس کی لڑکی بازار میں بیٹھ گئی ہے وہ فقیر یہ حال سنکر بڑے لڑکے کے پاس گیا اگرچہ خود محتاج تھا مگر فقیر کی [illegible] سے کرتا رہا چند روز کے بعد فقیر نے [illegible] کہ تو نوکری [illegible] اور گھوڑا [illegible] ڈال اس کو طرح طرح کے خیال پیدا ہوتے [illegible] ہو گیا تھا ایسا ہی کیا [illegible] داموں کو بکا اگلے دن درویش کے [illegible] روز میں مالا مال ہوگیا۔ فقیر نے کہا تم نے [illegible] کام کیا [illegible] روز خرید و اور بیچو۔ اب ہم جاتے ہیں پھر دوسرے لڑکے [illegible] چڑیمار کے [illegible] کیفیت دریافت کی اور کہا جب [illegible] میں پہنچے اور جال لگا دیا فقیر نے کہا جب [illegible] حضرت میری تقدیر ایسی [illegible] [illegible] ایک [illegible] فقیر نے [illegible] [illegible] فقیر بیسوا [illegible] کے پاس گیا اور [illegible] بڑی بات تھا مجھ کو سو روپیہ [illegible] فقیر نے کہا [illegible]

Marfat.com

تعمیل حکم کی اور جو خواہشمند آیا اُس سے سو روپیہ مانگے لوگوں نے کہا کہ تیری عقل ماری گئی ہے آخر آدھی رات کے قریب کوئی امیر آنکھوں کا اندھا گانٹھ کا پورا آہی پھنسا سچ ہے۔

مردِ مفلس را خدا ازرے دہد بے مگس ہرگز نماند عنکبوت	قحبہ زن را ہر نفسے نر مید ہد رزق را روزی رسان پر مید ہد

چند روز مین وہ عورت بھی مالدار ہوگئی فقیر نے وصیت کی کہ سو روپیہ سے کم قبول نہ کیا کر تجھ کو کوئی نہ کوئی مل ہی جایا کریگا۔ وہ بولی کہ حضرت آپ تو بزرگ آدمی ہین۔ کچھ ایسی ہمت اور دعا کیون نہین فرماتے کہ مین ان افعال شنیعہ کی علت سے پاک ہو جاؤن۔ انہون نے جواب دیا۔ سنو صاحب ہم تقدیر شکن نہین ہین یہ تو جو کچھ ہو رہا ہے مٹ نہین سکتا اگر خدا کی طرف توجہ ہے تو اسی حال مین وہ بھی ہی یہ کہہ کر رخصت ہو گئے۔ الغرض پیر باخبر نے ہر ایک کو تحصیل دولت مال کی ہدایت اسی راہ سے کی جو اس کے لئے مقدر تھا۔ پس تقدیر کا بدل دینا پیر کا کام نہین بلکہ پیر دانا طالب کو اسی راہ سے منزل مقصود کی رہنمائی کرتا ہے جو اس کے لئے مقدر و مقسوم ہی ایک روز راقم حاضر خدمت تھا آزادی اور بے تکلفی کا تذکرہ ہونے لگا آپ نے فرمایا

حیات خوش ممات خوش کسے راست تکلف گر نباشد خوش توان زیست بے تعلق زیستن خود زیستن بگیر رسم تعلق دلا چو مرغابی۔ گیرم کہ سریرت از بلور و رشم است این مسند قاقم و سمور و سنجاب	کہ دنیا را بدنیا دار بسپرد + تعلق گر نباشد خوش توان مرد + باتعلق زیستن نگریستن + بود در آب چو برخاست خشک پر برخاست سنگش داند ہر انکہ او را چشم است در دیدہ بوریا نشینان پشم است

میان سرمد صاحب اور ہرے بھرے صاحب دونو ایک جگہ بیٹھے تھے سرمد صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

ع۔ بود درد سرما بر سر ما افسر ما + شد کلاہ نمدی صندل درد سر ما + اس کے جواب مین میان ہرے بھرے صاحب نے فرمایا۔ ع کے شد بار کلاہ نمدی را سر ما + ہست موئے سر ما بر سر ما افسر ما + سچ ہے جو لوگ بے تعلق ہوتے ہین بڑے مزے سے زندگی بسر کرتے ہین ع

زیر بارند درختان کہ تعلق دارند   اے خوشا سرو کہ از بار غم آزاد آمد

Marfat.com

ایک روز راقم حاضر خدمت ہوا جناب وقبلہ نے یہ قطعہ ارشاد کیا۔

کسے در عمر خود نشنید ازین سنجیدہ تر سخنے	کہ در میخانہ گفتی رندے بے خود بے سر و پائے
بزن جام و مرنجان ہیچ چیزے را مشو منکر	کہ ہر موری سلیمان ست و ہر چیدی ست عنقائے

پھر فرمایا کہ ہم اجمیر شریف میں عرس دیکھنے گئے تو بانواؤں کا گروہ ماہی مراتب لیکر نکلا ان کی گفتگو ہم کو بہت پسند آئی ایک عجیب کیفیت تھی سرگروہ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چار آدمی ہیں پچھلا آدمی کہتا ہے ؎ دل بدست آور کہ حج اکبر است ✦ از ہزاران کعبہ یک دل بہتر ست ✦ اگلا آدمی بولتا ہے ؎ کعبہ بنگاہ خلیل آذر است ✦ دل گذرگاہ جلیل اکبر ست ✦ بائیں طرف والا آواز لگاتا ہے۔ ؎ کعبہ ہر چندے کہ خانہ براو ست ✦ دل گر این نیز خانہ سر او ست ✦ داہنی طرف والا اندا کرتا ہے کہ ؎ تا کرد آن خانہ را درو ے نرفت ✦ واندرین خانہ بجز آن حی نرفت ✦ سب کے بعد سرگروہ صاحب فرماتے ہیں ؎ گر ہمیدانی کہ در ہر دل خدا است ✦ پس ترا تعظیم ہر دل مدعا است ✦

ایک روز حافظ سعد اکبر صاحب مخدوم زادہ پانی پتی نے خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضور دہلی میں دربار قیصری منعقد ہوا ہے کہ ایک مجمع کثیر اور تماشائے بے نظیر ہوگا بہت لوگ جاتے ہیں میرا بھی ارادہ ہے کہ جاؤں کیا حضور کا جی اس سیر کو نہیں چاہتا اس بات کے جواب میں ارشاد ہوا کہ میاں سعد اکبر آپ نے دربار قیصری کا تماشا بڑا سمجھا ہوگا ذرا دربار الٰہی کا جلسہ تو دیکھو کیا ہو رہا ہے قولہ تعالیٰ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ط اگر یہ تماشا کم ہو تو وہاں چلیں ؎ عمر بھر وحشت میں گر صحرا نوردی کی تو کیا ✦ سیر کے قابل جو تھا دل کا بیابان رہ گیا ✦ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ کتاب مبین سے مراد جسم انسان ہے اللہ تعالیٰ نے جسم انسان میں دونوں جہان پیدا کر دیئے ہیں یہ کیا کم ہے جو دوسری جگہ جائیں

ایک روز کسی شخص نے صحبت فقرا کا انکار کیا۔ جناب وقبلہ نے فرمایا [illegible] ہے۔

فائدہ کیا کرے صحبت جو نہ ہو استعداد	باغ میں جا کے کبھی زاغ خوش الحان نہ ہوا

مگر صحبت کی تاثیر بھی ضرور ہوتی ہے ؎

Marfat.com

پسر نوح با بدان بنشست +	خاندان نبوتش گم شد
صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند

وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ الْفُقَرَاءِ یعنی صحبت فقرا عین مجلس الٰہی ہے ہم نے باری مین دیکھا کہ ایک کتے کو ہڑک اُبھری مالک نے آم کے درخت سے باندھ دیا۔ جب ہڑک کا زور ہوتا تو درخت کو بھنبھوڑتا آخر تین دن مین کتا مر گیا اور مہینہ بھر کے بعد وہ درخت بھی خشک ہو گیا اُس شخص نے درخت کاٹا اور جلانے کے لئے گھر لے آیا جس کو اس کی لکڑی کا دھوان لگا اس کو بھی ہڑک اُبھری بھلا جب باولے کتے کی یہ تاثیر ہے تو کیا فقیر دان مین اتنا بھی اثر نہین ہے کامل کی تعلیم کبھی ضائع نہین جاتی کبھی نہ کبھی اس کا ظہور ہوتا ہے ۔ مردان خدا خدا نہ باشند۔ لیکن ز خدا جدا نباشند +

ایک روز کسی شخص نے آنکر عرض کیا کہ حضرت میرے نزدیک تو دنیا مین کوئی کامل اور مرد خدا نہیں ہے۔ اُس وقت ارشاد ہوا کہ ہان تم سچ کہتے ہو اگر کوئی ہندوستان کا باشندہ کہے کہ دنیا مین کوئی مسلمان بادشاہ نہیں ہے۔ تو وہ سچا ہے۔ اس لیے کہ اس نے اپنے ملک مین کبھی نہین دیکھا۔ لیکن جو لوگ ملک روم مین رہتے ہین اور سلطان روم کو دیکھتے ہیں بھلا وہ اس بات کو کب تسلیم کرینگے کہ کوئی مسلمان بادشاہ نہین ہے۔

ایک روز کسی شخص نے کہا اولیاء اللہ سے کچھ فیض نہین ہو سکتا۔ بعد مردن مثل جماد ہو جاتے ہین۔ اُس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی دکن مین ایک فاحشہ عورت مر گئی تھی جنگل مین دفن کی گئی۔ اُس جانب کو جو شخص تنہا جاتا وہ چھلاوہ بنکر خواہش پوری کراتی تعجب ہے کہ ایک فاحشہ تو اپنے فحش مین ایسی کامل ہو اور اولیاء اللہ سے کچھ بھی فیض نہو عظیم آباد پٹنہ مین پن ڈبون کا ماجرا معروف و مشہور ہے یعنی پن ڈبے از قسم بھوت مشہور ہین دریائے گنگ مین مردے جھلس کر بہائے جاتے ہین اور وہ بھوت بنجاتے ہین اُن کا وتیرہ یہ ہے کہ اگر رات کے وقت کوئی شخص تنہا کنارہ دریا پر چلا جاتا ہے۔ تو وہ پن ڈبے اس کو زبردستی دریا مین کھینچ لیجاتے ہین اور آپ جیسا بنا لیتے ہین جس زمانہ مین ہم شاہ عبد العزیز صاحب سے پڑھتے تھے تو ایک طالب علم تھا نہایت پاکیزہ صورت

Marfat.com

اُس کے پاس ایک چڑیل خوبصورت عورت بنکر آیا کرتی اور دو روپیہ ہر شب کو دیجاتی اور تمام رات اُس کے پاس رہتی ایک رات دونو ایک چارپائی پر بیٹھے اور چراغ دس گز کے فاصلہ پر جل رہا تھا طالب علم نے اس سے کہا کہ جا چراغ گل کر دے اس نے وہین سے ہاتھ بڑھا کر چراغ بجھا دیا یہ کیفیت دیکھ کر طالبعلم سہم گیا۔ عورت بھی تاڑ گئی بہت کچھ اس کی تسلی و تشفی کی اور کہا کہ مین تجھ پر عاشق ہون تو کسی قسم کا اندیشہ نہ کر خیر بعد مشکل رات بسر کی اور صبح کو یہ ماجرا شاہ صاحب کی خدمت عرض کیا حضرت نے ایک تعویذ لکھ کر اس کے بازو پر باندھ دیا رات ہوئی تو وہ عورت حسب عادت آئی مگر دور کھڑی رہی۔ اور اس سے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو ایسا ظلم مجھ پر کرتا ہے یہ تعویذ کھول ڈال اب مین چار روپیہ روز دیا کرونگی۔ لیکن اس نے تعویذ نہ کھولا آخر وہ چلی گئی۔ بھلا جب بھوت چڑیلون کو ایسی طاقت ہوتی ہے۔ تو کیا اولیاء اللہ ان سے بھی گئے گذرے ہین کہ وہ بعد مُردن جماد ہو جاوین ؎

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سید حسن رسول نما علیہ الرحمۃ کی بی بی صاحبہ نے ایک روز کہا۔ کہ لوگون کو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت تم کرا دیتے ہو۔ مین چاہتی ہون کہ یہ سعادت مجھ کو بھی نصیب ہو۔ فرمایا کہ آج تم نہاؤ اور اچھی پوشاک پہن کر دلہن کی طرح خوب بناؤ سنگار کرو انہون نے حسب الحکم تعمیل کی اتنے مین اس نیکبخت بی بی کے بھائی تشریف لائے سید حسن صاحب نے کہا کہ میان ذرا اپنی بہن کو سمجھاؤ دیکھو بڑھاپے مین کیا بناؤ سنگار کیا ہے مین تو بڈھا ہو گیا۔ اب کیا دوسرا خصم کریگی وہ جا کر دیکھتے ہین تو فی الحقیقت نہایت سج دھج سے دلھن بنی بیٹھی ہین کہا اے بہن تم پر کیا پتھر پڑ گئے یہ کیا سوانگ بنایا ہے بھائی سچ فرماتے ہین کیا تم کو اس بڑھاپے مین دوسرے خاوند کی ہوس ہے یہ بات سنتے ہی اس نیکبخت بی بی نے چوڑیان توڑ دین کپڑے پھاڑ ڈالے اور رو رو کے اپنا برا حال کیا کہ اس بڈھے نے مجھ سے تو کیا کہا اور بھائی سے کیا کہدیا۔ اسی رونے پیٹنے اور غم و غصہ کی حالت مین آنکھ لگ گئی آنحضرت صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئین اٹھین تو نہایت ہشاش بشاش اٹھین سید صاحب سے پوچھا یہ کیا بھید تھا آپنے فرمایا کہ تیرے دل مین غرور تھا تو جو کہ حقیر جانتی تھی جب وہ جاتا رہا اور سوز و گداز تیرے دل مین پیدا ہوا تو زیارت ہوگئی۔ غرض یہ

Marfat.com

ہے کہ طالب جبتک انانیت سے نہیں گذرتا واصل مطلوب نہیں ہوتا

چون تو برخیزی نشیند حق بجات	نیست از خود شو کہ تا یابی نجات

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ کی خدمت مین دو شخص بارادۂ بیعت حاضر ہوئے اُن مین سے ایک کو فرمایا کہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شِبْلِی رَسُوْلُ اللّٰہِ اس نے کہا کہ اجی لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا اس نے پوچھا آپ نے لاحول کیون پڑہی آپ نے استفسار کیا کہ تم نے کیون پڑہی بولا کہ مین نے تو اس واسطے پڑہی کہ ایسے بے شرع کے پاس مرید ہونے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس لئے پڑھی کہ ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کہہ دی اس کے بعد دوسرے شخص کو بلایا اور وہی فرمایا کہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شِبْلِی رَسُوْلُ اللّٰہِ اس نے جواب دیا کہ حضرت مین تو آپ کو کچھ اور ہی سمجھ کے آیا تھا۔ آپ تو ورے ہی گر پڑے رسالت ہی پر قناعت کی آپ نے ہنسکر فرمایا کہ اچھا تم کو تعلیم کرینگے پس ہر شخص کا فہم و حوصلہ جدا ہوتا ہے۔ ورنہ بات ایک ہی تھی جو ایک کے دل مین نہ سمائی اور انکار پیدا کیا دوسرے کا حوصلہ اس سے بھی اعلےٰ تھا حضرت شبلی کا یہ مطلب نہ تھا جو شخص ظاہر بین نے سمجھا۔ بات یہ تھی کہ جو شخص تعلیم و تلقین اور ہدایت و ارشاد کرتا ہے طالب کے لئے وہی رسول ہے۔ اور رسالت الٰہی کا کام انجام دیتا ہے **ایک روز** یہ شعر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہوا ؎

آخر ما جیب تمنا تہی	اوّل ما آخر ہر منتہی

راقم نے یہ شعر سُنکر کہا کہ اگر حضور قصور معاف ہو تو کچھ عرض کرون۔ فرمایا اچھا کہو مین نے عرض کیا کہ یہ تو خواجہ نقشبند رح نے حضور ہی کی شان مین پیشین گوئی فرمائی ہے۔ کیونکہ یہان ابتدا ہی سے طالب کو تعلیم توحید ہوتی ہے اب آگے بجز جیب تمنا تہی اور کیا ہے۔ جو تمام سیر و سلوک کا مرکز و منتہا ہے وہ یہان کی ابتدا ہے فرمایا کہ ہم کو ایک بات یاد آئی بمقام پیران کلیر مخدوم صاحب کے مزار پر ہم مقیم تھے ایک دفعہ نماز مغرب کے وقت چند آدمی جمع ہوئے حسب اتفاق ایک خانصاحب نے ایک جولاہہ کو جو بڑا سا عمامہ باندھے کھڑا تھا امام بنا دیا اس کے اوسان کچھ ایسے خطا ہوئے کہ بغیر قرأت فاتحہ اوّل ہی سے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

Marfat.com

شروع کردی پٹھان کو جو غصہ آیا تو نیت توڑ کر بولے کہ لیے جو للہ ہے قل ہو اللہ تو تو نے پہلے ہی پڑھ دی اب آگے اپنی (ایسی تیسی) ضم کریگا۔ جب کہ ابتدا ہی سے تعلیم توحید ہوئی تو اب آگے یہان کیا دھرا ہے جس کو سالک طے نہ کرے نہ کوئی منزل ہے نہ مقام نہ کشف نہ کرامت نہ آثار نہ اطوار نہ ذکر نہ فکر توحید ہے یا فنا اگرچہ طالب کے لیے توحید زہر ہے مگر ہم کو تو اور سب بکھیڑا معلوم ہوتا ہے ہرچہ بر خود نپسندی بر دیگران مپسند۔ غرض تو ہر منتہی و مبتدی کی تَطْہِیْرُ الْقَلْبِ عَنْ مَا سِوَی اللّٰہِ ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ پس پشت ہاتھ گھما کر بڑے ہیر پھیر سے ناک کو بتائے۔ سیدھا ناک ہی پر ہاتھ کیون نہ رکھے اور مقام توحید اصطلاح صوفیہ مین وہ ویران (اُجاڑ گانو) کہاتا ہے چنانچہ مولانا روم فرماتے ہین ؎

عاشقان را ہر نفس سوزیدنی است	بردہ ویران خراج و عشر نیست

پس کوئی برلا مسافر ہوتا ہے جو اوجاڑ گانو مین ٹھہرے ورنہ یہان کس کا جی لگتا ہے ہرچند کہ بحسب تفاوت مراتب تمام کاملین پر حالت توحید گذری ہے مگر ایسے بہت کم ہین جنھون نے یہان جھونپڑی ڈالدی ہو۔ ؎

سب سے بیگانہ ہے اے یار شناسا تیرا	جو پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

ایک روز ارشاد ہوا کہ آدمی جس خیال مین مریگا اُسی خیال مین قیامت کے روز اُٹھے گا۔

مپندار اینکہ مہرت از دل عاشق رود ہرگز	چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد
چو بعد از مرگ من بینی گیاہ گور من رستہ	نوشتہ نام آنجانان بہر برگ گیا خیزد

ایک بہروپیا تھا ہمیشہ نیا بھروپ بنا کر بادشاہ کے روبرو جاتا کہ دھوکا دیکر انعام لے لیکن بادشاہ کبھی اس کے دانو مین نہ آتا ؎ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش۔ من از قدِ بیایت می شناسم ناچار ہو کر بہروپیا ایک جوگی پاس گیا اور کہانی چڑھانی سیکھی یعنی حبس دم کے سواد مین آنکر پھر ایک مختصر سا گنبد بنایا اور چند چیلے جمع کیے اور سب معمولی جوگیہ حبس دم کرکے بیٹھ گیا۔ گنبد کا دروازہ تیغا کرادیا اس خیال سے کہ بادشاہ وقت یہ خبر سنکر کہ ایک فقیر اتنی مدت سے مکان مین بند ہے یہان آئیگا اور مکان کھلوائیگا تو مین بھی زر

Marfat.com

ہوجاونگا۔ اور اُس سے انعام لونگا خدا کی قدرت چند روز مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔ وہ بادشاہ رہا نہ وہ سلطنت شہر بھی تاراج و برباد ہوگیا جوگی کے چیلے بھی بھاگ گئے اور گنبد ویساہی در بند پڑا رہا۔ دو صدی کے بعد جب اس شہر مین پھر رونق اور آبادی ہوئی تو کسی شخص نے اس گنبد کو مسمار کرایا دیکھا کہ ایک آدمی صحیح و سالم مراقب بیٹھا ہے۔ لوگون کا ہجوم ہوگیا اتنے مین ایک جوگی آگیا اس نے پہچان لیا اور اپنے قاعدہ کے موافق اس کا علاج کیا روح نے تمام بدن مین سرایت کی ہوش و حواس درست ہوگئے اُٹھ بیٹھا اور بولا کہ لاؤ میرا گھوڑا جوڑا لوگ متحیر ہوئے کہ الٰہی اس شخص کو یہ ہذیان ہے یا خفقان ہے خدا جانے کیا بکتا ہے۔ اس سے کیفیت دریافت کی تو تمام ماجرا اپنا بیان کیا کہ صرف گھوڑے جوڑے کی غرض سے مین نے یہ عمل فلان بادشاہ کے عہد مین کیا تھا اب بیدار و ہوشیار ہوا۔ تو وہی خیال رہا کہ بادشاہ نے مجھ کو اُٹھایا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جو اعمال و افعال ورد و وظائف یا ریاضت و محنت طالب و سالک کرتا ہے اس کا اثر بیشک مترتب ہوتا ہے۔ لیکن جبتک تصفیہ ماسوی اللہ نہین سب بے سود ہین کیونکہ ان آثار و اطوار مین بھی وہی سودا جھگڑا جو دل مین بسا ہوا ہے گناہون کے خوف زدہ نجات طلب کرینگے اور ثواب کے امیدوار بہشت کا دم بھرینگے غرض جو جس کا خیال ہے وہی رہیگا سب خواہش نفس اور مجبوریا بلا مین گرفتار ہین۔ خدا کا طالب تو کوئی برلا ہی نکلیگا ؎

مرد عاشق را نباشد علتے	عاشقان را مذہبے نے ملتے
مذہب عشق از ہمہ دینہا جداست	عاشقان را مذہب و ملت خداست

ایک جگہ ارشاد ہوا کہ ایک بادشاہ نے نقاشان چین و مصوران روم جمع کیے اور حکم دیا کہ ایوان شاہی مین وہ نقاشی کرے جو زیادہ صناع ہو دونو گروہون نے اپنی ہنرمندی کا دعوی کیا آخر یون ٹھہری کہ مکان کے اندر ایک دیوار پر چینی کام کرین اور دوسرے پر رومی اور بیچ مین پردہ دونون کے درمیان حائل رہے تاکہ پردہ اٹھانے کے بعد دونو کی صنعت کا فیصلہ کیا جائے غرض چینیون نے طرح طرح کی گلکاری اور رنگ آمیزی کی اور رومیون نے اپنی دیوار کو مصالحہ سے ایسا صاف و شفاف بنایا کہ آئینہ ہوگئی۔ آخرکار پردہ اُٹھایا گیا تو دونو جانب یکسان

Marfat.com

بہار تھی اور مانی چین کی نقاشی آئینہ سکندر میں نمودار۔ دونوں فریق اپنے اپنے کمال میں یکتا نکلے لیکن رومیوں کی صفائی فوقیت رکھتی تھی کیونکہ جو رنگ یا جو گلکاری اُس کے مقابل آئیگی وہ بالضرور اس کے اندر جلوہ گر ہوگی اور اگر سامنے سے اُٹھا لیجائے تو صاف آئینہ ہے ؎ اے مانی نقاش چین روصورت یارم ببین ٭ یا نقش کن برین چنین یا ترک کن صورتگری ٭ اسی طرح فقرا کے دو فرقہ ہیں ایک رنگ صفات میں اپنا کمال ظاہر کرتے ہیں دوسرے بیرنگی ذات میں
ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک دوست تھا لڑکپن کے زمانہ کا وہ کنعان سے مصر میں آیا حضرت سے ملاقات ہوئی فرمایا کہ یار ہمارے واسطے کیا تحفہ لایا ہے اس نے جواب دیا کہ حضرت تمہارے لایق تو کوئی چیز مجھکو میسر آئی کہ تحفہ لاتا مگر ان آپکی نذر کیلئے آپ ہی کو لایا ہوں یہ کہکر ایک آئینہ پیش کیا

آئینہ آوردمت اے روشنی	آئینہ بیرون کشید او از بغل
تا چو بینی روے خود یادم کنی	خوب را آئینہ باشد مشتغل

اسیطرح اللہ جل شانہ بروز قیامت ہر ایک سے تحفہ طلب کریگا۔ پس جو شخص نفس کا آئینہ یعنی قلب سلیم زنگار دوئی سے صاف و شفاف کیا ہوا پیش کریگا وہی پسندیدہ و مقبول ہوگا ورنہ شرمساری اُٹھائیگا یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

دل چہ باشد مطلع انوار حق	دل چہ باشد منبع اسرار حق
در حقیقت دان کہ دل شد جام جم	سے نماید اندرو ہر بیش و کم
دل بود مرآت وجہ ذو الجلال	دل صافی ہمنا بہ حق تعال
ہیں ش سالک عرش رحمٰن ہست دل	جملہ عالم چون تن و جان ہست دل
دل مقام استوای کبریا ست	دل نباشد آنکہ کبریا ست

ایک روز کشف و کرامت کا ذکر آیا۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ حضرت [illegible] اَلْکَشْفُ حَیْضُ الرِّجَالِ وَالْکَرَامَۃُ نِفَاسُ الرِّجَالِ یعنی کشف و کرامت مردوں کا حیض ونفاس ہے۔ اس کے معنی لوگوں نے یہ لکھے ہیں کہ کشف و کرامت [illegible] ہماری سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے کہ جیسے حیض عورتوں کیلئے نشان بلوغ ہے اسی طرح کشف سالک کے لیئے علامت بلوغ ہے اور جیسے نفاس بعد ولادت فرزند ظاہر ہوا ہے

Marfat.com

اسی طرح کرامت بعد حصول یقین ظہور کرتی ہے یعنی جیسے حیض و نفاس کے درمیان ایک نتیجہ ہے ایسا ہی کشف و کرامت کے درمیان یقین ہے اور بغیر یقین کامل کے کمال ایمان و اطمینان قلب نہیں ہوتا اسی واسطے مردان صافی نتیجہ کو اصل سمجھتے ہیں نہ اس کے اطراف یعنی کشف و کرامت کو پس کشف و کرامت راہ سلوک میں دو مقام ہیں نہ اصل مقصود۔ اور اولیاء اللہ ہمیشہ ورار الورا میں قدم رکھتے ہیں اور حصول معرفت میں هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کا دم بھرتے ہیں۔

ہر کشف بران چہرہ نقابے دگرست	ہر نحو درین راہ سرابے دگرست
از رفع حجاب خویش مغرور مباش	کاین رفع حجاب ہم حجابی دگرست

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ط یعنی جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ الٰہی دکھا مجھ کو کیونکر زندہ کریگا تو مُردے حکم ہوا کہ کیا تو ایمان نہیں لایا عرض کیا کہ میں ایمان تو لایا ہوں لیکن اس واسطے کہ اطمینان ہو میرے قلب کو فرمایا تو پکڑ چار جانور اور ان کے پھر ان کو ملا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر ان کا ٹکڑا ایک ایک پھر ان کو پکار کہ آویں تیرے پاس دوڑتے۔ جب سب کچھ دیکھ بھال لیا تو خاموش ہو کر بیٹھے۔ اب فرمایئے خود پیغمبر تو اس طرح اطمینان کریں اور ہم کو ایمان بالغیب کی ہدایت ہو یہ عجیب بات ہے ۔ گہ چنین بنماید گہ ضد این + جز کہ حیرانی نباشد کار دین + ایک روز حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کیا ۔ باد گواز نجد و از یاران نجد + نادرو دیوار آرے بوجد + اُس وقت ارشاد ہوا +

بو کی طرح سے غنچہ و گل میں سمایئے	فصل بہار آئی ہے کچھ رنگ لایئے
زلف دوتائی یار میں دل کو پھنسایئے	جس رنگ میں ہو یار وہی رنگ لایئے

جب حضرت بایزید بسطامی کو فقر میں عروج حاصل ہوا۔ تو عرش پر پہنچے عرشیوں سے سوال کیا کہ خدا کہاں ہے اونہوں نے جواب دیا کہ صاحب ہم تو سنا کرتے ہیں کہ خدا زمین پر ہے تعجب ہے کہ آپ یہاں ڈھونڈتے آئے واہ سبحان اللہ تعالیٰ شانہ عَمَّا یَصِفُوْنَ ط

یہاں بیت الصنم خالی وہان بیت الحرم خالی	پتا لگتا نہیں اس کا عرب خالی عجم خالی

Marfat.com

هست در هر گوشه یعقوبی دگر	یوسف گم گشته را پرسد خبر
این طرفه که از محمل لیلی خبری نیست	برداشت زلیخا بادیہ را شور جرس ہا
نہیں ملتا تیرے ناقہ کا پتا اے لیلی	چھان مارے تیرے مجنوں نے بیاباں کتنے

مجنوں سے مراد عارف ہے اور بیابان ہفت وادی فقر ہیں یعنی اول طلب دوم عشق سوم معرفت چہارم توحید پنجم استغنا ششم حیرت ہفتم فنا تھا ایک روز عرفان وخودشناسی کا ذکر آگیا اُس وقت میں ارشاد ہوا کہ نہ یہ کسی گناہ سے زائل ہو نہ چوری سے مٹے نہ زنا سے گھٹے ہاں جو [illegible] کسی میں یا داخل مراتب میں البتہ جانے بھی رہتے ہیں۔ دیکھو شیطان ملعون ومردود ہو گیا اپنے رتبہ سے خارج کیا گیا لیکن عرفان وخودشناسی میں جو کچھ اس کو حاصل تھا اب بھی ہے اس میں کچھ فرق نہیں آیا مثلاً کسی کو قل ہو اللہ یاد ہو تو وہ کسی حالت میں بھول نہیں سکتا۔

ایک روز ارشاد ہوا خوشتر آن باشد کہ سر دلبراں ۔ گفتہ آید در حدیث دیگراں [illegible] محمود غزنوی کی اکثر یہ حالت تھی کہ رات کو لباس تبدیل کر کے شہر میں پھرا کرتا ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ ایک ویرانہ میں چار آدمی نظر پڑے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم کون ہو [illegible] جواب دیا کہ ہم چور ہیں اس نے کہا کہ میں بھی تمہارا ہم مشرب ہوں [illegible] محل میں چوری کریں سلطان نے کہا کہ پہلے اپنے اپنے اوصاف بیان کرو [illegible] جانوروں کی بولی سمجھتا ہوں دوسرے نے کہا کہ میں [illegible] تیسرے نے کہا کہ میں بغیر کنجی قفل کھول لیتا ہوں [illegible] میں دیکھ لوں تو لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔ اب سلطان کی باری آئی [illegible] کمال ہے کہ اگر مجرم کو پھانسی [illegible] ہلا دوں تو فوراً رہائی ہو جائے [illegible] بات سے نہایت خوش ہوئے اور کہا کہ بھائی تیرا کمال سب سے بڑھکر [illegible] ساتھ ہے تو پھر کیا خوف ہے [illegible] شاہی محل کی [illegible] نے پوچھا یہ کتا کیا کہتا ہے [illegible] بولا کہ کتا یوں کہتا ہے کہ [illegible] نے پوچھا کہ بھلا ہم میں سے کس کو بادشاہ [illegible] پھر محل کے اندر پہنچے [illegible] قفل کھول [illegible]

جانے لگے اس وقت بادشاہ نے نام ونشان سب کا پوچھ لیا صبح کو شور وغل ہوا کہ بادشاہی خزانہ مین چوری ہوگئی بادشاہ نے اُن چارون چورون کو گرفتار کرا منگایا اور حکم دیا کہ ہمارے سامنے مت لاؤ سولی دینے کے لیے لیجاؤ۔ مگر جب تک ہم حکم نہ دین سولی نہ دینا۔ جب وہ چور زیر دار پہنچے تو آپس مین کہا کہ ہمارا پانچوان یار کہان ہی ایک بولا کہ میان رات کتے نے خبر دی تھی۔ شاید وہ بادشاہ ہو چوتھے نے کہا کہ اگر رات بادشاہ تھا تو مین اس وقت ضرور پہچان لونگا۔ یہ گفتگو کر کے سرہنگان شاہی سے کہا کہ خیر سولی تو ہمارے لئے طیار ہے۔ ایک دفعہ ہم کو بادشاہ کے روبرو لے چلو۔ یہ اطلاع حضور سلطان مین کی گئی حکم دیا کہ اچھا بلاؤ جب سامنے گئے تو جس چور مین شناخت کا کمال تھا۔ وہ بولا حضور ہم چارون کے اوصاف تو ظاہر ہو چکے اب آپ کا ہنر کس وقت ملے گا کہ چار مجرم سزا لے دار سے رہائی یاوین

جو کچھ کیا سو مین کیا اور مین نے کیا کچھ نا ہہ		سجھ بن بیٹھے کیا کیا کہ تو بھی تھا مجھ با نہہ
آپ کے ہاتھون مین سارا کام ہے		آپ کرتے ہین جہان کا نام ہے

اس وقت بادشاہ کو ہنسی آگئی اور سب چورون کو رہا کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک عرفان سلطان نہ تھا سب مجرم تھے جب یہ عرفان حاصل ہوا کہ ہمارا فعل عین فعل سلطان تھا۔ پھر جرم کیسا اور پھانسی کس کو۔ یہ سب بکھیڑا تو دوئی اور خود بینی مین ہے۔

مرد عارف کیست بیباک از ہمہ		آب صافی چیست او پاک از ہمہ	

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ کروڑون مین کسی ایک کو فقر حاصل ہوتا ہے۔ اور جب حاصل ہوگیا۔ تو پھر کسی طور سے زائل نہین ہوسکتا۔ چنانچہ نقل ہے۔ کہ غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے زیر دیوار شور وغل مچا معلوم ہوا کہ کوئی آدمی کنوئیں مین گر پڑا ہے۔ آپ نے غرفہ مین سے ہاتھ بڑھا کر اس غریق کو تہ چاہ سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا۔ ایک فقیر شکستہ حال جو محرمان خدا مین سے تھا اس طرف آنکلا۔ کیفیت صدور کرامت ملاحظہ کی اور کہا کہ صاحبزادہ یہ تو بازیچۂ اطفال ہے۔ اگر سیکھنا ہے تو فقر سیکھو آپ بام خانہ سے اُترے اور فقیر صاحب سے جا ملے پوچھا کہ فقر کیا چیز ہے اُس نے جواب دیا کہ صاحبزادہ فقر وہ شے ہے کہ نہ حرام سے جائے نہ زنا

Marfat.com

سے بگڑے نہ شراب سے خراب ہو نہ چوری سے زائل کوئی اس کو مٹا نہین سکتا۔ وہ بیزوال اور پائدار چیز ہے۔ آپ خاموش ہو کر چلے گئے اور خیال کیا کہ اس شخص کا امتحان کرنا چاہئیے کہ اپنے کام مین پکا اور بات کا پورا ہے یا نہین اور اس کا قول مطابق فعل ہے یا صرف دعوی ہی دعوے ہے۔ یہ سوچ کر ایک پلا کتے کا ذبح کیا اس کا تو پلاؤ دم کرایا اور اپنی کنیز کو لباس فاخرہ پہنا کر سمجھا دیا کہ تو کچھ انکار نہ کرنا اور ایک بوتل شراب کی دی اور کہا کہ جا فلان مقام پر ایک فقیر صاحب ہین ان سے کہو کہ یہ سامان دعوت آپ کی خدمت مین ارسال کیا ہے وہ تو جانتے ہی تھے کہ یہ امتحانی ضیافت ہے پہلے تو شراب نوش کی پھر اس کنیز کی بانگی دیکھی پھر پلا دچٹ کیا اور کہلا بھیجا کہ ان ڈھکوسلون سے بیان کیا ہوتا ہے۔

اون سنتونکی واری جنکے پورن منت	بھگت نیچ پلٹی نہین جی جگ جائین انت
نیچ اوتم پرکرت سی کیا کرے کسنگ	کچھ چندن لاگی نہین جو لپٹی رہی بھونگ

کنیز نے گھر جا کر تمام کیفیت بیان کی جب تو حیرت مین آئے لگے دن گھوڑے پر سوار ہو انکی ملاقات کو چلے راہ مین ایک ندی تھی جب بیچ دھار مین پہنچے تو گھوڑے نے لید اور پیشاب کیا اوس کنارہ سے فقیر ہمہ نوش للکارا کہ دیکھو صاحبزادے کیون دریا کو ناپاک کرتے ہو۔ یہ بولے کہ واہ حضرت بھلا کہین لید و پیشاب سے دریا ناپاک ہوتا ہے شاید آپ مسائل فقہ سے ہی ناواقف ہین مرد فقیر ہنسا اور کہا کہ سبحان اللہ آپ بھی خوب فقیہ ہین کہ ذرا سی ندی تو لید و پیشاب سے گندہ نہو اور معرفت الٰہی کا بحر ناپیدا کنار جس کی ابتدا نہ انتہا پلے کے پلاؤ اور شراب و کنیزک سے ناپاک ہو جاے حضرت بہاؤ الحق سمجھ گئے کہ حقیقت مین کشف و کرامت اور چیز ہے اور فقر دوسری شے ہے ؎ فقر حق است ونہ حق از [illegible] لایحتاج باشد از خدا ہم ازروے ارادت فقیر کی خدمت مین حاضر [illegible] اونھون نے فرمایا کہ یہ چلے اور چلی جو مدت العمر سے آپ کیا کرتے ہین ان کو ترک کیجئے اور مردان خدا کا طریقہ اختیار فرمائیے اتنی بات کہکر چلدیے پس فقیری کا حاصل کرنا اور فقیر بننا آسان بات نہین ہے بلکہ جب تک تمام مقاصد دین دنیا اور مراتب و مدارج اور کشف و کرامت کو ترک نہ

Marfat.com

ہے اور نامرادی وناکامی کے میدان مین قدم نہ رکھے فقر کی ہوا بھی نہین لگتی ؎

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود — یک بندۂ خاصِ حق مسلمان نشود
تا مدرسہ و منارہ ویران نشود — یک کار قلندرے بسامان نشود

بڑے بڑے ہوشیار اور علمائے فضیلت شعار اور زاہدان پرہیزگار مراتب و مدارج اور منازل و مقامات اور کشف وکرامات پر فریفتہ ہوکر فقر سے رہجاتے ہین - اور اسی کو معراج کمال سمجھ کر بیٹھ رہتے ہین -

چلین گر پڑین اوڑ جا ہین — پر کایا پرویش کرا ئین
اور برلے من کے جانے — جلکر جائین نھان من مانے
بھولین چھان چھتر اور گیانی — ان کو تجے بھگت تن جانی

اور اس زمانہ مین تو فقیری مرید ہوتے ہی حاصل ہو جاتی ہے - جہان رنگین کپڑے پہنے اور حال کھیلنے لگے پھر تو کچھ شک و شبہ ہی باقی نہین رہتا پورے قطب الاقطاب اور غوث الاعظم اور شیخ المشائخ بنکر اَنَا خَیْرٌ مِنْ کُلِّ المَوْجُوْدَاتِ کا دم بھرنے لگتے ہین -

معرفت کا رنگ جس کو نہ ہوا — گیروے کپڑے کیے تو کیا ہوا
درفراگند مرد باید بود — بہ مخنث سلاح جنگ چہ سود
سر دغم عشق بوالہوس را ندہند — سوزِ دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار — این دولتِ سرمد ہمہ کس را ندہند

نقل ہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے جنگل مین ایک کھوپری پڑی پائی اس پر بخط سبز تحریر تھا خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ جو شخص اس کو دیکھتا ٹھوکر مارتا کہ لاحول ولا قوۃ کوئی بڑا ہی مردود ازلی ہے جس کی پیشانی پر داغ شقاوت لگایا گیا ہے حضرت نے اس کو نہایت ادب و تعظیم سے اوٹھایا اور بڑے اُنس و محبت سے اُس پر بوسہ دیا لوگون کو حیرت دامنگیر ہوئی پوچھا کہ آپ نے اس کی تعظیم و تکریم کیون کی فرمایا کہ میان یہ کھوپری کسی مرد کامل کی ہے کیونکہ جس کو خسران دنیا و آخرت کا مرتبہ حاصل ہووے وہی واصل بحق ہوتا ہے اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ

چاشنی درد عشق قابل ہر سفلہ نیست — زہر زخوان شہان ناموری را دہند

Marfat.com

اسرار محبت را بہر دل نبود قابل	دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک جوہری تھا جب مرنے لگا تو اپنے فرزند کو وصیت کی۔ کہ میں تیرے واسطے ایک صندوق چھوڑتا ہوں۔ اس میں ایک تو جوہر بیش بہا ہے اور ایک پتھر ہے تو کسی جوہر شناس کو دکھا لینا وہ بتا دیگا۔ جب باپ کا انتقال ہوگیا تو جوہری پسر ایک جوہری کے پاس اپنا جوہر اور پتھر لے گیا اور شناخت کی درخواست کی اس نے کہا کہ تو پانچ برس تک میری ملازمت اختیار کر تب بتاؤنگا وہ راضی ہوگیا اور پانچ سال تک جوہری کی دکان پر کام کرتا رہا۔ اس عرصہ میں اقسام انواع کے جواہرات اس کی نظر سے گذرے یہانتک کہ اس کو ایک بصیرت اور ملکہ جواہرات کی شناخت کا حاصل ہوگیا بعد مدت موعود کے سوال کیا کہ صاحب اب وعدہ پورا کیجئے اس نے کہا کہ اچھا اب اپنے جواہر لاؤ لایا تو پوچھا کہ اب تو خود پہچان کہ ان میں جوہر کونسا ہے اس نے فوراً پہچان لیا اس وقت جوہری نے کہا کہ میری غرض اس تامل سے یہی تھی کہ تو خود عارف جوہر ہوجائے۔ اگر اول روز میں بتا دیتا تو نہیں معلوم تجھ کو یقین آتا یا نہ آتا۔ اور تو کس قیمت پر اس کو دے ڈالتا۔ اب کہ تجھ کو عرفان حاصل ہوگیا اور تو واقف و شناسا ہوگیا۔ اختیار ہے۔ جو چاہے۔ سو کر کسیکا دھوکا نہیں کھا سکتا۔

علم آموزی طریقش قولے است	حرفت آموزی طریقش فعلی است
فقر خواہی آن بصحبت قائم است	نے زبانت کار مے آید نہ دست
دانش انوار است در جان رجال	نے ز راہ دفتر و نے قیل و قال

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مقام پر کوئی انگریز خیمہ زن تھا [illegible] دیکھا کہ [illegible] کا مجمع ہے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس مقام پر ایک [illegible] رہتا ہے جس کا یہ خاصہ ہے۔ کہ اگر [illegible] اور اس کی پھنکار سے درخت تک جل جاتے ہیں کوئی [illegible] ایسا نہیں کہ اس کو پکڑ سکے اس واسطے بڑے بڑے [illegible] گرو [illegible] بلائے گئے ہیں۔ ان کے انتظار میں یہ لوگ پڑے ہیں صاحب نے ان سے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں تم لوگ اس کے

سوراخ کے گرد اگر دلکڑیون کا ڈہیر لگا دو۔ اور بین بجاؤ کہ وہ نکلے ایسا ہی کیا گیا سانپ نکلا اور پھنکار ماری تو لکڑیونمین آگ لگ گئی۔ آگ سے ڈر کر ہر جانب دوڑنے اور پھنکار مارنے لگا۔ اس لیے سب طرف آگ لگ گئی۔ آخر اُسی آگ مین جل بہنکر خاک ہوگیا۔ اُسی کی آگ تہی جس نے لکڑیونمین سرایت کی اور بھڑک اُٹھی اور وہ اپنی ہی آگ سے خوف کرنے لگا۔ یہان تک کہ جل مرا ✦ **ایک روز ارشاد ہوا** کہ ہمارے دوست مولوی محبوب علی صاحب جب زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوکر واپس آئے تو انہون نے کہا کہ ہم بمبئی سے چلکر ایک بستی مین آئے وہان چند روز رہنے کا اتفاق ہوا۔ رات کو نماز تہجد کے لیے مسجد مین گئے تو دیکہا کہ موذن ذکر مین مشغول ہے۔ جب لا کھینچتا ہے تو غائب ہو جاتا ہے اور الا اللہ کہتا ہے تو موجود یہ دیکہکر مجکو حیرت ہوئی بعد نماز فجر مسجد سے باہر نکلا تو دیکہا کہ قریب مسجد کے ایک کنچنی کا مکان ہے۔ اور اُسکے دروازہ پر ایک فقیر لنگوٹ بند بیٹہا ہے۔ مجکو دیکہتے ہی بولا کہ مولوی صاحب آپ کو تو بڑا ہی تعجب ہوا اخیر کل ہم ہی تماشا دکہائین گے دوسرے دن مین بوقت تہجد مسجد مین آیا تو وہ فقیر بھی آموجود ہوا غسل کیا اور میری چادر باندھ لی۔ پہر نفی اثبات کرنے لگا جب لا کو کھینچتا تہا تو اُس وقت مین اور وہ فقیر اور مسجد سب نفی ہو جاتی تھی بلکہ میرا علم مفقود ہو جاتا تہا۔ اسی طرح دس بارہ ضربین لگائین پہر لنگوٹ باندھ جلدیے اور کہا کہ مولوی صاحب اسکو فقیری نہین کہتے یہ تو ایک شعبدہ ہے فقیری کچھ اور ہی چیز جو زبان پر نہین آسکتی۔ ع

نکتہ دان را گنگ باید شد ز حرف ✦ صبح کو مین نے دیکہا تو وہ فقیر صاحب رنڈیون کے جاٹے اور جوتیان کہا رہے تھے مین نے پوچہا کہ حضرت یہ کیا۔ فرمایا کہ ہمارے واسطے یہی حکم ہے کہ حرام کے لقمہ کہانا اور جوتونکی مار سہنا نہ روزہ ہے نہ نماز نہ حج ہے نہ زکوٰۃ اسکے بعد جناب قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر نفی و اثبات مین کمال حاصل ہو جاوے تو کیا ہے خدا کا پتہ تو اس صورت مین بھی نہین لگتا ؎ برو این دام بر مرغ دگر نہ ✦ کہ عنقا را بلندست آشیانہ ✦

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ کسی نصرانی کے گلے مین صلیب تہی دیکہا تو ندارد نہایت تشویش ہوئی جا بجا ڈہونڈہا تلاش کیا کہین پتا نہ ملا ایک شخص نے اسکو پریشان حال دیکھ کر

Marfat.com

کیفیت دریافت کی کہا کہ میرے گلے مین صلیب تھی وہ گم ہوگئی ہے وہ ہنسا اور کہا کہ تم ناحق تردد مین مبتلا ہو صلیب گم نہین ہوئی ہم تلاش کردینگے۔ جب اس کو بہت اضطراب اور بیقراری ہوئی۔ تو اس نے گردن کے پیچھے سے اٹھاکر سامنے کردی اور کہا کہ تیرے ہی گلے مین پڑی ہے۔ یہ تمام فکروتردد اس وہم کا ہے جو دل مین بیٹھ گیا ہے۔

دوست نزدیک تر از من بمن است	وین عجب تر کہ من از وے دورم

بس ہادی ومرشد صرف تعلیم کردیتا ہے۔ ورنہ جو بات ہے وہ عالم وجاہل سب کے لئے برابر ہے۔ اور ہر ایک کی ذات مین موجود ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ سمجھانی اپنی جدا ہے کسی کو علم ہوتا ہے کسی کو نہین کوئی جلد سمجھتا ہے کوئی بدیر جیسے نہ زمین مین پانی سب جگہ موجود ہے۔ کہین دور نکلتا ہی کہین پاس ہ

تو تنگدی تیسر فکرت را لعیبہ	اوست اقرب نحن من حبل الورید

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین ایک عورت تھی جس کو اپنے شوہر سے بدرجۂ غایت محبت تھی۔ لیکن شوہر کو نہایت نفرت۔ ہر طرح [illegible] تدبیرین [illegible]۔ کوئی کارگر نہ ہوئی۔ اس نے سُنا کہ مدینہ منورہ مین ایک عورت بڑی ساحرہ ہے ناچار اُس کے پاس گئی۔ اور اپنا درد دل ظاہر کیا۔ اس نے کہا کہ اچھا مین تجھ کو سلطان الساحرین کے پاس لئے چلتی ہون وہ کچھ علاج معقول کردیگا۔ رات کے وقت دونو مدینہ طیبہ سے باہر نکلین دیکھا کہ دو جانور سیاہ رنگ (گدھے کی برابر) کھڑے ہین۔ دونو سوار ہوکر روانہ ہوئین آناً فاناً مین ملک عراق کے اندر چاہ بابل کے کنارہ جا اُترین۔ جہان ہاروت وماروت آویختہ ہین۔ وہ ساحرہ کوئین کے اندر گئی اور اپنے ساتھ والی کی سفارش کی وہ دونو سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ بلاؤ۔ عورت گئی اور اپنا نام ماجرا بیان کیا پہلے تو اس کو سمجھایا کہ تو جادو نہ سیکھ اہلِ اسلام کو یہ بات زیبا نہین مگر اس عورت نے اصرار کیا۔ ہاروت وماروت نے کہا کہ خیر تیری خوشی باہر ایک تنور ہے جا اور اس مین پیشاب کر وہ عورت [illegible] بیٹھ کر چلی آئی پیشاب نہ کیا واپس آئی تو پوچھا کہ کیا دیکھا۔ اس نے کہا کچھ بھی نہین انہون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے۔ تو نے پیشاب نہین کیا۔ پھر جا اور پیشاب کر اس نے دوسری بار بھی ایسا

Marfat.com

ہی کیا تب فرشتون نے کہا کہ جب تک پیشاب نہ کریگی مطلب حاصل نہ ہوگا ناچار
تیسری بار اس نے پیشاب کیا اور دیکھا کہ ایک سفید چیز جسم کے اندر سے نکلی اور ایک
سیاہ چیز داخل ہوگئی۔ ان سے یہ کیفیت بیان کی کہا کہ جا اب تو پوری ساحرہ ہوگئی جس
طرح گئین تھین دونو رخصت ہوکر واپس چلین لیکن اس عورت کا تردد نہ گیا۔ پہلی
ساحرہ نے پوچھا کہ اب کس لئے پریشان ہے اس نے کہا کہ مجھ کو تشفی و اطمینان کیا
خاک ہو نہ کوئی جنتر نہ منتر نہ پڑھنت نہ تعلیم نہ تلقین مین تو جیسی تھی ویسی ہی اب بھی
ہون۔ اس نے جواب دیا۔ کہ یہان پڑھنے پڑھانے کی کچھ حاجت نہین شاید تجھ کو
اپنی سحر آموزی پر یقین نہین ہوا۔ ذرا اس درخت کی طرف جو سامنے ہے بنظر غضب
دیکھ اس نے جو دیکھا تو درخت فی الفور خشک ہوگیا۔ پھر کہا کہ اب بنظر رحمت دیکھ۔
رحمت کی نظر ڈالی تو معًا ہی سرسبز ہوگیا۔ کہا کہ اب بھی تجھ کو یقین آیا یا نہین بس تیرے
ارادے پر موقوف ہے۔ جو چاہیگی وہ ہوجائیگا۔ تب اس عورت کو اطمینان ہوگیا گھر
مین آئی شوہر کو بنظر محبت دیکھا اُسی دم مطیع فرمان ہوگیا۔ ایک روز اظہار محبت کے لئے
اپنے شوہر سے یہ تمام ماجرا کہدیا کہ تمہارے واسطے ایسی مشقت اُٹھائی جادو سیکھ کر تم کو
بس مین کیا اور طرح طرح کے جادو اور طلسم اس کو دکھائے۔ وہ شخص نہایت حیران
و پریشان ہوا جب صبح ہوئی۔ تو حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین اس کو
لے گیا۔ اور تمام حال اس کا بیان کیا آپ نے غسل کا حکم دیا پھر فرمایا کہ اب کلمہ شہادت
پڑھ اس نے کلمہ توحید پڑھا کچھ معلوم نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نہین کلمہ شہادت پڑھ غرض
تیسری دفعہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اس وقت ایک سیاہ چیز جسم کے اندر سے نکلی
اور ایک سفید چیز داخل ہوئی۔ جناب وقبلہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا ایمان اور کیا کفر ہی
کبھی خارج ہو اور کبھی داخل مگر جاننے والے خوب جانتے ہین اسمین عجیب باریک اسرار ہین

اگر در خانہ کس است حرفی بس است

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو کسی شخص نے رنڈی کے
ہاتھ فروخت کر دیا۔ چونکہ آپ نہایت حسینہ وجمیلہ تھین اس نے زیور و لباس سے

Marfat.com

حسن خداداد کو جلا دیکر ان کو بالاخانہ پر بٹھادیا۔ شتاقوں کا ہجوم ہونے لگا۔ مگر جو قیمت شب جس شخص کو نائکہ ان کے پاس بھیجتی اُس سے کہتیں کہ اوّل وضو کر کے دوگانہ پڑھ لو جہان دوگانہ پڑھا اور حضرت رابعہ نے ہمّت باطنی مبذول کی پھر تو اس شخص کی آنکھیں کھل جاتی تھیں اور صبح کو چُپ چاپ چلا جاتا تھا۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است	اُفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر روز بوسہ ہا زنم این دست خویش را	کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

سال بھر تک اسی طور سے فیض جاری رہا کہ جو شخص ایک رات ان کے پاس رہا دوبارہ نہ آیا۔

قدغن ہے کہ اس کو ہین کوئی آنے نہ پائے	گر بخبر آجائے تو بھر جائے نہ پائے

نائکہ نے خیال کیا کہ یہ کیا بات ہے۔ جو شخص ایک دفعہ آتا ہے دوبارہ صورت نہیں دکھاتا اس کے حسن و جمال اور ناز و ادا اور صورت و سیرت میں کسی طرح کی کسر نہیں لیکن ضرور کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ ایک رات پوشیدہ ہوکر نائکہ نے تمام کیفیت دیکھ لی صبح کو ان کے قدموں پر گر پڑی کہ میرا قصور معاف کرو مجھ کو حال معلوم نہ تھا آج سے مین نے تم کو آزاد کیا۔ فرمایا کہ ارے احمق تو نے مجھ کو کیا آزاد کیا [illegible] مرضی خدا یہیں تک تھی ✻

ایک روز ارشاد ہوا کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی [illegible] فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک شخص [illegible] پر سو رہا ہے خیال کیا کہ شاید نماز پڑھ کے سو گیا ہے [illegible] اسی کروٹ سے سوتے پایا۔ پھر عصر و مغرب کے اوقات میں [illegible] وقت مغرب تنگ ہونے لگا۔ تو اس کو جگایا اور فرمایا کہ نماز [illegible] جاگو۔ اور وضو کر کے اوّل نماز فجر کی نیت کی تو دیکھتے [illegible] کا تڑکا ہے پھر اس نے ظہر کی نیت کی تو وقت ظہر [illegible] نیت باندھی تو وقت عصر موجود تھا اور مغرب کی نیت کی تو [illegible] سے اُس نے کہا کہ نماز کے لیے تو آپ نے جگا دیا مگر یہ اتنا نہ سمجھا کہ [illegible]

حالت کے روبرو نماز کیا شے ہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز کچھ شے نہیں بلکہ ایسی حالت کے فقیر ہر وقت نماز ہی میں رہتے ہیں۔ گو ظاہر میں نماز نہ پڑھیں ؁

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک درویش کو از راہ کشف معلوم ہوا کہ ایک آدمی مسجد کے اندر فعل شنیع کر رہا ہے چونکہ نیا نیا عرفان حاصل ہوا تھا درویش کے دل میں جوش غضب پیدا ہوا اور ہمت باطن سے بستی الٹ دی اس کے مرشد کو خبر ہوئی کہا کہ میں یہ کیا کیا مرید نے جواب دیا کہ حضرت خانہ خدا اور ایسا فعل۔ مجھ کو تحمل نہ ہو سکا مرشد نے کہا کہ اے احمق تو کون تھا جس گھر میں یہ فعل ہو رہا تھا کیا اس کا مالک علیم و بصیر و خبیر نہ تھا تو نے کیوں دخل دیا ؎ بر نقش خود است فتنہ نقاش ۔ کس نیست درین میان تو خوش باش

غرض یہ ہے کہ فقیر اللہ تعالیٰ کے کاموں میں دخل نہیں دیتے نہ کسی کے لیے دعا کرتے ہیں نہ کسی کے واسطے بددعا **ایک روز** کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت معرفت اور وصول الی اللہ کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی۔ ایک راجہ تھا وہ ہردوار میں آیا اور منادی کرائی کہ فلاں تاریخ گنگا کے کنارے بڑا بھاری دان کروں گا جس کو لوٹنا ہو آوے اور لوٹے تاریخ معینہ پر خلقت جمع ہوگئی راجہ نے کنارہ دریا پر قسم قسم کے میووں اور طرح طرح کے کھانوں اور عمدہ عمدہ پوشاکوں اور آرائش کی چیزوں کے ڈھیر لگا دیئے اور ایک چھوٹی سی کشتی مرصع و رنگین تمام ساز و سامان سے آراستہ کرائی اس پر فانوس روشن کیے گئے اور بیچ میں ایک گھڑا سر بمہر رکھوایا جس پر عجیب و غریب نقاشی اور طلائی کام ہو رہا تھا۔ وہ کشتی بیچ دھار میں چھوڑی گئی اور حکم عام دیا گیا کہ جس کا جی چاہے لوٹ لے۔ لوگ ٹوٹ پڑے اور اپنی خواہش کے مطابق لوٹنے لگے وہ کشتی جو اس شان و شوکت سے دیکھی سمجھے کہ بڑی دولت اور بیش بہا جواہر ضرور اس کشتی میں ہوں گے۔ اس طمع میں ہزاروں آدمی دریا کے اندر کود پڑے کوئی کنارہ پر ڈوبا کوئی دو قدم چل کر کوئی چار قدم چل کر غرض بہت ہی جانیں تو کشتی کی آرزو ہی میں گئیں لیکن چند آدمی ہاتھ پاؤں پیٹ کر کشتی تک جا پہنچے اور بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اس گھڑے کو کھولا دیکھا تو بالکل خالی۔ بس اسی پر تم اپنے سوال کا جواب قیاس کر لو۔ اگر در خانہ کس است حرفے

Marfat.com

بس است +

ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیری میں صحبت کو بڑا اثر ہے اور مردان خدا نے اسی کو جزو اعظم سمجھا ہے۔ پس زمانہ بیٹھنے یا [illegible] سے زیادہ جو باتیں بچپن سے دل میں سمائی ہیں وہ کانوں کی راہ سے آئی ہیں اور کانوں ہی کے رستہ سے نکلیں گی۔

بہو بھاگت بھاگت بھولاگے		[illegible] لاگت لاگت لاگے
بہت دنو کا سویا منوا		[illegible] جاگت جاگت جاگے

یعنی رفع اوہام وشکوک کے لیے ایک مدت چاہیے ع عمرے باید کہ یار آید بکنار مگر اس زمانہ کے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ آج مرید ہوئے وظیفہ پوچھ کر گئے دوسرے ہی دن آکر شکایت کرتے ہیں کہ کچھ اثر نہیں ہوا [illegible] نہیں سوچتے کہ عمر بھر کی کثافت کو ایک دن کا وظیفہ کیا دور کر سکتا ہے اور مرشد کو اس کیا [illegible] پڑی ہے کہ [illegible] حال پر متوجہ ہو اور بالفرض ایسا کرے بھی [illegible] اپنے قسمت [illegible] نہیں ہے [illegible] حال خوب ہوتی ہے اگر [illegible] ڈالی جاوے تو بہت تحمل [illegible] بعض [illegible] ہماری [illegible] طرح لوہا [illegible] کوٹ پیٹ کر [illegible] اگر بے ڈھنگے [illegible] ہو جاویگی۔ پس ہر کام میں [illegible]

ور با صبر [illegible]	[illegible]

ایک صاحب نے اپنے دوست [illegible] نقشبندیہ میں داخل فرمایا چند روز میں اں کو فیض وفائدہ [illegible] پہنچ پڑھ کر اُن کے دل میں خیال گذرا کہ افسوس چند روز مریدوں نے مطلب کو پہنچ جاو

Marfat.com

اور یہاں محرم حبیب یہ صاحب حاضر خدمت ہوئے تو آشنائے گفتگو میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ کسی چیلے نے اپنے گرو سے شکایت کی کہ گرو جی مجھے چار سال ہو گئے۔ اب تک کچھ اثر مترتب نہیں ہوا۔ ہنوز روز اول ہے۔ کہا اچھا دیکھا جاویگا دوسرے روز گرو جی نے بھنگ گھوٹ کر خود بھی پی اور اس چیلہ کو بھی پلا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ کہو چیلا جی کیا حال ہے کہا گرو جی کچھ نہ پوچھو ایک دھوندھوکال ہے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ گرو جی نے کہا کہ یہاں دھوندوکال کے سوا اور کچھ نظر نہیں آویگا۔ بس اسی دھوندوکال میں سب چلے گئے ہیں تو بھی چلا جا۔ سو صاحب یہاں سوائے توحید کے اور کیا رکھا ہے۔ جو نظر آوے اور اگر کسی نے کچھ دیکھا ہے۔ تو یہ اس کے تخیلات اور وہمیات پر محمول ہے۔ ان شعبدات کا کیا اعتبار اللہ تعالیٰ ان سب سے منزہ و مبرا ہے۔ لیس ماسوا اللہ سب ہیچ ہے ؎

مے صرف وحدت کسے نوش کرد	کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

ایک روز کسی شخص نے توحید کے بارہ میں سوال کیا اس وقت ارشاد ہوا ؎

سائلے پرسید از شبلی سوال ۔ گفت ما التوحید ای صاحب کمال
گفت شبلی ہر کہ بدہد این جواب ۔ ثابت است الحاد او را ہم عذاب
ہر کرا نزدیکش ثابت شود توحید او ۔ مشرک است در عالم سر مگو
ہر کہ اشناسد بتوحیدش خدا ۔ کافر است آن مرد در ہر دو سرا
سوئے توحیدش اشارت ہر کہ کرد ۔ بت پرست او را بدان ای نیک مرد
گر کسے دارد ز توحیدش سوال ۔ جاہل است آن مرد نبود اہل حال
دم مزن این جا نشاید دم زدن ۔ ہر چہ گوئی نیست غیر وہم است و ظن
صورت شد از بے صورتی گردد عیان ۔ ہمچنان صورت شود بے جسم جان
روح پنہان است و صورت شد عیان ۔ فہم از معنی بود صورت بیان
لفظ بے حرف است و حرف از لفظ شد ۔ معنی و صورت یکے باشد بخود
عارفان ہستند اینجا بے نشان ۔ بے بصر بے سمع بے حس بے زبان

Marfat.com

عقل اینجا ہست سرگردان و خام	نیست مدرک در معانی فہم علم

ایک روز ایک طالب کی استدعا کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ایک رنگریز تھا۔ جب کوئی شخص اس کے پاس کپڑا رنگنے کے واسطے لاتا اور کہتا کہ فلاں قسم کا رنگ مطلوب ہے۔ تو وہ کہتا۔ کہ میاں صاحب یوں تو ہر قسم کا رنگ مجھ کو رنگنا آتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک تو سیاہ بھڑا سب سے بہتر ہے۔ پس اگر ہم سے پوچھو تو توحید کے سامنے سب مدارج و مراتب ہیچ ہیں۔ لیکن یہ ایسی بات نہیں کہ تم کو زبانی بتلا دیں نہ اس کی کوئی کتاب ہے کہ سبق پڑھا دیں کیونکہ یہ امر حال و وجدان ہے نہ قال و بیان عبارت و اشارت میں اس کی گنجائش نہیں دیکھو اس حجرہ کو اگر کہا جائے کہ یہ عین درگاہ قبلہ صاحب ہے تو یہ بھی غلط اور اس کا عکس بھی غلط اور دونو صحیح بھی ہیں مصرع

سمجھنے کی ہے بات کہنا نہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ مدارج دینی و دنیوی جب تک پروردگار نہ عطا فرمائے اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتے۔ ہزارہا اولیاء اللہ گذرے اور صدہا غوث و قطب گذرے لیکن مرتبہ محبوب سبحانی۔ غوث الاعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی [illegible] کو عطا فرمایا۔ اور مرتبہ محبوب الٰہی سلطان المشائخ نظام الدین چشتی دہلوی [illegible] کو عطا فرمایا۔ ع جا کو پیا چاہے وہی سہاگن ہووے + یہ رتبہ محبوبیت [illegible] کے اور کسی ولی کو اللہ جلشانہ نے مرحمت نہیں فرمایا ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ علامت فقر کیا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ خاکستر ہو یعنی جس طرح خاک [illegible] خوشبو اور بدبو دونو کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی طرح فقیر [illegible] نیک و بد پر نظر نہیں کرتا ہے گرچہ [illegible]
از خداوان خلاف دشمن و دوست [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ یقین کی تین قسمیں ہیں ایک علم الیقین [illegible] تیسری حق الیقین۔ دیکھو یہ گھڑا جو سامنے دھرا ہے [illegible] ہو کہ اس کے اندر پانی ضرور موجود ہے جو صاف و شفید [illegible]

Marfat.com

رفع کرتا ہے۔ پس یہ یقین علم الیقین ہے۔ لیکن جب تم اس گھڑے کا ڈھکنا اٹھا کر آنکھ سے دیکھ لو کہ بے شک اس کے اندر پانی ہے۔ اور وہ ان تمام صفات سے موصوف ہے۔ تو یہ یقین عین الیقین۔ پھر تم گھڑے میں سے پانی انڈیل کر پی لو تو اس وقت پانی کی حقیقت ایسی منکشف اور عیاں ہو جائے گی کہ علم اور عین دونو پر پانی پھر جائیگا۔ تم میں اور پانی میں کوئی واسطہ اور حجاب باقی نہ رہیگا۔ بلکہ تمہاری اور اُس کی حقیقت واحد ہو جائے گی۔ یہ حق الیقین ہے۔

ایکبار روز ارشاد ہوا۔ کہ سلوک تک پیر کا واسطہ رہتا ہے۔ مگر منزل عرفان کی جو قرب مرید کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کی خبر پیر کو بھی نہیں ہوتی جیسے دولھا دولہن کے مرکام کے کفیل اُن کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ مگر پردہ خلوت کے اندر جو کیفیت پیش آتی ہے اس کو ان دونو کے سوائے کوئی غیر نہیں جان سکتا ہے ؏

حال خلوت شاہ داند یا عروس

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ خاندان نقشبندیہ میں تو صفائی اور معلومات مبتدی کا دل بہلاتی اور ہمت بڑھاتی ہے ایسے ہی خاندان چشتیہ میں ذوق وشوق کی چاٹ طبیعت کو اچاٹ نہیں ہونے دیتی۔ مگر خاندان قادریہ میں مبتدی کو بجز بے حاصلی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے بعض طالب مایوس ہو کر ہمت کھول دیتے ہیں۔ البتہ مدت درازمیں اور مجاہدہ کثیر کے بعد آخر میں یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا دفعۃً صور پھونک دیا یا جیسے کنواں کھودتے کھودتے یکبارگی بم پھٹ گئی۔ پھر تو سبحان اللہ سب حقیقتیں اس کے سامنے گردہیں اور اگر طالب کو کچھ حاصل نہ ہوا اور اس راہ میں کھیت رہا تو یہ ہزار مرادوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ راہ خدا میں حاصل وحصول کیا جو قدم اس طرف اٹھا وہی نقد وقت ہے۔ ایک روز ایک صاحب جن کو خدمت مبارک میں شرف ارادت حاصل تھا حاضر ہوئے۔ اور اپنے دل میں سوچنے لگے کہ افسوس ہم بہ سبب بُعد مسافت اور شغل ملازمت کبھی کبھی زیارت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں یہ لوگ جن کو ہر روز دولتِ حضوری اور فیض صحبت حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس وقت ارشاد ہوا کہ نطفہ قرار پانے کو تو ایک ہی صحبت بس ہے ورنہ ہزار میں بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ریاضت و مجاہدہ بھی ایک امر ضروری ہے۔ دیکھو جب کہربا کی قوت دھیمی پڑ جاتی ہے تو رگڑنے سے پھر تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح طالب کا قلب مجاہدہ سے ترو تازہ رہتا ہے ایک روز کسی صاحب نے عرض کی کہ حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر قدس سرہ کو اس قدر جلال تھا کہ جو شخص یا جو چیز آپ کے سامنے آتی سوختہ ہو جاتی اس پر ارشاد ہوا کہ مخدوم صاحب کو تجلی ذات و مشاہدہ ذات دوامی تھا اور ایسا مشاہدہ وہ جلال چند ہی اولیاء کو ہوا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بزرگ نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ جب غلام بوڑھا اور بیکار ہو جاتا ہے تو دستور ہے کہ اس کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ بندہ مجھ کو بھی بندگی سے آزادی دے حکم ہوا کہ جو چاہو مانگو [illegible] آزادی طلب [illegible] اس بزرگ نے پھر بھی درخواست کی۔ اور قبول ہو گئی۔ [illegible] کہ کھوا کیا تال ہے جواب دیا کہ سب بندگی شد [illegible] آزادی نماند۔ ذرہ ذرہ [illegible] غم و شادی نماند۔ بے صفت گشتم ذکر [illegible] صفت [illegible] بغیر کسی شغل کے لطف زندگی نہیں [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا کہ [illegible] جب تک [illegible] کسی [illegible] ہے کہ جو لوگ [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا کہ [illegible] جہان کو دیکھنے سے [illegible] اپنے آپ [illegible] لیکن تو اندکہ [illegible] پیٹ کی بدبو سے محض [illegible] ہے۔ [illegible] کی سیر کرا دے تو سبحان اللہ ہے

وہ ہے پاس میرے مری بدگمانی لئے پھرتی مجھکو کہین سے کہین ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابراہیم ادہم کا ایک صحرا مین گذر ہوا دیکھا کہ چند اولیائے خدام و مریدان تسلیم و رضا اپنے حال مین مستغرق اور مراقبہ مین مصروف ہین یہ اُن کی صحبت کو غنیمت سمجھ کر بیٹھ گئے اور مشغول مراقبہ ہوئے اُس وقت حضرت ابراہیم ادہم کو ازراہ باطن منکشف ہوا کہ ایک جہاز سمندر کے اندر مبتلائے طوفان ہے اور باد مخالف کی سخت جھوکے ایسے لگتے ہین کہ جہاز قریب غرق ہے اور اہل جہاز غایت عجز و نیاز اور خضوع و خشوع اور گریہ و زاری کرتے ہین۔ اُن کی فریاد واویلا سے شور و قیامت برپا ہے یہ کیفیت مشاہدہ کرکے براہ ترحم اُن کا جی بھر آیا۔ اور ازراہ باطن جہاز کی مدد کی اور اُس کو صحیح و سلامت طوفان سے نکال دیا۔ اولیائے بزرگ باہم بولے۔ کہ دیکھو یہ فضولی ہم مین سے کس نے کی سبب سے انکار کیا حضرت ابراہیم بولے کہ صاحبو مجھ کو ایسا رحم آیا کہ زیادہ صبر نہ ہو سکا مین نے یہ کام کیا ہے۔ انہون نے کہا کہ سنو صاحب سرکار کو تو خود اس جہاز کا بچانا منظور تھا۔ اگر ڈوبنا ہوتا تو تمہاری ہمت سے کیا ہو سکتا تھا۔ تم نے دخل دیکر مفت اپنے ذمہ ایک الزام لے لیا ہماری تمہاری صحبت راس نہ آئیگی یہ کہکر سب غائب ہوگئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ حضرت ابراہیم ادہم کا ابتدائی تھا ورنہ دعا نہ کرتے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے اُن کو یہ جواب دیا کہ جہاز کا بچانا بھی تو تقدیر آلٰہی مین میری دعا پر موقوف تھا جو مین نے دعا کی ورنہ مین دعا کب کرتا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ ریداس اپنے مکان کے دروازے پر کھڑے تھے ایک برہمن سے جو گنگا اشنان کے لیے جاتا تھا پوچھا کہ مہاراج کہان جاتے ہو۔ کہا گنگاجی کے اشنان کو ریداس نے اس کو ایک ٹکہ دیا اور کہا کہ جب تو ہر کے پیڑی پر پہنچے اور اشنان کر چکے تو اوّل میرا سلام کہنا اگر گنگاجی اپنا ہاتھ پانی سے نکالین تو پھر یہ ٹکہ اُن کے ہاتھ پر رکھدینا ورنہ واپس لیتے آنا اس برہمن نے بعد اشنان کے ایسا ہی کیا ایک نازنین ہاتھ برآمد ہوا۔ ٹکہ اس پر رکھدیا۔ گنگاجی نے ایک کنگن نہایت عجیب و غریب مرصع و بیش بہا اس برہمن کو دیا کہ لے ریداس کو بعد سلام یہ کنگن دیدینا برہمن واپس آیا اور کنگن اُن کو حوالہ کیا ریداس

Marfat.com

اُسی برہمن کو دیدیا اُسنے راجہ کی نذر کیا راجہ نے رانی کو دیا رانی نے فرمایش کی کہ اس کی جوڑی کا دوسرا کنگن پیدا کرو راجہ نے برہمن سے کہا اس نے ریداس سے عرض کیا کہ صاحب یوں معاملہ ہے۔ اب دوسرا کنگن بھی دلوایئے ورنہ مین مارا جاؤنگا۔ ریداس ایک لکڑی لیکے اپنے کٹھوت کے کنارہ کھڑا ہوا اور کہا کہ من چنگا تو کٹھوت ھی مین گنگا اتنا کہنا تھا کہ وہی ہاتھ کٹھوت کے پانی سے برآمد ہوا کہ دیدیا اور کنگن لے آیا۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آدمی کا قلب سلیم ہونا چاہیئے پھر جو چاہیئے سو موجود ہے کچھ حاجت کہین آنے جانے کی نہین اور یہ بجز توحید کے نہین ہوسکتا ؎

چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت | چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عزیز خلیفہ تھا جو خلیفہ بغداد کا پیر تھا ایک روز مجمع عام مین اُنہون نے کہا کہ پیر کامل مرغی کے مانند ہوتا ہے۔ یعنی مرغی کے تلے جس قسم کے انڈے رکھدوگے اُن کو سیکر بچے نکالنے گی تیتر کے بچے جنگل مین جا اڑینگے مرغی کے خاک مین لوٹین گے بط کے دریا مین تیرینگے ہم بھی مثل بچہ بط کے دریائے توحید مین شناوری کرتے ہین ؎ بچہ بط اگر چہ دینہ بود + آب دریاش تا بسینہ بود ۔ یہ ماجرا کسی شخص نے حضرت نجم الدین کبریٰ کے سامنے عرض کیا کہ آپکے خلیفہ آپکو مرغی سے تشبیہ دیتے ہین اور ایسا کہتے ہین یہ سنکر فرمایا کہ وہ نالایق دریا مین ڈوبے گا۔ وہ خلیفہ صاحب چونکہ بادشاہ کے پیر تھے اس لئے محلات شاہی مین ان سے کچھ پردہ نہ تھا بے تکلف چلے جایا کرتے تھے اتفاقاً ایک دن تشریف لائے تو بادشاہ گھر مین نہ تھا یہ اس کے پلنگ پر سو رہے ذرا دیر بعد بیگم آئی اور وہ بادشاہ کے خیال مین ان کے برابر لیٹ کر سوگئی کچھ دیر بعد بادشاہ آیا اور یہ تماشا دیکھا چپ چاپ واپس چلا گیا اور دل مین بدگمانی پیدا ہوئی جب میان صاحب کی آنکھ کھلی تو بیگم کو پاس دیکھ کر وہان سے چلدیئے بادشاہ سے ملاقات ہوئی اُس نے ملاحون کو حکم دیا کہ آج حضرت پیر و مرشد کو سیر دریا کراؤ اور ان کو اشارہ کردیا مین لیجا کر ڈبو دینا۔ ملاحون نے حکم کے بموجب عمل کیا جب بادشاہ رات کے وقت محل مین آیا تو بیگم نے دن کا قصہ سُنایا اور تمام حال بیان کیا یہ قصہ سنکر بادشاہ کو نہایت ملال ہوا کہ مین نے بڑا ظلم کیا اور پیر و مرشد کو ناحق ڈبو دیا اب یا تو قصاص لازم ہے

یا خون بہا یہ خیال کر کے بہت سا روپیہ لیکر حضرت نجم الدین کبریٰ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض حال کے بعد روپیہ اور شمشیر برہنہ سامنے رکھدی کہ خون بہا بھی حاضر ہے اور سر بھی موجود ہے جیسا حکم ہو اس وقت حضرت حالت جذب مین تھے فرمایا کہ ہان میرے عزیز مرید کو مار کر اب روپیہ اور سر لیکر آیا ہے۔ کیا اُس کی اتنی ہی قدر و منزلت تھی نہین اُس کے خون بہا مین اول میرا سر پھر تیرا سر اور جتنے اس زمانہ کے اولیاء اللہ ہین اور سادات عظام و علمار کرام اور امرار ذوی الاحتشام ایک ایک کا نام لینا شروع کیا یہانتک کہ فریدالدین عطار کا سر وغیرہ وغیرہ بغداد کا نام شروع کیا اور لفظ تیغ زبان سے نکلا تھا کہ ایک مرید نے ان کا مُنہ بند کر لیا کہ یہ تو ہمارے پیرزن کا مکان ہے پھر چپ ہو گئے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چنگیز خان نے تاتار سے خروج کیا پہلے حضرت کا سر کاٹا پھر اُس بادشاہ کا اور ملک خراسان اور ایران کو بھی تہ تیغ کر دیا اور نصف بغداد کو بھی قتل و غارت کیا جب لشکر مغل نیشاپور کے قریب پہنچا تو حضرت فریدالدین عطار نے اپنا پیالہ چوبین اوندھا کر دیا تمام شہر لشکر کی نگاہ سے پوشیدہ ہو گیا فوج حیران ہو کر اپنے خیمہ گاہ پر آ پڑی اگلے روز چنگیز خان نے پھر لشکر روانہ کیا شام کو ٹکرین کھا کر لشکر واپس آیا اور شہر کا پتہ نہ چلا چنگیز خان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے۔ اس شہر مین کوئی مرد کامل ہے خیر کل کو مین خود لشکر کا رہنما ہونگا اور شہر پر تاخت کرونگا یا وہ نہین یا مین نہین چنانچہ اگلے روز اس نے نیشاپور کا قصد کیا اُدھر حضرت عطار نے اپنا پیالہ اُلٹنا چاہا کہ حضرت خضر علیہ السلام پہنچے اور عطار کا ہاتھ پکڑ لیا کہ بس رہنے دو حکم سرکاری تمہارے قتل کے واسطے جاری ہو چکا ہے۔ بولے کیا قصور خضر نے کہا قصور کچھ نہین بلکہ اختیار ہے۔ جہاندار داند جہان داشتن ٭ یکے را بریدن یکے کاشتن ٭ اور تم موحد ہو کر غیریت سمجھے ہو وہ شان جمال تھی یہ شان جلال ہے یہ کیا کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ ٭ ان نینن کا یہی بسیکھ ٭ اگر اب پیالہ الٹو گے تو کچھ بھی نہین ہونے کا۔ بس اب کرامت اپنی رہنے دو ناچار شیخ عطار نے سر جھکا لیا۔ اور

Marfat.com

قتل کیے گئے۔ اس کے بعد جناب قبلہ نے فرمایا کہ میاں ہم تو یہی کہتے ہیں ؎

خواہی زفراق در فغان دارمرا۔ خواہی زوصال شادمان دارمرا؛ من با تو نگویم کہ چسان دارمرا۔
زان سان کہ دل تست چنان دارمرا ۔ اور اگر ہم دعا بھی مانگیں تو یہ مانگیں ؎

ندارم ذوق رندے نے خیال پاکدامانی	مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ میدانی

ایک روز ارشاد ہوا کہ بخت نصر بادشاہ ابتدا میں نہایت نیک بخت و صالح تھا۔ حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کی نہایت اطاعت کرتا تھا اتفاقاً اس نے ایک عورت سے نکاح کیا جس کے ہمراہ ایک لڑکی نہایت حسینہ وجمیلہ پہلے شوہر سے تھی جب وہ لڑکی سن بلوغ کو پہنچی تو بادشاہ حسن کی بہار دیکھ کر فریفتہ و دیوانہ ہو گیا۔ اس کی ماکو پیام دیا وہ بہت خوش ہوئی۔ مگر دل میں اندیشہ کیا کہ بادشاہ پیغمبرون کا مطیع فرمان ہے۔ اور یہ نکاح پیغمبران خدا کی شریعت کے خلاف ہے وہ کاہے کو اس کام کی اجازت دینگے۔ اس لیے بادشاہ سے کہا کہ تم اس کا مہر ادا نہ کر سکوگے اس نے دریافت کیا کہ ایسا کتنا مہر ہے جو کچھ کہو میں دونگا۔ عورت نے کہا اس کا مہر تمہارے دونو پیغمبرون کا ہے اگر تم یہ مہر ادا کر سکو تو لڑکی حاضر ہے ورنہ اس کا نام مت لو بادشاہ نے کہا کہ یہ بیچارے دو مسکین خدا کے دوست بیت المقدس کے مجاور ہیں کسی کام میں دخل نہیں دیتے بلکہ ہمارے خیرخواہ و دعاگو ہیں ان کو بے جرم وگناہ قتل کرنا ظلم عظیم ہے۔ اس کے سوا جو کچھ مانگو جو مہر کہو مجھ کو منظور ہے۔ اس نے کہا کہ اس کے سوا اور کوئی مہر نہیں ہے بادشاہ نے ہوائے نفسانی سے مغلوب ہو کر فوج کو حکم دیا۔ کہ دونو بیگناہوں کا سر کاٹ لاؤ حکم کے بموجب سپاہیوں نے جاکر اول حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بیت المقدس میں قتل کیا اور حضرت زکریا یہ حال دیکھ کر جنگل کی طرف بھاگ نکلے فوج پیچھے ہوئی اور شیطان نے ان کی رہنمائی کی جب سپاہیوں نے آدبایا۔ اور گھیر لیا تو حضرت زکریا نے ایک درخت سے التجا کی کہ تو مجھ کو ا[illegible]
وہ درخت پھٹ گیا یہ اس کے اندر سما گئے وہ پھر بند ہو گیا۔ لیکن [illegible] سے پیرا باہر رہ گیا فوج متحیر ہوئی کہ کہاں غائب ہو گئے شیطان نے نشان دیا کہ اس درخت کے اندر ہیں اور یہ کپڑا ان کے ہونے کی علامت ہے۔ پھر شیطان نے آرہ کی ترکیب بتلائی درخت

چیر اگیا جب نوبت آرہ کی سر تک پہنچی تو حضرت نے سسکی بھری حکم الٰہی نازل ہوا کہ اگر اُف کروگے تو پیغمبری سے خارج کردئے جاؤگے تم نے غیر سے کیون پناہ مانگی اگر ہم سی التجا کرتے تو کیا ہم پناہ نہین دے سکتے تھے اب اس کا مزہ چکھو اور چپ چاپ سر پر آرہ چلنے دو غرضکہ سر سے پاؤن تک جسم چیر اگیا اور حضرت زکریا نے دم نہ مارا ؎

تیرے است در حقوق محبت برائے ما
عشاق از دو دیدہ کشند ابتلائے ما
ما آدم از بہشت پئے این کشیدہ ایم
تا فتند زنم پے بینند اندر سرائے ما
ما نوح را ز طوفان سرگشتہ کردہ ایم
موسئے بغیب یافتہ قوت عصائے ما
انگشتری سلیمان با دیو دادہ ایم
یعقوب خود نگاہ کند در قضائے ما
گاہے در افگندیم آتش خلیل را
قربان کند اگرچہ پسر در رضائے ما
گہہ آرہ را بتارک سر زکریا نہیم
یحیی کشیم دم نزند در قضائے ما
دندان مصطفی را ای دوست بشکنیم
ایوب صابر آمدہ از کرم ہائے ما
گہہ با ستمی زہر بحلق حسن کنیم
گہہ تیغ بر حسین کشد کربلائے ما
بیگانہ را چہ کار بود در بلائے غم
آنرا رسد کہ خاص بود آشنائے ما
فرعون را ندادیم اے دوست درد سر
زیرا کہ او نداشت سر دردہائے ما
شداد را بہ نعمت چندان رساندہ ایم
بنشتم بہشت آورد اندر سرائے ما
با ہر برہم و دشمن دانی کشیم دوست
کس را مجال نیست بچون و چرائے ما
حافظ ہمیشہ نالہ کند در بلائے غم
باشد کہ خود علاج کند دردہائے ما

غرض اس بیان سے یہ ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کسی سے استعانت نہ چاہے بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح خدا سے بھی کچھ طلب نہ کرے ؏ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند + ؏ بن مانگے موتی ملین مانگے ملے نہ بھیک ؏ اسکی رضا پہ چھوڑ دو پھر خدا جو ہو سو ہو ۔ جب دو نو پیغمبر اس طرح بیدردی سے قتل کئے گئے ۔ تو غضب الٰہی نازل ہوا دن تاریک ہوگیا ۔ ایک بادشاہ فوج خونخوار لیکر چڑھا اور اس شہر کے باشندون کو گرفتار کرلیا حضرت یحیی علیہ السلام کا خون بند نہ ہوتا تھا جب قبر مین رکھتے تھے تو قبر خون سے لبریز ہوجاتی تھی

Marfat.com

بادشاہ لشکرکش نے قسم کھائی کہ جبتک خون بند نہ ہوگا مین قتل سے باز نہ رہونگا ہزارہا آدمی تہ تیغ کردیے لیکن خون بند نہ ہوا۔ اُس وقت ایک شخص حضرت یحیی عم کی لاش پر آیا۔ اور کہا کہ تم پیغمبر ہو یا ظالم ایک خون کے بدلے مین ہزارہا آدمی قتل ہوچکے اب کیا سارے جہان کو قتل کروگے اتنا کہنا تھا کہ اُن کا خون بند ہوگیا۔ جامع دمشق مین حضرت کی قبر ہے۔

بڑی بیئے دکھ بہت ہی چھوٹی سے دکھ دور
خوب پرکھ کی دیکھ کبیرا یہ مردون کا گانو
پیر پیغمبر مر گئے مر گئے جیتکم جوگی
چندا مرے سورج مرے مرے برن اکاسا
راما مرے کرشنا مرگئے مرگئی لکھو بائی
ایک شمر کی الکھ نرنجن جن پر جگ اپجایا

تلے سب بنار دریمین کہن چاند اور سورج
اسمین جاسکت پھر کوئی نہ جیا کس کا لیجئے نانو
راج کرنتا راجہ مرگئے مرگئے بید اور روگی
چودہ طبق پانی مین ڈوبین انکی چھوڑ آسا
اسکو سادھو کیون نہین پوجو جسکو موت نہ آئی
کہین کبیر اسنو رے سادھو جھوٹی جگت مایا

اس شعر پر حضرت نے فرمایا یہان کبیر بھی چوک گیا۔ اس جہان کو جھوٹا کہنا کمال نادانی ہے۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ط

پس مگو کاین جملہ دنیا باطل اند
پس مگو جملہ خیال ست وضلال
وانکہ گوید جملہ حق است احمقی ست

باطلان در جو دنیا حق ترا مدول اند
فی حقیقت نیست در عالم خیال
وانکہ گوید جملہ باطل او شقی ست

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سلطان محمود غزنوی حضرت ابو الحسن خرقانی کی زیارت کے لئے خرقان مین پہنچے پہلے پیام بھیجا کہ مین آپ کی زیارت کے واسطے غزنین سے یہان تک آیا۔ آپ خانقاہ سے خیمہ تک قدم رنجہ فرمائے اور قاصد کو سکھا دیا کہ اگر وہ انکار کرین تو یہ آیت پڑھنا۔ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ حضرت [illegible] سمجھو اس نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا کہ اطیعوا اللہ مین ایسا مستغرق [illegible] خجالت ہا دارم [illegible] اولی الامر چہ رسد قاصد نے آکر محمود کو یہ جواب سنایا [illegible] پوشاک ایاز کو پہنا کر سلطان بنایا اور دس کنیزون کو مردانہ لباس پہنا کر غلام اور خود سلاحدار

Marfat.com

باندھ کر اُس کی اردلی مین چلا اور حضرت کے حجرہ پر پہنچا حضرت نے تعظیم نہ دی محمود نے کہا کہ آپ نے سلطان کی کچھ توقیر نہ کی فرمایا کہ تم نے جال لگایا ہے محمود نے کہا کہ بیشک جال تو لگایا تھا۔ مگر آپ اس جال کی چڑیا کاہیکو ہین پھر محمود بولا کہ کچھ ارشاد فرمائیے کہا کہ ان نامحرمون کو نا کر دو پھر محمود نے دعا کی درخواست کی اور ایک تھیلی اشرفیون کی پیش کی۔ آپ نے ایک سوکھی روٹی جو کی نکال کر سامنے رکھدی محمود نے کھائی مگر نوالہ گلے مین اٹکتا تھا۔ فرمایا کہ ایسی ہی تمہاری اشرفیان ہمارے حلق سے نہین اُترینگی بس اُٹھاو ہم اس کو طلاق دی چکے ہین پھر محمود نے عرض کی کہ کچھ یادگار اپنا عنایت فرمائیے شیخ نے ایک کپڑا اپنا دیا اور فرمایا کہ اگر تم کو کہین بڑی مشکل پیش آوے جس کی عقدہ کشائی دشوار ہو تو اس کے ذریعہ سے دعا کرنا اللہ تعالے قبول فرماوے گا۔ جب محمود رخصت ہونے لگا تو اس وقت تعظیم کے لئے حضرت کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا۔ کہ آتے وقت کچھ نہ تھا۔ تو اب جاتے وقت تعظیم کیسی جواب دیا۔ کہ اے محمود تو بادشاہی کے گھمنڈ مین امتحان کے لئے آیا تھا مگر اب تو فقیری اور انکساری کی دولت لے کر چلا ہے پس مین تیری شاہی کی تعظیم کے لئے نہین اٹھا۔ بلکہ فقیری کی تکریم کے واسطے کھڑا ہوا ہون محمود واپس ہوا اور وہان سے آن کر سومنات پر حملہ کیا جب معرکہ سخت پیش آیا اور تردد پیدا ہوا تو اس لباس کو لیکر دعائے فتح مانگی۔ اور منت مانی کہ جو کچھ غنیمت ہاتھ آویگی۔ درویشون کو نذر کرونگا۔ چنانچہ اسی روز محمود کا لشکر فتحیاب ہوگیا۔ اور رات کو محمود نے خواب مین دیکھا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی فرماتے ہین۔ کہ تو نے ہمارے خرقہ کی بھی آبرو کھوئی اگر تو دعا کرتا تو تمام کفار کو خدائے تعالے اسلام نصیب کرتا اس فتح سومنات مین مال کثیر سلطان کے ہاتھ آیا مولویون سے دریافت کیا کہ یہ غنیمت کس کو دینی چاہیئے۔ کہا کہ علما کو تاکہ علم دین کی ترقی ہو۔ پھر غازیون اور امیرون اور لشکریون سے یہی سوال کیا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مطلب کی کہی سب کے بعد ایک مجذوب سے پوچھا۔ جو لشکر مین رہتا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ سن محمود اگر خدا سے آیندہ کچھ مطلب ہے۔ تو بموجب اقرار کے فقرا پر تقسیم کر دو ورنہ جو مقصد تھا وہ تو ہو ہی چکا آیندہ خدا سے کچھ توقع نہ رکھ

اور مال غنیمت کو اپنے خرچ مین لا پادشاہ نے یہ جواب سُنکر حسب وعدہ تمام مال غربا کو لٹا دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین بارادہ بیعت حاضر ہوے تو اس وقت خواجہ صاحب ایک درخت خشک سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ بابا صاحب کو خیال آیا کہ تعجب ہے جس درخت کو خواجہ صاحب نے کمر لگائی۔ وہ خشک رہے۔ ایک نظر جو ڈالی تو درخت سرسبز ہوگیا۔ خواجہ صاحب نے نگاہ کی تو وہ پھر خشک ہوگیا۔ غرض دوبار اسی طرح الٹ پاٹ ہوئی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میان فرید تم فقیری کرنے آئے ہو یا خدا سے لڑنے مرضی آلہی تو یون ہے۔ کہ درخت خشک رہے۔ تم اس کو ہرا بھرا کیا چاہتے ہو۔ جاؤ قطب الدین کے پاس وہ ذرا تمہاری خبر لیگا۔ اور وہین تمہارا حصہ ہے حسب ارشاد پورانی دلی مین آئے۔ اور قطب صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ان کی عمر کم تھی بچون کے کھیل کود کا تماشا دیکھ رہے تھے بابا فرید کے دل مین خیال آیا کہ پیر تو ملا مگر لڑکا ہے۔ ان کو یہ ضمیر منکشف ہوئی۔ فوراً حجرہ کے اندر گئے اور بوڑھے بن کر نکل آئے فرمایا کہ لو اب تو مین تمہاری پیری کے قابل ہوگیا۔ بابا صاحب بیعت ہوئے۔ اور حضرت کے وضو کرانے کی خدمت اختیار کی۔ ایک دفعہ موسم سرما مین آدھی رات کے بعد پانی گرم کرنے کے لئے آگ کی ضرورت ہوئی۔ تمام شہر مین تلاش کی کہین نہ ملی۔ بہت گھبرائے آخر بہزار دقت ایک بڑھیا کے گھر پتا لگا اس نے کہا۔ آگ کے بدلے اپنی آنکھ نکالدے تو آگ دیتی ہون۔ یہ راضی ہوگئے۔ آنکھ دے کر آگ لائے۔ اور جھٹ پٹ گرم پانی حضرت کے لئے تیار کیا۔ وقت بر وضو کرایا آنکھ پر پٹی باندھے قطب صاحب کے روبرو آئے پوچھا کہ یہ کیا ہوا آنکھ آئی ہے قطب صاحب نے فرمایا کہ خیر آئی ہے تو سوائی ہے۔ [illegible] سوائی آنکھ تھی۔ اس کے بعد خرقہ خلافت عنایت فرمایا۔ اور رخصت کردیا۔ اس وقت سے حضرت بابا صاحب کی اولاد مین ایک آنکھ بڑی ہوتی ہے۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جس وقت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم علی احمد صابر اپنے ہمشیرزادہ کو تعلیم کیا تو ان پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ حضرت کا طواف کرتے تھے۔ اور یہ شعر ورد زبان تھا ؎

کعبہ خوانم یا بہ مصحف ست این یا خدا
اصطلاح شوق بسیار ست و من دیوانہ ام

بعد مدت کے مخدوم صاحب نے عرض کیا کہ میرا ارادہ دہلی کا ہے۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ میری مہر قطب جمال ہانسوی کے پاس ہے تم اپنی سند لیجاؤ اگر مہر کردین تو چلے جانا۔ آپ سند لیکر ہانسی مین پہنچے۔ مغرب کا وقت ہوگیا تھا۔ بعد ملاقات کہا۔ کہ بھائی صاحب اس عرضی پر مہر کردو۔ انہون نے فرمایا۔ کہ ابھی آپ تھکے ہوئے تشریف لائے ہین۔ انشاء اللہ فجر کے وقت مہر ہو جایگی۔ خاطر جمع فرمائیے۔ مخدوم صاحب نے کہا کہ نہین حضرت ابھی مہر کردیجے۔ قطب صاحب نے فرمایا۔ کہ صاحبزادے اس وقت چراغ موجود نہین۔ صبح تک صبر کیجئے۔ ایسی کیا جلدی ہے۔ حضرت علی احمد صاحب نے اپنی انگلیون پر پھونک ماری فوراً پانچون انگلیان روشن ہوگئین قطب صاحب نے فرمایا کیا تم اپنی کرامت دکھاتے ہو یہ کہکر سند کو چاک کردیا حضرت علی احمد نے ان کی جانماز لیکر پھاڑ ڈالی۔ اور کہا کہ تم نے ہماری سند ولایت پھاڑی ہم نے تمہاری قطبیت قطع کردی۔ قطب صاحب نے پوچھا کہ ماضی کی یا استقبال کی آپ نے فرمایا کہ استقبال کی کہا کہ الحمد للہ پچھلی تو بچی آخر مخدوم علی احمد صاحب وہان سے روانہ ہو کر مقام کلیر کہ شہر عظیم اور نہایت آباد تھا پہنچے۔ اور وہان رہنا اختیار کیا جمعہ کے روز مسجد مین نماز کے لیئے اول وقت پہنچے اور پہلی صف مین مقابل محراب مسجد امام جا بیٹھے چونکہ آپ کی صورت فقیرانہ اور کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ جو شخص آتا ان کو اٹھا کر خود بیٹھ جاتا حتٰے کہ صف نعال مین جا پہنچے۔ آپ کو غصہ آیا۔ جب نمازی سجدہ مین گئے۔ تو فرمایا کہ اے مسجد تو کیون کھڑی ہے۔ ذرا جھک جا مسجد نمازیون پر گر پڑی اور سب آدمی دب کر مر گئے۔ یہانتک کہ تمام شہر برباد

Marfat.com

ہوگیا۔ صرف اُس بڑھیا کا لڑکا بچا جو آپ کی خدمت کرتی تھی۔ چنانچہ اب تک وہ شہر ویران پڑا ہے۔ آخر کار آپ کو حیرت نے گھیرا ایک گولر کی شاخ پکڑ کے کھڑے ہوگئے کئی برس تک اسی طرح کھڑے رہے۔ جب بابا فرید کو معلوم ہوا کہ صابر عالم حیرت میں متحیر کھڑا ہے تو آپ نے مریدوں کو جمع کرکے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے کہ ہمارے صابر کو جاکر بٹھاوے ہم اس کو انعام دینگے۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی نے کہ جوان خوش طلعت و خوش آواز تھے دست بستہ عرض کی کہ ارشاد ہو تو میں جاؤں آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ لیکن سامنے کھڑے نہ ہونا خواجہ صاحب رخصت ہوکر کلیر میں پہنچے۔ دیکھا کہ جناب علی احمد صابر صاحب بصورت تصویر سکتہ کا سا عالم آنکھیں کھلی ہوئیں نظر بطرف آسمان مقام حیرت میں مستغرق کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب بجانب چپ کھڑے ہوکر غزل گانے لگے۔ مخدوم صاحب کی طبیعت عروج سے مائل بہ نزول ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آگئے۔ اور فرمایا کہ شمس الدین بیٹھ جا آپ نے عرض کیا کہ غلام بیٹھے اور مولےٰ کھڑا رہے یہ تو کمال بے ادبی ہے۔ فرمایا کہ اچھا ہم کو بٹھادو۔ چونکہ مدت مدید سے کھڑے کھڑے پاؤں اکڑ گئے تھے۔ اس لیے بیٹھ نہ سکے۔ لٹادیا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ شیخ اچھے تھے۔ کہا کہ فضل الٰہی ہے۔ تھوڑی دیر میں آپ کو نیند آگئی اَلنَّوْمُ رَاحَۃُ الْبَدَنِ وَزِیَادَۃُ الْعَقْلِ بدن کو آرام۔ عقل کو زیادتی ہوئی۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا کہ اچھا رخصت وہاں سے خدمت ہوکر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ تمام حال عرض کیا۔ فرمایا کہ بھلا ہم کو بھی پوچھتے تھے جواب دیا کہ حضرت ہاں۔ ایک دفعہ پوچھا کہ شیخ اچھے تھے۔ یہ لفظ سنکر آپ کو ایک حالت وجد طاری ہوگئی اور [illegible] فرماتے تھے۔ کہ آج ہم شیخ ہوئے۔ بعد فرو ہونے حالت کے [illegible]

انعام موعود کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ جاؤ علی احمد صابر تم کو انعام میں [illegible] دیا خواجہ صاحب پھر وہاں سے چلے اور مخدوم صاحب کی خدمت میں رہنا اختیار کیا۔ چند روز کے بعد تعلیم فرماکر خواجہ صاحب کو حکم دیا کہ جاؤ۔ سواروں میں

Marfat.com

نوکری کرو۔ جس روز تم سے کوئی کرامت صادر ہوگی وہ روز ہمارے انتقال کا ہوگا۔ رخصت ہوئے اور بادشاہی سواروں میں نوکری کرلی جب سلطان علاؤ الدین غوری چتوڑ گڑھ کو سر کرنے گیا۔ اور مدت تک محاصرہ کیا مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ تو فقرا کی طرف رجوع کی۔ ایک فقیر نے کہا تم کیوں جا بجا پھرتے ہو۔ خود تمہارے لشکر میں ایک ایسا کامل ہے۔ اگر وہ دعا کرے تو ابھی قلعہ فتح ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہ فتح اسی کی زبان پر منحصر کی ہے۔ اور علامت شناخت یہ ہے کہ آج آدھی رات کو آندھی آئیگی سب کے چراغ گل ہو جائینگے۔ مگر اُن کا چراغ جلتا رہیگا۔ بادشاہ خوش ہوا اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ جب نصف شب ہوئی تو آندھی آئی تمام لشکر کے چراغ بجھ گئے صرف ایک چراغ روشن تھا ؎ اگر گیتی سراسر باد گیرد۔ چراغ عاشقان ہرگز نمیرد بادشاہ وہاں پہنچے اور در خیمہ پر دست بستہ کھڑے رہے۔ آپ اس دم تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے۔ ذرا دیر میں نظر اُٹھائی تو دیکھتے ہیں کہ بادشاہ کھڑا ہے۔ سمجھے کہ آج خیر نہیں آپ نے قرآن شریف کو بند کیا۔ اور کھڑے ہوکر بادشاہ سے پوچھا کہ حضور آپ اس وقت کیوں تشریف لائے۔ عرض کیا کہ حضرت میرا قصور معاف ہو۔ مجھ کو آپ کی قدر و منزلت معلوم نہ تھی دعا کیجیے کہ یہ قلعہ فتح ہو جائے۔ جواب دیا کہ حضور میں تو آپ کا ایک ملازم ہوں کسی نے آپ کو بہکا دیا ہے۔ بھلا میں اس قابل کہاں بادشاہ نے کہا۔ کہ کوئی عذر میں نہ مانوں گا آپ کو دعا کرنی ہی پڑیگی۔ فرمایا کہ خیر لیکن شرط یہ ہے کہ میرا استعفا منظور ہو اور تنخواہ ملجائے۔ یہاں سے تین کوس پر جاکر دعا کرونگا آپ صبحدم دھاوا کریں انشاء اللہ تعالےٰ قلعہ فتح ہو جائیگا۔ پس معلوم ہوا کہ آج ہمارے پیر کا انتقال ہوگیا۔ بادشاہ نے اسی وقت تنخواہ دی اور رخصت کیا۔ آپ نے تین کوس پر جاکر دعا کی۔ قلعہ اسی دم فتح ہوگیا۔ آپ وہاں سے چل کر منزل بمنزل پیران کلیر پہنچے دیکھا کہ فی الحقیقت حضرت نے انتقال فرمایا ہے۔ اور نعش مبارک کے گرد شیر و بھیڑیے درند و چرند حلقہ کیے بیٹھے ہیں۔ جب خواجہ صاحب پہنچے۔ تو سب جانور چلے گئے تجہیز و تکفین کرکے سپرد خدا کیا۔ تین روز کے بعد حکم ہوا کہ پانی پت جاؤ حسب الارشاد

Marfat.com

پانی پت مین پہنچے۔ یہان مخدوم جلال الدین کبیر الاولیار رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیشہ استدعائے بیعت کیا کرتے تھے۔ اور قلندر صاحب ہمیشہ یہ جواب دیتے۔ کہ تمہارا پیر آنیوالا ہے۔ ابھی صبر کرو۔ ہم بتا دینگے۔ جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب وارد پانی پت ہوئے تو قلندر صاحب نے مخدوم صاحب سے فرمایا کہ جاؤ تمہارے پیر آتے ہین۔ اُن کا استقبال کرو۔ آپ گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکلے۔ دیکھا کہ ایک فقیر چلے آتے ہین۔ بعد سلام علیک خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ارے میان بانکے جوان ذرا اپنے گھوڑے کی چال تو دکھاؤ۔ آپ نے چابق چوبند کرکے گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور خوب چلت پھرت اس کی دکھائی۔ خواجہ صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا زہے اسپ وزہے سوار مخدوم صاحب چارون خانہ چت گرے۔ جوکچھ دینا تھا۔ اسی وقت دیدیا۔ اور بیعت کرکے خلافت عطا فرمائی۔ تازیست پانی پت مین مقیم رہے چنانچہ مزار بھی ان تینون صاحبون کے پانی پت مین مشہور و معروف ہین۔ مخدوم جلال الدین صاحب کو مطالعہ تو قلندر صاحب کرا چکے تھے۔ لیکن تعلیم خواجہ شمس الدین صاحب پر منحصر و موقوف تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب حضرت نظام الدین سلطان الاولیا بابا فرید صاحب کی خدمت مین پہنچے تو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔ ؎

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ	سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

بات یہ تھی کہ خاندان چشتیہ مین بزرگان متقدمین نے یہ بشارت دی تھی۔ کہ ایک محبوب الٰہی اس خاندان مین پیدا ہوگا۔ اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے تھے۔ کہ جس کو اس محبوب کی ملاقات میسر ہو۔ ہمارا سلام کہدے۔ غرض بابا فرید صاحب کو ملاقات میسر ہوئی اس لئے آپ نے یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اگلے بزرگ تمہارے اشتیاق مین چلے گئے۔ اور اسی زمانہ مین بابا صاحب نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ہم نے جال لگایا ہے۔ اس مین صدہا جبڑیان آن کر پھنسین

Marfat.com

ہیں۔ لیکن ایک شاہ باز بھی آن پھنسا ہے۔ اور اس سے مراد حضرت سلطان نظام الدین تھے۔ بابا صاحب نے اُسی وقت ایک لوٹا اور ایک بوریا عنایت فرمایا۔ آپ رات بھر اس کا طواف کرتے رہے لوگوں نے بابا صاحب کو خبر دی۔ کہ اُن کا یہ حال ہے آپ نے فرمایا۔ کہ ہون ہار بروے کے چکنے چکنے پات جب مقصود کو پہنچ گئے۔ تو بابا صاحب نے فرمایا۔ کہ تم دلی جاؤ اور قطب جمال ہانسوی سے ہماری مہر اپنی سند پر کرا لینا۔ آپ بموجب فرمان قطب صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ قطب صاحب نے مزاج پرسی کے بعد ایک حجرہ قیام کے لیئے دیا۔ آپ رہنے لگے دو مہینے کے بعد قطب صاحب نے پوچھا کہ بھائی صاحب آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ سلطان جی نے کہا۔ کہ اگر آپ کو معلوم نہ ہو تو میں عرض کروں۔ قطب صاحب خاموش ہو گئے۔ دو مہینہ بعد پھر بھی سوال کیا۔ آپ نے وہی جواب دیا۔ فرمایا کہ اچھا لائیے اپنی سند قطب صاحب نے اُس پر تحریر فرمایا کہ ؎ ہزاروں درود و ہزاران سپاس۔ کہ گوہر سپردم بگوہر شناس ٭ وہاں سے رخصت ہو کر دلی میں پہنچے اور قیام فرمایا دلی میں ایک ہندو فقیر تھا۔ سلب مرض میں بہت بڑا کمال رکھتا تھا۔ اتفاقاً ایکبار سلطان جی سخت بیمار ہوئے۔ اپنے مریدوں کو فرمایا کہ مجھ کو اس کافر کے پاس ہرگز نہ لے جانا۔ جب مرض کا غلبہ ہوا۔ اور حضرت بیہوش ہو گئے۔ تو مرید گھبرائے ناچار اس کے پاس حضرت کو لے گئے اس نے فوراً مرض سلب کر لیا۔ آپ ہوش میں آئے۔ اور دیکھا۔ کہ اُس فقیر نے سلب مرض کیا ہے۔ تو ارادہ کیا۔ کہ اس کو کچھ انعام دینا چاہیئے۔ فرمایا کہ تم کو یہ کمال کس طرح حاصل ہوا۔ اس نے کہا کہ نفس کے خلاف کرنے سے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بھلا تمہارا نفس اسلام کو قبول کرتا ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر یہ بھی تو خلافِ نفس کرو۔ وہ اوّل تو خاموش ہوا پھر اسلام لایا اور حضرت نے اس کو تعلیم فرمایا۔

سلطان جی نے حضرت امیر خسرو کو قلندر صاحب پانی پتی و مخدوم

Marfat.com

علی احمد صابر کی خدمت مین بھی بھیجا تھا۔ مگر جو خدا کو منظور تھا وہی ہوا یعنی خلافت حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کو عطا ہوئی۔ اور حضرت سلطان جی کا لقب اولیا اس واسطے ہوا کہ اولیا جمع ولی کی اور حضرت مرتبہ مین مجموعۂ اولیاء اللہ تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب طالب سالک کو مرشد ان کامل تعلیم کرتے ہین تو کان مین ایک بات پھونک دیتے ہین۔ چنانچہ بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان غازی کے کان مین وہ پھونک ماری تو چھ مہینے تک بے خود و سرمست رہے۔ اور اسی پھونک کی تاثیر سے حضرت مخدوم علی احمد صابر آخر دم تک ہوش مین نہ آئے۔ لیکن بعض حوصلے اور ظرف اللہ تعالیٰ نے ایسے بنائے ہین۔ کہ ان کو پھونک بھی جگہ سے نہین ہلا سکتی جیسے حضرت نظام الدین اولیا کہ جب ان کے کان مین بابا صاحب نے پھونک ماری تو کچھ اثر نہ ہوا۔ تین بار پھونک ماری اور یہ اپنی حالت پر قائم رہے۔ اس وقت بابا صاحب کو الہام ہوا کہ ان سے اگر ہزار بار یہ بات کہوگے تب بھی کچھ اثر نہ ہوگا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جناب میان شاہ فدا حسین صاحب رسول شاہی اگرچہ عالم جید اور ہمارے پیر و مرشد تھے۔ لیکن طریقہ ان کا بالکل خلاف شرع شریف تھا۔ اسی لئے حضرات نقشبندیہ اُن کے منکر تھے بلکہ یون فرماتے تھے۔ کہ ان کے کوچہ مین گذرنے سے قلب پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ چنانچہ جناب و قبلہ شاہ غلام علی شاہ صاحب نے ایک بار اُن کی نسبت فرمایا کہ وہ انسان پر سحر کر دیتے ہین میان شاہ فدا حسین صاحب نے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ ایک مرید اپنا جس کو کامل اور خوب پختہ سمجھتے ہون میرے پاس بھیجئے۔ اور مین اپنا ایک مرید آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون پھر دیکھئے کس کی تاثیر پڑتی ہے۔ غرض ان کا مرید وہان گیا اور ان کا ... کے بعد شاہ صاحب کے مرید نے تو رسول شاہی طریقہ اختیار کر لیا ... جام و صراحی مین شریک ہوگیا۔ مگر میان فدا حسین کا رند مشرب مرید جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت کا اثر اس پر کچھ بھی نہ ہوا۔ سبب یہ تھا

جناب وقبلہ نے بیان فرمایا تو ہمارے برادران طریق مین سے ایک بزرگوار کے دل مین ایک مشکل وارد ہوئی۔ اس وقت حضرت قبلہ نے ارشاد کیا کہ اس معاملہ کو یون قیاس کرنا چاہئے کہ ایک عورت کا شوہر نہایت شکیل وجمیل تھا مگر اس عورت نے ایک زبردست ریچھ کو ڈور پر لگا رکھا تھا۔ اتفاقاً شوہر نے ایک بار دیکھ لیا۔ اور اس سے کہا کہ بھلا بری شکل وصورت اور کارگذاری ومحنت مین کیا کسر تھی جو تو نے اِس حیوان پر آنکھ ڈالی۔ چونکہ راز فاش ہوگیا تھا۔ اُس نے بھی صاف صاف کہدیا کہ۔ میان سنو شکل وصورت ڈیل ڈول رنگ روپ یہ تو سب خوبیان تم مین ہین۔ لیکن ریچھ کی سیہ ستی مین جو کیفیت ہے اِس کی تم مین بو بھی نہین ہے

صلاح کار کجا و من خراب کجا	بہ بین تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ میان فدا حسین شاہ صاحب کی مجلس مین جام شراب کا دور معمول تھا۔ اتفاق سے ایک دن ہم حاضر تھے۔ کہ پیالہ گردش مین آیا۔ میان توکل حسین شاہ صاحب ساقی تھے۔ میری نسبت میان صاحب سے استمزاج کیا تو آپ نے ان کو منع فرمادیا کہ ان کی تواضع نہ کرنا مگر وہ رہ نہ سکے اور میرے سامنے بھی پیالہ پیش کیا مین نے کہا۔ بہت اچھا مجھ کو کچھ انکار نہین۔ بشرطیکہ آپ وعدہ کرین کہ جو نشہ اس وقت چڑھے پھر حشر تک نہ اُترے گا۔ یہ کلمات سنکر میان صاحب اُن پر خفا ہوئے کہ ہم نے تمکو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ ان سے نہ بولنا لو اب پلاؤ اگر کچھ ہمت ہے۔ بھلا تم تو کیا پلاؤ گے یہ طاقت تو ہم کو بھی حاصل نہین کہ جو نشہ چڑھجائے پھر نہ اُترے ایک روز جناب وقبلہ کے روبرو ذکر آیا کہ انسان کو وقت مرگ نہایت رنج ہوتا ہے۔ اُس وقت ارشاد ہوا۔ کہ رنج کیون نہ ہو۔ اگر آدمی کسی جگہ دو چار سال بھی رہتا ہے۔ تو وہان سے نقل کرنا دشوار گذرتا ہے۔ جسم بھی ایک مکان ہے اور ساری عمر انسان کی اس مین بسر ہوتی ہے۔ اس کا چھوڑنا بُرا کیون نہ معلوم ہو ہم نے پرشاد گر۔ ہندو فقیر سے یہ بات پوچھی تھی کہ تم کو بھی مرنے کا رنج ہوگا یا نہین۔ کیونکہ وہ ایک قالب سے دوسرے قالب مین نقل روح کرجاتے تھے

Marfat.com

جواب دیا۔ کہ ہاں رنج تو مجھ کو بھی ہوگا۔ اس واسطے کہ بخوشی خاطر کسی جگہ سے نکلنا
اور بات ہے۔ اور زبردستی نکالا جانا اور بات۔ دونو کا فرق ظاہر ہے *

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ مولانا فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے شاہ ولایت
دہلی کا پتہ دریافت کیا آپ نے بتادیا۔ کہ فلان نرہ فروش ہے۔ اور ایسا مستغرق
ہے کہ ہر چیز ٹکے دھڑی لگا دی ہے اس لیئے انتظام سلطنت بھی خراب ہے
دیکھا تو فی الحقیقت ایسا ہی بلا باترہ فروش کا انتقال ہوگیا تو اس شخص نے پھر پوچھا
کہ حضرت اب کون ہے۔ فرمایا کہ اب ایک سقہ ہے چاندنی چوک مین پانی پلایا کرتا ہے۔
نہایت ہوشیار اور بیدار آدمی ہے۔ اسی واسطے انتظام سلطنت بھی درست ہے
وہ شخص اُن کی زیارت کو گیا پانی مانگا تو دو کوڑی لے کر ایک کٹورہ بھر دیا اس نے
قصداً پانی پھینک کر کہا کہ یہ صاف نہ تھا اور دیجیئے سقے صاحب نے کہا کہ دو کوڑی دو
اور پانی لو یہان ٹکے دھڑی کا بھاؤ نہین ہے۔ اور خبردار اس بڈھے سے کہہ دینا۔ کہ ذرا
اپنی حد مین رہو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہین۔ راز فاش کرنا اچھا کام
نہین ہے۔ اس شخص نے حضرت سے یہ حال عرض کیا فرمایا کہ میان ہم نہ کہتے تھے۔
کہ وہ بہت ہوشیار ہے۔ بھائی آیندہ اس کے پاس نہ جانا۔ حاکم وقت ہے نہین
معلوم کیا کر بیٹھے *

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ مولانا فخر صاحب کے زمانہ مین ایک جوان کمبل پوش
وارد ہوئے۔ اور اُس مسجد مین ٹہرے جہان ایک حافظ مرید حضرت کا رہا کرتا تھا جب حافظ
مسجد سے باہر جانے لگا تو فقیر نے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اُس نے بیان کیا کہ مین دن مین
دو وقت مولانا کی مجلس مین حاضر ہوتا ہون فجر کو تو درس حدیث ہوتا ہے۔ اور [illegible]
وقت مثنوی معنوی۔ فقیر بولا بھلا حدیث تو کیا لیکن مثنوی سمجھ بھی [illegible]
مرید تھا۔ اس کو یہ بات بری معلوم ہوئی حضرت سے یہ حال گذارش کیا حضرت مولانا
فخر صاحب نے فرمایا کہ واقع مین وہ بزرگ سچ کہتا ہے۔ چونکہ منصف مزاج اور صاحب
کمال تھے خود اُس کے پاس تشریف لائے اور درخواست کی کہ آپ کی زبان مبارک

Marfat.com

سے حدیث و مثنوی سنانا چاہتا ہون کمبل پوش نے کہا کہ حدیث تو آپ کیا سمجھینگے لیکن کچھ مثنوی کے اشعار سناتا ہون۔ یہ کہہ کر اوّل تو ایسے معنی بیان کیئے کہ عام فہم سمجھے دوبارہ ایسے مطالب بیان کیئے کہ صرف مولانا صاحب سمجھے۔ تیسری بار جو شرح کی تو حضرت بھی نہ سمجھ سکے تمام مجلس بیخود ہو گئی اور وہ شخص چلدیا۔ سے فی الحقیقت مردان خدا کے حالات باطن کو کوئی تمیز نہیں کرسکتا ہے

قال مردان را نہ فہمی تو نیز	حال مردان را کجا داری تمیز

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ارے میان ایک روز شیخ کریم الدین دہریہ نے تو بڑا ہی غضب کیا تھا اگر مجاوران درگاہ دیکھ پاتے تو مار ہی ڈالتے۔ پیران کلیر شریف کا ذکر ہے۔ کہ وہ ہمارے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ مرد آدمی تو ہمیشہ بت پرستی اور قبر پرستی مین مصروف رہا۔ کبھی رجوع الی اللہ نہوا۔ آمین تجھ کو ایک تماشا دکھاؤن دیکھون تو تیرا خدا جس پر بہت بھروسہ کیئے بیٹھا ہے میرا کیا کریگا۔ یہ کہہ کر کمبخت شہدے نے حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر صاحب قبلہ کے مزار متبرکہ پر جھٹ پیشاب کر دیا۔ مین نے اس خبیث کو بہت للکارا اور مار پیٹ کے باہر نکال دیا۔ اور چھ سات گھڑے پانی سے غلاف لطیف اور قبر شریف کو غسل دیا۔ مجاورون نے آن کے دریافت کیا تو مین نے صرف اس خیال سے کہ یہ شخص مارا جائیگا۔ ناچار دروغ مصلحت آمیز پر عمل کیا۔ اور اُن سے کہدیا کہ صاحب بندر نے پیشاب کر دیا ہے۔ خیر بات تو رفع دفع ہو گئی۔ پھر ملا تو کہنے لگا کہ مین تم کو رجوع الی اللہ کرتا ہون دیکھ لو یہ صرف مٹی کے ڈھیر ہین۔ ان سے کچھ بھلا برا نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ کریم الدین دہریہ بڑا پختہ کار آدمی تھا۔ اور کسی کا اعتقاد نہیں رکھتا تھا۔ اگر کچھ خوف اُس کے دل مین ہوتا۔ تو بے شک ظہور پکڑتا اور اس فعل نالائق کی سزا ملتی ہے تا کے بہ زیارت مقابر + عمرے گذرانی اے فسردہ + یک گرہ زندہ بیش عارف + بہتر ز ہزار شیر مردہ +

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیٹ مین درد

Marfat.com

ہوگیا۔ جناب باری مین التجا کی۔ حکم ہوا۔ کہ سونف کھاؤ۔ سونف کھائی درد جاتا رہا۔ ایک بار پھر درد ہوا۔ تو پھر التجا کی۔ اس وقت حکم ہوا کہ جالینوس حکیم کے پاس جاؤ حسب الحکم اس کے پاس گئے۔ اس نے تجویز کی کہ نیم بریان کی ہوئی سونف کھاؤ۔ چنانچہ اس کے کھانے سے صحت ہوگئی حضرت موسے نے جناب باری مین عرض کی۔ کہ الٰہی اس کے پاس جو تو نے بھیجا۔ تو نے ہی یہ نسخہ کیون نہ بتا دیا۔ حکم ہوا کہ طب کا پیغمبر وہی ہے۔ مقتضائے حکمت یہ ہے کہ جو کام جس کسی کے سپرد ہے اُسی کی معرفت ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ کبیر صاحب ایک دن اپنا تانا سنوار رہے تھے کسی شخص نے پوچھا کہ مہاراج کیا کرتے ہو۔ جواب دیا کہ ادھر سے توڑتا ہون اور اُدھر جوڑتا ہون۔ پھر پوچھا کہ یہ آپ کے سر پر کیا ہے کہا کہ کوچ۔ سچ یہ ہے۔ کہ جب تک انسان کے سر پر کوچ سوار نہیں ہوتا۔ ادھر سے توڑنا اور اُدھر جوڑنا نہایت مشکل ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہمارے پیرومرشد حضرت میر اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ قصبہ مہم سے دہلی کو واپس آتے ہوئے اثنائے راہ مین ایک عجیب معاملہ پیش آیا۔ دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایہ مین گاڑی ٹھہرا دی تا کہ ذرا آرام لے کر اور نماز ظہر پڑھ کر بعد فرو ہونے تمازت آفتاب کے آگے کو چلین۔ تھوڑی دیر بعد ایک فقیر صاحب وارد ہوئے ہم نے روٹی پانی کی تواضع کی کھا پی کر وہ بھی سو گئے۔ اور ہم بھی جب آنکھ کھلی۔ تو کیا دیکھتے ہین کہ ہماری گاڑی ایک سرائے مین کھڑی ہے۔ بیل گھاس کھا رہے ہین۔ بھٹیاری کھانا پکا رہی ہے۔ اور فقیر صاحب پڑے سوتے ہین ہماری حالت سکتہ کی سی ہوگئی کہ الٰہی یہ کیسی سرائے اور کونسا شہر ہے۔ اور ہم یہان کیونکر پہنچے۔ ہم نے دریافت کیا کہ اس شہر کا نام کیا ہے۔ کہا کہ ہیرت آوا۔ ارے نیکبخت یہ سرائے کس کی ہے۔ کہا انہین فقیر صاحب کی اور جتنے روز تم یہان ٹھہرو گے سب خرچ بھی ان کے ذمہ ہے۔ آٹھ روز تک ہم اسی شہر مین رہے۔ نہ اس کی ابتدا معلوم ہوئی نہ انتہا۔

Marfat.com

حقیقت میں وہ شہر حیرت افزا تھا۔ آدمی وہاں کے نیک سیرت پاکیزہ صورت مرفہ حال مکانات خوش قطع اور مصفا اشیائے رنگا رنگ موجود۔ بازار نہایت مکلف و پربہار جیدھر جاتے صورت تصویر بن جاتے جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی اسلام کا زور و شور پایا ہر شخص کو باذخسدا میں مشغول دیکھا۔ قال اللہ وقال الرسول کے سوا کچھ ذکر نہ تھا۔ غرض آٹھوین رات کو جب ہم سوکر اُٹھے۔ تو تو گاڑی اسی درخت کے تلے کھڑی ہے اور وہی وقت ہے فقیر صاحب بھی سوتے ہین۔ ہم نماز ظہر پڑھ کر روانہ ہوئے۔ فقیر صاحب بھی ہمارے ساتھ ہو لیئے۔ رستہ میں جس شخص سے پوچھا وہی تاریخ وہی دن وہی مہینہ بتایا۔ ہم کو حیرت ہوئی۔ کہ یہ آٹھ دن کہاں گئے۔ آخر بہادر گڈھ پہنچے۔ وہاں ایک مکان مین ٹھہرے۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ بعد نماز عشا ہماری روٹی اس مسجد مین لے آنا۔ سب ہم روٹی لے کر مسجد مین پہنچے۔ تو دیکھا کہ میان صاحب ایک گدھی سے مصروف ہین۔ مین نے منہ پھیر لیا۔ پھر جو دیکھا۔ تو نماز پڑھتے ہین۔ بعد فراغت کھانا کھایا۔ باتین کرنے لگے۔ جب آدھی رات گئی۔ تو فرمایا کہ شہر کے دھوبی کپڑے دھورہے ہین جاؤ۔ ہمارا لنگوٹ دھلوا لاؤ۔ مین نے کہا کہ حضرت آدھی رات ادھر آدھی اُدھر بھلا اس وقت کون کپڑے دھوتا ہوگا فرمایا کہ ذرا تم لے تو جاؤ۔ مین چلا اور شہر کے دروازہ سے باہر نکلا تو دیکھتا کیا ہون کہ دو گھڑی دن چڑھا ہے اور دھوبی کپڑے دھورہے ہین۔ جب دروازہ کے اندر آتا ہون تو نصف شب معلوم ہوتی ہے اور جب باہر جاتا ہون۔ تو وہی دو گھڑی دن چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔ غرض دھوبیون کے پاس پہنچا۔ ایک دھوبی نے کہا کہ لاؤ میان صاحب کا لنگوٹ مین دھودون۔ اُس نے دھویا۔ صاف کیا دھوپ مین سوکھا کر حوالہ کیا میان صاحب کی خدمت مین لے آیا۔ مجھ کو ان باتون کا نہایت تعجب تھا۔ فرمایا کہ تعجب نہ کرو یہ بھان متی کا تماشا ہے اور ایسے شعبدے ہم بہت دکھا سکتے ہین۔ لیکن فقیری کچھ اور ہی شئے ہے۔ ان باتون کا خیال مت کرو۔ صبح کے وقت ہم دہلی کو روانہ ہوئے۔

Marfat.com

اور فقیر صاحب غائب ہو گئے۔ جب دہلی میں پہنچے تو ہم نے یہ حال مولانا شاہ **عبدالعزیز** صاحب سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ وہ شخص خضر وقت یا ابوالوقت تھا۔

ایک روز کسی شخص نے جناب وقبلہ سے تعلیم کی درخواست کی ارشاد ہوا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کا ایک دوست تھا مگر نادان۔ اس نے حضرت سے درخواست کی کہ مجھ کو اسم اعظم سکھا دیجئے۔ ہرچند انکار کیا۔ اور سمجھایا کہ تو اس قابل نہیں ہے اس نے نہ مانا اور نہایت اصرار کیا ناچار بتا دیا اور امتحان بھی کرا دیا لیکن منع فرمایا کہ آیندہ تو اس کو کام میں نہ لانا۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ یہ فرما کر چلدیئے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ بھلا اب تو دیکھوں۔ اسم اعظم تاثیر کرتا ہے یا نہیں۔ کچھ ہڈیاں نظر آئیں۔ ان پر اسم اعظم پڑھا۔ فوراً ایک شیر خونخوار زندہ ہو کر غرایا۔ اور اس کو پھاڑ کھایا جب حضرت اس راہ سے واپس آئے تو دیکھا۔ کہ وہ مرا ہوا پڑا ہے اور شیر کھڑا رہا ہے شیر سے پوچھا تو نے اس کو کیوں مارا۔ جواب دیا کہ یہ شخص میرا [illegible] تھا مگر رزق کی فکر نہ کی اس لیئے میں نے اس کو کھا لیا۔

ایک روز میر عباس علی لدھیانوی کو ارشاد ہوا۔ کہ یا حضرت بوعلی قلندر [illegible] پر اس طریق سے مراقبہ کرو۔ جب میر صاحب بعد از مراقبہ حاضر خدمت مبارک ہوئے تو کیفیت دریافت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضور [illegible] از خود رفتہ ہو گیا تھا۔ اس وقت فرمایا۔ کہ ایک نقل یاد آئی ہے۔ جب [illegible] کمال فن موسیقی میں مشہور آفاق ہوا تو اکبر بادشاہ نے اپنی مجلس میں اس کو طلب کیا اس نے بہ تعمیل حکم شاہی اپنا راگ شروع کیا چونکہ اہل مجلس کی طبائع [illegible] نہ ہو سکے ایسی حالت ہوئی کہ کچھ حظ و لطف [illegible] راگ کا [illegible] نے اس کے کمال کی تعریف و توصیف نہ کی۔ جب [illegible] اس کا راگ سنتے رہے۔ تو سامعین کو ان نغمات [illegible] نے کیفیت سماع اٹھائی اور کہا کہ اب خوب گا رہا ہے۔ [illegible]

کہ جب طبیعت متحمل ہو جائے۔ تو کیفیت مراقبہ منکشف ہو۔
ایک روز جناب وقبلہ نے راقم کو شغل سہ مدی تعلیم فرمایا۔ اور ارشاد ہوا۔ کہ ہندی میں اس کو انہد کہتے ہیں چنانچہ امیر خسرو نے اس کی کیفیت نظم ہندی میں اس طرح بیان کی ہے۔

ایک ہنور گجارسی دوجے گھر گھر ہوئے	تیجے شبد سنکہ کا چوتھے گھنٹہ ہوئے
جوتھے گھنٹہ ہوئے پانچوین ٹال جو باجے	چھٹے سو مرلی ناتھ ساتوین بھیر جو گاجے
آٹھوین شبد مردنگ کا نوین نفیری نال	دسوین گرجین سندہ ساسن خسرو یہ نال
دس پرکار انہد بجین جب جوگی ہولین	اندری نھکی منوان نھکے خسرو نے کہدین
انہد باجے باجن لاگے	چور نگمریہ تج تج بھاگے
گرو نجامؒ کی بھئی دوہائی	خسرو نے انتر لو لائی

ایک روز ایک حاکم ظالم جو معزول ہو گیا تھا خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور نہایت عجز وانکسار کے ساتھ دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ کچھ مدت کے بعد قدرت خدا سے وہ اپنے عہدہ پر بحال ہو گیا۔ لیکن وہی ظلم وستم کا طریقہ جو پہلے تھا پھر اختیار کیا تو جناب وقبلہ نے اس کو یہ رباعی تحریر فرمائی۔

اہل کاران بوقت معزولی	شیخ شبلی و بایزید شوند
چون بیایند بار بر سرکار	شمر ذی الجوشن و یزید شوند

ایک روز میاں غلام محمد صاحب گنجپوری نے عرض کیا کہ حضرت میرا ارادہ میران جی کے ٹھکے کا ہے تاکہ شاہ بھیک صاحب کی زیارت کروں۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہ یاد آگیا ہے

تاکے بہ زیارت مقابر	عمرے گذرانی لے فسردہ
ایک گربہ زندہ پیش عارف	بہتر نہ ہزار شیر مردہ

Marfat.com

میان کہین ایک جگہ قناعت کرکے بیٹھ رہو۔ خدا مالک ہے ؎

اے دل تو دمی صحبت دانا بنشین   با صدق و صفا
یا با صنم لطیف رعنا بنشین   با حلم و حیا
این ہر دو ترا اگر میسر نشود   از طالع خویش
اوقات مکن ضائع تنہا بنشین   با یاد خدا

اگر تم محبت الٰہی مین پھرتے ہو۔ تو کسی مرد خدا سے ملو۔ ؎

در راه نیاز ہر دلے را دریاب   در کوئے حضور مقبلی را دریاب
صد کعبۂ آب و گل بہ یکدل نرسد   کعبہ چہ روے برو دلے را دریاب

ایک روز فقر و حق پرستی کا ذکر تھا۔ اس وقت یہ غزل حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کی ارشاد ہوئی

نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہین   بیخودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہین
لامکان کی منزلت پاتا ہی کب کون و مکان   ہو کر ویرانہ کے آگے ہیکل بستی کچھ نہین
کچھ نہین سب کچھ ہی یارو اور سب کچھ کچھ نہین   غیر اس کے معنی رفعت و پستی کچھ نہین
یہ جو کچھ ہونا جسے کہتے ہین ہستی ہی میان   فقر مین بلندی ہے اور پستی کچھ نہین
بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز   کچھ نہ ہونیکے سوا اور حق پرستی کچھ نہین

ایک روز یہ غزل خواجہ حافظ کی زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوئی اس وقت عجب کیفیت اہل مجلس کی تھی کہ جو تحریر مین نہین آسکتی ؎

حسب حالے ننوشتی شده ایامی چند   قاصدے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند
ما بدان منزل عالی نتوانیم رسید   ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند
چون می از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب   فرصت عیش نگہدار و بزن جامے چند
قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست   بوسہ چند برآمیز بدشنامے چند
اے گدایان خرابات خدا یار شماست   چشم انعام مدارید ز انعامے چند
زاہد از کوچہ رندان بسلامت بگذر   تا خرابت نکند صحبت بدنامے چند

Marfat.com

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو -	نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند
پیر میخانہ چہ خوش گفت بہ درد کش خویش	کہ مگو حال دل سوختہ با خامے چند

ایک روز ارشاد ہوا - کہ دو بلبلیان تھین ایک دانشمند سے پوچھا گیا کہ ان مین سے کونسی عمدہ اور بہتر ہے - اس نے دونو کے کان مین ایک ایک تنکا ڈالا - ایک کے حلق مین سے نکل آیا - دوسرے کے پیٹ مین اتر گیا - دانشمند نے جواب دیا کہ جس کے پیٹ مین تنکا اتر گیا وہی بہتر ہے - ایسے ہی جو آدمی بات کو سنکر ضبط و ہضم کر سکے وہی آدمی ہے -

ایک روز کسی شخص نے تصور شیخ کے باب مین سوال کیا آپ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو شرک ہے - اور ابتدائے بت پرستی بھی اسی سے ہوئی ہے چنانچہ **نقل** ہے کہ جس وقت حضرت ادریس علیہ السلام اپنی امت سے ناراض ہوکر بہشت مین چلے گئے تو بعد مین امت کو بڑا قلق ہوا - آپ کے فراق مین بے چین رہنے لگے - اس وقت شیطان بصورت انسان متمثل ہوکر لوگون کے پاس آیا کہ تم گھبراؤ مت ایسا طریقہ تم کو بتلاتا ہون کہ جب چاہو اپنے نبی کو دیکھ لیا کرو - تمام امت خوش ہوکر اس کی گرویدہ ہوگئی - تب اس نے طریقہ تصور کا ان کو تعلیم کیا - اس طور پر عمل کرنے سے وہ لوگ حضرت کی زیارت سے مستفیض و مشرف ہونے لگے - جب وہ لوگ نہ رہے - تو اُن کی اولاد نے حضرت ادریس کی تصویر بنا کر مشق تصور کی اُن کی ذریات نے سنگین تصویرین تیار کرلین ع ہر کہ آمد بران مزید نمود * رفتہ رفتہ علانیہ بُت پرستی ہونے لگی - اسی واسطے ہم کسیکو تصور نہین بتلاتے - نہ دوسرون کو بتانے سے منع کرتے ہین - لیکن اس مین کچھ شک نہین کہ تصور شیخ سے طالب پر علم شیخ وارد ہوجاتا ہے - اور اس طالب سے اورون کو فیض و فائدہ بہت پہنچتا ہے کیونکہ نسبت اس کی متعدی ہوتی ہے - اور اگر طالب خود اپنا تصور کرے تو اُس کی ذات کے لیئے بہت فائدہ مند ہے - لیکن دوسرون کو فیض و فائدہ نہین پہنچا سکتا -

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ زینت المساجد میں کمبل پوش نے ایک دن یہ اشعار پڑھے۔

ملک خدا میں یار د آباد ہیں تو ہم ہیں — تعمیر دو جہان کی بنیاد ہیں تو ہم ہیں
دیکھا پرکھ پرکھ کے آخر پڑا نظر یہ — گر نقد ہیں تو ہم ہیں نقاد ہیں تو ہم ہیں

ہم نے کمبل پوش سے دریافت کیا (نظر پڑا یہ) سے کیا مراد ہے کہا کہ انسان ہم نے کہا نہیں یہ سے قلب مراد ہے کہا کہ بے شک اس کے یہی معنی ہیں۔ اور اب خوب سمجھ میں آگئے۔

ایک روز میر محمد تقی صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضرت ابتدائے حال میں شاہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حال بہت کھیلا کرتے تھے۔ لیکن آخر زمانہ میں اُن کو حال نہیں آتا تھا۔ اس وقت ارشاد ہوا۔ کہ جب تک کوئلہ دھک نہیں جاتا چٹختا ہی ہے۔ اور دُھوان بھی دیتا ہے۔ مگر جب آگ اس کے اندر بخوبی سرایت کر جاتی ہے۔ اور وہ ہم رنگ آتش ہو جاتا ہے۔ تو پھر نہ دھواں رہتا ہے نہ آواز۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔ اَلْوَجْدُ فِی الْاَوَّلِ مَحْمُوْدٌ وَفِی الْاَوْسَطِ سُرُوْرٌ وَفِی الْاٰخِرِ مَذْمُوْمٌ۔

ایک روز کسی شخص نے جناب قبلہ سے سوال کیا کہ قلندر صاحب کو کس بزرگ سے بیعت تھی۔ ارشاد ہوا کہ اس باب میں اقوال مشائخ مختلف ہیں۔ بعض نے فرمایا ہے۔ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عاشقان عاشق خلیفہ خواجہ قطب الدین صاحب سے تھے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے۔ کہ قلندر صاحب علمار مشاہیر سے تھے اور دہلی میں درس و تدریس کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں بادشاہ [illegible] عورت سے نکاح کیا۔ جب اُس کے پاس جاتا۔ تو قادر نہ ہوتا۔ لیکن اور عورتوں کے ساتھ یہ کیفیت نہ تھی۔ بادشاہ کو نہایت تشویش ہوئی تمام علمار کو جمع کر کے کشف راز چاہا۔ چونکہ یہ کتابی مسئلہ نہ تھا سب متحیر ہوئے کوئی جواب شافی نہ بتا

بادشاہ نے غضبناک ہوکر حکم دیا کہ اگر کل تک جواب باصواب نہ دوگے تو سب کو دار پر کھینچ دونگا۔ یہ سُنکر سب کے ہوش اُڑ گئے۔ بارگاہ الٰہی مین دست بدعا ہوئے اُس روز ایک مجذوب یعنی حضرت عاشقانِ عاشق خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ قلندر صاحب کے مدرسہ مین تشریف لائے۔ اور طلباء سے دریافت کیا کہ تمہارے اُستاد کہان ہین۔ جواب دیا۔ کہ بادشاہ نے کسی امر اہم کے لئے طلب فرمایا ہے۔ فرمایا کہ خیر ان کی کوئی کتاب لاؤ۔ طالب علمون نے کتاب دی۔ انہون نے بادشاہ کے سوال کا جواب مفصل تحریر فرمایا۔ اور کہدیا کہ جس وقت تمہارے اُستاد آئین تو یہ کتاب دینا۔ اور ہمارے آنے کا حال کہنا قلندر صاحب واپس تشریف لائے تو یہ کیفیت سنی۔ فوراً کتاب دیکھی۔ اس مین لکھا تھا۔ کہ بادشاہ نے جس نوجوان وخوبرو عورت سے نکاح کیا ہے۔ یہ اُس کی بیٹی ہے۔ اتنا عرصہ ہوا کہ بادشاہ نے ناراض ہوکر ایک بیگم کو جنگل مین نکلوادیا تھا اُس مصیبت زدہ نے ایک دھوبی کے گھر پناہ لی۔ وہان یہ لڑکی پیدا ہوئی سات برس کے بعد بیگم نے انتقال فرمایا۔ اور دھوبی نے چونکہ لاولد تھا۔ اس لڑکی کو مثل اولاد پرورش کیا۔ جب یہ بڑی ہوگئی۔ اور حسن وجمال کا شہرہ دور دور پہنچا۔ تو حرم شاہی مین داخل ہوئی۔ چونکہ یہ بادشاہ حاکم اسلام اور نائب رسول اللہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو اس گناہ سے محفوظ رکھا اگر بادشاہ کو کچھ شک ہو۔ تو دھوبی کو بلواکر پوچھ لے۔ کیونکہ مرتے وقت بیگم نے اپنی سرگذشت دھوبی سے بیان کردی تھی۔ قلندر صاحب یہ قصہ پڑھکر بہت خوش ہوے۔ اگلے روز بادشاہ کے حضور مین سب حال بیان کیا۔ بادشاہ نے دھوبی کو طلب کیا۔ اُس نے بھی تصدیق کی۔ اس وقت تمام علما کو رہائی ملی۔ اور جان مین جان آئی قلندر صاحب بھی اپنے مکان پر واپس آئے اور آتے ہی کتب خانہ دریابرد کردیا۔ پھر اُن مجذوب کی تلاش مین نکلے تیسرے روز ملاقات ہوئی قلندر صاحب نے بیعت کی درخواست کی۔ اُنہون

Marfat.com

نے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھ کو یہ طاقت نہیں کہ تم کو تعلیم کروں ۔لیکن تم کو تمہارے پیرومرشد کے پاس پہنچا دیتا ہوں یہ کہہ کر حضرت قلندر صاحب کا ہاتھ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں دیدیا۔حضرت علی مرتضیٰؑ نے تعلیم فرمایا اسی دم مجذوب ہوگئے۔اور بوعلی قلندر ان کا لقب ہوا ورنہ اصلی نام شرف الدین تھا پس قلندر صاحب کا مرشد سوائے حضرت علی مرتضیٰؑ کے اور کوئی نہیں اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے بعض بزرگوں کو اسی طور سے فیض ہوا ہے۔چنانچہ حضرت ابوالحسن خرقانی کو بایزید بسطامی سے فیض ہوا۔حالانکہ ان کے انتقال کو سو برس گذر چکے تھے۔

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار تین جگہ مشہور ہے۔پانی پت۔کرنال اور بڈھا کھیڑا۔نہیں معلوم کہ حقیقت حال کیا ہے۔اس وقت ارشاد ہوا کہ ارباب صفا ہر جگہ سے فیض اٹھا سکتے ہیں۔لیکن حضرت کے مزار شریف کی یہ کیفیت ہے۔کہ حضرت مبارز خان صاحب کی وفات کے بعد اپنے استاد حضرت حافظ سراج الدین مکی کو وصیت کی کہ جب فقیر کا انتقال ہو جائے تو اس فرزند کے پائیں مزار دفن کرنا چند روز کے بعد آپ کی طبیعت ایسی اچاٹ ہوئی کہ کرنال کو تشریف لے گئے۔اور ایک گوشہ صحرا میں درخت کی شاخ پکڑ کے شغل ہوائی شروع کیا اسی حالت میں کھڑے کھڑے آپ نے انتقال فرمایا۔جب لوگوں کو معلوم ہوا۔تو آپ کو کرنال ہی میں دفن کردیا۔بوقت شب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراج الدین مکی کو جو قلندر صاحب کے استاد تھے ارشاد فرمایا کہ شرف الدین نے بمقام کرنال انتقال کیا ہے۔تم جاؤ۔اور یہاں لاکر دفن کرو۔ ارشاد کئے اور چاہا کہ قلندر صاحب کی نعش کو پانی پت لے آویں مگر اہل کرنال مانع ہوئے بہت کچھ شور و فساد برپا ہوا آخر میاں سراج الدین صاحب ایک مصنوعی جنازہ بنا کر اس میں قلندر صاحب کے مزار کی ایک اینٹ رکھ کے بیچ لے اور چپال

Marfat.com

گیا کہ اگر کامل ہیں تو خود اس جنازہ میں آجاینگے۔ جب قریب پانی پت کے پہنچے ایک امیر بغرض سیر کو نکلا تھا۔ اُس نے پوچھا کہ یہ جنازہ کس کا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت قلندر صاحب کا جنازہ ہے۔ اُس نے زیارت کی تمنا کی اور چادر اُٹھاکر روئے مبارک دیکھا تو فی الحقیقت آپ کا جسم موجود تھا۔ تب لوگون نے یہان لاکر حسب وصیت آپکو دفن کیا ایک روز کسی صاحب نے عرض کیا کہ بعض بزرگون نے کہا ہے کہ ایک فقیر دوسرے سے نعمت باطنی چھین سکتا ہے۔ اس کے کیا معنی ہین۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ البتہ مراتب کم ہوجاتے ہین لیکن قرب یا جوبات کسب سے حاصل ہوئی ہو اس کو کوئی نہین چھین سکتا۔ ہم نے سورۂ الحمد و قل ہو اللہ پڑھی ہے۔ اور ہم کو یاد ہے۔ بھلا کوئی چھین تو لے بلکہ فسق و فجور سے بھی اس کو زوال نہین۔ پھر عرض کیا گیا کہ بعض آدمی کہتے ہین کہ حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت بوعلی قلندر نے سلب کرلی تھی اس کی کیا اصل ہے۔ ارشاد ہوا کہ یہ بات غلط ہے۔ حضرت نظام الدین بھی بڑے صاحب کمال تھے بہ مرتبہ معشوقی ہین تھے۔ اور قلندر صاحب مرتبہ عاشقی ہین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت امیر خسرو صاحب قلندر صاحب کی خدمت مین آئے قلندر صاحب نے فرمایا کہ کچھ پڑھو چنانچہ امیر خسرو صاحب نے اپنا کلام پڑھا۔ پھر قلندر صاحب نے اپنی ایک غزل پڑھی۔ تو امیر خسرو رونے لگے قلندر صاحب نے پوچھا کہ تم ہمارا کلام سمجھ گئے جو روتے ہو۔ انہون نے عرض کیا کہ حضرت اسی لئے روتا ہون کہ کچھ سمجھ مین نہین آیا اس پر حضرت قلندر صاحب بہت خوش ہوئے فرمایا کہ لو مین کچھ دیتا ہون۔ جب دینا چاہا۔ تو دو ہاتھ غیب سے پیدا ہوئے۔ اور اس فیضان کو لے گئے۔ یہی معاملہ دو یا تین بار واقع ہوا۔ آخر قلندر صاحب نے فرمایا۔ کہ تمہارے مقسوم کی نہ تھی۔ جب امیر خسرو حضرت نظام الدین کی خدمت مین حاضر ہوئے تو فرمایا۔ کہ تم کو قلندر صاحب آپ جیسا بنانا چاہتے تھے لیکن تم متحمل نہ ہوسکتے اسواسطے اس فیض کو ہم نے لے لیا تھا۔ اور بعد موت کے تم کو دیا جاویگا۔ اس کے بعد جناب قبلہ نے فرمایا کہ بزرگان کامل طالب صادق کے لئے مثل حکیم ہوتے ہین اور اس

Marfat.com

کی ہمت و حوصلہ اور استعداد و قابلیت کو خوب تشخیص کر لیتے ہین۔ اور جیسا مناسب حال ہوتا ہے تعلیم کرتے ہین۔ مثلاً خوشبودار پھول سب کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور سب اس کے طالب ہوتے ہین۔ لیکن کسی کے دماغ کو بوے گل فرحت و انبساط بخشتی ہے اور کوئی متحمل نہین ہو سکتا۔ اس کو نزلہ و زکام و درد سر پیدا کرتی ہے۔ اور جو کمال وہبی ہوتا ہے وہ کسبی سے افضل ہے اور کمال وہبی کے واسطے کچھ حاجت مجاہدہ وغیرہ کی نہین ہے۔ لیکن جو کمال کسبی کسی صاحب کمال سے پہنچے۔ وہ بھی مثل وہبی ہو جاتا ہے۔

ایک روز کسی صاحب نے عرض کیا کہ فقراے ہنود مثل بزرگان اسلام کے فیض رسانی کر سکتے ہین۔ یا نہین ارشاد ہوا۔ کہ ہان کر سکتے ہین اور جیسے کہ لطایف ستہ صوفیہ اسلام مین متعارف ہین۔ ایسے ہی فقراے ہنود مین بھی ہین اور ہر ایک لطیفہ کا ہندی نام زبان مبارک سے لیا پھر فرمایا کہ میان دونو مین فرق صرف تحفظ مراتب کا ہے جیسے آب پاک و پیشاب کہ عکس آفتاب دونو مین مساوی ہے۔ اور دیکھنے مین دونو یکسان نظر آتے ہین مگر ایک مین بدبو ہوتی ہے اور ایک مین نہین **ایک روز** کسی شخص نے سوال کیا۔ کہ حضرت قلندر صاحب اور مخدوم علی احمد صاحب صابر رحمۃ اللہ علیہم کا کیا حال تھا ارشاد ہوا کہ میان ایک صاحب تو سیر جہان مین تھے اور دوسرے سیر جان ہین۔ اور دونو حضرت دریاے حیرت مین مستغرق تھے مراتب کی طرف تو سب دوڑتے ہین لیکن اجاڑ گانو اور بیابان لق و دق مین کس کی شامت آئی ہے جو جائے۔ اور اپنے آپ کو ہلاک کرے۔ بھلا توحید کے دریاے بے پایان و ناپید اکنار مین کون ورق چلا سکتا ہے۔ اہل اسلام کا تو یہان گذارہ ہی دشوار ہے۔

چه شبها نشستم درین دیر گم	تحیر گرفت آستینم که قم
بترسد خرد مشد ازین بحر ناپیدا	هر دو کس نه درست کشتی
درین ورطه کشتی فرو شد هزار	که پیدا نشد تخته بر کنار

جہان نہ منزل ہے نہ مقام نہ کچھ پتا نہ کوئی ٹھکانا وہان آدمی جا کے تو کہان جائے جس بحر زخار مین نہ ساحل نہ منارہ نہ بانس لگے نہ بلی۔ اس سے مجبور ہو تو کیونکر

Marfat.com

ہو البتہ کوئی مرد مردانہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ نامرادی کا لنگر باندھ کر اس محیط اعظم مین کود پڑے
اور یہ بات شیطان ہی پر ختم ہے ✦

	نامرادی را کنی گر توشۂ	فارغ آئی از غم و اندیشۂ	
	راہ را اینجا در ناکامی است	کام نیک مرد در بدنامی است	

شیطان نے بھی سمجھ لیا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا۔ وہ تو ہو ہی لیا اب کیون کسر باقی رکھین اور
کس لیے فکر و تردد کرین (ع اب کیا رہا ہے جس پہ رقیبون کا ڈر کرین۔ مگر ہم لوگون
کی یہ کیفیت ہے کہ خوف و رجا کے مارے مرے جاتے ہین یہ بات خیال مین نہین جمتی
کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہمارے واسطے بھی ہو چکا ہے۔ پھر حسرت و آرزو بے سود۔ اور
بیم و رجا عبث اگر انسان غور کرے تو اہل مدارج و مراتب کیا اور ناکام و نامراد کیا سب کا
مبدا و معاد ایک ہے ؎ آن وطن مصر و عراق و شام نیست ✦ آن وطن شہریست کانرا
نام نیست۔ اس وقت ایک نقل یاد آئی امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ان کے بھائی
احمد غزالی نماز نہین پڑھا کرتے تھے ایک دن امام صاحب نے اپنی والدہ ماجدہ کے سامنے
بھائی کی شکایت کی انہون نے احمد غزالی کو بلا کر سمجھایا کہ اپنے برادر کا اقتدا کرو کہا کہ
بہت خوب۔ چنانچہ صبح کی نماز مین شامل جا ہوئے۔ مگر ایک رکعت کے بعد نیت
توڑ الگ ہو بیٹھے۔ بعد نماز لوگون نے چرچا کیا کہ یہ بھی کیا آدمی ہین یا تو نماز ہی نہ پڑھتے تھے
اور جو پڑھی تو ایک رکعت۔ امام صاحب کو بہت رنج ہوا۔ والدہ سے کیفیت واقعہ عرض کی
اُنہون نے احمد غزالی سے جواب طلب کیا کہا کہ جب تک بھائی صاحب نماز مین
مشغول تھے مین اُن کے پیچھے رہا۔ جب یہ حیض و نفاس کے مسائل مین مصروف
ہو گئے۔ مین بھی نیت توڑ کے الگ ہو گیا۔ والدہ نے سنکر فرمایا کہ تم دونو
نالائق ہو کام کا ایک بھی نہ ہوا۔ وہ حیض و نفاس مین گیا اور تو اس کے پیچھے
ہو لیا رجوع الی اللہ نہ تو ہوا نہ وہ نماز خدا کی پڑھنا تھا یا اس کے دل کی
ایک روز کسی صاحب نے جناب و قبلہ کی خدمت مین عرض کیا کہ مین نے
سنا ہے کہ مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر استغراق تھا کہ اُن کو

Marfat.com

دن رات ہوش نہین ہوتا تھا۔ مگر خادم بوقتِ نماز حق حق کان ہین کہتے تھے۔ تو آپ گھبراکر آنکھین کھول دیتے۔ اور فرماتے کہ کیا قیامت قائم ہوگئی۔ اور اس وقت ریش مبارک کے بال سفید ہوجاتے تھے۔ تب خادم عرض کرتے کہ حضرت قیامت نہین نماز کا وقت آگیا۔ یہ سُنکر حالت اصلی پر آجاتے۔ یہہ کیا بات تھی جناب وقبلہ نے فرمایا کہ تصفیۂ ماسوے اللہ سے پہلے استغراق وارد ہوگیا تھا۔ ورنہ قیامت بھی یاد نہ رہتی۔

ایک روز محمد احسان اللہ صاحب برادر مولوی فتح محمد مرحوم بھی حاضر تھے کسی نے عرض کیا کہ میان احسان اللہ مثنوی معنوی خوب پڑہتے ہین اُس وقت ارشاد ہوا کہ اچھا حکایت شبان پڑھو۔ حکایت حفظ شروع ہوئی۔ اور جناب وقبلہ کے چہرہ مبارک کا رنگ سُرخ اور آنکھین مثل شمع روشن ہوگئین۔ آنسو ٹپ ٹپ مینہہ کی طرح برسنے لگے۔ تمام مجلس کی یہ حالت تھی کہ ایک کی دوسرے کو خبر نہ رہی ایک عجیب وغریب کیفیت طاری تھی کہ بیان مین نہین آسکتی۔ اٹھارہ برس کے عرصہ مین صرف اس روز حضرت کو روتے ہوے دیکھا۔ جناب وقبلہ بھی کبھی کبھی اس حکایت کے اشعار پڑھا کرتے تھے وہ اشعار یہ ہین

دید موسی یک شبانی را براہ	کو ہمیگفت ای خدا و اے الہ	تو کجائی تا شوم من چاکرت
چارقت دوزم کنم شانہ سرت	ای خدای من فدایت جان من	جامہ و زندان شخان و مان من
تو کجائی تا سرت شانہ کنم	چارقت را دوزم و بخیہ زنم	جامہ ات دوزم شپشہایت کشم
شیر پیشت آورم ای محتشم	ور ترا بیمارے آید بہ پیش	من ترا غمخوار [illegible]
دستکت بوسم بمالم پایکت	وقت خواب آید بروبم جایکت	گریہ [illegible]
روغن و شیرت بیارم صبح و شام	ہم پنیرو ناتہاے روغنین	خمرہا خیرات بادے تا زمین
سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام	از من آوردن ز تو خوردن طعام	اے فدائے تو ہمہ بزہاے من
ای بیادت ہی ہی و ہیہای من	این نمط بیہودہ میگفت آن شبان	گفت موسی با کہ [illegible]

Marfat.com

گفت با آنکس که ما را آفرید — این زمین و چرخ ازو آمد پدید — گفت موسی های خیره سر شدی
خود مسلمان ناشده کافر شدی — اینچه ژاژست اینچه کفرست و فشار — پنبه اندر دهان خود فشار
گند کفر تو جهان را گنده کرد — کفر تو دیبای دین را ژنده کرد — چارق و پاتابه لائق مر تراست
آفتابی را چنین هاکی رواست — گر نه بندی زین سخن تو حلق را — آتشی آید بسوزد خلق را
آتشی گر نامده است این دود چیست — جان سیه گشته روان مردود چیست — گر همیدانی که یزدان داورست
ژاژ گستاخی ترا چون باورست — دوستی بیخرد چون دشمنی ست — حقتعالی زین چنین خدمت غنی است
با کسی گوئی تو این با عم و خال — جسم و حاجت در صفات ذوالجلال — شیر او نوشد که در نشو و نماست
چارق او پوشد که او محتاج پاست — گفت ای موسی دهانم دوختی — در پشیمانی تو جانم سوختی
جامه را بدرید و آهی کرد تفت — سر نهاد اندر بیابانی و رفت — وحی آمد سوی موسی از خدا
بندهٔ ما را ز ما کردی جدا — تو برای وصل کردن آمدی — نی برای فصل کردن آمدی
تا توانی پا منه اندر فراق — ابغض الاشیاء عندی الطلاق — هر کسی را سیرتی بنهاده ام
هر کسی را اصطلاحی داده ام — در حق او مدح در حق تو ذم — در حق او شهد در حق تو سم
در حق او نور در حق تو نار — در حق او ورد در حق تو خار — ما بری از پاک و ناپاکی همه
وز گران جانی و چالاکی همه — من نکردم خلق تا سودی کنم — بلکه تا بر بندگان جودی کنم
هندیان را اصطلاح هند مدح — سندیان را اصطلاح سند مدح — من نگردم پاک از تسبیحشان
پاک هم ایشان شوند و درفشان — ما برون را ننگریم و قال را — ما درون را بنگریم و حال را
ناظر قلبیم اگر خاشع بود — گرچه گفت لفظ نا خاضع بود — موسیا آداب دانان دیگرند
سوخته جان و روانان دیگرند — عاشقان را هر نفس سوزیدنی است — برده ویران خراج و عشر نیست
گر خطا گوید ورا خاطی مگو — گر شود پرخون شهید او را مشو — خون شهیدان را ز آب اولی ترست
این خطا از صد صواب اولی ترست — در درون کعبه رسم قبله نیست — چه غم ار غواص را پاچیله نیست
تو ز سرمستان قلاوزی مجو — جامه چاکان را چه فرمائی رفو — ملت عشق از همه دینها جداست
عاشقان را مذهب و ملت خداست — بعد ازان در سر موسی حق نهفت — رازهائی کان نمی آید بگفت
بر دل موسی سخنها ریختند — دیدن و گفتن بهم آمیختند — چند بیخود گشت و چند آمد بخود

Marfat.com

چند پرید از ازل سوی ابد
گر بگویم عقلها را برکند
تا قیامت باشد آن بس مختصر
چونکه موسی این عتاب از حق شنید
گرد از پرده بیابان برفشاند
یک قدم چون رخ ز بالا تا نشیب
گاه چون ماهی روانه بر شکم
گاه حیران ایستاده گه دوان
گفت مژده ده که دستوری رسید
کفر تو دین است و دینت نور جان
بے محابا رو زبان را برگشا
من ز سدره منتهی بگذشته ام
گنبدی گردان ز گردون برگذشت

بعد ازان گر شرح گویم ابلهیست
ور نویسم بس قلمها بشکند
لاجرم کوتاه کردم من زبان
در بیابان در پی چوپان دوید
گام پائے مردم شوریده خود
یک قدم چون پیل رفته بر اریب
گاه بر خاکے نوشته حال خود
گاه غلطان همچو گوئی از صولجان
هیچ آدابے و ترتیبے مجو
ایمنی از تو جهانے در امان
گفت ای موسی ازان بگذشته ام
صد هزاران ساله زانسو گشته ام
محرم ناسوت بالاهوت باد

زانکه شرح این ورای آگهیست
ور بگویم شرحهائے معتبر
گر تو خواهی از درون خود بخوان
بر نشان پای آن سرگشته راند
هم ز گامی دیگران پیدا بود
گاه چون موجی برافرازان علم
همچو رملے که رملے بر زند
عاقبت دریافت او را و بدید
هرچه میخواهد دل تنگت بگو
اے معاف یفعل الله ما یشاء
من کنون در خون دل آغشته ام
تازیانه بر زدی اسپم بگشت
آفرین بر دست و بر بازوت باد

حال من اکنون از گفتن ست	اینچه میگویم نہ احوال من است

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک بادشاہ نے نقالوں سے کہا کہ شیر کی نقل لاؤ مگر دن میں انہوں نے عذر کیا کہ دن میں راز کھلتا ہے۔ حکم دیا۔ کہ اگر نقل مطابق اصل نہ لائے تو تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا۔ وہ لوگ بہت گھبرائے کہ اب کیا کریں۔ اور دن میں نقل کس طرح بنائیں۔ جب بہت متردد ہوئے تو ڈھولک بجانے والا جس کے سر پر تان ٹوٹا کرتی تھی بولا کہ میاں گھبراتے کیا ہو (شب درمیان ست ترس از بلا) کل کی بات کل دیکھی جائے گی۔ [illegible] محل شاہی میں طلب ہوئے۔ باہم صلاح کی۔ ڈھولک نواز نے کہا کہ مجھ پر چادر ڈال دو۔ چادر ڈال دی۔ اللہ اکبر کا نعرہ مار کر چادر تن سے ایک کھری شیر بن کر اس طرح گونجتا ہوا نکلا جیسے بن کے اندر رہتے

Marfat.com

اصلی شیر برآمد ہوتا ہے۔ تمام محفل تھراگئی۔ شیر نے اطراف محفل مین گشت لگایا جب بادشاہ کے روبرو پہنچا۔ تو شہزادہ جو بادشاہ کی گود مین بیٹھا تھا۔ اُس کے ایسے طپانچہ مارا۔ کہ فورًا مرگیا۔ بادشاہ نہایت بے قرار و مضطرب ہوا وزیر نے کہا۔ کہ حضور گھبرائے نہین۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان مین کوئی کامل ہے۔ آپ ان کو حکم دیجیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نقل لاؤ۔ نقالون سے کہا گیا۔ ڈھولک والے نے کہا کہ حضرت عیسٰی کی نقل فلان مقام پر حضرت شمس تبریز ہین۔ وہ لائین گے۔ اور یہ بات کہہ کر غائب ہوگیا۔ بہت سے خوش آواز گانے والے حضرت شمس تبریز کے پاس بھیجے گئے چونکہ وہ الحان کو پسند کرتے تھے۔ سنتے ہوئے بادشاہی محفل تک چلے آئے۔ یہان نقل عیسے کی درخواست کی گئی۔ کہا کہ اچھا۔ تین بار فرمایا قُم باذن اللہ۔ مگر لڑکے نے جنبش نہ کی آخر غصہ مین آکر ایک ٹھوکر ماری۔ اور کہا کہ قم باذنی شہزادہ اُسی دم زندہ ہوگیا۔ ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ ، تیر جستہ باز گرداند ز راہ

جب علماء کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو بجرم تکفیر فقیر کو تعزیر دی

ایک روز حاضر خدمت ہوا۔ اس وقت جناب قبلہ نے پیر چنگی کی حکایت کے یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

این شنیدستی کہ در عہد عمر ، بود چنگی مطربے با کر و فر
بلبل از آواز او بیخود شدے ، یک طرب ز آواز خوبش صد شدے
مجلس و مجمع دمش آراستے ، وز نوائے او قیامت خاستے
ہمچو اسرافیل کآوازش بفن ، مردگان را جان در آرد در بدن
ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا ، مردہ را زایشان حیات ست و نما
جانہائے مردہ اندر گور تن ، بر جہد ز آوازشان اندر کفن
گوید این آواز زآواہا جدا ست ، زندہ کردن کار آواز خدا ست
ما بمردیم و بکلی کاستیم ، بانگ حق آمد ہمہ بر خاستیم
بانگِ حق اندر حجاب و بے حجیب ، آن دہد کو داد مریم از جیب

Marfat.com

ای فناتان نیست کرده زیر پوست — باز گردید از عدم ز آواز دوست
مطلق آن آواز خود از شه بود — گرچه از حلقوم عبدالله بود
گفت او را من زبان و چشم تو — من حواس و من رضا و خشم تو
رو که بی یسمع و بی یبصر توئی — سر توئی چه جای صاحب سر توئی
مطربی کز وی جهان شد پر طرب — رسته ز آوازش خیالات عجب
از نوایش مرغ دل پران شدی — وز صدایش هوش جان حیران شدی
چون بر آمد روزگار و پیر شد — باز جانش از عجز پشه گیر شد
پشت او خم گشت همچون پشت خم — ابروان بر چشم همچون پاردم
گشت آواز لطیف جانفزاش — ناخوش و مکروه و زشت و دلخراش
چونکه مطرب پیرتر گشت و ضعیف — شد زبی کسبی رهین یک رغیف
گفت عمر و مهلتم دادی بسی — لطفها کردی خدایا با خسی
معصیت ورزیده‌ام هفتاد سال — باز نگرفتی ز من روزی نوال
نیست کسب امروز مهمان توام — چنگ بهر تو زنم کان توام
چنگ را بر داشت شد الله جو — سوی گورستان یثرب آه گو
گفت خواهم از حق ابریشم بها — کو به نیکوئی پذیرد قلبها
چنگ زد بسیار و گریان سر نهاد — چنگ بالین کرد و بر گوری فتاد
خواب بردش مرغ جان از حبس رست — چنگ و چنگی را رها کرد و بجست
گشت آزاد از تن و رنج جهان — در جهان ساده و صحرای جان
آن زمان حق بر عمر خوابی گماشت — تا که خویش از خواب نتوانست داشت
در عجب افتاد کاین معهود نیست — این زغیب افتاد بی مقصود نیست
سر نهاد و خواب بردش خواب دید — کامدش از حق ندا جانش شنید
این ندا که اصل هر بانگ و نواست — خود ندا آنست و این باقی صداست
ترک و کرد و پارسی گو و عرب — فهم کرده آن ندا بی گوش و لب
خود چه جا ترک و تاجیک است و زنگ — فهم کردست این ندا را چوب و سنگ
بانگ آمد مر عمر را کای عمر — بندهٔ ما را ز حاجت باز خر
بندهٔ داریم خاص و محترم — سوی گورستان تو رنجه کن قدم
ای عمر بر جه ز بیت المال عام — هفتصد دینار در کف نه تمام
پیش او بر کای تو ما را اختیار — این قدر بستان کنون معذور دار
اینقدر از بهر ابریشم بها — خرج کن چون خرج شد اینجا بیا
پس عمر زان هیبت آواز جست — تا میان را بهر این خدمت ببست
سوی گورستان عمر بنهاد رو — در بغل همیان دوان در جستجو
گرد گورستان دوان شد او بسی

Marfat.com

غیر آن پیر او ندید آنجا کسی
گفت این نبود دگر باره دوید
مانده گشت و غیر آن پیر او ندید
گفت حق فرمود ما را بنده ایست
صافی و شایسته و فرخنده ایست
پیر چنگی کی بود خاص خدا
حبذا ای سر پنهان حبذا
بار دیگر گرد گورستان بگشت
همچو آن شیر شکاری گرد دشت
چون یقین گشتش که غیر پیر نیست
گفت در ظلمت دل روشن بسیست
آمد با صد ادب آنجا نشست
بر عمر عطسه فتاد و پیر جست
مر عمر را دید و ماند اندر شگفت
عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت
گفت در باطن خدایا از تو داد
محتسب بر پیرک چنگی فتاد
چون نظر اندر رخ آن پیر کرد
دید او را شرمسار و روی زرد
پس عمر گفتش مترس از من مرم
کت بشارتها ز حق آوردهام
چند یزدان مدحت خوی تو کرد
تا عمر را عاشق روی تو کرد
پیش من بنشین و مهجوری مساز
تا بگوشت گویم از اقبال راز
حق سلامت میکند می پرسدت
چونی از رنج و غمان بیحدت
یک قراضه چند ابریشم بها
خرج کن این را و باز اینجا بیا
پیر لرزان گشت چون این را شنید
دست میخایید و بر خود میطپید
بانگ میزد کای خدای بی نظیر
بسکه از شرم آب شد بیچاره پیر
چون بسی بگریست و از حد رفت درد
چنگ را زد بر زمین و خورد کرد
گفت ای بوده حجابم از اله
ای مرا تو راه زن از شاه راه
ای بخورده خون من هفتاد سال
ای ز تو رویم سیه پیش کمال
ای خدای با عطای باوفا
رحم کن بر عمر رفته بر جفا
داد حق عمری که هر روزی از آن
کس نداند قیمت آن در جهان
خرج کردم عمر خود را دم بدم
در دمیدم جمله را در زیر و بم
آه کز یاد ره و پرده عراق (نام آواز)
رفت از یادم دم تلخ فراق
وای کز تری زیر افگند خورد
خشک شد کشت دل من دل بمرد
وای کز آواز این بیست و چهار
کاروان بگذشت و بیگه شد نهار
ای خدا فریاد ازین فریاد خواه
داد خواهم نی ز کس زین داد خواه
داد کس چون من ندادم در جهان
عمر شد هفتاد سال از من جهان
داد خود از کس نیابم جز مگر
زانکه هست از من بمن نزدیکتر
کین منی از وی رسد دم دم مرا
پس ورا بینم چو این شد کم مرا
همچو آن کو با تو باشد از سمر
سوی او داری نه سوی خود نظر
هم چنین در گریه و در ناله او
می شمردی جرم چندین ساله او

Marfat.com

پس عمر گفتش کہ زاری تو	ہست ہم آثار ہوشیاری تو	بعد ازان او را ازان حالت براند
ز اعتذارش گو استغراق خواند	ہست ہشیاری زیاد ما مضی	ماضی و مستقبلت پردہ خدا
چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد	جان پیر از اندرون بیدار شد	ہمچو جان بی گریہ و بی خندہ شد
جانش رفت و جان دیگر زندہ شد	حیرتے آمد درونش آن زمان	کہ برون شد از زمین و آسمان
جستجوی ماورائے جستجو	من نمیدانم تو میدانی بگو	حال و قالے از ورائے حال و قال
غرق گشتہ در جمال ذو الجلال	چونکہ قصہ حال پیر اینجا رسید	پیر جانش روے در دریا کشید

پیر دامن را ز گفت و گو فشاند | نیم گفتہ در دہان او بماند

ایک روز کسی صاحب نے شکایت کی کہ حضرت دیکھیے مینے فلان شخص پر کس قدر احسان کیے ہین۔ اب وہ میری ہی جان کا لاگو ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے حجاج یوسف ایک دن شکار کو گیا راہ مین پیاس کی شدت ہوئی۔ ایک غریب بڑھیا نے خوب سرد پانی پلایا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ میرے دربار مین آ۔ تجھکو ایسا انعام دونگا کہ آجتک کسی نے نہ دیا ہوگا۔ بڑھیا بیچاری دوڑی آئی کہ دیکھیے کیا کچھ دیگا۔ جب دربار مین حاضر ہوئی تو حجاج بولا کہ دنیوی اشیا مین سے اگر کوئی شے تجھکو دون تو اس کو قیام نہین اس لئے جی یون چاہتا ہے کہ تجھکو اپنے ہاتھ سے جام شہادت پلاؤن۔ یہ سنکر بڑھیا کے ہوش اڑ گئے بولی کہ کیا دنیا مین نیکی کا بدلا بدی ہے۔ اس نے کہا نہین مین تو ایک پیالہ پانی کے عوض تجھکو جام شہادت پلاتا ہون اور تو ہمیشہ بہشت کے اندر حوض کوثر سے سیراب رہیگی بھلا اس سے بڑھکر انعام کیا ہو سکتا ہے۔ غرض تلوار کھینچ کر بڑھیا کا سر اڑا دیا +

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ میان مردان شاہ صاحب سے ایک بار ہم نے پوچھا کہ میان صاحب کیا فقیری اسی کا نام ہے کہ مرید ہو کر رنگین کپڑے پہن [illegible] تسبیح پڑھ لی اور ڈھولک کی گت پر ناچ لیے۔ باپ دادا و [illegible] ایک جاٹ کسی گرو کا چیلہ تھا۔ جاڑے کے موسم مین گرو کی زیارت کو گیا وہان کچڑی کھانے کو ملی اور ایک عمدہ لحاف اوڑھنے کو رات بھر خوب چین سے پانو پھیلا کر سویا۔

Marfat.com

صبح کو اٹھا تو گروجی سے عرض کیا سے کھانیکو کھچڑی اوڑھنے کو سوڑ۔ گروجی مکت یہی ہے یا اور کچھ اور
یعنی اگر یہی ہے تو بس حاصل ہوگئی اور اگر کچھ اور ہے تو اس کی تعلیم فرمائیے سو حضرت اگر فقیری یہی ہے جو مین
نے بیان کی تو کچھ بڑی بات نہین صرف ایک پیسہ کا گیرو خرچ ہوتا ہے لیکن یہ گیرو کا نسخہ شاید
متقدمین کے زمانہ مین ایجاد نہ ہوا ہوگا۔ ورنہ کیون طلب تلاش مین عمر کھوتے اور دنیا کی خاک
چھانتے۔ یہ بات سنکر شاہ مردان تو خموش ہو رہے کچھ جواب ندیا مگر انکے پیر و مرشد میان غلام علی شاہ
صاحب خفا ہوگئے اور بولے کہ واہ صاحب تم فقیرونکا خاکا اڑاتے ہو۔ اور ہمیر ہنستے ہو مردان شاہ
نے انسے کہا کہ حضرت خفگی تو دوسری بات ہے ورنہ انصاف شرط ہے جو کچھ میان صاحب نے
فرمایا۔ اس زمانہ کی فقیری کا تو بے شک یہی حال ہے۔ **ایک روز** خدمت مبارک مین
ایک بزرگ تشریف لائے تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگے کہ حضرت مین تو آپ کی بڑی
تعریف سنکر آیا تھا۔ لیکن آپ تو بالکل خالی ہین۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ صاحب ہمین تو
آجتک یہہ بھی معلوم نہ ہوا کہ ہم خالی ہین یا بھرے۔ بہت سے فقرا سے ملے اکثر بزرگون
کی خدمت مین گئے کسی نے یہ پتانہ دیا۔ بارے الحمدللہ کہ آپ کی زبان سے یہ عقدہ
حل ہوگیا۔ اتنی بات کہہ سنکر وہ بزرگ صاحب قلندر صاحب کے مزار پر فاتحہ خوانی
کے لئے گئے وہان سے روتے پیٹتے ہوئے بھاگے آئے اور جناب قبلہ کے
قدمون مین سر رکھدیا اور عذر و معذرت کرنے لگے کہ اے خدا میرا قصور معاف
فرمائیے مجکو یہ حال معلوم نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا صاحب وہ بھی تمہارا ہی گمان تھا اور
یہ بھی تمہارا خیال ہے۔ ہم تو جیسے جب تھے ویسے ہی اب ہین نہ آپ کے اقرار سے کچھ
بیشی ہوئی نہ انکار سے کچھ کمی ہمارا قصور تو آپ نے کچھ کیا نہین جس کی معافی واجب ہو
ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ راجہ رنجیت سنگھ کے عہد مین کشمیر کے اندر ایک مجذوب تھے
کباب دہی نہایت رغبت سے کھایا کرتے تھے۔ ایک شخص ان کے واسطے کباب دہی
لایا انہون نے کھایا اور کہنے لگے کہ کیا خوب کباب اور کیا خوب دہی ہے یہی کہتے کہتے
دہی لانیوالے کا قلب مثل آئینہ ہوگیا کہ سات سو کوس کا حال اس کو نظر آنے لگا۔ پھر وہ شخص
مرغزار کشمیر مین جا بیٹھا بیس برس تک یہی کیفیت رہی مگر ایک دن مثل شمع گل ہوگئی

Marfat.com

اور جیسا تھا ویسا ہی رہ گیا۔ اس کے غم و الم میں وہ شخص جا بجا پھرتا رہا۔ سبحان شاہ کے پاس بھی آیا تھا۔ انہوں نے سُنکر فرمایا کہ بھائی یہ بات تو ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں تم سلیمان شاہ صاحب کی خدمت میں جاؤ۔ اِس زمانہ کے مشہور و معروف بزرگ ہیں۔ غرض اُن کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میاں جو بات تو بیان کرتا ہے خود ہم پر بھی نہیں گذری۔ بھلا ہم کیا تعلیم کریں۔ ہمارا طریقہ تو یہی ذکر اور اذکار ہے۔ وہ شخص شاہ صاحب کا مرید ہو گیا۔ ایک بار ہم سے بھی ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ سلیمان شاہ صاحب کا میں مرید ہو گیا ہوں لیکن جو بات پہلے تھی اب خواب میں بھی نہیں۔ اور وہ مجذوب پھر کہیں نہ ملے۔ شاید ان کا انتقال ہو گیا۔ راقم نے عرض کیا کہ حضرت اس کے بعد یہ بات جاتی کیوں رہی۔ جناب و قبلہ نے فرمایا کہ بلا جد و جہد اُس کو مل گئی تھی اگر چند روز ان بزرگ کی خدمت میں رہتا تو قیام و ثبات اس حالت کو ہوتا اور وہ شخص کامل اور اکمل تھا۔ جس کی ایک نظر میں یہ بات پیدا ہو گئی تھی لیکن یہ اپنے خیال میں کامل ہو گیا تھا کہ خدمت میں رہنا اختیار نہ کیا۔ اور وہ بات قائم نہ رہی چراغ کے گل ہو جانے سے جیسا اندھیرا ہو گیا۔ ایک روز پرشادگر کا ذکر آیا جو نقل روح کرتے تھے۔ ارشاد ہوا کہ ایک فقیر پہاڑ میں رہتے تھے ان کے تصرف سے پرشادگر کو یہ بات حاصل ہو گئی تھی [illegible] چھ سات روز کچھ ریاضت پرشادگر نے کی تھی۔ وہ فقیر صاحب کمال تھا۔ مگر پرشادگر میں اتنی تاب و طاقت نہ تھی کہ اور کو بھی ایسا کر دیتا۔ ہم نے جو اس بات کو سنا [illegible] ایسا معلوم ہوا۔ کہ جس روح کی نسبت قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ فرمایا ہے [illegible] و انتقال تو کیا اگر اس کو دیکھتا بھی تو ہوش بجا نہ رہتے ہاں عالم مثال کی [illegible] ہے) اس کا یہ حال ہوگا۔ پرشادگر نے ہم سے بھی کہا تھا کہ تم [illegible] صاحب کے پاس چلو مگر ہمارا جانا نہ ہوا۔

ایک روز کتاب تحفۃ الہند کا ذکر آیا۔ جو مولوی عبید اللہ [illegible] میں تصنیف کی ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہم نے بھی دیکھی ہے اس قسم کی کتاب اگر خواجہ معین الدین چشتی یا اور بزرگ جو صاحب طاقت گذرے ہیں لکھتے تو زیبا تھا

Marfat.com

مولوی صاحب نے جو اوناروں کے استدراج لکھے اور ان کار دکیا۔ تو کس برتے پر اگر مولوی صاحب کو اس قسم کی طاقت اُن سے بڑھکر ہوتی تورد لکھنے کا مضایقہ بھی نہ تھا۔ یہ قاعدہ ہے کہ انسان اپنی غلاظت پر نظر نہین کرتا۔ مگر دوسرے کی بُری معلوم ہوتی ہے جیسے اپنی آبدست تو بغیر نفرت لیتے ہین۔ مگر دوسرے کی آبدست سے گھن معلوم ہوتی ہے۔ ایک روز کسی شخص نے عدم حصول کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ واہ سبحان اللہ کے آمدی و کے پیر شدی۔ کل مرید ہوئے آج کامل ہونا چاہتے ہین ارے میان ۔ سالہا بردند مردان انتظار تا یکے را بار شد از صد ہزار ۔ ایک مدت دراز مین لاکھون کروڑون مین سے کوئی ایک اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ کچھ راہ فقر ہنسی کھیل نہین ہے۔

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش — زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل — شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہ ہا باید کہ تا یک نقطہ از پشت و رحم — صفدرے خیزد بمیدان یا عروس انجمن
سالہا باید کہ تا یک سنگ قابل ز آفتاب — لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک کودکے از فیض طبع — عالمی دانا شود یا شاعر شیرین سخن
عمرہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے — عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن
دورہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود — بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن
یا برو ہمچون زنان رنگ بازی پیشہ کن — یا بیا ہمچون سنائی گوئی در میدان بزن

ایک روز راقم حاضر خدمت مبارک تھا کہ ایک شخص نے قحط سالی کی شکایت کی۔ اور مستدعی ہوا کہ حضور دعا فرماوین تاکہ باران رحمت نازل ہو آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی جب حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نئی فقیری حاصل کرکے گھر مین تشریف لائے تو اتفاقاً قحط آگیا آپ نے ایک دیگ پلاؤ کی مسلمانون کے واسطے باورچی سے اور ایک دیگ موہن بھوگ کی ہندون کے واسطے برہمن سے پکوائی اور شہر مین منادی کرادی کہ تمام مسلمان اور ہنود آئین

Marfat.com

اور کہائین دیگون کا یہ حال تھا کہ جتنا کھانا دیگ مین سے نکالتے تھے
پھر اسی قدر زیادہ ہوجاتا تھا اور ہر دم گرما گرم تین دن تک یہی حال رہا۔
چوتھے روز الہام ہوا کہ عبد القدوس فقیری نوکر چکا مگر اب رزاقی مین بھی
قدم رکھنے لگا بھلا ہم پوچھتے ہین کہ تم کون ہو عرض کیا کہ تیرا بندہ۔ بھلا وہ
لوگ کون ہین کہا کہ تیرے بندے۔ حکم ہوا کہ پھر تو کون ہے دخل دینے والا۔
کیا ہم سے زیادہ حکمت والا یا ہم سے زیادہ مخلوق پر مہربان ہے۔ اس کے بعد
شاہ عبد القدوس نے توبہ کی اور وہ دیگین توڑ ڈالین۔ بس اس کی مخلوقات ہے
جس طرح چاہے رکھے۔ ہم سے زیادہ حکیم و رحیم ہے۔ جدھر رب اُدھر سب ؎
اس کی رضا پر چھوڑ دو پھر خدا جو ہو سو ہو

ایک روز کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور فلان حاکم بڑا ظلم کرتا ہے حضور دُعا فرمائین کہ اللہ تعالیٰ اس کے ظلم سے مخلوقات کو نجات دے۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی دو یار ہم سفر تھے ایک نے کہا کہ اگر خدا تعالےٰ مجھ کو سلطنت عطا فرماوے تو ایسا عدل و انصاف کرون اور جود و کرم کی داد دون کہ کبھی کسی نے سُنا بھی نہ ہو۔ دوسرا بولا کہ اگر مین بادشاہ ہو جاؤن تو ہر روز ایک آدمی کو قتل کیا کرون اور ایسے ایسے ظلم ایجاد کرون جو کسی کے خیال مین بھی نہ گذرے ہون۔ خدا کی قدرت کچھ مدت بعد وہ ظلم دوست آدمی صاحب تاج و تخت ہو گیا۔ اور اپنے ارادہ اور منشا کے موافق اس نے ایسے ظلم شروع کیے۔ کہ تمام ملک مین شور قیامت برپا ہو گیا۔ اتفاقاً وہ عدل پسند یار بھی وہان آ گیا۔ لوگون نے اس کے روبرو واویلا کی کہ صاحب بادشاہ تمہارا قدیم دوست ہے کچھ تم ہی سمجھاؤ کہ جو بیحد ستا رہا ہے اس نے تنہائی مین نصیحت کی کہ یار کچھ تو خدا سے ڈر کیون خلقت کو تباہ کرتا
جواب دیا اے احمق اگر اللہ تعالیٰ کو لوگون پر رحم کرنا منظور ہوتا تو مجکو دولت و سلطنت کیون دیتا تجھی کو بادشاہ نہ بناتا۔ کیا تجھ کو یاد نہین کہ مین نے اس سفر مین کیا کہا تھا ؎
چو خواہد کہ ویران کند عالمی ۔ نہد ملک در پنجۂ ظالمی ۔ غرض یہ ہے کہ عدل ہو یا ظلم سب تقدیر

Marfat.com

اُسی سے وابستہ ہیں پھر چون و چرا کیسی اور یہ عدل و ظلم بھی انسان کی نسبت سے متغیر ہیں ورنہ
در اصل نہ کوئی بات ظلم ہے نہ عدل ؎ کفر ہم نسبت بخالق حکمت است * چون بما نسبت
کنی کفر آفت است *

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مقام پر اژدہا سر راہ پڑا تھا۔ خوف کے مارے ادھر کا رستہ
مسدود ہو گیا اتفاقاً اس راہ سے ایک فقیر با تاثیر گذرا ہر چند لوگوں نے منع کیا۔ اور خوف
دلایا مگر اس نے کہا خیر جو پیش آویگا۔ دیکھا جائیگا جب پاس پہنچا تو اژدہا پھنکارا فقیر نے
کہا کہ بس خاموش فقیر تو چلدیا۔ مگر اژدہا خاموش رہ گیا کچھ مدت کے بعد جو فقیر واپس آیا تو
اس کا برا حال پایا سوائے استخوان و پوست کے کچھ باقی نہ تھا پوچھا تیرا کیا حال ہے اس
نے جواب دیا کہ مجھ کو لوگ بہت ستاتے ہیں کوئی لکڑی مارتا ہے کوئی پتھر کوئی اوپر چڑھ بیٹھتا
ہے میں نہایت تنگی میں ہوں فقیر صاحب نے فرمایا کہ ایسا تحمل بھی مت کیا کر کہ لوگ تجھ کو
ستاتے رہیں * ذرا پھوں پھاں کرکے ڈرا بھی دیا کر۔ اسی طرح فقیر کو بھی لازم ہے کہ نہ
ایسا میٹھا بن جائے کہ لوگ کھا جاویں اور نہ ایسا کڑوا کہ تھوک دیں ؎ تحمل بایدت
لیکن نہ چندان * کہ گردد چیرہ گرگ تیز دندان *

ایک روز حضرت قبلہ کی خدمت میں ایک مولوی صاحب آئے۔ آپ نے فرمایا کہ
مولوی صاحب چھوٹے صاحبزادہ کو کلام مجید حفظ کیوں نہیں کرایا۔ انہوں نے عرض
کیا۔ کہ حضرت کم عمری میں ایسی محنت شاقہ سے بچوں کے قوائے ذہنی مضمحل ہو جاتے
ہیں۔ پھر وہ کسی علم و ہنر کی تحصیل کے قابل نہیں رہتے ہیں میں نے اس کو انگریزی
پڑھانی شروع کرا دی ہے۔ سمجھ آنے تک کچھ نہ کچھ اس زبان سے آشنا ہو جائیگا پھر
آگے کی تحصیل میں آسانی ہوگی۔ حضرت نے تو اس بات کے جواب میں کچھ نہ فرمایا
لیکن راقم بول اٹھا کہ سبحان اللہ آپ کے خیالات بہت عالی ہیں۔ اگر عربی
الفاظ کے تحفظ سے قوائے ذہنی کو نقصان پہنچتا ہے تو انگریزی الفاظ سے بھی وہی اثر
مترتب ہوگا۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ اس میں دینی فائدہ ہے۔ اس میں دنیوی سو آپ
خوب سمجھے کہ نقد کو چھوڑ کر کیوں نسیہ کے انتظار میں پڑے ؎ اب تو آرام سے گذرتی ہے

Marfat.com

عاقبت کی خبر خدا جانے ہے اور اگر واقعات پر لحاظ کیجیے تو حفظ قرآن کے بعد مولوی راغب اللہ صاحب جاہل کیون نہ رہ گئے مولوی عبدالرحمن صاحب کو ایسا فضل و کمال کیون حاصل ہوگیا کہ آج ہندوستان مین انکا جواب نہین بہت سے مسلمان جنھون نے قرآن کا ایک حرف بھی نہین پڑھا کیون جاہل نہین ان حالات پر غور کرنے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حفظ قرآن سے حافظہ اور بھی قوی ہوجاتا ہے۔ اگر ذہن رسا ہے تو تحصیل علوم بہت آسان ہوجاتی ہے مگر اسمین شک نہین کہ انگریزی کا سا نقد ثواب اس مین کہان ہو کہ ادھر پڑھی اور ادھر گورنمنٹ کی نوکری حاصل ہوگئی یہ سنکر جناب قبلہ نے فرمایا کہ ہمکو ایک **نقل** یاد آئی ہے ایک باباجی مین یہ کمال تھا کہ جو بات مُنھ سے نکلتا وہی ہوجاتی راجہ نے اُس سے پوچھا کہ مہاراج آپ کو یہہ کمال کیونکر حاصل ہوا اُس نے جواب دیا کہ مین بارہ برس سے اپنا گُہ مُوت کھاتا پیتا ہون اُسیکی بدولت میری زبان کو یہہ تاثیر ہے کہ ایک فقیر کو بادشاہ یا راجہ کہہ دون تو فوراً ہو جاوے راجہ نے کہا کہ پھر آپ کو کیا۔ بادشاہ بنا تو دوسرا راجہ ہوا تو اور۔ تمھاری قسمت مین تو وہی گُہ مُوت رہا حضرت نے تو ارشاد کے بعد سکوت فرمایا اور راقم نے اس سلسلہ مین کچھ اور بھی عرض کیا آخر مولوی صاحب بولے کہ گو میری بات بعض صاحبون کو ناگوار ہو لیکن مجبوری ہے کہ اپنی اپنی سمجھ جدا ہے۔ **ایک روز** کسی شخص نے سوال کیا کہ لالہ بانکے رائے وکیل میرٹھ بڑے فقیر دوست اور درویشون کے خادم تھے بہت سے بزرگون اور فقیرون سے ملے اور مروت فیاضی مین کبھی دریغ نکیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کسی بزرگ نے راہ خدا نہ بتائی اس کے جواب مین ارشاد ہوا کہ لالہ بانکے رائے اپنے مال و دولت کے ذریعے سے اس راہ کا حاصل کرنا چاہتے تھے پس مردان خدا کچھ خدا فروش تو ہوتے ہی نہین کہ مال دنیا کی طمع مین نام خدا کو بیچ ڈالین اور جو [illegible] لالچی سے ملے وہ خود اس راہ سے ناواقف تھے اور کو کیا فیض فائدہ پہنچاتے ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند ۔

ایک روز حجرہ شریف کے حضار مین اس بات کی گفتگو ہونے لگی کہ فقیری بہت ہے یا تونگری اتنے مین جناب قبلہ باہر سے

Marfat.com

تشریف لائے اور دریافت فرمایا کس باب مین بحث ہے حافظ سعد اکبر صاحب نے
حال عرض کیا اور یہ حدیث شریف پڑھی اَلْیَدُ الْعُلْیَا اَفْضَلُ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی آپنے فرمایا
کہ اس سے تو فقر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ غنا کی اس لیے کہ ید علیا فقر
حاصل کرتا ہے اور ید سفلی یعنے نیچے کا ہاتھ تونگری۔ ایک روز کسی شخص نے اپنے
گھر کے جھگڑے قضیے خدمت مبارک مین عرض کئے اور انفصال ودرستی معاملات
مین راستہ طلب کی اُسوقت ارشاد ہوا کہ ہمکو ایک نقل یاد آئی ہے کسی زمانہ مین
ایک شخص نے پیغمبری کا دعوے کیا۔ پادشاہ وقت کو خبر ہوئی اُس کو بلایا
اور کہا کہ اگر تیرا دعوے سچا ہے اور تو پیغمبر برحق ہے تو اس قفل کو کھولدے اس
شخص نے جواب دیا کہ دعوے پیغمبری کردہ ام نہ آہنگری۔ سو ہمارے تو نہ جورو نہ بچے
ان معاملات کے نشیب وفراز کی ہم کو کیا خبر۔ تم جانو اور تمھارا کام ایک روز کسی
شخص کا خط آیا جس مین قدمبوسی کا اشتیاق ارادت کا اظہار اور بیعت کی درخواست تھی
اس کے جواب مین ارشاد ہوا کہ انکو لکھدو کہ پہلے ہمکو اپنے گھر کے کاروبار کی ایک
فہرست بنا کر بھیدین یعنے بعد مرید ہونے کے جو جو کام ہم سے لینے ہون ابھی سے اُن کے
لئے تیار ہو رہین کیونکہ دنیاداروں کے پیر تو اسی مصرف کے ہوتے ہین کہ اُن کی نوکری
چاکری کے لئے بال بچون کے لئے صحت وتندرستی کے لئے دعا کرین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہمکو بھی بدن ڈھانپنے اور پیٹ بھرنے کے لئے دوچار
روپیہ ماہوار کی حاجت ہوتی ہے سو یہ کام اُن لوگون سے چلتا ہے جو دنیوی غرض
لیکر ہمارے پاس آتے ہین اگر وہ ایک روپیہ ہمکو دیتے ہین تو ہم اُن کا کام دو روپیہ
کا کردیتے ہین مگر جس کو نام خدا بتایا جاتا ہے البتہ اُس سے کسی قسم کی خدمت
لینا حرام ہے۔ ایک روز حسب دستور بعد نماز عشا حجرۂ مبارک مین خدام حاضر
تھے اُس وقت ایک صاحب بیٹھے بیٹھے سوگئے یہانتک کہ آواز خراٹے کی بلند ہوئی
جناب وقبلہ نے ازراہ طیبت فرمایا کہ این کیا کوئی ذکر کررہا ہے؟ عرض کیا گیا کہ
میر صاحب کو نیند آگئی تھی فرمایا کہ ہان ظَنُّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا کے یہی معنی ہین چنانچہ

Marfat.com

ایک بزرگ تھے مراقبہ اور ذکر مین اکثر مشغول رہا کرتے تھے قضارا ایک رات بائین طرف مادہ فالج گرا اور وہ جان بحق ہو گئے۔ چونکہ بائین طرف کو گردن جھک گئی تھی مریدان خوش اعتقاد نے خیال کیا کہ ذکر قلبی مین مستغرق ہین۔ کچھ دن چڑھے ہم بھی گئے۔ میان صاحب کو دیکھا تو اُن مین دم نہ تھا۔ حکیم صاحب بلائے گئے وہ ایسے سادہ دل مومن تھے کہ نہ سینہ مین دم تھا نہ نبض مین جنبش مگر یہی کہتے رہے کہ کچھ ڈر نہین ہے حضرت تو نفی اثبات کر رہے ہین۔ ہم نے کہا کہ میان صاحب بیچارہ کو تو نہ ذکر کی خبر ہے نہ فکر کی اطلاع لیکن تمھارا خیال بے شک ظن المومن خیرا کا مصداق ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک ولایتی پٹھان کے گھر لڑکا پیدا ہوا تقریب تہنیت مین تمام خویش و اقارب جمع تھے اتفاقاً پٹھان سے گوز سرزد ہو گیا اس کو ایسی خجالت چڑھی کہ ترک وطن کر کے کسی دوسرے ملک کو چلا گیا بارہ برس کے بعد پھر واپس آیا اور رات کو گھر کے دروازہ پر آ کے کھڑا ہوا کہ دیکھون اب تو میری بات کسی کو یاد نہین۔ یہ کان لگائے کھڑا تھا کہ گھر مین لڑکے نے شرارت کی کسی نے کہا کہ اوپدوڑے کے لڑکے مانتا نہین یہ بات سنکر پھر بھاگ گیا۔ اگر وہ پٹھان اس حرکت کو اپنے وہم مین جرم عظیم قابل ترک وطن نہ سمجھتا تو لوگون کو خیال بھی نہ ہوتا لیکن اسکے نکل جانے نے اور بھی اس بات کو مشتہر کر دیا اور اُس کی اولاد پر بھی داغ بدنامی لگ گیا **ایک روز** راقم خدمت مین حاضر تھا کسی شخص نے مرزا نوشہ صاحب کے انتقال کی خبر سنائی آپ نے فرمایا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

کمال دھونتی رہ گیو اور زبجہ بجتے انگار سدا نہ پھولین توریان اور سدا نہ ساون ہوئے	اُنہرن کو ٹھکو مٹو اور اُٹھ گئے [illegible] سدا نہ جوبن تھر [illegible] ہوئے لوگ
شنیدم کہ در روزگار کہن چو اورنگ از عنصری شد تہی	شدہ عنصری شاہ صاحب سخن بفردوسی آمد کلاہِ [illegible]

Marfat.com

چو فردوسی از دور فانی گذشت	نظامی بملک سخن شاہ گشت
نظامی چو جام اجل درکشید	بسرچتر اشعار سعدی رسید
چو اورنگ سعدی فروشد زکار	سخن گشت بر فرق خسرو نثار
وزان پس چو نوبت بجامی رسید	جہانِ سخن را تمامی رسید
عدم ہی یا کوئی کوے صنم ہے	چلی جاتی ہے وان خلقت خدا کی

نہایت خوب آدمی تھے عجز و انکسار بہت تھا فقیر دوست بدرجۂ غایت اور خلیق از حد تھے ایک روز جو ہم اُن کے پاس گئے تو اُنھون نے اپنے یہ دو قطعے پڑھے تھے۔

قطعہ

فرصت اگرت دست دہد مغتنم انگار	ساقی و مغنی و شرابی و سرودے
زنہار ازان قوم نباشی کہ فریبند	حق را بسجودی و نبی را بدرودے

قطعہ

بروز حشر الٰہی چو نامۂ عملم	کنند باز کہ آن روز باز خواہ من است
بکن مقابلہ آنرا ز سرنوشتِ ازل	اگر زیادہ و کم باشد آن گناہ من است

رند مشرب بے شر رحم دل تھے اور فن شاعری مین تو اپنا جواب نہ رکھتے تھے لیکن افسوس کہ یہ ہمارے محب بھی چلدیئے ؎

ندی ناو کا بیٹھنا پلک ایک کی پریت	پل مین بچھڑے جات ہین یہی جگت کی ریت
ہم دیکھین جگت جات ہی جگ دیکھے ہم جائین	ہم تو بیٹھے راہ پر کس کس کو پچتائین

ایک روز قلندر صاحب کے چوک مین ایک غول بچون کا کھیل کود مین مصروف تھا اُسوقت ارشاد ہوا کہ دیکھو یہ نئی بھیر اپلٹن سرکاری طیار ہو رہی ہے پرانی قواعد دان فوج کو خبر نہین کہ ایک دن یہ ہی پلٹن چٹکی بجاتے مین انکی جگہ چھین

Marfat.com

یگی بڈھون کے بجائے جوان وارث بنتے ہین۔ جوانون کی جگہ بچون کی بھرتی جاری ہے ایک مرتا ہے دوسرا اُس کے منصب پر قائم ہوتا ہے اگر آدمی غور کرے تو یہ نئی پود عبرت کے لئے کافی ہے ؂

نشستی بجائے دگرکس ببے	نشیند بجائے تو دیگر کسے

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ موت فرق و امتیاز کے دور کرنے والی اور تعلقات و اضافات کے اُٹھا دینے والی ہے۔ الموت جسرٌ یوصل الحبیب الی الحبیب اور اُسکا ذائقہ عوام و خواص صلحا اولیا انبیا سب کے واسطے مسلم ہے جسطرح تانبے لوہے اور سونے چاندی سب کا تار بغیر جنتری مین نکلے طیار نہین ہوسکتا اسیطرح موت بھی ہر بھلے بُرے کے لئے ضرور ہے مولانا روم فرماتے ہین ؂

موت جسرٌ موصل آمد سوئے یار	مرگ را آمادہ باش اے ہوشیار
این چہ خوش باشد کہ سوئے شہ روم	واصل درگاہ آن بیچون شوم
وقت آمد کز جہان بیکسی	پائے کوبان سوئے بام [illegible]
زین سبب فرمود احمد مجتبےٰ	تحفۃ المؤمن کہ الموت ای فتے
گر نبودے موت در دنیائے دون	سخت میگشتیم عاجز بس زبون
شکر حق کہ مخلصے بنہادہ است	عزم سوئے آن جہان بکشادہ است
پس بسوئے واحدیت تا احد	سر برآرد از تعین [illegible] رسد
منتہی سوئے خدا شد زین سبب	ہست رجعی سوئے او خود بے طلب
معنی کلٌ الینا راجعون	فہم کن واللہ اعلم بالغنون
زین سبب فرمود آن احمد حبیب	موت جسرٌ موصل آمد تا [illegible]
تا کہ وجہ حق بدو ظاہر شود	و تجلی واحدی [illegible]
خود فنا گردد بقا حاصل کند	قطرہ را تا بحر کل واصل کند
باز شہ اکنون سوی سلطان پدید	پد باسے علویت را [illegible]
ہست چون کل الینا راجعون	میشود مر اصل خود را سرنگون

Marfat.com

غرض موت آخر نعمائے الٰہی مین سے ہے مقام تہنیت ہے نہ جائے تعزیت۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ آخری وقت کا اضطراب و استقلال کچھ کرتب پر منحصر نہین ہم نے ایک دفعہ میرٹھ مین دیکھا کہ دو آدمیون کو پھانسی دینے کے واسطے لے چلے ایک تو لاونیان گاتا اور خوش ہوتا چلا جاتا تھا دوسرے کو ایسا سہم چڑھا کہ منکا ڈھلک گیا تھا جرم مین دونو برابر قصاص مین مساوے۔ مگر ایک بشاش اور ایک خوف زدہ۔ نہ اُس نے کوئی کرتب کیا تھا نہ اس نے۔ فرق تھا تو یہ تھا کہ قدرت نے ایک کو ایسا دلاور بنایا تھا اور دوسرے کو اتنا بودا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ روح ندائے ربانی پر عاشق ہے جب آدمی کا وقت آخر ہوتا ہے تو وہ ندا آتی ہے اُس کو سنتے ہی روح پرواز کرجاتی ہے چنانچہ مولانا روم نے اس ندا کو لفظ ارغنون سے تعبیر کیا ہے ؎

پس عدم گردم عدم چون ارغنون	گویدم کانا الیہ راجعون

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارا حال اس چوپائے کے مطابق ہے ؎

اُس کنج پڑے جل بھیتر اُدم ہین دو بیہر جو تیا
بھور بھئی بس دلدہر بھئے اک بھوک لگی دوجے پانی پوتیا
ایسے کے پیٹ کو تو ہی بھرت ہو دھا چتر اور گن کی دوتیا
بھور سے سانجھ لو سانجھ سے بھور لو ہم سا کپوت نہ تو سا دوتیا

سوائے دو وقت کھانے پینے اور سو رہنے کے اور کچھ کام ہم سے نہین ہو سکتا یہہ اُسی کی رحمت کاملہ ہے کہ ہم جیسون کو اپنی رنگارنگ نعمتون سے پرورش فرماتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب نواب راج گڈھ نے اڑھائی ہزار روپیہ بطور نذر بھیجا تو لوگون نے ہم سے کہا کہ آپ ایک مکان تیار کرالین کسی نے صلاح دی کہ ایک زمین خرید لین اُس وقت ہمکو یہہ نقل یاد آئی کہ ایک شخص سنیاس متا مین دتاترہ نامی ہندو فقیر ہوا ہے اُس نے چوبیس گرو کیے ہین اُن مین سے ایک سانپ بھی ہے کہ کبھی اپنا گھر نہین بناتا جہان سوراخ پایا وہین جا گھسا۔ فقیر کو یہ بات

Marfat.com

پسند آئی اور اس بات کا سانپ کو گرو مانا۔ دوسرے کہتے کہ سوائے اپنے مالک کے دوسرے کے دروازہ پر نہیں جانا یہ تعلیم کتے سے حاصل کی تیسرے چیل کہ جب اس کو ایک ٹکڑا گوشت کا ملتا ہے تو چیل کوے پیچھے پڑ جاتے ہیں ناچار گوشت کو پھینک ایک اونچی ٹہنی پر سب سے الگ جا بیٹھتی ہے اور حریفوں کے جنگ و جدال کا تماشا دیکھتی ہے۔ ہم نے سوچا کہ تمام عمر تو خانہ بدوشی میں گذاری بھلا ہم کو گھر بار بنانے سے کیا سروکار اور ہمارے والد ماجد کی نصیحت بھی یہی تھی کہ گھر بنا کر کبھی نہ رہنا جہاں جگہ ملی آرام کر لیا۔ پس ہم نے اس روپیہ کو اپنے روبرو نہ آنے دیا میاں مفتاح الاسلام اور مختاران نواب سے کہدیا کہ تم لوگ خود تقسیم کر دو ہم فقیر آدمی اتنا روپیہ رکھکر مفت کی بلا اپنے ذمہ کیوں لیتے کوئی چوری کی تاک لگاتا کوئی مانگنے آتا کوئی خوش ہوتا کوئی ناخوش ہوتا۔ ہم تو اس بکھیڑے سے الگ ہی رہے اور چیل کے گوشت کی طرح اسکو پھینک کر لوگوں کا تماشا دیکھتے رہے۔

اس روپیہ کے آنے سے پہلے ہم نے ایک خواب دیکھا تھا کہ جسم کا زیریں حصہ براز سے آلودہ ہو رہا ہے لیکن ہاتھ ہمارے بالکل صاف ہیں اسکے بعد یہ روپیہ آیا تو ہم سمجھ گئے کہ اس خواب کی یہی تعبیر ہے چنانچہ ہم نے نہ اس کو ہاتھ لگایا نہ اسمیں سے لیا۔

ایک روز ایک درویش دلریش پیٹ پر بہت سا گودڑ لپیٹے ہوئے [illegible] باندھے ہوئے حاضر خدمت مبارک ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا پیٹ پھٹ گیا آنتیں نظر آنے لگیں کچھ علاج فرمائیے ورنہ میں مر جاؤنگا۔ آپ نے فرمایا کیا تم ذکر اذکار کیا کرتے ہو اس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ تم اپنے پیر [illegible] اس نے عرض کیا کہ حضور ہی کچھ علاج فرمائیں ورنہ میری جان جاتی رہے گی اس وقت پیر کی خدمت میں پہنچنا دشوار ہے للہ علاج فرمائیے اس وقت ارشاد ہوا کہ اچھا تین روز تک یہ شعر خواجہ حافظ کا پڑھ لیا کرو ؎

Marfat.com

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل * کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را *
پھر تین روز کے بعد حاضر ہوا نہ پیٹ پر گودڑ تھا نہ رسی تھی نہ ذکر ارّہ کی تاثیر تھی اس شعر کے پڑھنے سے وہ بات جاتی رہی جیسے تھے ویسے ہو گئے پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تمھارا ارادہ ہو تو اپنے پیر کے پاس چلے جاؤ قدر نعمت است بعد زوال کا معاملہ تمکو سمجھا دینگے غرض وہ بدقسمت شخص چلا گیا نہین معلوم پھر کیا معاملہ اُس کو پیش آیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مین مولوی شاہ اسحق صاحب سے مشکوۃ شریف کا سبق پڑھ رہا تھا یومنون بالغیب کا ذکر آیا مین نے عرض کیا کہ حضرت اس کے معنی سمجھ مین نہین آتے کیونکہ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَائَنَۃِ شاہ صاحب نے ہمارے والد ماجد سے پوچھا کہ فرمائیے تو ان کو معنی سمجھا دیئے جاوین اُنھون نے کہا کہ حضرت نہین ابھی یہ بچہ ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولوی قلندر بخش صاحب جلال آبادی نے مین نے مثنوی مولانا روم شروع کی جب دفتر اوّل تمام ہوا اور دفتر ثانی مین یہ شعر آیا ؎
قال را بگذار مرد حال شو * پیش مرد کاملے پامال شو * مین نے اس کے معنی دریافت کیے تو مولوی صاحب نے معنی ظاہری ارشاد فرمائے مینے عرض کیا کہ حضرت قال تو سمجھ مین آگیا لیکن حال کا کچھ حال بیان فرمائیے فرمایا کہ میان یہ تو ہمکو بھی نہین معلوم اُس روز سے مثنوی سہنے بالائے طاق رکھدی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی شخص نے ایاز سے سوال کیا کہ بندہ کے کیا معنی ہین اُسنے کہا کہ پرسون آنا وہ حسب وعدہ پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایاز کے گلے مین طوق پانون مین زنجیر ہاتھون مین ہتکڑی پڑی ہے اور کشان کشان لئے جاتے ہین پوچھا کہ یہ کیا کہا کہ بندہ کے یہی معنی ہین۔ اُس دن تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ کی شان کا ظہور تھا آج تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ کی شان نمودار ہے۔ نہ اُس مین کچھ خوشی تھی نہ اس حال مین کچھ رنج۔ ہم تو جیسے تھے ویسے ہی اب بھی ہین۔ نہ وہ رہا نہ یہ رہے۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ہمارے والد بزرگوار کی یہہ نصیحت تھی اگر مال دینے سے جان بچے تو مال کو فدا کردو اور مال وجان کے دینے سے عزت قائم رہے تو جان ومال کو فدا کردینا چاہیئے ؎ حیز کی نان سے گذرتی ہے * مرد کی آن سے گذرتی ہے * اور اگر مال وجان وعزت تینون کے قربان کرنے سے دین ہاتھ آئے تو ان سب کو دین پر قربان کردینا چاہیئے اور اگر ان سب کے عوض مین خدا ہاتھ آئے تو دین کو بھی نثار کردینا واجب ہے مال وجان وعزت ودین سب دیدے مگر خدا کو حاصل کرے۔

دھن دے جیکو راکھئے جی دے رکھئے لاج
جیؤ لاج دھن دیجئے ایک پریت کے کاج

؎ ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ * نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز * حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا قول ہے کفر ہے کہ بخدا رساند عین اسلام است واسلامیکہ از خدا باز دارد عین کفر۔ حکیم سنائی ؎

بہر چہ از راہ وا مانی چہ کفر آن حرف وچہ ایمان
بہر چہ از دوست وا مانی چہ زشت آن نقش وچہ زیبا

ایک روز میان معراج الدین صاحب نے اپنے بھائی جلال الدین صاحب کی وحشت وبیقراری کی شکایت کی اور بیان کیا کہ اکثر آہ ونالہ کرتے ہین اور نماز پڑھتے نہین اسوقت یہ رباعی زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوئی۔

مارا نہ مرید ورد خوان سے باید
نے زاہد وحافظ قرآن سے باید
صاحب دردے سوختہ جان سے باید
آتش زدہ بجان مان سے باید

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت جنید فنون سپہ گری مین یکتائے زمانہ تھے خصوصا پہلوانی مین بڑے نامی وگرامی۔ ایکبار ایک شخص آیا اور بادشاہ سے کہا کہ مین تمھارے پہلوان سے لڑون گا بادشاہ نے کہا ہمارا پہلوان بہت زبردست ہے تم دبلے پتلے آدمی بھلا اُس سے کیا لڑوگے۔ مگر اُس شخص نے نہ مانا [illegible] آخر دنگل ہوا جب حضرت جنید خم ٹھوک کر مقابل ہوئے اور دونون پنجہ ہونے لگے تو اُس شخص نے چپکے سے ان کے کان مین کہا کہ مین سید ہون محتاج ہون آئندہ تمکو

Marfat.com

اختیار ہے۔ حضرت جنید لڑتے لڑتے گر پڑے جب تو بڑا شور و غل ہوا بادشاہ نے نمانا دوبارہ کشتی کرائی پھر پچھڑ گئے تیسری بار کشتی ہوئی پھر چاروں خانہ چت۔ آخر بادشاہ نے اُس کو انعام دیا اور حضرت جنید کو بلا کر پوچھا کہ سچ کہو یہ کیا بات تھی اصل حال بیان کر دیا بادشاہ بہت متعجب ہوا کہ مجمع عام مین اپنی ذلت اور سید کی عزت گوارا کی فی الحقیقت یہ بڑی پہلوانی اور بہادری تھی۔ اُسی شب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جنید رح نے خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین شاباش اے جنید تو نے ہماری اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہے ہم بھی تیرے ساتھ سلوک کرین گے۔ دوسرے روز بادشاہی ملازمت ترک کی اور فقرا کی جستجو مین پھرنے لگے آخر اپنے ماموں حضرت سری سقطی سے بیعت ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت جنید علیہ الرحمۃ کو بادشاہ نے کسی مسئلہ کی تحقیق کے واسطے طلب فرمایا ان کے ہمراہ حضرت شبلی بھی گئے بادشاہ نے حضرت جنید سے سخت کلامی کی چونکہ حضرت شبلی جوان آدمی تھے اور نئی فقیری کا جوش تھا آپ کو غصہ آگیا شیر قالین کو تھپکا وہ مجسم بنکر اُٹھنے لگا حضرت جنید نے اُسپر نظر کی تو پھر اصلی حالت پر آگیا۔ بادشاہ نے پھر بے ادبانہ کلام کیا حضرت شبلی نے پھر قالین پر ہاتھ مارا غرض تین بار یہی معاملہ پیش آیا آخر دفعہ مین بادشاہ نے بھی شیر کو اُٹھتے ہوئے دیکھ لیا خوف کے مارے بدحواس ہوگیا فوراً تخت سے اُتر حضرت جنید کے قدمون پر گر پڑا اُنھون نے فرمایا کہ آپ اس لڑکے کی بات کا کچھ خیال نہ فرمائین یہ بچہ ہے آپ کو وہی بات زیبا ہے اور ہمکو یہی بات لازم ہے کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنے اطاعت کرو تم اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور حاکم متشرع کی۔ آخر کار بادشاہ نے اپنا قصور معاف کرایا اور عزت کے ساتھ اُن کو رخصت کیا پس وجہ تسمیہ حضرت شبلی کی یہ ہے کہ شبل بچۂ شیر کو کہتے ہین جب سے یہ ماجرا گذرا تو اُن کا لقب شبلی یعنے شیر والا ہوگیا ورنہ اصلی نام اُن کا ابو بکر تھا اور حضرت جنید کے مرید

Marfat.com

بھی تھے اور ہمشیرہ زادہ بھی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جس وقت حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کے مزار پر تشریف لے گئے تو آپ کو خیال آیا کہ منزل مین تو بایزید کے برابر ہون لیکن دو باتین مجھ مین زیادہ ہین ایک یہہ کہ سید ہون دوسرے محبوب ہون جبکہ مزار پر متوجہ ہوئے تو یہہ شعر لکھا ہوا پایا ؎ ہر کہ عاشق شد جمال ذات را ٭ اوست سید جملہ موجودات را ٭ حضرت یہہ شعر پڑھ کر نہایت خائف ہوئے اُس وقت روح بایزید ظاہر ہوئی اور کہا کہ صاحبزادہ یہہ میرا قصور نہین بلکہ یہ تعلیم تمکو ذات پاک کیجانب سے ہوئی ہے اور فی الحقیقت مجھسے تو آپ ہر تبہ مین بہتر و برتر ہین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک چور شب کو چوری کرنے نکلا تھا چوکیدار نے دیکھ لیا وہ چور بھاگا تمام چوکیدار پکڑنے کو دوڑے وہ جھٹ پٹ کبیر کے گھر مین گھُس گیا اور اُسنے کہا کہ مین چور ہون مجکو سپاہی پیادے پکڑنے کو آتے ہین کبیر نے اُس سے کہا کہ یہہ میری بیٹی سوتی ہے اس کے پاس تم بھی سو جاؤ چنانچہ اُس کے پاس لیٹ گیا جب سپاہی پیادے کبیر کے گھر آ کر چور کو دریافت کرنے لگے اُس نے کہا کہ صاحب یہان چور تو نہین لیکن یہ میری بیٹی اور داماد سوتے ہین وہ اُن کو سوتے دیکھکر چلے گئے پھر چور اُٹھا اور تائب ہوا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ یہہ اشعار حضرت غوث الاعظم کی شان مین ہین۔

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب ٭ بادشاد و شیخ و درویش و ولی مولانہٗ
میر صالح فاطمہ ثانی اسامی والدین ٭ و سعید پیر ایشان مرد حق مردانہ
زینب و بی بی نصیبہ خواہران حضرت اند ٭ این اسامی شانزدہ باید کہ ہر فرزانہٗ
ضم کند با فاتحہ اخلاص خود فرمودہ اند ٭ تا قبول افتد دین [illegible]

اور حضرت کے فرزندان صلبی دس ہین

رزاق و وہاب است و ہادی عزیز ٭ شرف دین و موسیٰ و یحیٰی است نیز
براہیم و اسحاق و بونصر دان ٭ کہ پسران غوث اند اندر جہان

Marfat.com

کہتے ہین کہ گیارہوین فرزند حضرت کے محی الدین ابن عربی ہین حال یہہ ہے کہ اُن کے والد ماجد حضرت غوث الاعظم کے مرید تھے ایک بار تمنائے اولاد ظاہر کی اور طالب دعا ہوئے فرمایا کہ تمھاری قسمت مین تو ہے نہین لیکن ہم اپنا فرزند کہ محی الدین ثانی ہوگا تمکو دین گے کل صبح کے وقت اثنائے وظیفہ مین ہماری پشت سے پشت لگا دینا اور بے ادبی کا خیال نکرنا الامر فوق الادب دوسرے دن تعمیل حکم کی اور اپنے گھر گئے تو نو ۹ مہینے بعد حضرت محی الدین کی اولادت ہوئی علم ظاہر و باطن مین یکتائے زمانہ تھے لیکن آپ کا علم لدنّی تھا نہ توکسی اُستاد سے کچھہ سیکھا نہ کسی مرشد سے کچھہ تعلیم پائی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابراہیم قندزی نے دعا کی کہ بار خدایا میرے واسطے جو کچھہ عذاب مقدر ہے سو دنیا ہی مین بھگت جائے چنانچہ اُن کو مرض جذام ہوگیا۔ قبرستان مین ایک قبر کھود لی وہین پڑے رہتے۔ ایک دن کھجورون کے باغ مین پہنچے جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے باپ کا تھا خواجہ صاحب اُن دنون نو دس برس کے تھے کچھ کھجورین توڑ کر پیش کین فرمایا کہ بیٹا میرے ہاتھہ نکمے مُنھہ زخمی تو ہی اپنے ہاتھہ سے کھلا دے۔ اِنھون نے کھلانی شروع کین جو گٹھلی پھینکتے یہہ اُس کو اُٹھا کر کھا جاتے آپ نے معلوم کیا کہ یہ لڑکا ہونہار ہے کھجورین کھا کر فرمایا کہ جاؤ مکہ معظمہ سے تحصیل علم کرکے آؤ تاکہ تمھاری امانت جو ہمارے پاس ہے دیجائے جب تحصیل علم کرکے واپس آئے تو درخواست کی کہ حضرت اب بیعت فرمائیے جواب دیا کہ تم حضرت عثمان ہارونی کے پاس جاؤ اُن کے پاس پہنچے بعد تعلیم کے ارشاد کیا کہ اب تم جاؤ حضرت ابراہیم قندزی کا وقت قریب آگیا ہے اور وہ تمھارے منتظر ہین اُن کے پاس واپس آئے تو پہچان نہ سکے کیونکہ بیماری سے صحت پا چکے تھے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت آدمی بیٹھا ہے سلام کیا فرمایا کہ آؤ جلد ابھی وقت قریب ہے۔ تعلیم کی اور فرمایا کہ ہمارا کفن دفن کرکے اپنے پیر پاس چلے جانا چنانچہ خواجہ صاحب نے ایسا ہی کیا۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت **عبدالحق** محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ مین حدیث ختم کر چکے تو حضرت سرور کائنات نے خواب مین ارشاد کیا کہ تم ہندوستان جاکر علم حدیث کو شائع کرو تاکہ لوگ فیضیاب ہون لیکن خاکساران ہند سے بھی ملتے رہنا آپنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بغیر حضوری آستانۂ مبارک میری زندگی کس طرح کٹے گی حکم ہوا کہ تم رات کے وقت مراقب ہوکر بیٹھا کرو ہمارے پاس پہونچ جایا کروگے جب بیدار ہوئے تو بہ تعمیل حکم ہندوستان کی راہ لی جسوقت سورت سے ہندوستان کو روانہ ہوئے جا بجا فقرا سے ملنا شروع کیا ایک جگہ پہنچے تو لوگون سے پوچھا کہ یہان کوئی فقیر ہے کسی نے نشان دیا کہ فلان محلہ مین ہے فجر کے وقت اُنکی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھتے ہی فقیر بولا کہ مولوی عبدالحق صاحب آپ کا بڑا انتظار تھا آپ چپ بیٹھ گئے بعد مزاج پرسی فقیر صاحب نے جام و صراحی نکالکر ایک ساغر نوش کیا دوسرا جام لبریز کرکے مولوی صاحب کو دیا مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین تمھارے فعل پر معترض نہین لیکن میرے واسطے حرام ہے تین بار انکار کیا اس نے کہا کہ پی لے ورنہ پچھتائیگا۔ جب رات کو مراقب ہوئے تو دیکھا کہ جہان خیمہ دربار رسول الثقلین صلعم ایستادہ ہے اُس سے سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لئے کھڑا ہے ہرچند مولوی صاحب نے آگے جانے کا قصد کیا لیکن فقیر نے جانے نہ دیا ناچار واپس آئے صبح کے وقت پھر اس فقیر کے پاس پہنچے اُس نے پھر جام پیش کیا آپنے کہا کہ میرے واسطے حرام ہے تیرے حکم سے خدا و رسول کا حکم افضل ہے فقیر نے کہا کہ پی لو ورنہ پشیمانی اُٹھاؤگے رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا نہایت حیران ہوئے تیسرے روز پھر اسی فقیر کے پاس پہنچے اُس نے پھر پیالہ پیش کیا آپ نے انکار کیا چوتھی شب جو [illegible] تو پھر فقیر کو سد راہ پایا اور لٹھ لیکے اُن کی طرف دوڑا [illegible] طرف قدم اُٹھایا اُسوقت اضطراب مین آپ کی زبان سے نکلا یا رسول اللہ الغیاث اسوقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ عبدالحق چار شب سے حاضر نہین ہوا

دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے بلاؤ اُنھون نے دونو صاحبون کو حاضر کیا حضرت نے فرمایا کہ عبدالحق چار رات سے توکہان تھا اُنھون نے سارا قصّہ بیان کیا حضرت نے اُس فقیر کی نسبت کہا اُخرُج یا کَلبُ صبح کیوقت پھر شاہ صاحب فقیر کے پاس پہنچے اسکا حجرہ بند پایا دو چار مرید بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کیا سبب ہے کہ پہر دن چڑھا اور دروازہ نہین کھولا دیکھو تو ہین بھی یا نہین دروازہ کھولا تو پیر ندارد حیران ہوئے شاہ عبدالحق نے فرمایا کہ کوئی جانور یہان سے نکلا ہے یا نہین وہ بولے کہ ایک کالا کُتا تو ہمنے یہان سے جاتا ہوا دیکھا تھا فرمایا کہ بس وہی تمھارا پیر تھا کیونکہ رات یہ معاملہ پیش آیا اب چاہے تم بیعت رکھو یا فسخ کرو تمھارا پیر کُتا ہو گیا۔ غرض اس قصہ سے یہ ہے کہ فقیر کو کسی امر مین ضد لازم نہین کہ ضد مین خود نمائی ہے اور خود نمائی خلافِ فقر پس فقیر اس مقام مین ضرور خطا کھاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فقیر رند مشرب مولانا شاہ **عبدالعزیز** رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین آیا اور کہا کہ مولوی بابا ہمکو شراب پلوا شاہ صاحب نے ایک روپیہ اُس کی نذر کیا اور فرمایا کہ جو چاہو سو کھاؤ پیو تمکو اختیار ہے وہ بولا کہ ہم نے تو آپ کا بڑا نام سُنا تھا لیکن آپ تو قید مین ہین شاہ صاحب نے فرمایا کہ کیا شاہ صاحب آپ قید مین نہین ہین کہا کہ نہین۔ آپنے فرمایا کہ اگر کسی روش کے مقید نہین ہو تو آج غسل کرو اور جُبّہ وعمامہ باندھ کر مسجد مین چلو اور نماز پڑھو ورنہ جیسے تم رندی کی قید مین مبتلا ہو اسیطرح ہم شریعت غرا کی قید مین پابند ہین تمھاری آزادی ایک خیال خام ہے یہ بات سُنکر نہایت چپ ہوا اور شاہ صاحب کے قدم پکڑے کہ درحقیقت ہمارا خیال غلط تھا جو ہم آزادی کا دم بھرتے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ میانجی احسان علی ساکن کاٹھے کہ وہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے ایکدن شاہ صاحب کی خدمت مین عرض کیا کہ حضرت کشف قبور کیا چیز ہے مجکو یقین نہین آتا شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم کسی قبرستان مین جاکر یہ آیت پڑھو سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ ؕ میانجی نے یہ آیت شاہ ولی اللہ صاحب کی قبر پر جاکر پڑھی اول روز دیکھا کہ تمام قبرون کے اندر مردے لیٹے ہوئے

Marfat.com

ہین دوسرے دن دیکھا کہ مُردے بیٹھے ہین تیسرے دن جا کر پڑا تو یہ اثر ظاہر ہوا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ اتنا کہنا تھا کہ ایک شعلہ سا میانجی کے جسم مین داخل ہوا اور اُس کی چکاچوندھ سے بیہوش ہو کر گر پڑے شام کو شاہ صاحب نے اپنے طالب علمون سے کہا کہ قبرستان مین جاؤ اور میانجی کو اُٹھا لاؤ چنانچہ طالب علم گئے اور اُنکو لائے بیہوشی طاری تھی مُنہ سے کف جاری تھے تین دن مین ہوش آیا کہتے تھے کہ ہر وقت شاہ ولی اللہ صاحب کی روح مجکو اپنے ہمراہ نظر آتی تھی سال بھر تک یہی کیفیت رہی ایک روز مست ہاتھی آتا تھا آدمی بھاگنے لگے مجکو شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ڈرو مت اور روح اُن کی میرے سامنے کھڑی ہو گئی ہاتھی نکلا ہوا چلا گیا مین بے اندیشہ کھڑا رہا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص کسی فقیر کے پاس مرید ہونے گیا اُنھون نے چار ٹکے دیے اور فرمایا کہ آج کسی کے پاس رہو پھر آؤگے تو مرید کر لین گے وہ شخص متشرع تھا لاحول پڑھ کر چلا گیا کہ اچھے پیر ملے اور خوب ہدایت کی اتفاق سے اُس شب کو بیوی کے پاس گیا نطفہ نے قرار پایا اور لڑکی پیدا ہوئی جب سن بلوغ کو پہنچی تو فاحشہ ہو گئی اور بازار مین جا بیٹھی اُس شخص کی ایسی بدنامی ہوئی کہ مُنہ دکھانے کی جگہ نہ رہی پھر اُسی فقیر کی خدمت مین پہنچا اور اپنا درد دل بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ اُس روز کے چار ٹکے تو اسی لئے تھے کہ یہ بلا تمھارے گلے نہ پڑے رنڈیون مین پیدا ہوتی اور رنڈی بنتی تمھارا نام بد نہ ہوتا لیکن تم نے نہ مانا اب اپنے کئے کو بھگتو۔

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان کو جس چیز مین کمال ہوتا ہے اُسی مین ... دھنتر وید کو سانپ کے پکڑنے مین کمال تھا اُسکو سانپ نے کاٹا اور مر گیا اور علی ہذا القیاس

بِسِلٍّ مَاتَ اَرِسْطَالِیْسُ اَفْلَاطُوْنُ بِاَفْلِیْمٍ	وَلُقْمَانُ بِسَرْسَامٍ وَجَالِیْنُوْسُ مَبْطُوْنًا

Marfat.com

یعنی ارسطوس کی بیماری مین مرا اور فلاطون فالج مین لقمان سرسام مین اور جالینوس دستون کے مرض مین حالانکہ انھین بیماریون کے علاج مین کمال رکھتے تھے اور جس کو جس کی محبت ہوتی ہے اُسی کے خیال مین جان دیتا ہے چنانچہ قارون مال کی محبت مین مرا اور مجنون لیلی کی محبت مین ایسے ہی طالبِ خدا کو خداطلبی کی بیماری ہے وہ اسی مین فنا ہوجاتا ہے بیماری سے خالی کوئی نہین ہر شخص کو کچھہ نہ کچھہ علت ضرور ہوتی ہے۔

ایک روز مقام بلاس پور سے فیضیاب خان کا عریضہ خدمت مبارک مین آیا کہ میرے لیئے دعا فرمایئے کہ میرا دلی مقصد برآوے حضرت نے جواب لکھوا دیا کہ ہم بھی دعا کرتے ہین اللہ تعالےٰ اپنا فضل کریگا غرض دوسرے تیسرے دن اسی مضمون کا خط آنے لگا حضرت نے حاجی فریدالدین اور میان اللہ بندے سے مشورہ لیا کہ کیا علاج کرین دونو صاحبون نے صلاح دی کہ حضور دوسو روپیہ طلب فرمایئے یقین ہے کہ پھر خط نہ لکھین گے چنانچہ جواب مین یہی مضمون لکھا گیا اُنھون ڈیڑھ سو روپیہ کی ہنڈوی ارسال کردی اور لکھا کہ پچاس روپیہ مین خود لیکر فلان تاریخ کو حاضر ہونگا جب یہ خط پہنچا تو حاجی فریدالدین سے آپ نے فرمایا کہ بولو اب کیا کہتے ہو بڑی مشکل ہوئی اب تو جو کچھ وہ طلب کریگا دینا پڑے گا اور نہین معلوم وہ کیا طلب کرے اور اُس کا مقصد دلی کیا ہے آخر فیضیاب خان باقی روپیہ لیکر حاضر خدمت ہوئے اور تنہائی مین اپنا مقصد عرض کیا جب وہ چلے گئے تو فرمایا کہ ارے میان ہمکو تو بڑا اندیشہ تھا کہ دیکھئے کیا مانگتا ہے مگر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ مانگا تو کیا مانگا کہ حاکم مجھ سے رضامند رہے سچ یہ ہے کہ سب باتین تقدیر پر موقوف ہین چنانچہ نقل ہے کہ ایک بزرگ تھے جب اُن کا انتقال ہونے لگا تو اُن کی بیوی نے کہا کہ بڑا لڑکا فیضانِ باطن سے بالکل خالی رہ گیا اس کے حال پر توجہ فرمانی چاہیئے اُنھون نے جواب دیا کہ مجھ سے کچھہ نہین ہوسکتا بیوی نے چند نظیرین بیان کین کہ تمھاری نظر سے فلان شخص پر حال وارد ہوگیا اور فلان شخص کامل بنگیا افسوس ہے کہ اپنا ہی لڑکا

Marfat.com

محروم رہجائے وہ بولے کہ بیشک اُسوقت میری نظر مین ایسی ہی تاثیر تھی کہ وہ لوگ تو کیا اگر درخت پر نظر پڑتی تو انا الحق بولنے لگتا یہ میرے اختیار کی بات نہین۔ البتہ آج سے تیسرے دن ایک بزرگ تشریف لاوینگے تم لڑکے سے کہدو کہ جو کچھ اُس کا مدعا ہو اُس بزرگ سے طلب کرے خیر انتقال ہوگیا اور تیسرے روز ایک فقیر آئے گھر والے بہت خوش ہوئے کہ اب اس لڑکے کو کچھ نہ کچھ نعمت و فیضان حاصل ہو جائے گا اس فقیر نے پوچھا کہ بولو صاحبزادہ کیا چاہتے ہو کہا کہ حضور میری تمنا تو یہ ہے کہ قصبہ کی نمبرداری مجکو ملجاوے فرمایا کہ بہت اچھا ملجاوے گی چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد وہ نمبردار ہوگیا اب دیکھیے تقدیر نے کہان اس کا سر پھوڑا غرض بدقسمتی کا کچھ علاج نہین ہے سوزن تدبیر ساری عمر گرسیتی رہے ✤ رخنہ تقدیر کو ہرگز رفو کرتی نہین ✤

ایک روز حاضر خدمت ہوا ایک شخص آیا اور شیطان کا گلہ شروع کیا کہ دنیا مین تمام فساد اسی کا ہے اُسوقت ارشاد ہوا کہ ہمکو ایک **نقل** یاد آئی ایک آدمی جنگل مین اپنی اونٹنی کو چرانے لیگیا شہوت نے غلبہ کیا تو اونٹنی پر سوار ہوگیا پھر خیال آیا کہ کسی طور سے اس معشوق دراز گردن کا بوسہ بھی لینا چاہیے تاکہ ہوس رانی مین کوئی کسر باقی نرہے کیا سوجھی کہ وہین سے ہاتھ بڑھا کر درخت کی ایک شاخ توڑی اور اونٹنی کو دکھلائی اُس نے کھانے کے واسطے گردن پھیری اور منھ بڑھایا تو جھٹ بوسہ لے لیا جب اسطرح جھک مار کے الگ ہوئے تو لگے کہنے۔ بہت تیرے شیطان کی ایسی تیسی کمبخت مردود نے مجھسے کیا کام کرایا ہے یہ کہنا تھا کہ شیطان بھی مجسم ہوکر سامنے آگیا اور بولا کہ تیرے باپ کی ایسی تیسی ارے مردود جو ترکیب ہے کی تو نے ایجاد کی ہے یہ تو کبھی میرے باپ کو بھی نہین سوجھی تھی ہے مجکو آتی ہے ہنسی ان حضرت انسان پر فعل بد تو خود کرین لعنت کرین شیطان پر ✤ اس موقع پر راقم کو یہ رباعی یاد آئی

شیطان کرتا ہے کب کسیکو گمراہ	اس راز سے ہو شناور صاحب آگاہ
ہے کام کسیکا اور کسی پہ الزام	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک شخص اس امر کا جویا تھا کہ آیا دنیا مین کوئی

Marfat.com

بندۂ خدا بے فکر و بے غم بھی ہے جا بجا جستجو کرتا ہوا ایک شہر مین پہنچا وہان ایک باغ نظر آیا صحن چمن مین ایک کم سن نوخیز امیرزادہ کے گرد و پیش غلامان خوش اندام کمر بستہ کھڑے ہین مطربان خوش الحان گاتے ہین اور وہ امیر جڑاؤ جھولے کے اندر جھول رہا ہے انواع و اقسام کا سامان عیش و طرب مہیا ہے یہ سمان دیکھکر اسکی سمجھ مین آیا کہ اب یہ عاپایا یہہ خوش نصیب ضرور بے فکر و بے غم ہے۔ اُس امیرزادہ سے کہا کہ ماشاء اللہ تمام جہان مین ایک آپکو دلشاد پایا ہے امیر نے کہا میانصاحب کس خیال مین ہو آج شب کو میرے پاس ٹھہرو اور احوال واقعی سنو ؎ آرام سے ہے کون جہانِ خراب مین ✤ گل سینہ چاک اور صبا اضطراب مین ✤ المختصر رات کو امیر نے پوچھا کہ میانصاحب کیا کہتے تھے اب کہئے اُس نے کہا مدت سے اس تجسس مین صحرا نوردی اختیار کی ہے کہ الٰہی اس عالم مین کوئی بیفکر و بے غم آدمی بھی ہے۔ ؎ اس سے پوچھا کہ دل خوش بھی کہین دنیا مین ✤ رو دیا اُس نے اور اتنا ہی کہا کہتے ہین ✤ البتہ آپ کو دیکھکر شکر خدا بجالایا کہ بھلا ایک تو بے فکر و بے غم پایا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا امیر نے یہہ سنکر آہ بھری اور کہا ؎ جسے نصیب ہے روز سیاہ میرا سا ✤ وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیونکر ہو ✤ میان صاحب مجھ جگر خستہ و دل شکستہ کا حال نہ پوچھیے۔

بیستم دل شکستہ غم زدۂ	بیدل وخستہ وستم زدۂ
از کدا زنفس بتاب وبتے	وز بیابان یاس تشنہ لبی
درد مندے جگر گدا ختۂ	از غم و ہر زہرہ باختۂ

لو متوجہ ہو اور میری داستان سنو والدین نے بڑے نازسے پرورش کیا بچپن مین شادی کردی بیوی بھی خوبصورت وخوش سیرت ملی اللہ تعالٰی نے یہ لڑکے جو کھیل رہے ہین عطا فرمائے قضارا وہ نیکبخت مرض مہلک مین مبتلا ہو کر مرگئی چند روز درد وغم رہا آخر صبر آگیا پھر نکاح کیا دوسری بیوی پہلی سے بھی زیادہ حسین اور نیک سیرت وفادار پائی نہایت خوشی سے زمانہ گذرنے لگا کچھ مدت بعد دفعتہً وہ بھی سخت بیمار ہوگئی امید زیست

Marfat.com

کی نہ رہی مین رونے لگا اُس نے کہا کیون روتے ہو اگر مین مرجاؤنگی اپنی جان سے جاؤن گی تم اور لے آؤگے آخر مجھ سے پہلی بیوی پر بھی تو تم عاشق تھے جب مین نے یہ بات سُنی تو غصہ مین آنکر روبرو اُسکے بیخ فسا دکو دور کرکے کہا کہ بس اب تو دوسری بیوی نہین لاؤن گا۔ اب نیرنگ قدرت دیکھئے کہ ادھر تو مین نے یہ حرکت کی اُدھر اُس کو صحت ہونی شروع ہوئی۔ آخر وہ اچھی ہوگئی اب ہم دونو عجیب حسرت وافسوس مین گرفتار ہین کہ جسکا بیان محال ہے آپ ہی انصاف فرماوین کہ مجسا کوئی اور بھی دنیا مین دُکھیا ہے۔

درین دنیا کسے بے غم نباشد	اگر باشد بنی آدم نباشد
تن دھر سکھیا کوئی نہ دیکھا جو دیکھا سو دکھیا رے	ڈگر چلنتی سب جگت دکھیا کیا اگر ست بیراگی رے
سکھیا چارج دکھ ہی کے کارن گرہی مایا تیاگی رے	اودے است کی بات کہتے ہین [illegible]
اونچے چڑھ چڑھ دیکھ تماشا گھر گھر ایک ہی لیکھا رے	چاند دکھت ہی سوج [illegible]
برہما بشن مہیش نہ دکھت ہین جن یہ ہاٹ لگائی رے	جوگی دکھیا جنگم دکھیا تپسیا کو دکھ [illegible]
آسا ترشنہ سب گھٹ پوری ایکو محل نہ سونا رے	دوییت دکھی ابدوت دکھی تپ انکا [illegible]

کہے کبیر سنو بھائی سادھو کوئی مندر نہین سونا رے [illegible]

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جس زمانہ مین مولوی **فضل حق** صاحب سررشتہ دار تھے تو ہر جمعہ کو خضاب کیا کرتے تھے مولوی **نور الحسن** صاحب [illegible] نے جو مولوی صاحب سے پڑھتے تھے عرض کیا کہ جناب یہ خضاب [illegible] نہین کیونکہ آپ عالم ہین مولوی صاحب سنکر چپ ہو رہے جب [illegible] صاحب کئی مرتبہ زبان پر لائے تو ایک دن مولوی صاحب نے جواب دیا [illegible] کسی نے وعظ کہکر دنیا کمائی کسی نے درس تدریس کرکے [illegible] کرکے کسی نے پیری مریدی کی آڑ مین ہم نے منہ [illegible] کی غرض سب کی دنیا ہے اس سے نجات تو جب ممکن ہے [illegible] مردِ خدا ملے جو ایک نظر مین بیڑا پار کردے۔

Marfat.com

نے غم دزد و نے غم کالا	لنگے زیر لنگے بالا
دل فارغ زدوستکی	گز کے بوریا و پوستکی
عاشق رند لاابالے را	اینقدربس بود جمالے را

نگ بن کتا دیکھے سیس بھاری جڑا دیکھے جوگی کن پھٹا دیکھے۔ چھار لائے تن مین مُنی اَن بول دیکھے سیوڑا سر چھول کرت کلول دیکھے۔ بن کھنڈے بن مین بیر دیکھے سود دیکھے گنی اور کوڑ دیکھے مایا کے بھرپور دیکھے۔ پھول رہے دھن مین اُدھو کے سُکھی دیکھے جنم ھو کے دُکھی دیکھے پرواہ نا دیکھے۔ جنکے لوبھا ہین من مین کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت کیا رسول اللہ صلعم بھی لوبھ سے پاک نہ تھے تو جناب قبلہ نے جواب دیا کہ میان لوبھ یعنی حرص وطمع کسیکو دنیا کی ہوتی ہے کسیکو عقبیٰ کی کسیکو خدا کی چنانچہ حضرت رسالت پناہ کو جو کام بارگاہ عزت سے سپرد ہوا تھا یعنے ابلاغ رسالت اس کی حرص بیشک تھی کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ تحقیق آیا ہے تمھارے پاس پیغمبر تم مین سے شاق ہے اوپر اُس کے یہ کہ ایذا مین پڑو تم حرص کرنے والا ہے اوپر بھلائی تمھاری کے ساتھ مسلمانون کے شفقت کرنے والا مہربان۔ **ایک روز** ایک بوڑھا رانگھڑ گاؤن کا رہنے والا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور سوال کیا کہ اجی میان صاحب پیر کے سے میانی (کیا معنی) اور مرید کے میانی (کیا معنی) آپ نے فرمایا کہ اے کاکا۔ ہمکو ایک نقل یاد آئی اس پر میانی (معنی) سمجھ لو۔ **نقل** ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ پیر کا حق مرید پر کیا ہے اور مرید کا حق پیر پر کیا۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ اچھا بتا دین گے چند روز کے بعد جسوقت وہ مرید راسخ الاعتقاد حاضر ہوا پہلے اس سے کہ وہ بیٹھے پیر نے حکم دیا کہ چلے جاؤ وہ مرید فوراً ایک طرف کو چلدیا ساتوین روز ایک شہر کے قریب پہنچا وہان ایک امیر اسی بزرگ کا مرید تھا اسکو اس مرید مسافر کا حال منکشف ہوا اُسنے اپنے

Marfat.com

پاس بلایا اور پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو اُس نے کیفیت بیان کی اور کہا کہ مین نہین جانتا کہ کہاں جاتا ہون تب اُس نے کہا کہ تمکو میرے ہی پاس بھیجا ہے آؤ ٹھہرو چند روز کے بعد ایکہزار روپیہ دیکر رخصت کیا اور کہدیا کہ بس واپس چلے جاؤ وہ چلا تو اثنائے راہ مین ایک شہر مین وارد ہوا اتفاقاً ایک بازاری عورت پر جو حسن وجمال مین بے مثال تھی فریفتہ ہوگیا اور وہ ہزار روپیہ دیکر اُس سے ملاقات کی جب ارادۂ فاسد کیا تو غیب سے ایک طمانچہ لگا تین بار یہی معاملہ گذرا عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو اُس نے تمام سرگذشت بیان کی وہ بولی کہ معلوم ہوا تمھارا شیخ مرد کامل ہو اس خیال باطل کو چھوڑو اور آؤ ہم تم دونو اُن کی خدمت مین چلین اور یہہ لو اپنا روپیہ کمر سے باندھو۔ آخر دونو پیر کی خدمت مین حاضر ہوئے عورت نے افعالِ سابقہ سے توبہ کی اور اس شخص سے نکاح کر لیا چند روز کے بعد اُس مرید نے پھر وہی سوال پیش کیا تو شیخ نے جواب دیا کہ پیر کا حق وہ تھا جو تو نے ادا کیا یعنی بغیر چون وچرا ہمارے حکم کی تعمیل کی اور مرید کا حق وہ تھا جو تجھ پر گذرا سو کاکا اس زمانہ مین نہ تو ایسے مرید ہین نہ ایسے پیر

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک شخص بڑا خوشنویس تھا لیکن اس مین یہہ سخت عیب تھا کہ اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ اصلاح ضرور کر دیتا تھا ایک شخص نے اُس سے قرآن شریف لکھوایا اور کہا کہ مین اسقدر روپیہ کتابت کا دونگا مگر تم یہ مہربانی کرنا کہ نقل مطابق اصل ہو وعدہ کیا کہ بہت اچھا جب قرآن شریف پورا ہوگیا تو لکھوانے والے نے پوچھا کہ اس مین کچھ اصلاح تو نہین دی کہا کہ ہان کچھ زیادہ اصلاح مین نے نہین دی ہے البتہ دو جگہ بمجبوری صحت کر دی ہے کیونکہ ایسی فاش غلطی تھی کہ مین رد نہ سکا ایک تو وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحًا کے بجائے دَانَا نُوحًا بنا دیا ہے کیونکہ حضرت نوح نادان نہ تھے دوسرے مقام پر خَرَّ مُوسٰی صَعِقًا تھا مین نے خر عیسٰی بنا دیا ہے چنانچہ خر عیسٰی مشہور ہے ... یہی کیفیت فقیر بے معرفت کی ہوتی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ اگلے زمانہ مین اکثر لوگ تحصیل علم کے بعد فقیری اختیار کرتے تھے اب وہ زمانہ ہو کہ علم ہو یا نہو مرید ہوتے ہی فقیری کا دم بھرنے لگتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ فقیر

Marfat.com

ہوتا ہے اُس کو علم بھی حاصل ہو جاتا ہے بلکہ علما پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہین کہ اُنکو تفسیر و حدیث کے معنی نہین آتے اور ہمکو اللہ تعالےٰ نے علم لدُنّی عطا فرمایا ہے اسطرح سے جاہلون مین بیٹھ کر اپنی تعریف کرتے اور عجیب و غریب معنی گھڑتے ہین چنانچہ نقل ہے کہ ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ حضرت اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کے کیا معنی ہین جواب دیا کہ میان یہ بات خلوت مین بتانے کی ہے اسمین بڑا راز ہے عالمون کو اِن معنی کی خبر نہین زنہار کسی کے سامنے بیان نکرنا ورنہ پھانسی دیئے جاؤ گے علما نے بہت فقیرون کو قتل کرادیا ہے کیا تم نے سُنا نہین کہ شاہ منصور کو ملانون نے دار پر کھینچدیا تھا اُنھون نے اسی اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کے معنی ظاہر کردیئے تھے لو سنو معنی یہ ہین اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ اللہ میان کے ایک بلّا تھا وَمَلٰئِكَتِهٖ اور ملائی کھا جاتا تھا وَكُتُبِهٖ اُس کے پیچھے کُتّے لگا دیئے وَرُسُلِهٖ اور اُس کو رسی سے باندھ دیا وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور اُسپر قیامت ہو گئی وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اور اپنے کیئے کی سزا کو پہنچ گیا اور یاد رکھو کہ فقرا آخر کو یہی بھید مرید کے کان مین کہدیتے ہین اور وہ کامل ہو جاتا ہے پھر خلافت دیکر اُسکو روانہ کرتے ہین سو آج سے تو بھی ہمارا خلیفہ ہو گیا واہ سبحان اللہ کیا تعلیم اور کیا فقر ہے بس آجکل ایسی فقیری اور یہ پیری مریدی ہے جس نے علما کو زیادہ بُرا بھلا کہا وہی فقیر کامل ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا - کہ لکھنؤ مین ہمنے سنا کہ یہان ایک فقیر صاحب توجہ دیتے ہین جس کا لوگون پر بہت اثر ہوتا ہے ہم بھی پہنچے فقیر صاحب نے اول مزاج پوچھا پھر آنے کا سبب دریافت کیا جو بات تھی ہم نے صاف کہدی بولے کہ اچھا تشریف رکھیئے اتنے مین سب مرید جمع ہو گئے شربت پر فاتحہ ہوئی اور پیالہ گردش مین آیا ع الا یا ایہا الساقی ادر کاساو ناولہا - ہماری بھی نوبت آئی ہم نے کہا صاحب ہمکو تو نزلہ کا عارضہ ہے اس سے معاف رکھئے بولے کہ اس پر خواجہ نقشبند کی فاتحہ دیگئی ہے اور اُن کی برکات سے توجہ کا خوب اثر ہوتا ہے بغیر اس کے فیض و فائدہ غیر ممکن ہے ہم نے کہا خیر مرضی خدا ہم بھی مجبور ہین غرض شربت کے بعد توجہ شروع ہوئی اور حریفان ہم مشرب لوٹنے اور اونگھنے لگے ہم تو جیسے گئے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے

Marfat.com

جب مجلس برخاست ہوئی تو ہم بھی اُٹھ کر چلے باہر نکلے تو اُن کے ایک مرید رازدار نے ہم سے کہا کہ میان صاحب خوب ہوا جو تم نے شربت نہ پیا اس مین تو بھنگ ملائی جاتی ہے ہم نے شکر کیا اور لاحول پڑھ کر چلے آئے ۵

از خدا سنے بوئے اورا سنے اثر	دعوتش افزون زشیث و بوالبشر
دیو بنموده وراهم نقش خویش	او همیگوید زابدالیم بیش
حرف درویشان بدزدیده بسے	تا گمان آید که هست او خود کسے
او نداکرده که خوان بنهاده ام	نائب حقم خلیفه زاده ام
سالها باید که ستر آدمی	آشکارا گردد از بیش و کمی
اے بسا ابلیس آدم روئے هست	پس بهر دستے نباید داد دست

ایک روز ایک نواب کا معتمد جناب و قبلہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور نواب کی طرف سے عرض کیا کہ اس عاجز کے لئے وقت خاص مین دعا فرمایئے تاکہ اپنے مقصد کو پہنچون حضرت نے فرمایا کہ ہمکو ایک نقل یاد آئی مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت مین ایک راجہ حاضر ہوا کرتا تھا گردش گیتی سے اُس پر ایک وقت ایسا پڑا کہ اُس کا راج ضبط ہونے لگا وہ گھبرا کر شاہ صاحب کے پاس دوڑا آیا اور عرض کیا کہ حضرت مجھ پر آج وقت پڑا ہے ہمت کیجیے ورنہ ناحق [illegible] ملک ضبط ہوتا ہے مین اسی دن کے لئے خدمت عالی مین حاضر ہوتا تھا [illegible] پہلے تو خاموش ہوئے پھر فرمایا کہ راجہ صاحب مین بیچارہ ملا ہون [illegible] مسئلہ دریافت کرنا ہو تو کرلو اور اس مطلب کے واسطے کوئی فقیر تلاش کرو [illegible] کہا کہ فقیر بھی آپ ہی بتائین گے مولوی صاحب نے فرمایا کہ [illegible] زبردست مجذوب بھولی بھٹیاری کے محل پر رہتے ہین اُن کی خد[مت] [illegible] اگر تمھارے لئے اُن کی زبان سے کچھ بہتر نکلجائے تو کام بن گیا [illegible] الٰہی۔ غرض دوسرے دن وہ راجہ مجذوب کی خدمت مین گیا اُس [illegible] کہا جاؤ تمھارا ملک بحال انعام و خلعت مزید بران راجہ یہ مژدہ سنکر خوش خوش

مولوی صاحب کے پاس آیا اور جو مجذوب کی زبان سے نکلا تھا وہ کہہ سنایا مولوی صاحب نے فرمایا کہ جاؤ راجہ صاحب تمہارا کام تو ہوگیا مگر وہ بچہ اس کا خمیازہ بھگتے کا ایک مہینے کے بعد راجہ کو سب خرخشون اور غدغون سے فراغ و اطمینان ہوگیا اور انعام بھی ملا اور خلعت بھی۔ شیرینی لیکر شاد و خرم مولوی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک جوڑی سونے کے کڑون کی بھی نذر کے لئے لایا آپ نے فرمایا کہ یہہ میرا حق نہین جس نے دعا کی وہی مستحق ہے راجہ مولوی صاحب کے اشارہ کے موافق یہہ سب سامان اُس مجذوب کے پاس لے گیا وہ مطلق ملتفت نہ ہوا راجہ نے سونے کے کڑے اُس کے ہاتھون مین پہنا دئے اور شیرینی تقسیم کرا دی صبح کو شہرت ہوئی کہ وہ مجذوب مارے گئے شاہ صاحب کے سمع مبارک مین جب یہہ خبر پہونچی تو فرمایا کہ دیکھا جو اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہے وہ ایسے مقدمہ مین زبان ہلاتا ہو بھلا ہم ملا آدمی مفت جان کیون دیتے الحاصل حضرت نے یہہ نقل بیان فرماکر ارشاد فرمایا کہ خان صاحب کسی فقیر کو تلاش کیجئے شاید کوئی خدا کا بندہ ایسا بھی نکل آوے اور ہمارے نزدیک تو خاص وقت مین اگر نواب صاحب یاد آئین تو اُس خاص وقت پر بھی تین حرف ہین۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ صبح کے وقت ایک سیاح محمد صالح عرب جناب قبلہ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ ایک راز نہفتہ کے واسطے جو حضور پر روشن ہے فلان فقیر صاحب نے آپ کی خدمت مین مجکو بھیجا ہو یہہ سُنکر آپنے فرمایا کہ ہمین ایک نقل یاد آئی

نقل نادر شاہ درانی کے لشکر نے جب دہلی مین قتل عام کیا اور تاخت و تاراج کر کے پھر اپنے ملک کو چلدیا تو اُس کے کسی سردار کے ہاتھ ایک عورت نہایت شکیلہ وجمیلہ غنیمت مین آئی اتفاق سے یہہ عورت دہلی کے کسی امیر کی بیوی تھی اور اپنے خاوند پر عاشق زار اور وہ بھی اُس کا دلدادہ وجان نثار ایک کو بے دوسرے کے کل نہ پڑتی تھی گردش روزگار و تغیر لیل و نہار نے ایک درانی کی قید مین کابل پہنچایا درانی اسکے حسن وجمال کو دیکھ شیفتہ و بیقرار ہوا اور عقد کا خواستگار نا چار اُس نیکبخت نے جواب دیا کہ مین بیوہ نہین جو نکاح ثانی کرون خاوند زندہ چھوڑا ہے چھہ ماہ صبر کرو پھر تم مختار ہو مین تمھارے

Marfat.com

بس مین ہون اتنی مہربانی کیجئے کہ ایک مکان مجھے شہر کے باہر بنوا دیجئے تاکہ آیندہ روندہ کو وہان ہر وقت دیکھتی رہون امیر نے یہہ بات مان لی اور ایک حویلی تعمیر کرا دی چار مہینے بعد اُس کا شوہر اُس کی جستجو مین کابل پہنچا اور اُسی دروازہ سے ہو کر نکلا عورت نے پہچان لیا ؎

کیا قتل جسنے نظیر کو یہی تو خانہ خراب ہے	وہ چلا جو آتا ہے دوستو ذرا اُس سے بچئے رہا کرو

اور کہلا بھیجا کہ اقرار مین ابھی دو مہینے باقی ہین وقت ہاتھ سے نہین گیا اگر تم سے بن پڑے تو رہائی کی کوئی تدبیر نکالو ورنہ یہہ قید فرنگ ہے چھوٹنا معلوم اور یہہ کام کسی کامل سے نکلے تو نکلے ورنہ اور کوئی چارہ نہین اُس طالب صادق نے یہ اشارہ پاکر کامل کی تلاش مین نہایت تگ و دو کی۔ آخر جوئندہ یابندہ ایک دن اسی جستجو مین سرگردان و پریشان پھر رہا تھا کہ ایک فقیر نے خود اُس سے کہا کہ تم یہان خراب و خستہ پھرتے ہو تمھارے شہر مین فلان فقیر فلان محلہ کا باشندہ موجود ہے اُس کے پاس چلے جاؤ اور ہمارا سلام کہو وہ تمھارا کام کر دیگا۔ یہہ بیچارہ بہزار خرابی افتان و خیزان دہلی آیا اور اُس فقیر کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی سب داستان درد و غم کہہ سُنائی فقیر صاحب نے ہنسکر فرمایا کہ وہ بھی عجب بیوقوف تھے کہ تمکو میرے پاس بھیجا کیا وہ خود نہین کر سکتے تھے خیر کل ہولی ہونیوالی ہے ہم اُس مین کرشن بنین گے جسوقت رادھا گم ہو کر پھر ملے تو تم کہنا کہ حضرت میری رادھا تو ملی ہی نہین اُسے بلا دیجئے غرض دوسرے دن ہولی کا ہنگامہ گرم ہوا اور فقیر صاحب کرشن بنے سانگ شروع ہوا پہلے غل مچا کہ رادھا گم ہوئی رادھا گم ہوئی پھر بہت تلاش و جستجو کے بعد شور ہوا کہ وہ ملی وہ ملی امیر نے ارشاد کے موافق عرض کی کہ حضرت میری رادھا تو ملی ہی نہین شاہ صاحب نے یہ سنکر کابل کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اُس کی عورت کی چوٹی پکڑ کے سامنے لا کھڑا کیا اور فرمایا لے اپنی رادھا اُس وقت تمام آدمیون نے ایک شور مچایا کہ یہ تو سچ مچ کی رادھا کہان سے آگئی۔ امیر نے جھٹ پٹ اُس پر اپنی چادر ڈالدی اور خوش خوش گھر لے آیا عورت سے دریافت کیا کہ یہان تم کس طرح سے پہنچین اُس نے کہا کہ آج مجھے بہت

Marfat.com

اضطراب بیقراری تھی کیونکہ وعدہ کی گھڑی شام کو پوری ہوا چاہتی تھی مین اسی فکر مین تھی کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے پلنگ پر پڑے پڑے آنکھ لگ گئی خواب مین دیکھا کہ پلنگ پر سے گری آنکھ جو کھُلی تو اس مجمع مین کھڑی تھی اس سے زیادہ مجھے خبر نہین کہ کیا معاملہ ہوا۔ حضرت نے یہہ ارشاد فرما کر سیاح سے کہا کہ آپکو ناحق اتنی دور بھیجا آپ اُنھین کے پاس چلے جائین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک جوتشی پنڈت سفر مین تھا اُس نے احکام نجوم سے معلوم کیا کہ فلان تاریخ و فلان ساعت مین اگر کوئی شخص عورت سے قربت کرے تو لڑکا پیدا ہو جو بڑا پنڈت بنے اور نجوم و رمل مین دستگاہ کامل حاصل کرے اسی امید پر وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تاریخ معینہ پر اپنے وطن کی نواح مین جا پہنچا یکایک زور شور کی گھٹا اُٹھی اور موسلا دھار مینہ برسنے لگا جنگل مین ایک مکان ستی کا بنا ہوا تھا پنڈت جی نے وہان پناہ لی اتنے مین ایک جوان جاٹنی بھی مینہ کے مارے وہین آگھُسی اب مصر جی بار بار آسمان کی طرف گھبرا کر دیکھتے ہین کہ مینہ تھمے تو مین گھر کی راہ لون جاٹنی نے یہہ کیفیت دیکھکر پوچھا کہ مہاراج تمھین ایسی گھبراہٹ کیون ہے اُنھون نے تمام قصہ بیان کیا تو جاٹنی بولی کہ بھلا مصر جی وہ گھڑی کب آوے گی مصر نے کہا کہ بس وہ یہی گھڑی ہے تب جاٹنی نے کہا کہ مہاراج اب تم گھر پہنچ نہین سکتے اور یہہ گھڑی بیت جاویگی (ع) گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین ٭ چونکہ وقت تنگ تھا اور مینہ کے آثار تھمنے کے نظر نہین آتے تھے ناچار مصر جی نے جاٹنی ہی کا زائچہ کھولا اور بذ بلائی قدرت خدا بعد مدت معہودہ جاٹنی سے لڑکا پیدا ہوا جب چار برس کا ہوا تو وہ کھیل کے طور پر زمین مین لکیرین کھینچکر زائچہ ستارون کا بناتا (ع) طفلی مین بھی ہم کھیل جو کھیلے تو صنم کا۔ غرض یہہ ہے کہ لڑکے کا پیدا ہونا تو پنڈت نے دریافت کیا مگر اُس احمق کو یہہ معلوم نہوا کہ اُس کے گھر پیدا ہوگا یا جاٹ کے گھر۔

خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد	اگر ناخدا جامہ بر تن درد
این سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

ایک روز میر عبد القادر صاحب پانی پتی نے عیال کثیر وخرچ قلیل کی شکایت کی اُسوقت ارشاد ہوا کہ فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ہ

چنتا نکر اچنت رہ توری چنتا مین کین	نیا روز نئی روزی کب تک تو ہونہ دین
کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما	فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما
توکل بر بود اندیشہ مادہ	چرا غم میخوری ای مرد سادہ

ایک روز غلامی شاہ نے چائے تیار کر کے پیش کی حضرت نے تو کسی سبب سے نہ پی مگر اور لوگون نے پی تو دست آنے لگے دوسرے دن یہ احوال معلوم ہوا تو آپنے غلامی شاہ سے پوچھا کہ چائے کا نسخہ تو بہت خوب ایجاد کیا بھلا اسمین کیا کیا چیزین ڈالین تھین شاہ جی نے خوش ہو کر عرض کیا کہ حضرت اسمین کچھ سونف کچھ گاؤزبان اور کچھ سنا اور اڑھائی پتی نیم کی تھی آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ تو نسخہ تو بہت عمدہ ہے البتہ جمال گوٹہ کی کسر باقی رہگئی پھر آپ نے سب لوگون کو منع فرمایا کہ خبردار ان کی بنائی ہوئی چائے کوئی نہ پینا ہ

خیالاتِ نادانِ خلوت نشین	ہم برکند عاقبت کفر و دین

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک گانو تھا مسلمانون کا وہان کوئی ہندو آتا تو بہت تکلیف پاتا کیونکہ وہان کوئی گھر برہمن کا نہ تھا نمبردارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک شخص کو برہمن بنا دینا چاہیے تاکہ اہل ہنود بھی آرام پاوین ایک قصاب کو برہمن بنا دیا جو ہندو آتا اُس کے گھر ٹھہرتا اتفاقاً ایک پنڈت جی تشریف لائے تین چار دن کے بعد قصائن نے جو اَب برہمنی تھی پنڈت جی سے پوچھا پوچھا کہ مہاراج میرے دو بالک ہین ایک کا نام خدابخش اور دوسرے کا گنگا رام مہاراج پہلے خدابخش کا ختنہ کراؤن یا گنگا رام کو جنیو پہناؤن جیسی آپ کی آگیا ہو مہاراج یہ سُنکر نہایت حیران ہوئے بولے کہ نیکبخت یہ کیا بات پوچھی ہماری سمجھ کام نہین کرتی ذرا اس کی شرح کر اُس نے تمام حال برہمن بننے کا بیان کر دیا اور کہا کہ خدابخش تو اُسوقت پیدا ہوا تھا جب ہم قصائی تھے اور گنگا رام اندنون مین پیدا ہوا جب ہم

Marfat.com

برہمن بن گئے تھے پنڈت جی اس شرح کو سنکر بہت گھبرائے اور کہا کہ ارے نیک بخت پہلے مجھے بتا کہ مین جلون یا گڑون تیرا خدا بخش بھی اچھا اور گنگا رام بھی خاصہ دھرم بھرشٹ ہوا سو ہمارا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ اورنگ زیب عالمگیر نے بنارس مین ایک مندر کو توڑ کر مسجد بنانے کا حکم دیا اس کے میرمنشی چندربھان کو مذہبی خیال سے یہ بات بڑی شاق ہوئی لیکن حکم شاہی مین مجال دخل نہ تھی ناچار اپنے دلکے بخار کو اس شعر کے مضمون مین ظاہر کیا ؎ بہ بین کرامت بتخانہ مرا اے شیخ ٭ اگر خراب شود خانہ خدا گردد ٭ اس نے یہہ شعر بادشاہ کو سنایا عالمگیر بھی سخن فہم تھا اس رمز کو سمجھ گیا اور چندربھان سے کہا کہ سچ بتا تو نے اصل مین شیخ سے بجائے کیا کہا تھا اُس نے کہا کہ سچ تو یون ہے کہ مین نے شاہ کہا تھا مگر آپ کے خوف سے اس وقت شیخ پڑھ دیا عالمگیر نے فرمایا کہ بے شک تو نے سچ کہا اور تیرے سچ کے انعام مین ہم اپنا حکم منسوخ کرتے ہین اور آیندہ کے لئے بھی ممانعت ہے کہ کوئی بتخانہ توڑکر مسجد تعمیر ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سرونج مین ایک بڑھیا ہمارے پاس آئی اور اپنی بیٹی کے لئے تعویذ مانگا ہم نے فوراً لکھدیا وہ بولی کہ ابھی پر شہید صاحب آتے ہین بہت تعویذ گنڈے کرچکی ہون مگر کسی سے فائدہ نہ ہوا ہم نے تعویذ واپس لے لیا اور کہا اری نیکبخت اچھا ہوا جو تو نے کہدیا ورنہ رات کو شہید صاحب سے ہماری لڑائی ہوتی وہ نہایت منت وسماجت کرنے لگی ہم نے کہا کہ پہلے شہید کی نیاز کا سوا روپیہ سوا سیر گھی سوا سیر شکر ایک تھان لٹھہ کا لاؤ اُسوقت تعویذ ملے گا چنانچہ وہ سب چیزین لائی اور تعویذ لے گئی دوسرے دن آنکر خبر دی کہ میان صاحب خدا تمھارا بھلا کرے آجکی رات میری لڑکی نہایت آرام سے سوئی ہم نے کہا کہ آرام کیون نہوتا شہید کو تو ہم نے جانے نہین دیا تمام رات یہان لڑتا رہا غرض اس نقد وجنس کا حلوا پکا کر یاران ہمسفر کو کھلایا اور تھان کے کپڑے بنوادیئے سچ ہے اَلدُّنیَا دُوْنٌ لَا یَحْصِلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ ٭ اور جب تک کچھ لیا نہین جاتا دنیاداروں کو یقین نہین آتا ورنہ کون شہید اور کیسا تعویذ یہہ بھی اپنا خیال ووہم ہے کسی انگریز کے

Marfat.com

سر پر کبھی جن بھوت نہ دیکھا حالانکہ ہندوستانیون سے زیادہ خوبصورت ہین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ تعویذ اور نسخون کا یکسان حال ہے کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نہین۔ ہان اگر اس کے ساتھ ہمت بھی ہو تو پھر تیر بہدف ہے۔ سونی پت مین حافظ میر امانت علیصاحب نے ہم سے لڑکا ہونے کا تعویذ مانگا ہمنے لکھدیا جب ایام ولادت قریب آئے تو ہم وہان سے چلدیئے کہ خدا جانے لڑکا ہو یا لڑکی کارخانہ قدرت مین کسے دخل ہے چند روز کے بعد اُن کا خط آیا کہ لڑکا پیدا ہوا ؎

شنیدم کہ ذوالنون زمدینؔ گریخت ٭ بسے بر نیامد کہ باران بریخت ٭

راقم کے روبرو وہ لڑکا بعالم جوانی جناب و قبلہ کی خدمت مین حاضر ہوا بیکاری سے تنگ تھا مین نے اُس کو فہمایش کی کہ آج خدمت مبارک مین یون عرض کرنا (کہ حضور نے مجکو لڑکا بناکر بڑے فکر مین ڈال دیا لڑکی ہوتا تو کسی بھلے مانس کا گھر بستا مجکو بیٹھے بٹھائے روٹی ملتی اب یا تو مجکو نوکر کرا دیجیے یا اپنے جد بزرگوار کے مزار متبرک کا پتا بتلائے جن کی نظر سے ایک لڑکا لڑکی بن گیا تھا) جب یہ مضمون اس نے عرض کیا تو حضرت ہنس پڑے اور فرمایا کہ اچھا نوکر ہو جاؤگے چنانچہ سررشتہ دار کمشنری دہلی کے نام سفارشی خط لکھدیا وہان جاکر وہ نوکر ہوگیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ لکھنؤ کے سنی اور شیعون مین ایک دفعہ باہم جنگ ہوئی تماشائیون کا ہجوم ہوگیا ایک جانب میواتیون کا گروہ بھی کھڑا تھا پوچھا یہ کیون لڑتے ہین کوئی شخص بولا کہ میان لڑائی اس بات پر ہے کہ شیعہ چار یار کو گالیان دیتے ہین میواتیون نے تعجب سے کہا کہ چار یار کون ہین اُس نے کہا یہی تو ہین خواجہ معین الدین سالار مدار۔ چوکھا پیر۔ یہ بات سنکر اُن کو تاب نہ رہی کہ جب ہمارے پیرون کو [illegible] ہین تو ہماری زندگی کس کام آوے گی لٹھ لے کے پل پڑے [illegible] اور وہ شیعہ کو بھگا دیا۔ ع پائے کج را موزہ بایست کج ٭

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ بمقام سونی پت اخوند عبدالغفور صاحب ہمارے [illegible]

Marfat.com

بیٹھے تھے کہ ثناء اللہ دہریہ آیا اور ایک پتّا درخت سے توڑکر اخوند صاحب کے روبرو پیش کیا اور کہا کہ بھلا کوئی ایسا ہے کہ اس کو پھر جوڑدے وہ بولے کہ خدائے تعالےٰ کو یہہ قدرت ہے اُس نے کہا کہ یہہ تو خدا کے باپ سے بھی نہین لگ سکتا اخوند صاحب اُس کو گالیان دینے لگے مین نے کہا کہ صاحب آپ کیون خفا ہوتے ہین خدائیتعالیٰ تو لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے نہ خدا کے باپ ہوگا نہ پتّا لگائیگا اسکو بکنے دیجیے ع بری ذاتش از تہمتِ ضد وجنس * غنی مُلکش از طاعتِ جن و انس *

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ بابری مین ایک شخص آیا جو اپنے تئین خدا کہتا تھا اُن دنون جناب قبلہ میر **اعظم علی شاہ** صاحب بھی وہین تھے وہ یہہ بات سُنکر خفا ہونے لگے مین نے عرض کیا کہ حضرت مین اُن کو سمجھا دونگا جب اُن سے ملاقات ہوئی تو حال پوچھا کہا کہ مین خدا ہون ہم نے کہا واہ حضرت ہم تو مدت سے آپ کی تلاش مین تھے گھر چھوڑا وطن چھوڑا آپ ہی کی جستجو مین جابجا پھرتے رہے آپ خود ہی تشریف لے آئے بڑی مہربانی اور احسان فرمایا پھر ہمنے اُن کے لئے کھانا منگایا اتفاقاً اُس روز روکھی روٹیان چنے کی تھین اُن سے اچھی طرح کھائی نہ گئین لقمہ گلے سے اترتا دشوار تھا کچھ ناراض سے ہونے لگے ہمنے کہا کہ ناراضی کی کیا وجہ ہے خود ہی انصاف کیجیے کہ خدا تو آپ ٹھہرے جیسا ہمکو آپ نے دیا وہ سامنے لارکھا اگر آپ پلاؤ دیتے تو وہی نذر کیا جاتا بعد اُس کے ہم نے قرآن کی ایک آیت پڑھی اور اُن سے معنے دریافت کئے کہا کہ مین تو ناخواندہ ہون ہمنے کہا سبحان اللہ آپ بھی عجیب خدا ہین کہ خود ہی قرآن نازل کیا اُس کے معنی نہین سمجھتے تب وہ نادم ہوئے اور اپنے اُس قول سے توبہ کی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ بابری مین ہمنے سُنا کہ ایک ہندو فقیر بھگوان کے درشن کرا دیتا ہے ہم بھی اُس کے پاس گئے اور درخواست کی اُس نے آنکھین بند کرا کے توجہ دینی شروع کی تھوڑی دیر مین ایک صورت نظر آئی پیتامبر پہنے مکٹ لگائے شام برن ہاتھ مرلی دھرے گویا بعینہ مہاراج سری کشن چندرجی موجود ہین اُس نے پوچھا

Marfat.com

کیا دیکھا ہمنے بیان کیا بولا کہ بس یہی بھگوان ہے ہم نے اُس کو بہت دھتکارا کہ ابے مسخرے اس کے خالق تو خود ہم ہین کیونکہ ہمارے خیال سے پیدا ہوا ہے تو اپنا گرو بتا جس نے تجکو یہ تعلیم دی ہے وہ ہمکو اپنے گرو کے پاس لیگیا کہنے لگے کہ میاں صاحب اسکو جانے بھی دو یہ تو مورکھ ہے جس کی جیسی سمجھ ہوتی ہے اُس کو ویسی ہی بات بتلائی جاتی ہے پھر ہماری اُنکی باتین ہوئین البتہ وہ آدمی سمجھدار اور گیانی تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ بمقام کوتانہ ایک پیرجی تھے اُن کے ایک مرید ظریف نے عرض کیا کہ حضرت مین نے رات ایک خواب دیکھا ہے کہ آپکا ہاتھ تو شہد سے بھرا ہوا ہے اور میرا نجاست مین آلودہ ہے پیرجی بولے۔ بھائی بات یہہ ہے کہ تم دنیا دار ہو اور مین فقیر اُس نے کہا کہ حضرت آگے بھی تو سن لیجیے آپکا ہاتھ تو مین چاٹتا ہون اور میرا ہاتھ آپ چاٹتے ہین یہ فقرہ سُنکر پیرجی نہایت ناراض ہوئے مین نے اُن سے کہا کہ صاحب سچ تو کہتا ہے دنیا کے واسطے لوگون کو مرید کرنا بے شک گوہ کھانا ہے اور دنیا دارون کے پانچ کمین ہوتے ہین۔ دھوبی۔ نائی۔ سقا۔ بھنگی۔ اور پانچوان کمین پیر دنیا پرست۔

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید	وز زبان آوران پاک نفس
چون بہ دنیائے دون فرود آمد	بعسل در بماند ہمچو مگس

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ دنیا دار بیچارے بھی بڑے مخمصہ مین گرفتار ہین جب کوئی مولوی آتا ہے تو دعوت ونذرانہ کے بعد یہہ وعظ سناتا ہے کہ فاتحہ گناہ کبیرہ ہے علما کی خدمت جنت کی دستاویز ہے اور جب کسی مشائخ سے پالا پڑتا ہے تو معمولی دعوت ونذر کے بعد یہہ ہدایت ہوتی ہے کہ فاتحہ فرض ہے اور حقیقت مین علما اور ورثة الانبیا مشایخ کبار ہین نہ علمائے ظاہر بزرگون کی نجات ہے غرض دنیا دار بیچارہ دو بھاڑے کا ٹٹو ہے جس نے چاہا لادلیا بلکہ اس سے بھی بدتر کیونکہ اُسے کرایہ تو ملتا ہے اور یہان اُلٹا گرہ سے کچھ

Marfat.com

دینا پڑتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ نشانہ پر تیر مار دینے والے تو بہت ہوتے ہین مگر ایسے تیر انداز بہت کم ہین جو یہ بھی جان لین کہ تیر نے کتنا گھاؤ کیا۔ اسی طرح فقرا ہین ایسے تو اکثر ہین کہ طالب پر نظر ڈالین مگر ایسے باخبر نادرات سے ہین جو یہ بھی معلوم کرلین کہ اُس نظر نے کسقدر اثر کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ شیخ کا فیض تو مرید وغیر مرید سب کو پہنچ سکتا ہے الا مستحق خلافت مرید کے سوا کوئی اور نہین ہو سکتا مثلاً آدمی اپنی دولت جس کو چاہے لٹائے مگر وراثت خاص اولاد ہی کو پہنچتی ہے اس مین غیر کا دعوٰی اور استحقاق نہین۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ایک شخص بیمار پڑا نزع کی نوبت پہنچگئی یہانتک کہ شہر مین مرنے کی خبر بھی اُڑ گئی۔ اتفاق سے لوٹ پیٹ کر بچ گیا۔ یار دوست مبارک باد کو آئے اُس نے کہا کہ مقام تعزیت ہے نہ جائے تہنیت کیونکہ موت کا ذائقہ بھی چکھہ لیا اور مرنا بدستور سر رہا۔ ع مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا ❖

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ اِس زمانہ کے مشایخ نے پیری مریدی کو نہایت آسان کام سمجھ رکھا ہے اور مرید کو درم ناخریدہ غلام خیال کرتے ہین مگر ہمارے نزدیک تو سخت مشکل کام ہے پیری تو درحقیقت مرید کا مرید بنجانا ہے کیونکہ پیر کو لازم ہے کہ ہر وقت مرید کے احوال کا نگران رہے طے مقامات اور منازل پر متوجہ رہے اور یہ بات ممکن نہین جب تک کہ پیر اپنے مزہ مین خلل نہ ڈالے اور اپنے حال سے باز نہ رہے اگر حکم سرکاری ہو تو مجبوراً تعمیل کرنی پڑتی ہے ورنہ کسکو غرض ہے کہ دوسرے کی بلا اپنے ذمہ لے۔ البتہ حصول دنیا کے لئے یہہ کھیتی خوب ہے بغیر دردسر اور بلا تردد سال بسال اپنا سالانہ محاصل مریدون سے اُٹھایا اور الگ ہو بیٹھے۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس زمانے کے مشایخ مین تو انجن ہاری کا سا کمال بھی نہین ہے اس جانور کا خاصہ ہے کہ مرنے سے کچھ پہلے ایک کیڑا لا کر اپنے مٹی کے گھر مین بند کر لیتا ہے اور اُس پر ایسی توجہ کر کے مرتا ہے کہ چالیس دن مین وہ کیڑا پر پرزے نکال کر انجن ہاری کی دستار خلافت کا مستحق اور سجادہ نشین برحق ہو جاتا ہے۔

ایک روز کسی نے عرض کیا کہ فلان فقیر چار نوشی کا سامان اور کھانے پینے کا اسباب بہت کچھ رکھتا ہے اُسوقت ارشاد ہوا کہ ہمکو ایک نقل یاد آئی ایک شخص نے گھر کے کاروبار اور مصارف سے تنگ ہو کر ارادہ کیا کہ ترک دنیا کرے۔ ایک بیوی تھی اُس غریب کو تنہا چھوڑ کر نکل گیا اور کسی فقیر کا چیلا بنا گلے مین کفنی ڈال ہاتھ مین کاسہ لے در بدر بھیک مانگنی اختیار کی۔ ایکدن پھرتا پھراتا اُس بستی مین آنکلا جہان اب اُسکی بیوی رہتی تھی حسب عادت صدا کی (بھلا ہو مائی کچھ بھیجو فقیر کو) مائی نے اس بیوفا کی آواز پہچان لی جھانک کر دیکھا تو وہی ذات شریف ہین خیر اُنکو چنگل بھر آٹا دیا اور کہا کہ شادی کو ہمارا تمھارا میان بیوی کا رشتہ تو قطع ہو گیا لیکن لاؤ تمھاری روٹی تو پکا دین کہا اچھا کہ آٹا دال نمک مرچ لوٹا کونڈا توا چولھا کچھہ لکڑیان سب ضروری اشیا فقیر کی جھولی مین موجود ہین یہ سامان لو اور پکا دو تب تو اس عورت نے زور سے ایک دوہتڑ ماری اور کہا کہ جبکہ دو سارا سامان دنیا تو اپنی بغل مین مارے پھرتا ہے کیا جورو ہی دنیا ہوتی ہے کہ مجھ غریب کو چھوڑ کر تارک الدنیا بن گیا **ہ**

چیست دنیا از خدا غافل بُدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ایک روز کسی شخص نے ... سے گفتگو مین کہا کہ حضور فلان شخص جسقدر مال ... رکھتا ہے بخل مین بھی پرلے درجے کا نہیں بلکہ قدردان سے بھی ... معلوم نہین اُس روز ڈپٹی کمشنر کو چندہ مین اسقدر روپیہ ... پہلے ... اکثر اُمرا اپنی نام آوری اور مطلب فائدہ کے لیے ہزارہا روپیہ خرچ کرتے ہین لیکن خالصۃً للہ ایک کوڑی کے روادار نہین ہوتے اسپر ہمکو ایک نقل یاد آئی ہے کہ

Marfat.com

کسی شخص نے شیطان کے نام کا چلہ کیا جب چالیس دن پورے ہو چکے تو شیطان
آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے اُس نے جواب دیا کہ مین نہایت مفلس ہون میرے لئے کوئی
بہبودی کی شکل نکال۔ شیطان نے کہا کہ یہ کیا بڑی بات ہے مین ابھی گھوڑا بنتا ہون
تو فلان امیر کے پاس لیجا کر بیچڈال یہ بات کہکر ایک نہایت عمدہ اور بیش قیمت
گھوڑے کی صورت بنگیا اُس نے امیر کو دکھایا وہ دیکھتے ہی لٹو ہو گیا اور جھٹ پانچ ہزار
کو چکا دام دیکر باندھ لیا چند روز کے بعد سائیس گھوڑے کو حسب عادت مل رہا تھا
کہ یکایک گھوڑا دیوار کے سوراخ مین گھسنے لگا اُس نے غل مچایا کہ دوڑو دوڑو گھوڑا چلا
جب دیکھا کہ گھوڑا جاتا ہی ہے تو اُس نے گھبرا کر دُم پکڑ لی دُم تو اُسکے ہاتھ مین لگی
اور گھوڑا غائب وہ متحیر ہوا اور دُم کو چادر مین لپیٹ امیر کے روبرو لایا اور سارا قصہ
بیان کیا امیر نے تعجب کیا چادر کھولی گئی تو دیکھا کہ بجائے دُم کے ایک سارنگی موجود
ہے جب امیر نے اُسکو ہاتھ مین اُٹھا کر دیکھا تو کیر خر تھا۔ غرض اس بیان سے
یہ ہے کہ مال تو کھا گئے وارث وغیرہ اور دنیا دار بخیل کے ہاتھ مین کیر خر رہا یعنے
بجز رنج و حسرت کے اُسکو کچھ حاصل نہین کما قال اللہ تعالے وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَةٍ
لُّمَزَةِ ٱلَّذِی جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ
فِی الْحُطَمَةِ ط **ایک روز** کسی شخص نے سات روپیہ بطور نذر ارسال خدمت
مبارک کئے اور رسید چاہی اُسوقت ارشاد ہوا کہ میان رشوت کی رسید کا دُنیا
مین کہین دستور بھی ہے یہ معاملہ تو خفیہ ہوا کرتا ہے جس طرح اہل کاران سرکاری
کو سفارش وغیرہ کے لئے لوگ رشوت دیتے ہین اسیطرح فقرا کو ہمت و دعا
کی غرض سے نذر پیش کرتے ہین بے غرض تو کوئی کسیکو دیتا نہین وہ ظاہری رشوت
ہے یہ باطنی پھر رسید کیسی **ایک روز** جناب وقبلہ پکّے ادر جو پیغولہ ران مین
تھا مرہم لگا رہے تھے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضور یہ کسطرح ہوا فرمایا کہ میان
کیا کہین اس نے سنت نبوی سے انحراف کیا تھا اسلئے یک داد کی سزا مین گرفتار
ہوا اب مین اسکا منہ کالا کرتا ہون کہ نہ ایسا کرتا نہ اس سزا کو پہنچتا۔ **لطیفہ ایک روز**

Marfat.com

قلندر صاحب کے عرس مین لکھنؤ کی ایک عورت حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت مین آئی اور کہنے لگی کہ حضور مین عقیمہ ہون اور میرا خاوند دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے اور اُسکے عزیز و قریب میرے خلاف ہین اگر اُس نے نکاح ثانی کرلیا تو میرا کہین ٹھکانا نہین ہے حسب اتفاق اُسوقت ایک قوال یہ ٹونا گا رہا تھا ؎ ایسا ٹونا کر دے ری ما ایسا ٹونا کر دے * آپنے فرمایا کہ بھائی جو کچھ یہ گا رہا ہے لکھتے جاؤ اور تعویذ بنا کے اسکو دیدو واللہ مالک ہے ارشاد کے موافق تمام ٹونا لکھکر تعویذ بنا دیا اور اُسکے حوالہ کیا وہ لیکر چلتی ہوئی چند روز کے بعد پھر خدمت اقدس مین آئی اور کچھ نذرانہ لائی اور عرض کیا کہ حضرت آپ کی توجہ سے میرا شوہر ایسا مطیع ہوگیا ہے کہ بٹھاؤن تو بیٹھے اور اُٹھاؤن تو اُٹھے خدا کا شکر ہے اور حضور کا احسان **ایک روز** مغرب کے وقت قلندر صاحب کی مسجد مین مجمع کثیر تھا کہ آپ سر مبارک پر نہایت عمدہ ٹوپی اوڑھے مسجد مین تشریف لائے ایک شخص نے کہا کہ حضرت آپ کے سر پر یہہ ٹوپی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے آپ نے وہ ٹوپی اپنے سر سے اُتار کے اُس کے سر پر رکھدی اُس نے کہا حضرت یہ کیا آپنے فرمایا کہ تم نے تو اس ٹوپی کی بہار دیکھی ہم بھی تو دیکھین کہ آیا فی الحقیقت یہہ اچھی ہے یا ہماری خاطر سے تم کہتے تھے سو فی الواقع تمھارے سر پر خوب زیب دیتی ہے اب اسکو تم ہی اوڑھو بے تکلف اپنے سر پر ایک رومال باندھ کے نماز ادا کی **راقم** سخاوت نے بھی آپکی وجود باجود مین اس شان سے ظہور کیا تھا کہ بایدو شاید جو کچھ آپکے پاس آتا تھا سب تقسیم فرما دیا کرتے تھے اپنے پاس کبھی کچھ نہین رکھتے تھے علاوہ عطاے روزمرہ کے جب کسی شخص کی خواہش کنایۃً یا صراحۃً کسی شے کی نسبت معلوم ہوتی معاً بطیب خاطر اُسکو عطا فرماتے ہمنے اٹھارہ برس کی مدت مین آپکی توجہ بجز ذات پروردگار کے کبھی کسی طرف نہین دیکھی دنیا و مافیہا آپ کی نظر بلند و ہمت عالی کے سامنے سب ہیچ تھا۔

دنیا ہمہ ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ	اے ہیچ براے ہیچ در ہیچ مپیچ
مین چاہتا نہین دنیا مین عز و جاہ بلند	یہی کہ دو نو جہان سے رہی نگاہ بلند

Marfat.com

تمام سود ہے سود اُدکان ہستی کا	جو تجھسے نفع ہو سب کو ضرر کسیکو نہو

لطیفہ خداوند کریم نے شیخ عطا محمد صاحب مخدوم زادہ پانی پتی کو پیری مین ایک فرزند دلبند عطا فرمایا اتفاقاً وہ لڑکا ایک دن علیل ہوگیا شیخ صاحب موصوف حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت مین اُس لڑکے کو لائے اور عرض کیا کہ حضرت اسکو جھاڑ دو آپنے فرمایا آؤ باپ بیٹا دونو کو جھاڑ دین چنانچہ ایک ہاتھ شیخ صاحب کے سر پر پھیر کے یہہ مصرعہ حافظ علیہ الرحمۃ کا پڑھا ع پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است + اور دوسرا ہاتھ لڑکے کے سر پر پھیر کے یہہ مصرعہ ثانی فرمایا کہ ؎ از شاخ کہنہ میوہ نورس غنیمت است + آپ نے دم کیا حاضرین ہنسے اور لڑکا اُسیوقت اچھا ہوگیا اسکے بعد بھی جب اُس لڑکے کو کچھہ علالت کی شکایت ہوتی تو شیخ صاحب حضرت قبلہ کی خدمت عالی مین لاتے اور التجا کرتے کہ حضرت وہی دم کر دیجئے آپ تبسم فرماتے اور اُسیطرح دم کر دیتے اور وہ لڑکا بفضلہ تعالی تندرست ہوجاتا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ سید وزیر علی صاحب ہمارے ہمسفر تھے اور اُنکو تقریر و مباحثہ کا بڑا شوق تھا ہر ایک سے جھگڑنے لگتے ایک روز آنکر فخریہ بیان کرنے لگے کہ مین نے فلان شخص کو گفتگو مین بہت معقول کیا ہمنے کہا کہ صاحب وہ تو معقول ہوا لیکن یہ بتاؤ کہ تم کیا ہوئے بولے کہ اب میری توبہ ہے آیندہ کسی سے گفتگو نکرونگا اُسدن سے مباحثہ و مناظرہ ترک کردیا **نقل ہے** کہ ایک دن ایک بڑھیا خدمت اقدس مین آئی اور عرض کیا کہ حضرت مجھے کچھہ پڑھنے کو ارشاد فرمائیے تاکہ میری مشکل آسان ہو آپ نے فرمایا کہ ہرروز تین مرتبہ گیارہ دن تک دعائے سُریانی پڑھ لیا کر اللہ تعالے تیری مراد پوری کریگا گیارہ دن کے بعد وہ بڑھیا لٹھے کا ایک تھان اور سوا روپیہ نقد اور کچھہ شیرینی لیکر آئی اور کہا کہ حضور کی دعا کی برکت سے میری مشکل آسان ہوگئی یہہ نذرانہ ہے آپنے فرمایا کہ نذرانہ تو قبول مگر یہ تو بتاؤ کہ دعائے سریانی کو کون سے سُر سے پڑھا تھا جس سے تمھاری مشکل حل ہوئی وہ قبولیت کا سُر ہمکو بھی بتا دو ہم ستر برس سے پڑھتے ہین مگر آج تک

Marfat.com

قبولیت کا ثمر معلوم نہین ہوا کہ مشکل آسان ہو حاضرین ہنسے بڑھیا محجوب ہوئی اور نذرانہ رکھکر چلی گئی۔ **نقل ہے** کہ ایک روز ایک مولوی صاحب اپنے بیٹے کو مارتے ہوئے حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت مین لائے اور کہنے لگے کہ حضرت اس اُلو کے پٹھے کو آپ سمجھائین یہہ پڑھتا نہین آپنے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تشریف رکھین اُلو اور پٹھے دونو کو ہم سمجھائے دیتے ہین حاضرین ہنسنے لگے مگر مولویصاحب غصہ کی حالت مین کچھہ نہ سمجھے **ایک روز** میان بدرالدین مہرکن کے چھوٹے بیٹے کہ دوسرے تیسرے مہینے حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوتے تھے حسب معمول حاضر ہوئے حضرت نے دریافت فرمایا کہ آپ کہان سے آئے اُنھون نے عرض کیا کہ مین بدرالدین مہرکن کا بیٹا ہون اور ہمیشہ آستانہ بوس ہوتا رہتا ہون دہلی سے آیا ہون حضرت مزاج پرسی کے بعد فرمانے لگے کہ تمھارے بھائی سے ہماری بہت ملاقات ہے اُنھون نے عرض کی کہ حضور سے تو سب کو نیاز حاصل ہے لیکن مین اکثر شرف اندوز خدمت ہوتا ہون پھر آپنے فرمایا کہ ہان تم حاضر ہوتے ہو مگر تمھارے بھائی سے ہم سے بہت ملاقات ہے پھر اُنھون نے وہی جواب دیا کہ مین حضور کی خدمت مین [illegible] تیسرے مہینے حاضر ہوتا ہون اور میرے بھائی تو کبھی بھی حاضر ہوتے ہین پھر حضرت نے فرمایا ہان تم بھی ہمارے پاس آیا کرتے ہو لیکن تمھارے بھائی سے ہماری بہت ملاقات ہے اور وہ اونچا سنتے ہین تب اُنھون عرض کی کہ حضرت مجھی کو کم سنائی دیتا ہے اسوقت حضرت نے فرمایا کہ واہ کیا خوب جب سے کیون نہ کہے تھے ہمین ایک نقل یاد آئی ایک صوفی چار ٹکے ایکر حال کھیلا کرتے تھے ایک روز [illegible] چار ٹکے صوفی صاحب کے گھر بھجوا دیئے اور [illegible] کو یہ خبر نہ تھی کہ چار ٹکے گھر پہنچ گئے ہین [illegible] مین مگر صوفی صاحب کو حال نہین آتا [illegible] اطلاع نہین دیگئی کہ ٹکے گھر پہنچ گئے [illegible] آپکا معمول گھر پہنچ گیا ہے [illegible]

Marfat.com

جب سے کیون نہ کہے تھے اگریہی بات ہے کہ تمکو کم سنائی دیتا ہے تو تم سے ہی زیادہ ملاقات ہے نہ تمھارے بھائی سے اسوقت ہمین ایک قطعہ بھی یاد آیا ؎

مجھے قتل کرکے وہ بھولا سا قاتل ۔ قضارا مری لاش پر آن نکلا
سرہانے کھڑا ہوکے پیٹا کرے ہے ۔ یہہ کشتہ تو کچھہ جان پہچان نکلا

نقل ہے کہ بدرالدین پانی پتی بساطی ہمیشہ حضرت قبلہ کی خدمت عالی مین حاضر ہوتا تھا اور یہہ بھی ضرور عرض کرتا تھا کہ حضور میرے لئے دعا فرمایئے لیکن حضرت بھی ہر روز فرمایا کرتے تھے تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ٥ میان آجکل ایسے ہی دن ہین کہ ہماری دعا برعکس اثر کرتی ہے ؎ مانگا کرین گے اب سے دعا ہجر یار کی ✦ آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھہ ✦ ایک دن بعد نماز عشا میان بدرالدین آئے اور کہنے لگے کہ حضرت آج تو ضرور دعا کیجیئے آپنے فرمایا کہ بھائی آجکل ہماری دعا اُلٹا اثر کرتی ہے کیونکہ دن اچھے نہین اور پھر یہ **نقل** بیان فرمائی کہ ایک مجذوب دہلی مین رہا کرتے تھے اتفاقاً امساک باران ہوا اور خلق خدا مجتمع ہوکر زار و نالان قاضی صاحب کے پاس آئی قاضی اونکو ہمراہ لیکر بادشاہ سلامت کی خدمت مین پہنچے کہ نماز استسقا پڑھنی چاہیئے بادشاہ نے کہا بہت اچھا چنانچہ تین دن نماز پڑھی کچھہ موثر نہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ کسی فقیر کو میرے پاس لاؤ لوگون نے ایک مجذوب کو پیش کیا بادشاہ نے اُن سے دعا کی التجا کی مجذوب نے لنگوٹ کھول کے دیا کہ یہہ دھولاؤ اور سوکھنے کو ڈالدو تھوڑی دیر کے بعد بڑے زور شور سے بارش ہونے لگی بادشاہ نے پوچھا یہہ کیا بات ہے مجذوب نے کہا آج کل اللہ میان سے ہمارا بگاڑ ہو رہا ہے ہم جو بات چاہتے ہین وہ اُسکے خلاف کرتے ہین اب ہمارا لنگوٹ سوکھنے نہین دینگے جب خوب مینھہ برس لیا لوگون نے اُس لنگوٹ کو آگ پر سکھا دیا مینھہ تھم گیا پس میان بدرالدین ان دنونمین ایسا ہی معاملہ ہو رہا ہے ہماری دعا کا اثر خلاف ہوتا ہے اس نے کہا کہ حضرت اُلٹا اثر ہو یا سیدھا آپ دعا کیجیئے آپنے فرمایا کہ اچھا آج دعا کرین گے تم جاؤ ہنوز جلسہ برخاست نہین ہوا تھا کہ ایک آدمی

Marfat.com

دوڑا ہوا آیا اور یہ خبر لایا کہ میان بدرالدین تمھاری بیوی کنوئے مین گر پڑی حضرت نے
فرمایا لو ابھی تو ہمنے دعا بھی نہین مانگی وعدہ ہی کیا ہے میان بدرالدین یہہ سنتے ہی
دوڑے اتنے مین تھانہ دار آپہنچا اُنکی بیوی کو کنوے مین سے نکلوایا اور پوچھا کہ تجکو
کس نے گرایا تھا اس نے میان بدرالدین کا نام لیا اب وہ غریب ناکردہ گناہ کرنال
کی عدالت مین حاضر کئے گئے لیکن حضرت قبلہ نے چلتے وقت یہہ فرما دیا تھا کہ مقدمہ
کی پیشی کیوقت ہمارا تصور کرنا جب مقدمہ پیش ہوا انگریز نے عورت سے اظہار لیئے
اس نے تین چار دفعہ یہی کہا کہ بدرالدین نے گرایا اُسوقت میان بدرالدین حضرت
کا ارشاد یاد آیا تصور کرنا شروع کیا عورت خود بخود کہنے لگی کہ صاحب ایک لڑکا
بڑا ظلم مجپر کر رکھا ہے انگریز نے پوچھا وہ کیا کہا میرے سر پر تین ریچھ بٹھا رکھے
ہین انگریز نے دریافت کیا کہ کہان ہین کہا یہہ دیکھو بالون مین پھرتے ہین جب خان
میان اللہ بندے صاحب نمبردار حضرت کے خادم بھی دیتے کچہری حاضر ہو
تھے اُنھون نے کہا کہ صاحب یہ تو پاگل ہے غرض میان بدرالدین رہا ہو گئے
اُنکی بیوی جب ہوش مین آئی تو شوہر سے مخاطب ہوئی کہ ارے کمبخت مجھکو
کچہری مین کیون لایا ہے اس نے کہا کہ ظالم تو لائی ہے یا مین آخر پانی پیتا آئے
اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے آپنے فرمایا کہو میان بدرالدین ہم تمھارے
لئے دعا کرین کہا کہ حضرت بس مین دعا سے باز آیا مجھے بغیر ہی دعا کے بازیت
مین رہنے دیجئے آپنے فرمایا تمھاری خوشی ہم نے تو چاہا تھا
تم نے نمانا **ایک روز** کسی شخص نے تنگی رزق کی شکایت کی
کہ ہمکو ایک نقل یاد آئی - ایک بڑا تاجر تھا اُس نے جمعہ کے دن
سُنی فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ اس کے دل میں
دور و دراز ملکون کا سفر طے کرکے قابل پسند اشیا لاتے
ہوتا ہے اور ہمارا پیٹ بھرتا ہے اگر اسباب خراب ہو گیا تو
مول لیگا اور کیونکر ہمکو نفع حاصل ہوگا یہ سوچکر بارادہ امتحان اسنے

Marfat.com

اشیا تجارتی کو چھوڑ بے ناکہ کی سوئیان ہزار ہا روپیہ کی بھر لین کہ دیکھون اس بیکار چیز کو کون خریدتا ہے۔ خدا کی قدرت چند مدت کے بعد ایک سوداگر بے ناکہ کی سوئیون کا گاہک آیا تمام دوکانونپر دریافت کیا تو یہ چیز کہین نہ نکلی لوگون نے اس تاجر کا پتا بتادیا وہان پہنچا اور بڑی خواہش ظاہر کی اس کے حسب دلخواہ دام دیدئے اور تمام مال خرید لیا جب سودا ہو چکا اور معاملہ ہوگیا تو تاجر بہت متعجب ہوا کہ الٰہی یہ بیوقوف اس نکمی چیز کو کہان بیچیگا اور کیا نفع اُٹھائیگا یا کس کام مین لائے گا یہ خیال کر کے اس کے ہمراہ ہولیا وہ مال اُٹھوا کر لے گیا اور کشتی مین لاد کر حکم دیا کہ جاؤ اسکو دریا مین ڈال دو اُسوقت اُس نے سوال کیا کہ صاحب تم کون ہو کیون تم نے یہ سوئیان خریدین اور کس لئے دریا مین پھینکدین اُسنے جوابدیا کہ مین فرشتہ ہون اللہ تعالےٰ نے تیرے رزق پر متعین کیا ہے جو تیرے لئے مقدر تھا تجکو پہنچا دیا یہ تیری بیوقوفی تھی جو تونے خیال کیا کہ میری کوشش ہی سے رزق ملتا ہے اتنا کہکر غائب ہوگیا غرض یہ ہے کہ جو کچھ تمھارے لئے مقدر ہی وہ کسی نہ کسی طرح تمکو بالضرور ملیگا رنج کرو یا خوشی رزق مقسوم مین کمی بیشی ممکن نہین

انچہ نصیب ست ہم میرسد ٭ ورنہ ستانی بہ ستم میرسد ٭ ایک روز کسی شخص نے کشائش رزق کے لئے وظیفہ پوچھا اُسوقت ارشاد ہوا کہ اگر ورد وظائف پر روزی موقوف ہوتی تو دنیا مین ملانون کی برابر کوئی دولت مند نہوتا بلکہ وظیفہ تو اس معاملہ مین اور اُلٹا اثر کرتا ہے کیونکہ دنیا ایک میل کچیل ہے اور نام خدا صابون بھلا صابون سے میل کیونکر بڑھ سکتا ہے تم نے کسی وظیفہ خوان کے گھر ہاتھی گھوڑے بندھے نہ دیکھے ہون گے بلکہ وظیفہ پڑھنے والے تو اکثر محتاج ہی نظر آتے ہین خدا کا نام تو صرف اس لئے ہے کہ اسکی برکت سے دنیا کی محبت دل سے دور ہو جائے نہ اس لئے کہ آدمی دنیا مین زیادہ آلودہ ہو یہ باتین سنکر اس شخص نے پھر اصرار کیا تو فرمایا کہ خیر یَا بَاسِطُ اُبْسُطْ فِیْ رِزْقِیْ پڑھا کرو لیکن مسجد سے باہر۔ خدا کے گھر مین دنیا طلبی کا کیا کام ایک روز کسی شخص نے عرض کیا

Marfat.com

کہ حضور دیکھئے فلان شخص نے حصول دنیا کے لئے کیسی کیسی کوشش کی عزت کھوئی ذلت اُٹھائی لیکن دنیا ہاتھہ نہ آئی آپنے فرمایا کہ ہان ہمکو ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک امیر کسی کھترانی پر عاشق ہوا ہرچند کوشش کی مگر کسی طور سے حصول مطلب کی راہ نہ پائی آخر کچھہ مدت کے بعد اسکو پتا ملا کہ اُس عورت کا شوہر بھینس کا بڑا شوق رکھتا ہے اُس عاشق نے ایک بیش قیمت اور نہایت خوبصورت بھینس عمدہ نسل کی خریدی اور گنوارون کی صورت بناکر اُس کھتری کے سامنے سے نکلا وہ بھینس کو دیکھتے ہی لوٹ ہو گیا پوچھا کہ چودھری بھینس بیچوگے وہ بولا کہ لالہ جی بھینس کیا بیچون ایک بڑا بھاری روگ لگ گیا ہے اگر کوئی بھلا مانس میرا علاج کر دے تو مین بھینس یون ہی اُسکو نذر کرون لالہ نے پوچھا کہ بتاؤ تو سہی ایسی کیا بیماری ہے اُس نے کہا کہ میری شادی ہو گئی ہے لیکن مجکو عورت کی صحبت کا ڈھب یاد نہین اس شرمندگی کے مارے جان سے تنگ ہون جو کوئی مجکو یہہ کام سکھلادے تو مین اُسکا چیلا ہو جاؤن اور یہہ بھینس بھی اُس کو دیدون یہ بات سُنکر لالہ نے تامل کیا اور اپنی بیوی پاس دوڑے گئے اور کہا کہ ایک بیوقوف سا آدمی ہے اور ایک بھینس نہایت عمدہ اُس کے پاس ہے اگر تم اُسکو ذرا یہ بات سکھادو تو کیا بگڑے گا بھینس بمفت ہاتھ لگے گی وہ بھی راضی ہوئی بھینس والے کو اپنے مکان پر ٹھہرالیا اور رات کو لالہ کی جورو نے اپنے پاس سُلایا مگر وہ چپ چاپ پڑا رہا صبح کو لالہ نے پوچھا کہو جی اب تو تم نے ترکیب سیکھ لی ہوگی بولا کہ نہین تو لالہ جی مجھے تو کچھہ بھی معلوم نہین ہوا وہ اپنے گھر مین بہت خفا ہوا اور کہا اسکو خوب سکھادے تاکہ بھینس دیکر اپنا رستہ لے۔ پھر تو اُسنے خوب دل کھولکر کوک شاستر کا سبق پڑھایا لالہ نے اُس سے دریافت کیا اُس نے کہا کہ ہان اگر ایک مہینے تک اسیطرح مجکو سکھایا جاوے تو البتہ سیکھہ جاؤنگا ورنہ آج کا آموختہ کل کا سے کو یاد رہے گا لالہ نے سوچا کہ یہہ تو کوئی بڑا ہی مورکھ ہے اگر لوگون کو یہہ بات معلوم ہوئی تو بڑی روسیاہی ہوگی اُس سے کہا کہ جاؤ میان تمہا حب

Marfat.com

کہین اور جاکے سیکھ لو وہ امیر اپنی بھینس کا رسہ پکڑ چلتا ہوا - اسیطورسے شیطان دنیا دارون کو دنیا کی بھینس دکھلاکر طمع دنیا مین پھانس لیتا ہے وہ اپنا ننگ و ناموس بھی کھوتے ہین اور دنیا بھی ہاتھ نہین آتی **نقل** ہے ایک روز ایک منشی صاحب مختار کار نواب مڑھل (رئیس کرنال) حضرت قبلہ کی خدمت عالی مین حاضر ہوکر بڑی شدو مد کے ساتھ خودستائی کرنے لگے کہ حضرت دیکھئے مین نے نواب صاحب کے کیا کیا کام انجام دیئے نسبت نامہ درست کرایا جاگیر مقرر ہوئی سرکار سے مراتب پائے یہ میری ہی خوبی تدبیر وحسن خدمت کا نتیجہ ہے حضرت نے فرمایا کہ منشی صاحب ہمکو ایک نقل یاد آئی قیامت کے دن اللہ تعالےٰ شیطان کو طلب فرمائے گا اور بعد حساب وکتاب ستر ہزار فرشتون کو حکم دیگا کہ اس لعین کو زنجیرون سے جکڑ کے کشان کشان دوزخ مین لیجاؤ وہ یہ سُنکر میدان قیامت مین مچل جائیگا ہرچند فرشتے زور کرین گے وہ اپنی جگہ سے جنبش نکرے گا پھر اور ستر ہزار فرشتون کو حکم ہوگا وہ بھی ملکر طاقت آزمائین گے وہ ہلے گا بھی نہین پھر اور ستر ہزار فرشتونکو حکم ہوگا وہ سب ملکر زور لگائین گے مگر شیطان کو حرکت نہوگی غرض چار بار ستر ستر ہزار فرشتے زیادہ ہونگے اور جنبش بھی ندے سکین گے اُسوقت اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ اے ملائکہ یہ ملعون تم سے نہین ہلیگا اسکی گردن مین طوق لعنت کا بار گران ہے یہ اسی کی طاقت ہے کہ اُٹھائے پھرتا ہے تم سے وہ جنبش بھی نکرسکا یہ ہمارا عاشق صادق ہے جسوقت ہم حکم دین گے خودبخود دوزخ مین جا گرے گا تم اسکو چھوڑ دو سوفی الحقیقت یہ آپ ہی کے دم قدم سے ہوا - دوسرے کا حوصلہ نہ تھا منشی صاحب چُپ ہوگئے اور نہایت نادم ومنجل ہوئے اور حاضرین مجلس ہنسنے لگے ع ثنائے خودبخود گفتن نزیبد*

ایک روز کسی شخص نے حکیم محمد حسین پانی پتی سے استفسار کیا کہ تم کو جناب مولوی غوث علی شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتے ہوئے عرصہ گذرا بھلا اُنکی کوئی کشف وکرامت بھی دیکھی حکیم صاحب نے کہا نہ اس غرض سے ہم جاتے

Marfat.com

ہین اور نہ ہمنے کبھی یہ خیال کیا مگر اُسوقت سے یہ خیال ہوگیا کہ حضرت سے ہم نے
کوئی بات نہین دیکھی دوسرے دن حسب عادت آئے تو حضرت نے اُنکو اپنے پاس
بٹھایا اور مزاج پوچھا اسکے بعد اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آج ایک
نقل ہمین یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو بکر واسطی جو بڑے عالم تھے حضرت جنید
کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سال بھر تک ساکت وخاموش وہان کی صحبت کا رنگ
ڈھنگ دیکھتے رہے جب کوئی کشف وکرامت حضرت جنید کی جو پابند شرع تھے نہ دیکھی
تو دل برداشتہ ہو کر حضرت سے رخصت چاہی آپنے اُنکا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ بھلا
مولوی صاحب آپ برس دن تک یہان رہے نہ اپنی کہی نہ ہماری سنی یہ بات
ہے تو کیا ہے اُسوقت موقع پاکر ابو بکر واسطی نے عرض کیا کہ حقیقت مین بات تو
یہ ہے کہ مین بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوا تھا سال بھر رہ کر دیکھا کیا مگر آپ سے
کوئی کشف وکرامت ظاہر نہین ہوئی وہی عالمون کا سا طور وطریق ہے نماز روزہ تہجد
اشراق چاشت درس تدریس جب آپ مین اور عالمون سے کوئی فوقیت نہین پائی
ناچار اجازت چاہی حضرت نے یہ سُنکر فرمایا کہ بھلا اس سال بھر مین جنید سے کوئی
امر خلاف سنت رسول اللہ صلعم بھی سرزد ہوا ابو بکر نے جواب دیا کہ نہین اُسوقت
حضرت نے اُن کا ہاتھ جھٹک کر فرمایا کہ جا جنید کی یہی کرامت ہے ہاتھ جھٹک کر
یہ کہنا تھا کہ ابو بکر نے کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لی بعد چھ مہینے کے پھر آئے تو
حضرت نے مثل سابق وہی ارشاد فرمایا اور جواب پاکر پھر ہاتھ جھٹکا ابو بکر نے
نعرہ مارا اور بیابان کا رستہ لیا غرض تیسری دفعہ چھ مہینے کے بعد آئے تو حضرت
نے ہاتھ پکڑ کے وہی ارشاد کیا تو ابو بکر نے کہا کہ مین آپ مین کوئی امر خلاف سنت
رسول اللہ نہین پاتا مگر یہ کہنا تھا کہ حضرت نے چھاتی سے لگا لیا اور [illegible]
سے خوش ہو کر خرقہ خلافت عطا فرما کر رخصت کیا۔ حکیم صاحب [illegible] مین اس
نقل کو سُنکر مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا اور پھر بھول کر بھی ایسا خیال دلمین نہین
لایا بعد وصال حضرت یہ بات بھی زبان پر آئی ورنہ پہلے خاموش رہا۔

Marfat.com

باب ششم مشتمل بر دو فصل

فصل اول کیفیت اوقات شریف وخصائل وشمائل۔

زمانۂ قیام پانی پت مین جناب قبلہ کا ابتدا مین یہ معمول تھا کہ رات کے دو بجے بیدار ہوکر اول وضو پھر تیمم کرتے اور اکثر فرماتے کہ یہ تیمم اس لئے ہے کہ خاکساری پسند بارگاہ کبریائی ہے پھر نماز تہجد ادا فرما کر فجر تک اوراد معمولی پڑھتے اور نماز فجر جماعت کے ساتھ مبارز خان صاحب کی مسجد مین پڑھکر قلندر صاحب کے روضہ مین تشریف لاتے نماز اشراق وچاشت وہان ادا فرما کر حجرۂ مبارک مین جلوہ افروز ہوتے۔ بارہ بجے تک خدام اور طالبین کا مجمع رہتا خطوط کے جواب تحریر ہوتے ہر خاص و عام صادر و وارد جو حاضر ہوتا اُس کا مدعا استفسار فرماتے اور نہایت مہربانی وشفقت کے ساتھ جواب باصواب دیتے گویا کہ خلق عظیم وفیض عمیم کا دریا جوش زن تھا جو تشنہ کام آتا سیراب وشادکام جاتا نقول وحکایات لطائف ونکات اشعار وامثال مطابق ہر موقع اور مناسب ہر حال ارشاد ہوتے پھر درحجرہ بند فرما کر دو بجے تک آرام کرتے نماز ظہر مسجد مذکور مین جماعت کے ساتھ پڑھکر پھر حجرہ کو بند فرما لیتے اور وقت عصر تک تلاوت قرآن مجید مین مصروف رہتے پھر عصر کی نماز کے لئے مسجد مسطور مین تشریف لاتے اور بعد انفراغ نماز عصر مغرب کے وقت تک حجرہ کے اندر دربار عام ہوتا لطائف وظرائف اور معارف وحقائق زیب بیان رہتے پھر مغرب کا وضو اُس حوض مین کرتے جو حجرہ کے سامنے تھا قلندر صاحب کی مسجد مین جماعت کثیر کے ساتھ نماز ادا فرماتے اور قلندر صاحب کے روضہ مین تا عشا نوافل پڑھتے اور بعد نماز عشا نو بجے کے قریب حجرہ مین تشریف فرما ہوتے اور تناول طعام کے بعد طالبین کو بیعت سے مشرف فرماتے اس کے بعد پھر مجمع عام شروع ہوتا موسم گرما مین بارہ بجے تک اور ایام سرما مین دس بجے تک مشتاقان دیدار پر انوار وتشنگان کلام فیض نظام حاضر رہتے پھر سب کو رخصت کرکے استراحت فرماتے۔ اوائل مین آپ کا یہ معمول رہا کہ بعد ہر نماز کے سورہ ہائے

Marfat.com

مسنون اور بعد فرض نماز مغرب سجدہ مین نو۹۹نہ نام باری تعالیٰ پڑھا کرتے اور سجدہ سے اُٹھ کر سورہ حم سجدہ اور باقی نماز و نوافل و اوّابین وغیرہ تا نماز عشا پڑھتے رہتے اور کبھی کبھی نماز مغرب کے بعد کچھ نوافل پڑھکر سورہ یٰس سورہ دخان سورہ محمد سورہ فتح سورہ مزمل سورہ مدثر اور کبھی آخری منزل یعنی سورہ ق سے والناس تک تا بعشا پڑھا کرتے اور ہر روز مختلف اوقات مین قصیدہ بردہ حزب البحر۔ سورہ یوسف درود مستغاث درود کبریت احمر مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مناجات حضرت علی علیہ السلام مناجات حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ پڑھتے رہتے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد ان اوراد کے لئے شب جمعہ مقرر ہوئی پھر مہینے مین ایک بار پڑھنے لگے اور جب وصال کا زمانہ قریب آیا تو نماز کے سوائے کچھ نہین پڑھتے تھے ابتدا مین نماز جمعہ مسجد جامع مین اور نماز عیدین عیدگاہ مین ادا کرتے تھے لیکن کچھ مدت کے بعد نماز جمعہ و عیدین مبارز خان صاحب کی مسجد مین اور بعض اوقات قلندر صاحب کی مسجد مین پڑھتے تھے جمعرات کے دن قبل از عصر حضرت شاہ ولایت شمس الدین صاحب ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر اور ہر مہینے کی پہلی تاریخ امام بدرالدین صاحب کے مزار پر تشریف لیجاتے دس برس تک یہی وتیرہ رہا پھر چار برس یون گذرے کہ ہر روز علی الصباح قلندر صاحب کے روضہ مین اور ہر چاند کی پہلی کو حضرت شاہ ولایت صاحب کے مزار پر اور سال مین ایکبار امام صاحب کے مزار پر تشریف لیجاتے ایک سال یہ دستور رہا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ قلندر صاحب کے مزار پر جاتے اور مابین مغرب و عشا قلندر صاحب کی مسجد مین نوافل ادا فرماتے۔ اور حجرہ مین آکر اہل ارادت کو بیعت سے مشرف کرتے۔ اُنیسوان [illegible] سب جگہ کا آنا جانا ترک ہوگیا تھا۔ ؎ سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک + ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک + ظاہری توجہ یعنے مریدون کو سامنے بٹھا کر اور آنکھین بند کرا کے متوجہ ہونا جیسا کہ حضرات مشائخ کا معمول ہے کبھی آپکا دستور نہ تھا بلکہ باطن توجہ ہوتی

تھی اور بظاہر ہر مجلس مین بذلہ ہائے شیرین و نکات دلنشین و امثال رنگین کا ایراد و اشعار فارسی و عربی و ہندی و سنسکرت کے تضمین ہر کلام و گفتگو مین نہایت برجستہ و پر مذاق ہوتے تھے اور اکثر اوقات مجالس خاص مین حقائق آلہی و معارف ربانی اور دقائق معانی کا بیان بطون پاک کے سرچشمہ سے اسطرح جوش مارتا تھا کہ گویا بحر زخار و دریائے ناپیدا کنار موج در موج چلا آتا ہے یا عالم غیب کا ابر گوہر بار فضاء شہود پر رشحات فیض برساتا ہے اُسوقت مستمعان باخبر تو درکنار در و دیوار بھی وجد مین آجاتے تھے وہ بزم انس اور وہ صحبت پاک بوستان ہمیشہ بہار تھی جسمین اندوہ و ملال کی خزان کا اثر کبھی نہین دیکھا گیا ہمیشہ مسرت و خورسندی کی نسیم اور بیخوفی و بےغمی کی صبا اُس چمن مین چلتی رہی چنانچہ اقوال گرامی اور ملفوظات سامی سے یہ بات ظاہر ہے۔

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب	بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب

شمائل وخصائل مبارک

جناب قبلہ کا حلیہ مبارک یہ ہے۔ قوی الجثہ۔ بلند بالا۔ متناسب الاعضا جسم نہ فربہ نہ لاغر رنگ سرخ و سفید۔ سر بزرگ۔ پیشانی و ابرو کشادہ۔ بینی بلند۔ چشم متوسط۔ ریش سفید و منور و شگفتہ۔ دندان مبارک تابندہ و متفرق۔ سینہ فراخ۔ کف دست پرگوشت انگشت دراز۔ جلد زانو و ساق پا بسبب مجاہدہ و کثرت نوافل سخت و سیاہی مائل رفتار مردانہ و بے تکلف۔ آواز پرشوکت۔ نشست و برخاست دلاویز۔ ہر مجمع و مجلس مین وجیہ و سربلند و رفیع الشان معلوم ہوتے تھے ہر جمعہ کو حجامت کل سر کی ہوتی تھی فرق مبارک پر ایک نشان شگاف بشکل چلیپا بقدر ایک انگشت تھا خط محتاج اصلاح نہ تھا البتہ مونچھین مقراض سے پست کرا دیتے تھے سینہ اور شکم کے بال بھی صاف کئے جاتے تھے ایکبار کسی شخص نے وجہ پوچھی تھی تو آپنے بطور ظرافت فرمایا کہ ہان فقیر کا سینہ جھاڑ جھنکاڑ سے پاک صاف چاہیئے بصارت و سماعت و ذہن و حافظہ نہایت تیز اور تیز

تمام حواس ظاہری و باطنی قوی تھے فصاحت و بلاغت متانت و رزانت لطافت و ظرافت تو گویا آپ کی ذات پر ختم تھے کلام و گفتگو نہایت شگفتہ روی اور خندہ پیشانی سے فرماتے اور ہمیشہ آثار فرحت وانبساط چہرۂ مبارک سے نمایان رہتے جو ملول و مغموم مجلس شریف مین حاضر ہوتا سب رنج و غم بھول جاتا بیشتر یہہ طریقہ تھا کہ حضار مجلس کی خاطر و اوہام و مدعا مرام کا جواب باصواب نقول و حکایت کے پردے اور تلمیح وکنایہ کے پیرایہ مین ادا فرماتے تھے ہر قصہ مغز معانی کا حصہ ہر افسانہ اسرار کا خزانہ ہر کہانی رموز باطن کی نشانی ہوتی تھی ؎ بلائے جان ہے غالب اسکی ہر بات + عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا + تعظیم و تکریم ظاہری ہرگز پسند خاطر نہ تھی بلکہ سادگی و بے تکلفی موجب رضامندی اور موافق طبع مبارک تھی اپنے طالبین و خدام کو دوست و احباب کے سوا کسی اور خطاب سے یاد نہ فرماتے دعوئے و طامات کی بات کبھی زبان مبارک سے نہین سنی گئی اگرچہ فوائد ظاہر و باطن کے جویا اور ہمت و دعا کے طالب بے شمار آتے اور اُس بحر کرم سے سیراب و شاد کام ہو جاتے لیکن آپ کسی معاملہ کو اپنی طرف نسبت نہ کرتے بلکہ جملہ امور کو فاعل حقیقی کی مشیت و مرضی پر حوالہ فرماتے تمام عمر توکل و قناعت کے میدان مین مردانہ وار بسر کی جو کچھ فتوحات غیبی سے آیا کھایا کھلایا ایثار فقرا اور بذل و ایثار و صرف مہمانان کیا چنانچہ ایک روز فرمایا کہ دنیا مین تین چیزین مرغوب و محبوب مشہور ہین زَن - زَر - زَمِین - سو ہم نے زن تو اختیار نہ کی زمین خدا تعالے نے ہمکو دی نہین زر البتہ اِدھر آیا اُدھر گیا مالِ مفت دلِ بیرحم نہ کچھ آگے نہ پیچھے ہم کس کے لئے رکھین یہی بہتر ہے کہ بقدر خواہش کمایا پیا اور ہاتھ جھاڑ کے الگ ہو گئے لباس رنگین کبھی پسند خاطر نہ ہوا ہمیشہ رغبت رہی اور جامہ سفید کہ یہ قسم کی پوشاک سے بہتر خیال کیا چنانچہ بارہا فرماتے ؎ در قزاگند مرد باید بود + بر مخنث سلاح جنگ چہ سود + خلق عظیم و فیض عمیم بذل و عطا جود و سخا مہر و وفا احسان و مروت شجاعت و فتوت

علو ہمت غرض جملہ صفات کاملہ مین یگانہ اور کمال فضائل مین امام زمانہ تھے -

کالزّهرِ فِی طَرَفٍ وَالبَدرِ فِی شَرَفٍ		وَالبَحرِ فِی کَرَمٍ وَالدَّهرِ فِی هِمَمٍ

علم ووقار مین کوہ گرانبار تھے کسیکی عقیدت وارادت یا شوخی وبے ادبی سے مزاج مبارک مین ذرہ تغیر واقع نہ ہوتا تھا مدح وذم دونو آپ کی ہمت عالی کے سامنے ہموزن وہم پلہ تھین بلکہ نادانون کی خیرہ چشمی وگستاخی کے عوض احسانات گوناگون مبذول فرماتے ع دریاے فراوان نشود تیرہ بسنگ + مہمان نوازی اور مسافر پروری مین توآپ کو خلیل وقت کہنا کچھ مبالغہ نہین مہمانون کی خاطر اسقدر عزیز تھی کہ پرسش احوال سے پہلے آب وطعام اور آسایش وآرام کا انتظام خدام کو سپرد ہوتا تھا اور کوئی دن ایسا نہ تھا کہ امصار ودیار سے مہمان آستانہ علیا کی زیارت کے واسطے وارد نہ ہوتے ہون ؎ چو کعبہ قبلۂ حاجت شد از دیار بعید + روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ + فتوت ومروت صفائی معاملت اور وفاے عہد آپکا شیوۂ خاص تھا جس شخص کی رعایت وکفالت کسی امر مین اپنے ذمہ ہمت پر قبول فرمائی اُس کو آخر عمر تک نباہا یہانتک کہ جن اشخاص سے کسی زمانہ مین یک گونہ ربط وواسطہ ملاقات کا رہا تھا اُن کی اولاد ومتوسلین کے حال پر شفقت بزرگانہ والطاف مربیانہ ہمیشہ فرماتے رہے بااینہمہ دنیا سے بے تعلق اور اہل دنیا سے برکنار رہتے تھے ؎ اے بخلا وملا خوے تو ہنگامہ زا + بے ہمہ در گفتگو باہمہ در ماجرا + مخالف وموافق امیر وغریب سب کے ساتھ خلق وتواضع کا برتاؤ بدرجہ مساوات تھا کوئی حاکم وامیر ہو یا فقیر وحقیر نہ اُسکی تکریم نہ اس کی تحقیر شاہ سے گدا تک سب کی نسبت مشرب یکرنگی مرعی تھا - ایکروز نجف علی خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ دہلی اور منشی امیر علی صاحب تحصیلدار پانی پت حاضر خدمت ہوئے اسوقت گھٹا خوب گہری ہوئی تھی اور مہاوٹ کی پھوار پڑتی تھی - دوچار باتون کے بعد تحصیلدار صاحب نے حاضرین کی طرف خطاب کیا کہ سب صاحب براہ مہربانی ذرا باہر چلے جائین کہ اکسٹرا اسسٹنٹ صاحب

Marfat.com

کو تنہائی مین کچھ عرض کرتا ہے حاضرین نے اُٹھنے کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا کہ ذرا ٹھیرو ہمکو ایک نقل یاد آئی - جناب قبلہ میر اعظم علیشاہ صاحب کو اپنے برادرزادہ سے نہایت الفت تھی جب اُس عزیز کا انتقال ہوگیا تو آپ کو نہایت رنج ہوا ایکدن گھر مین فرمانے لگے کہ اگر میرا بیٹا بھی مرجاتا تو مجکو اتنا غم نہوتا مائی صاحبہ نے جھلاکر جواب دیا کہ تم خود ہی کیون نہ مرگئے جو سب جھگڑا اکھیڑا پاک ہوجاتا - یہہ فرماکر اسسٹنٹ صاحب سے کہا کہ میان آؤ ہم تم ہی باہر کیون نہ چلے چلین تاکہ ان سب کو تکلیف نہ پہنچے - غرض باہر تشریف لے گئے اور اُنکا حال سُن لیا - آپ بھی بھیگے اُنکو بھی بھگویا مگر رفقا کی تکلیف کو گوارا نہ فرمایا -

فصل دوم
در ذکر وصیت و حالات وصال

۱۲۹۶ ہجری مین جب رمضان شریف کا چاند نظر آیا تو بعد نماز مغرب جناب قبلہ نے کمترین کو تنہائی مین بلایا اور فرمایا کہ ہم ایک بات کہتے ہین تم خیال کرکے سنو وہ یہہ ہے کہ ایک بار سید اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمکو اپنے ہمراہ پانی پت مین لائے اور قلندر صاحب کے مزار پر چلہ کرایا اخیر چلہ مین یہ دیکھا کہ ایک شخص مجذوب جسیم سانولی رنگت گھنگرالے بال تشریف لائے اور فرمایا کہ آؤ تم کو تعلیم کرین اتنے مین ایک اور شخص خوبصورت سرخ و سفید رنگ سفید ریش لباس سبز پہنے عصا ہاتھ مین لئے ظاہر ہوئے فرمانے لگے میان اس دیوانہ سے کچھ نہین ہونے کا تمکو یہ تعلیم نہین کرسکتا مینے عرض کیا کہ حضرت اگر یہہ دیوانہ صاحب کچھ نہین کرسکتے تو آپ ہی کچھ ارشاد فرمائین اُنھون نے [illegible] کچھ ہوسکے نہ ہم سے تمھارا معاملہ تو ذات سے ہے جو کچھ [illegible] سب مردون اور زندون کو دل سے مٹادو کسی سے کچھ نہوگا جسطرح ذات کیطرف متوجہ ہو اسی طرح چلے جاؤ سوائے ذات کے کوئی تمھارا حامی و مددگار نہین اور ابتدا ہی سے تم عاشق ذات ہو نہ کسی پیر پیغمبر سے محبت نہ کسی سے خواہش

Marfat.com

نہ کسیکی رغبت پھر تمکو کون تعلیم کرسکتا ہے تمھارا اور خدا کا معاملہ ہے تم جانو اور خدا اسمین ہم لوگون کو دم مارنے کی تاب و طاقت نہین اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو کہنے کی کیا حاجت تھی ہان جو کچھ ہونا ہے۔ ۳-۴-۵-۶- مین ہو جائیگا پھر وصال ہے یہہ بات صبحکو میر صاحب قبلہ کی خدمت مین عرض کی گئی آپ رونے لگے کہ میان خدا کا معاملہ تو بے نیازی کا ہے دیکھئے کیا پیش آوے مین نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیون روتے ہین میرا اور خدا کا معاملہ ہے اور مین اسی مین خوش ہون جسمین اُسکی رضا ہو یہہ تو نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سوا اپنے کسیکی طرف جانے نہ دیا اور کسیکا نیازمند نکیا اور مجکو بھی یہی منظور تھا بقول سعدی ؎ حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است ✤ رفتن بپائے مردیٔ ہمسایہ در بہشت ✤ ہمیشہ سے مین تو خدا ہی کا رہا اور الحمد للہ کہ خدا نے اپنا ہی کر لیا اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہوگی بعد اس کے ہم نے ان اعداد کا حساب لگایا جو خواب مین بتلائے گئے تھے تو اٹھارہ ہوئے خیال کیا کہ شاید اٹھارہ دن ہین جب اٹھارہ دن پورے ہو گئے تو اٹھارہ ہفتے کا تصور رہا جب ہفتے بھی منقضی ہو گئے تو اٹھارہ سال پر نظر تھی پھر یہان سے سفر کا اتفاق پڑا پھرتے پھراتے دوبارہ بتاریخ بستم ماہ شعبان [illegible] ہجری پانی پت مین آکر قیام کیا۔ اب پانی پت مین آئے ہوئے اٹھارہ برس دس دن ہو چکے یہہ سال پورا نہین گذریگا مطلع رہو۔ اُس روز سے جناب قبلہ اکثر بر سر مجلس یہہ آیت پڑھتے مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ اور اکثر یہ اشعار زبان مبارک پر جاری ہوتے۔

درخت خشکم و امید برگ و بارم نیست	بغیر سوختن اے وائے ہیچ کارم نیست
بہ تنگنائے شکست بیوار و در سنگے بازم	بنائے خانۂ ہستی چو استوارم نیست

دو مہینے کے بعد جناب قبلہ نے فرمایا کہ ہم نے ایک خواب دیکھا ہے اسکی تعبیر بیان کرو خواب یہ ہے کہ قاضی محفوظ اللہ صاحب اور میان اللہ بندے اور مولوی فتح محمد صاحب

یہ تینوں مرحوم و مغفور میرے پاس آئے ہین اور کہتے ہین کہ آپ کا مکان تیار ہوگیا کُنجیان ہمارے پاس ہین چلکر ملاحظہ فرمائیے ہم نے کہا کہ میان ہمنے تو کوئی مکان بنایا نہین جہان رہے لامکان و بے نشان رہے سانپ کی طرح جہان ہِلنا پایا مکان پایا وہین جا بیٹھے نہ ہمارے دادا نے مکان بنایا نہ الدنے بنایا ہمارا مکان کہان سے آیا پھر اُن تینوں صاحبون نے کہا کہ صاحب آپ ہی کا مکان ہے چلکر دیکھئے تو سہی انکے ہمراہ جاکر دیکھا تو ایک بڑا عالیشان مکان ہے قفل کھولنے شروع کئے اور اندر آگئے ایک عظیم الشان گنبد نظر پڑا اسکا بھی قفل کھولا تو ایک مقفل صندوق پرتکلف نہایت شان و شوکت سے رکھا ہے مولوی فتح محمد صاحب نے کہا کہ صاحب اسکی کنجی تو ہمارے پاس ہے لیکن ہمسے کھلتا نہین اس کو آپ ہی کھولین ہم نے جو اس صندوق کو کھولا تو دیکھا کہ ایک گول رنگ برنگ لباس سے ملفوف رکھا ہوا ہے اُسکو نکالکر غلاف ہائے ملفوفہ اُتارنے شروع کئے اندر سے ایک ڈبیا برآمد ہوئی کھولا تو اُسمین مشک تھا پھر سبنے کہا کہ اب ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ تمھارے پاس آجاوین اُنھون نے کہا حضرت ابھی کدن اور تشریف رکھئے آپ کی ذات سے لوگون کو بہت فیض ہے ابھی جلدی نفرمائیے ہمنے کہا کہ میان اب ہمارا جی بہت گھبراتا ہے بہت کچھ سیر و سفر مین رہے اتنے مین آنکھ کھل گئی تم اسکی تعبیر تو بیان کرو مین نے عرض کیا کہ بھلا حضور کے سامنے کیا عرض کرسکتا ہون ہان جوکچھ میرے خیال ناقص مین آتا ہے گذارش کرتا ہون مکان سے مراد دنیا ہے گنبد قبر ہے صندوق جسم۔ ڈبیا قلب۔ مشک نام اللہ کا ہے آگے کچھ عرض نہین کرسکتا میرے سامنے تو حضور ایسے خواب بیان نفرمائین میرا دل دونیم ہوا جاتا ہے کہ میان خواب و خیال کا اعتبار کیا مگر تعبیر تم نے خوب کہی ۔۔۔

غلام کو بلاکر فرمایا کہ آج ہم نے ایک اور خواب دیکھا ہے اسکی بھی تعبیر کہو عرض کیا کہ حضور مین تو خواب نہین سنتا نہ مجکو تعبیر آتی ہے میرے سامنے بیان نفرمائیے کیونکہ مجکو صدمہ عظیم ہوتا ہے اور دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے فرمایا کہ میان

Marfat.com

تم رنج نکرو خواب کا اعتبار کیا ہے لیکن ہم تعبیر مین تمھارا امتحان کرتے ہین تمھارا
ذہن تعبیر خواب مین خوب پہنچتا ہے تم ضرور اسکی تعبیر کہو۔ آج شب کو ہمنے دیکھا ہی
کہ ایک ڈبیہ ہمارے پاس ہے اسکو ہم نے کھولا اور ایک سفید کیڑا نکالکر فرش پر رکھا
وہ ہلنے جُلنے لگا ہلتے ہلتے اُس کے پر نکل آئے تھوڑی دیر کے بعد سرخ رنگ ہو گیا
اور پر پرزے درست کر کے آسمان کو اُڑ گیا مین نے عرض کیا کہ حضور عیان را چہ بیان
اسکی تعبیر تو دل دوز و جان سوز ہے ڈبیا جسم کیڑا روح جب روح اپنے کمال کو
پہنچگئی تو پر پُرزے درست کر کے اُڑا چاہتی ہے فرمایا کہ ہان تعبیر اس کی یہی ہے
پھر مین نے عرض کیا کہ حضور ایسے خواب تو نفر مایا کیجیے نہایت رنج ہوتا ہی ارشاد ہوا
کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہو کے ہی رہیگا اس سے ایک مہینے بعد ایک روز قلندر صاحب
کی مسجد مین قریب دس بجے دن کے مجمع عام مین راقم کی طرف خطاب کر کے
فرمایا کہ میان مرنا امر ناگزیر ہے جب ایسا اتفاق ہو تو ہمارے جسم کے چار ٹکڑے
کر کے شہر کے چارون طرف پھینک دینا تاکہ جانور ہی اپنا پیٹ بھر لین اس جسم
سے اور کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر یہ تم سے کب ہوگا اور لوگ ایسا کا ہیکو کرنے
دینگے لیکن ہمکو الگ جنگل مین ایسی جگہ دفن کرنا جہان کسیکا سایہ اور وسیلہ بجز
خدا کے نہو پھر قلندر صاحب اور مخدوم جلال الدین کے مزار کی طرف اشارہ کر کے
فرمایا کہ نہ ہمکو ان کا سایہ درکار ہے نہ اُن کا زندگی مین انسے کیا حاصل ہوا جو آیندہ
کی توقع کرین آخر خدا کی رحمت بھی کچھ ہے یا نہین اسباب کو ایک مہینے سے
کچھ اوپر عرصہ گذرا تھا کہ بتاریخ نوزدہم [19] ماہ صفر ۱۲۹۷ھ ہجری بروز یکشنبہ حضرت
کے شکم مبارک مین کچھ گرانی محسوس ہوئی حکیم موجخان نے ایک دوائے جوشاندہ
بروز دوشنبہ پلائی اور کہا کہ معدہ مین مواد ہے کل کو ایک خفیف مسہل بھی دونگا
سہ شنبہ کے دن علی الصباح حکیم موجخان نے ایک پوڑیہ دی جسکے اجزا اعظم یہہ
تھے بیخ حنظل۔ عصارہ ریوند۔ اس دوائی تلخ و تند سے اول دو دست ہوئے پھر
ایک قی ہوئی جس سے طاقت سلب ہو گئی اور رنگ متغیر پھر اسہال کا زور ہوا اول روز تو

Marfat.com

یہہ خیال کیا گیا کہ شام تک افاقہ ہوجائیگا لیکن اگلی صبح تک یہی کیفیت رہی اور دست بند نہوئے ہم لوگون کو نہایت فکر و تردد ہوا بہت دوائین بدلین تمام اطبا کی سعی ناکام رہی کچہہ فائدہ نہوا شب جمعہ بارہوین تاریخ کو سرِ شام حکم فرمایا کہ تم سب حجرہ سے چلے جاؤ اور کوئی شخص ہمارے پاس نہ آوے دروازہ بند کردو بموجب حکم کے دروازہ بند کیا گیا سب کو یقین ہوا کہ آج خیر نہین حجرہ شریف کے باہر سب خادم تمام شب جمع رہے بوقت چار بجے صبح کے آپنے پکارا کہ دروازہ کھولدو ہم لوگ یہ مژدہ سُنکر خوشی کے مارے دوڑے اور دروازہ کھول کر حاضر ہوئے حضرت نے نواب ابراہیم خان سے فرمایا کہ ہمکو انار کے دانے کھلاؤ اُسوقت حضور نے یہ چند فقرے سُنائے کہ ہر ایک فقرہ دوسرے سے مخالف ہے اور نہ کسیکی سمجھہ مین آیا کہ یہ کیا فرماتے ہین - فقرۂ اول - جو ہمنے سوچا تھا وہ نہوا - فقرۂ دوم - اور لوگ بھی تو یہین تک ہوے پنڈت کی پوتھی سُنی اور دھوبی کی چھوچھو ٭ گئے سکھہ پت نگر مین دونوکی بھئی تھوتھو فقرۂ سوم - میان سُنتے بھی ہو اگر ہم دس پانچ برس رہے بھی تو کیا مگر ایسے تو ہم رہین گے نہین -

ہرچہ دیدیم درین باغ نہ دیدن بہ بود	ہر گلے تازہ کہ چیدیم نہ چیدن بہ بود
ہر کجا منزلِ آرام تصور کردیم	چون نفس راست نمودیم رمیدن بہ بود
ہر متاعے کہ خریدیم باوقات عزیز	بود اگر یوسف مصری نہ خریدن بہ بود

پھر چند باران دو شعرون کو آپنے پڑھے

پیری مین ہمکو یار نے گھر سے طلب کیا	افسوس بعد فصل بہار اپنے پر کھلے
دیکھا دم نزع دلارام کو	عید ہوئی ذوق دلے شام کو

اس کے بعد کئی روز تک مرض کو افاقہ معلوم ہوتا رہا مگر ایک روز [illegible] عام مین کمترین کو دس روپے دیئے اور ارشاد کیا کہ یہہ ہماری تجہیز و تدفین کا خرچ ہے اور ہم وصیت کرتے ہین تم اسپر عمل کرنا **اول** یہہ کہ ہماری قبر شاہ ولایت صاحب کے مزار سے بفاصلۂ دو تین تیر بلکہ چار تیر جانب جنوب چٹیل میدان مین بنانا جہان

Marfat.com

کسیکا سایہ ووسیلہ وذریعہ بجز ذات خدا کے نہو اور ظاہراً اور کوئی قبر بھی اُس کے قریب نہو **دوم** یہہ کہ سوائے اسکے جو ہمنے دیا ہے کسیکا روپیہ کفن ودفن مین نہ لگانا ہان اگر زمین کی قیمت کوئی مانگے تو تم اپنے پاس سے ادا کر دینا اور کسی سے طلب نہ کرنا سوم یہہ کہ قبر کچی بنانا ایک کھنگر اُس کے سرہانے اور ایک پائنتی رکھدینا جب نوبت اس وصیت کی پہنچی تو راقم نے حالت اضطراب مین اکثر مریدان حضرت کو جو اطراف دور ودراز مین تھے خطوط اطلاعی روانہ کر دیئے چند روز مین ایک مجمع کثیر جمع ہوگیا اکثر سخن فہم و شاعر بھی اس جلسہ مین تھے آپ نے سید وحید الدین پسر حاجی سید فرید الدین صاحب مرحوم کو یاد فرمایا اور اُس قصیدہ کے پڑھنے کا ایما کیا جو بیس روز پیشتر سید وحید الدین نے خدمت عالی مین پیش کیا تھا اور اُس کے صلہ مین جناب قبلہ نے ایک دوپٹہ اور ایک روپیہ یا اشرفی (جسکو راقم نے اچھی طرح نہین دیکھا) عطا کیا تھا حالانکہ عمر اس عزیز لڑکے کی ہنوز چودہ سال کی تھی اور گلستان کا تیسرا باب پڑھتا تھا لیکن جناب قبلہ کی نظر شفقت اسکے مربی حال تھی ایسا زور و شور کا قصیدہ لکھا کہ اسکا سمند سخن انوری و قاآنی سے عنان با عنان معلوم ہوتا ہے اور ایسے لطف و خوبی اور دھوم دھام سے اس لڑکے نے مجمع کثیر مین یہہ قصیدہ پڑھا کہ ارباب محفل دنگ و ششدر ہو گئے بعض مستمعین نے اس گمان سے کہ شاید یہہ لڑکا طوطی کی طرح زبان گویا رکھتا ہے اور طبیعت اسکی فہم مضامین و معانی سے ناآشنا ہے اُس کا امتحان کیا اور جو مطالب واصطلاحات ادق اسکے کلام مین وارد ہوئے تھے اُس سے استفسار کیئے اُسنے ہر ایک سوال کا جواب شرح وبسط کے ساتھ ایسے اسلوب سے بیان کیا کہ گویا اسکی طبع بلند اور اُسکا ذہن رسا ان مباحث وعلوم پر حاوی ہے وہ قصیدہ بھی ذیل مین لکھا جاتا ہے تاکہ اہل بصیرت اسکو ملاحظہ کرین۔

قصیدہ در مدح حضرت قبلہ و کعبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Marfat.com

صبحدم مهرهٔ زر چرخ چو افشاند ز چنگ
خاطر ما شده بلبل برِ یاضِ فرهنگ

زده سر پا بسرِ چرخ سمندِ خامه
که بجولان دهم از رنگ برنگِ شبرنگ

ساحتِ متسع عرش روان کن به نورد
که بتوصیفِ جنابی زده مفتون آهنگ

آن جنابیکه چو از رفعتِ او کرد هراس
هفت طاق فلک آمد بوجودِ آونگ

جنبش آید بسفینه بسهیل از فرشش
با چل و چار سوارش چو بجو شد یم رنگ

چون هیولای تجلیش بینگارد برق
شمع او مرده کند سرزنشش صرصرِ تنگ

طرفه آئینه قلبش که ز تاب عرفان
درو از جوهر فرد آمده کم نقطهٔ زنگ

چه عجب گر زیکی جلوه بدشتِ شوقش
ذره ذره شود از فرطِ تپش برق آهنگ

فیض او خرمی بخشد چو پی روی شرار
سبز و خضر اکندش سبزه صفت مخمل رنگ

روی اقدس شده با مهر پر خاشش حرب
نعل کفشش بهلال آمده در حرب و جنگ

عقل و دانش شده از جوهر علویش عرض
جوهر فرد بقلبش فلک اخضر رنگ

غضب و رفق از و نشو و نما چون یابند
آتش و آب به تمییز نمایند درنگ

عقده‌ها حل کند از چشم زدن تنگ و مضیق
که بود غنچهٔ منطق به لب غایت تنگ

طی کند فاصلهٔ جذر قدم قلب اسد
قلب او قلب کند چون ز درفش نیرنگ

شمسهٔ حضرت او شمس رساند بثری
که شد از ضبط علو بر فلک رابع تنگ

خشم را بار غضب خشم نهد بر نالش
رفق را رفق دهد گوهر رفقت در چنگ

شعلهٔ پرتو او گر ندهد تاب بشمس
نقش بندد به تقاضای او از عکسش رنگ

علم حشمت او تا بفلک جای گرفت
حوت را دوخت چو ماهی مراتب رنگ

پرتو نور فتد گر به یم مصر وششش
مرغ زرین نکند شهپر او از ... [illegible]

مه نو گشته فلاخن بید حاجب شمس
که کند بر سر جاه ... [illegible]

بحر جوشش زند ار جوش چو بحر ثالث
ماه در بحر خضر غوطه خورد ماهی رنگ

توسن حشمت او گر بود اندر جولان
توسن چرخ نه ایقدر بود شوخ و شنگ

تا بدار نور فروزانش بگردون نهم
ماه و خورشید کند جست بسویش چو پلنگ

Marfat.com

علمِ رفعت او تاکہ زر فرق سازد
پرچم خویش از انست بعرش اندر جنگ

خلق داند بدم نور شعاع خورشید
نے نے فرش زدہ بر سینۂ او الف خدنگ

رفعتش قوس قزح را نجم و پیچ انداخت
زان بران شمس چو حربا کند از سنگے رنگ

لعل گویند وے پارۂ از خون باشد
شوکتے پارہ کند در جلش سینۂ سنگ

رتبۂ فرحت و تنشیط بعہدش افزود
لالہ را جام لبالب شدہ از خمر فرنگ

یعنے بحر کرم وجود شہ **غوث علی**
قبلۂ عالم لاہوت و شہ چرخ اورنگ

کعبۂ ہر دو جہان خسرو خسرو دیہیم
مسند آرائے و شہ کشور عقل و فرہنگ

کاشف سر نہان واقف علم مکتوم
حضرت اقدس ظل اللہ و دانش آہنگ

در دل آمد کہ کنم مطلع دیگر ترقیم
کہ سراپا بود از مطلع نور فرہنگ

المطلع الثانی

اے کہ از فر تو چون برق تپد جوہر سنگ
وے کہ روشن ز تو شد کوکب برج فرہنگ

مرکزِ دائرہ سبز ز نورت بودار
برق را بروش جست بود جادہ تنگ

سبحۂ عقد ثریا بیدِ اقدس تو
گر بود مستی نازش بگذارد بہ شلنگ

خامہ از مدح تو تحریر کند باشنگے
جست از دست زند مست برنگ شبرنگ

تا تماشائے شگفتن ز دلت بیند شمس
خواہد اندر چمن تو کہ بود غنچہ تنگ

در یم نور تو اندر صدف سینہ تو
یافتہ پرورش از فیض تو دُرِ فرہنگ

دعوی ہمسری سازند چہ رو گر وندت
مہ و خورشید حضور رخ اقدس بیرنگ

جلوۂ تو علم از برق وش از فرہ کشد
ہمچو خورشید بسوزد رخ خوبان فرنگ

در گلستانِ پناہ تو براے دشمن
گل صلح آمدہ جاوید ز ہر غنچۂ تنگ

مانی دل کشد از نقش تو بر صفحۂ خویش
دلِ طاؤس کشد نقش برقص و آہنگ

فیض نورِ دلِ شغاف تو آنست کزو
جگرِ لالہ بتبدیل کشد نقطۂ زنگ

فخر سازد بقد موسی تو گر شودش
اے شہنشاہِ معلی طبق نہ اورنگ

Marfat.com

بشکند شیشہ ز پرواز فلک ار باشد	وصفِ صولت اگرت نقش سرِ صفحۂ سنگ
تا کہ بر حرف تقابل کشد از روئے تو خط	رخِ گل بادِ صبا کرد زسیلی گل رنگ

قطعہ (ا)

کور مقری اگر از خاکِ پیت در دیدہ	افگند ای شہ خورشید کلہ چرخ اورنگ
بہر دیدار ہمہ صورت معدوم کند	از سراپردۂ بینش بیک آوان آہنگ

قطعہ (ب)

در فراتِ ای شہ اگر کارِ تعذیب دہیش	چون بہ گستاخی تو چرخ بسازد آہنگ
برتنِ خویش تند از طرب این منشور	کشتی چرخ شکستہ کند اندام نہنگ
ابر جودِ تو بنیسان زند از آبِ حیا	قطرہ را سوئے صدف باشد از و جا و درنگ
خون طوطی بیکے دشنۂ موجِ ابیض	ریختہ قلزم شفاف تو نادرو درنگ
ہر مثلث کندش تا کہ خجل کیکاوس	ساختہ سبحۂ تو عقدِ ثریا آونگ
گر قدم رنجہ بفرمائے بہروادیِ شوق	افتد از قلعۂ تن طائرِ جان صد فرسنگ
بر ارسطو و فلاطون بجو لانگہ عقل	خاطرِ اقدس تو برق جہاند شبرنگ
قیصر و خسرو و خاقان ز غلامانِ تواند	در شہنشاہی عرفان شدہ زیبت اورنگ
ای مدیح تو عضب مطرح و جولانگاہ است	کاشہبِ خامہ یاقوتِ فشان گشتہ لنگ
آید از شعلۂ او لعل بصد جلوۂ طور	شر را افگندہ از جلوہ مگر در دل سنگ
چشمِ نظارہ گیانِ قمرِ انوارت	چہ عجب پیکر ایشان بیان آر درنگ
جوہرِ کل نجم آید بظہورِ عقلت	ذاتِ پاکت شدہ محور بجہان فرہنگ
بار یابند نہ زنہار ز اجرامِ فلک	سایۂ تو کشد اندر [illegible]
نسر طائر جہد از شوکتِ تو گر بزمین	پر پرواز زند [illegible]
آتشِ قہرِ تو گر شعلہ رساند نکند	صوت طوطی سپے خونریزی طاؤس درنگ

قطعہ (ج)

شاہدِ طبع من آمد چو بسِ نامِ جناب	برسہ جوششِ معنی بہ بحار فرہنگ

Marfat.com

گفت پیر خرد شس طعنهٔ امساک مدیح	زان گهر ریختن از عقد سخن کرد آهنگ
وانگهی ریخت لولوی معانی طبعم	عرق افشرده ز پیشانی خویشم شبرنگ
پس همه مستعد مدح تو گشتند ولی	حرفی نادر در مدح تو ادا یم فرهنگ
زان رخ جنگ کن آمد بدم عربده سرخ	ریخته خنجر تو خون گلوی گل جنگ
نور روی تو اگر در دهدش حسن فروغ	شرر طور بخیزد ز دل غنچهٔ تنگ
سبزهٔ گلشن قهر تو ز عکس موهوم	روی مریخ فلک را بکند اخضر رنگ
مرآت خاطر تو جلوهٔ کونین نمای	وی ضمیر تو شده خازن گنج فرهنگ
مهرهٔ بیض شود از شرر جلوهٔ تو	در ید عیسی افلاک نشین لعبت سنگ
ز آتش غیرت جود تو اگر سوخته نیست	لعل در کان بدخشان شده چون آتش رنگ
نندارد غضبت گرچه عدو بگریزد	پهن ارض و فلک آید نظرش ساحت تنگ
هست از رفق و غضب مختلطت زان هردم	گاه منصور و گهی خسته شهد و شکر زنگ

قطعه (د)

منشی چرخ بمدح تو ز گردون آید	دور فراط آمده اول کند این خوش آهنگ
کلک یاقوت فشان خاره برآرد بمیش	پشت ماهی شود از نقش و نگارش ارژنگ
گر بصد سال کند مشق مدیح پاکت	آخر از طعنهٔ طبعم فتد آن نیز برنگ
گرده برهم همه سامان بحار و دریا	باز گردد بخجالت به یم خضر ارنگ
جبهه با بر در پاک تو شده کحل که تا	یا فتد از تو علو بر فلک نیلی رنگ
رشتهٔ شمع اگر از ذر نورت باشد	عقد پروین به تماشاش چو یکدیده برنگ
ای عدو را ز هراس تو بزیر گردون	روح را کلبهٔ جسم است چو زندان فرنگ
چشم جبریل شده محو جمال تو چنان	که بدیوار شده ثبت ز شوق تو بسنگ
تیغ قهر تو بکیوان چو رساند تابی	بفغان آید و غلغل بکند همچون زنگ
حفظ تو حافظ روز است و شب ای شه ورنه	هر دو در مختلطی ابیض و اسود یکرنگ
نه طبق جای تو گر دست بمیزان قیاس	یافت بر مرکز ثقل آن خود از پلهٔ تنگ

Marfat.com

بوئے خلق تو بارواح دہد رائحہ گر — عطسہ مغز کند زندگی شان آہنگ
وشنۂ قہر تو درنائے زحل گشتہ وسیع — قلزم لطف تو در دائرۂ امکان تنگ
علم بر عقل فزونت متمیز گشتہ — عقل از علم برون از حد عقلت در رنگ
روز و شب چونکہ قمر سودہ جبین بر در تو — زان گہے محو و گہے از فیض تو در اصلے رنگ
بیش افزود درازی طناب کرمت — از سر زلف عروس ستم خضر ارنگ
دامن برق گرفتہ است تراشعلۂ قہر — دامن ابر گرفتہ است بجودت آہنگ
بخط ناصیۂ مہر شدہ راست عمود — رمح خطی شکوہت پئے تصنیف آلنگ
جہت از ملک کدام است معلی مزور — کہ بدیش شدہ جادید بلندی بشلنگ
لوح محفوظ شد از نام بزرگ و پاکت — بہ ط از نقش قدرت علام ارزنگ
المش زود شکنج آرزو ریز دز صفا — نہ گرنکنی بر فلک اخضر رنگ
گوہر حکمت عرفان ترا ہمچو صدف — بہر حفظ است ضمیر تو چو خورشید برنگ
ہر کہ از کوثر احسان تو یک جرعہ چشید — گلشن دل شدہ خورمش چو بباغ ذہنگ
نغمۂ مدح تو ہر کس کہ سراید شودش — از مضامین دہن طائر دل قفس رنگ

دعا

شہ خاور بفلک بر سپہ انجم تا — ہست در کلک تو آراستہ از نور او رنگ
دشمنت طعمۂ تیغ ستم گردون باد — دوستت گوہر مقصود ز لطف تو بچنگ

تاریخ قصیدہ

از دل ہفت الف ترجمہ دل چو زند — یافت ابن مقدمہ مقتون پئے تاریخ آہنگ

قاعدہ استخراج تاریخ

ہفت الف = (۱ + ۳۰ + ۸۰) × ۷ = ۷۷۷ ...

ورہنمی ترجمہ دل - بی = (۳ + ۱۰) × ۴ ... دل بیچ ... سے ... استے باون کی اکائی تین دہائی سے سنہ ہجری مقدمہ شروع ہوئی۔

جناب قبلہ کی خدمت تین چار آدمی ابتدائے علالت سے تا دم وصال ہر دم حاضر و حدمت

خدمت گذاری رہے یعنی میان جان محمد صاحب عرف جانا - ابراہیم خان پہلوان عرف نواب - چھوٹے خان پہلوان - چوتھا راقم - جب اسہال کی شدت ہو گئی تو چوکی حجرہ کے اندر لگائی گئی لیکن حجرہ مین بلا اجازت آنے کی ممانعت تھی ایک رات آپ حجرہ کے اندر گر پڑے میان جان محمد جھٹ پٹ جا پہنچے - آپ ناخوش ہوئے کہ بلا اجازت کیون آئے اور فرمایا کہ خبردار آیندہ ایسا نکرنا - ایک روز جان محمد نے عرض کیا کہ حضور جسم مبارک پر ضعف غالب ہے جب حاجت ہو تو آپ کھنکار دیا کرین تا کہ حضور کو پلنگ سے اُٹھا کر چوکی پر اور چوکی سے پلنگ پر پہنچا دیا کرین فرمایا کہ اچھا اسکے بعد تقاضاے حاجت ہوا تو خود ہی اُٹھکر چوکی پر تشریف لے گئے اور فراغت پاکر آ بیٹے اُسوقت کھنکارے ہم لوگ دوڑ کر اندر گئے تو فرمایا کہ بس ہم فراغت پا چکے ہین اللہ تعالے نے ایسی ہمت عالی عطا کی تھی کہ باوجود شدت مرض وضعف پیری کسی فرد بشر سے نشست و برخاست مین استعانت نہین کی اور تا دم واپسین وہی استقلال رہا جو ہمیشہ سے تھا ایک روز زمانہ اشتداد مرض مین ہم چارون خادم ہاتھ پانو دبا رہے تھے ارشاد ہوا کہ اس آیت کو پڑھو مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ ہم سب بڑی دیر تک اس آیت شریفہ کو پڑھتے رہے پھر فرمایا کہ اب یہہ آیت پڑھو وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ اس آیت کریمہ کو بھی تا دیر پڑھتے رہے پھر ارشاد ہوا کہ اب اس شعر کو پڑھو ؎ چیست توحید آنکہ از غیر خدا ✤ فرد آئے در خلاؤ در ملا ✤

ایک روز زمانہ علالت مین مجمع عام کے اندر غلامی شاہ کی نسبت جو کہ خادم خاص جناب و قبلہ کا ہے اور تہجد کا وضو کرانا اُسکی خدمت خاص تھی یون وصیت فرمائی کہ تم سب لوگ اس شخص کی خدمت و خاطر کرنا کیونکہ ہم جانتے ہین کہ قلندر صاحب کے نجاور و خادم اسکو ایک دم بھی یہان نہین ٹھہرنے دین گے اگرچہ ایک غصہ ناک اور بیوقوف سا آدمی ہے لیکن تم لوگ اس کی کسی بات پر خیال نکرنا زمانہ علالت

Marfat.com

مین چند روز کے لئے افاقہ کی صورت بھی ظاہر ہوئی اور ہم لوگ سمجھے کہ اب ازالۂ مرض ہوگیا مگر جناب قبلہ نے اکثر یہہ فرمایا کہ جو دوا ہمکو جلاب مین پلائی گئی اُس کا ذائقہ ابتک زبان پر ہے اور اُسکی بو ہنوز رفع نہین ہوئی۔ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۷ ہجری کی پچیسوین تاریخ کو بوقت فجر کہ مجمع عام تھا آپنے حجرہ کیطرف انگشت مبارک ہلائی اور یہہ دو شعر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے پڑھے ؎ شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت ٭ بسر چشمۂ بر بسنگے نوشت ٭ برین چشمہ چون ما بسے دم زدند ٭ برفتند چون چشم برہم زدند ٭ تھوڑی دیر کے بعد سب حاضرین کو رخصت کیا اور قدرے کھانا تناول فرمایا پھر درِ حجرہ بند کیا گیا اور ہم چارون خادم پائے مبارک دبانے لگے جب ظہر کا اول وقت ہوا تو آپنے تیمم کیا اور چارپائی پر رو بجنوب فریضہ ظہر ادا کیا اسوقت راقم نے یہ آیت پڑھی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اسکے بعد آثار دگرگون پیدا ہوئے اور تغیر ظاہر ہوا فرمایا کہ الحمد للہ اور یہہ شعر پڑھا ؎ چیست توحید آنکہ از غیر خدا ٭ فرد آئی در خلاؤ در ملا ٭ جب تین بجے تو کمترین نے عرض کیا کہ بہت سے مشتاقان دیدار پُرانوار آستانہ مبارک پر حاضر ہین اگر اجازت ہو تو درِ حجرہ کھولا جائے فرمایا کہ ہان کھولدو۔ اول منشی فضل رسول صاحب اندر آئے ارشاد ہوا کہ کون ہے کمترین نے منشی صاحب کا نام لیا فرمایا کہ آگے آؤ جب قریب تر آئے تو فرمایا کہ کچھ کہوگے منشی صاحب نے عرض کیا کہ مین کیا عرض کرون حضور پر سب حال روشن ہے فرمایا کہ نہین کچھ کہنا ہو تو کہہ لو تین بار اسیطرح فرماکر اشارہ کیا کہ اچھا بیٹھ جاؤ پھر سید وزیر علی صاحب آئے انسے بھی وہی کلمات ارشاد کئے اور سید صاحب نے بھی وہی جواب دیا غرض جو آتا گیا ہر ایک سے وہی ارشاد ہوا اور کسی نے کوئی خاص گذارش نہین کی جب انبوہ کثیر ہوگیا تو آپ خاموش ہوگئے اور آنکھین بند فرمالین اسوقت کے بعد پھر کیسکی طرف آپنے خطاب نہین کیا البتہ جب کسی نے مزاج پوچھا تو نہایت استقلال سے یہہ جواب دیا کہ (الحمد للہ بہت اچھا) یا اگر کسی نے کوئی بات

Marfat.com

دریافت کی تو آنکھین کھولدین اور جواب دیکر پھر بند کرلین اُسوقت بھی غایت استقلال اور فرحت بے اندازہ ظاہر ہوتی تھی چہرہ مبارک آفتابی آنکھین سرخ و منور گفتگو صاف نبض مین تیزی صرف تنفس کی زیادتی سے کسیقدر تردد ہوتا تھا آٹھ بجے شام کے ڈاکٹر چُنی لال صاحب آئے حال دریافت کیا نبض دیکھی کہاکہ کوئی تشویش کی بات نہین البتہ بلغم کی وجہ سے تنفس معلوم ہوتا ہے ورنہ نبض مین کچھ فرق نہین آیا ابھی مین دوا بھیجتا ہون چھاتی پر ملو اور تھوڑا تھوڑا پلاؤ ایک گھڑی بھر کے بعد بلغم رفع ہوجاویگا اور تنفس درست نواب ابراہیم خان ہمراہ گئے اور ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد دوا لائے۔ اب استعمال دوا مین حجت ہونے لگی مین نے کہاکہ یہ وقت دوا کے پلانے کا نہین کچھ دوامت دو منشی فضل رسول صاحب بولے کہ نہین دوا ضرور پلانی چاہیے مین نے کہا مین دوا ہرگز پلانے نہین دونگا اب دوا کا وقت نہین رہا اور دوا کے استعمال سے نہ کچھ فائدہ نہین جب حجت و تکرار ہونے لگی آپ نے آنکھین کھولین اور فرمایا کہ بیان کیا ہے مین نے عرض کیا کہ حضور منشی صاحب دوا کے پلانے مین بحث کرتے ہین اور مین منع کرتا ہون کہ اب وقت نہین۔ آپ نے فرمایا ہان سچ تو ہے اب دوا کیا کرسکتی ہے اسکی کچھ ضرورت نہین منشی جی نے عرض کیا کہ حضرت دوا کا پینا تو سنت ہے آپ سنت کا لفظ سُنتے ہی خاموش ہوے اور تھوڑی دیر توقف کرکے فرمایا کہ اگر سنت ہے تو لاؤ محمد فخرالدین صاحب جنکے ہان خاص جناب قبلہ کا کھانا پکتا تھا پیالی دوا کی اور چمچہ لیکر اوٹھے ایک چمچہ دیا دوسرا دیا تیسرے چمچہ کا دینا تھا کہ ایک ہچکی کے ساتھ تمام دوا باہر آئی مین نے کہا شربت یا شہد دو مولوی راغب اللہ صاحب نے دو چمچہ شربت کے پلائے پھر مولوی عبدالصمد خان ٹونکی نے کوئی دو چار چمچہ پلائے ہونگے کہ آخر پونے دس بجے کا وقت اور شب دوشنبہ چھبیسوین تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ ہجری مطابق ۱۲ پھاگن سمت ۱۹۳۶ بکرمی ۷ مارچ ۱۸۸۰ عیسوی

Marfat.com

شاہباز عالم قدس گرم پرواز ہوا اور اُس مرد میدان تجرید وشہنشاہ ممالک توحید وسلطان جہان تفرید نے مردانہ وار آخر نغماے الٰہی کا جام نوش فرمایا اور نہایت الوصال کا پردہ درمیان سے اُٹھایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ولادت شریف بروز جمعہ ماہ رمضان المبارک ۱۲۱۹ھ ہجری مین ہوئی تھی عمر گرامی اٹھتر سال چھ مہینے کچھ دن کی ہوئی اٹھارہ برس سات مہینے چھ روز بلدہ پانی پت مین قیام فرمایا۔

نالہ چند بطور ترجیع بند

اے رشک دو یگانہ زمانہ — اے بحر محیط بیکرانہ
کیون اہل نیاز کے سرون سے — خالی ہے یہ سنگ آستانہ
وہ محفل اُنس اب کدھر ہے — یارب ہے کہان وہ کارخانہ
وہ بزم نہ وہ جمال ساقی — وہ جام نہ وہ مے مغانہ
وہ طور ہے اب نہ وہ تجلی — وہ وقت ہے اب نہ وہ ترانہ
کیا ہو گیا جلوہ سحرگاہ — کیا ہوگئی صحبت شبانہ
ہے دل مین ابھی وہی تصور — ہے یاد ہنوز وہ فسانہ
وہ فصل نہ وہ بہار باقی — وہ گل نہ چمن نہ آشیانہ
رہتی ہے اُچاٹ سی طبیعت — ملتا ہی نہین کہین ٹھکانہ
جان حسرت دید مین تپان ہی — دل تیر فراق کا نشانہ
ساحل پہ پڑے ہین سب سفینے [illegible] — کشتی ہوئی [illegible] روانہ

سب جوش مین آب ہو سمندر
یا غوث علی رشک قلندر

اے کعبۂ خاص وقبلۂ عام — تھی تیری [illegible] مقام [illegible]
تھی ناصیہ [illegible] قدس [illegible] — [illegible]

Marfat.com

سب محو تھے ظلِ عاطفت مین — خطرات و خیال و فکر و اوہام
اُس بحرِ محیط مین تھے سب گم — نیکی و بدی و کفر و اسلام
پُرشور تھے بے لب و دہان ہم — سرمست بدون بادہ و جام
مشغول جمال بے سر و چشم — مصروف سفر بغیر اقدام
دریا ہوا ایک عطا سے قطرہ — پختہ ہوا ایک نگاہ سے خام
کیخسرو و کیقباد سے بھی — تھے بخت بلند تیرے خُدام
دیکھا اب ہجر چار ناچار — دیکھی فرقت بھی کام ناکام
کہدیجیو اے نسیم یہ بات — لیجائیو اے صبا یہ پیغام

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہِ قلندر ؎

ہوتی ہو جہان مین کم کوئی ذات — بے علت و نسبت و اضافات
خورشید تھا وہ وجود باجود — دریا تھی وہ ذات فیض آیات
دیرینہ نہنگ بحر توحید — مردانہ قلندرِ خرابات
سلطانِ جہان ترک و تجرید — شہباز معارجِ نہایات
نے میل مراتب و مدارج — نے رغبت کشف و نے کرامات
ملتی تھی مراد طالبون کو — اُس در سے بدون عرض حاجات
اُس بات کی ہوگئی گرہ وا — دل مین بھی نہ تھی ہنوز جو بات
خلوت مین ترا جمال مفتاح — جلوت مین ترا کلام مشکوٰۃ
کیا تھی وہ نظر سحاب رحمت — کیا تھا وہ زمانہ فصل برسات
وہ وقت نہ وہ زمانہ افسوس — وہ لطف نہ وہ بہار ہیہات
یک آن کی آن تھی حضوری — ایکبات کی بات تھی ملاقات

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہِ قلندر ؎

Marfat.com

اے بحر حقیقت خدائی — اے جلوۂ شان کبریائی
باقی نہین کوئی مشغلہ اب — رندی ہی رہی نہ پارسائی
شاہی کا نہین خیال سر مین — جی مین نہین حسرت گدائی
نے بند قفس نہ شوق پرواز — باقی ہے نہ قید نے رہائی
نے حرص و ہوا نہ کچھ توکل — نے برگ و نوا نہ بے نوائی
نے فکر قصیدہ ہائے عطار — نے ذکر حدیقۂ سنائی
نے قرب نوافل و فرائض — نے تنگدلی نہ دلکشائی
بندہ نہ خدا نہ دین و دنیا — کی آپ نے خوب ہی صفائی
لیکن نہ مٹا غبار فرقت — ہرچند کہ طاقت آزمائی
مشکل ہوا کاٹنا دنون کا — دشوار ہوئی تری جدائی
بیتابیِ دل سے چشمک برق — اندوہ کی اک گھٹا ہے چھائی

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

ایام وصال بھی تھے کیا دن — راتیں تھیں [illegible] دن
محسوس نہ تھا کہاں کٹی رات — معلوم نہ تھا کہ کدھر گیا دن
کیا جلد گذر گئے وہ دن حیف — ہوتا کوئی اور بھی ہوا دن
تھی رات بہت دنون سے اچھی — راتون سے زیادہ خوب تھا دن
تھی بزم وصال دن ہو یا رات — تھی دید جمال شب ہو یا دن
دنیا مین بزرگ تھی وہی رات — تھا عمر مین [illegible]
ہر صبح عجیب شام نادر — ہر رات [illegible]
تھی دیکھو خوشی کہ اب زوال آت — تھی شب [illegible]
عالم کو زبسکہ ہے غنیمت — [illegible] دن
تھا خواب و خیال وہ زمانہ — بجلی ہوئی رات ابر ہوا دن

Marfat.com

دن رات یہی فغان ہی لب پر — وہ رات رہی نہ وہ رہا دن

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہِ قلندر *

اے قبلۂ عالمِ معانی — سلطان جہان بے نشانی
اے بحر معارف وحقائق — شاہنشہ ملک جاودانی
آگاہِ مقاصد برونی — دانائے خواطرِ نہانی
یکرنگ ویگانہ ویک آئین — بے فرق مکانی وزمانی
حضلت مین عجیب دلنوازی — عادت مین کمال مہربانی
تھی آپ پہ ختم بذلہ گوئی — تھی آپ پہ ختم نکتہ دانی
باتون مین طریق دلکشائی — لفظون مین ادائے خوش بیانی
تھے گوہر قدس وہ اشارات — اور غیب سے تھی وہ دُرفشانی
القصہ وہ احسن القصص تھے — جو بات سُنی تری زبانی
آیا نہ پسند یہان کا رہنا — برباد ہو یہ سرائے فانی
جو کچھ گذرا سو تھا فسانہ — جو کچھ دیکھا سو تھی کہانی

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہِ قلندر *

اے بحرِ کرم محیط نایاب — لب تشنہ ہین ماہیانِ بے آب
اے نوح سفینۂ مسرت — طوفان زدہ ہین تمام اصحاب
پانی پت تھا بقا کا چشمہ — اب کیا ہے غم والم کا گرداب
روتے ہین یہانکے سب درو بام — حوض وحجرہ ستون ومحراب
آتے تھے مدام تیرے مہمان — بنگالہ سے لیکے تا بہ پنجاب
جلوہ تھا یہ تیرے دم قدم کا — اب کیا ہے کہ مجتمع ہین احباب
وحشت زدہ پھرتا ہے غلامؑ — اور غمزدہ مضطرب ہے نوابؑ

ملفوظ مبارک و گرامی — ہے زندگی حسن کا اسباب
ساحل نہ کہین نہ تھل نہ بیڑا — سب بحر فراق مین ہین غرقاب
افسوس ہوا نظر سے پنہان — وہ شمس منور جہانتاب
لے ملک بقا کے جانے والو — کہدیجیو بعد عرض آداب

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر ؁

مسدس نوابزادہ محمد زکریا خان زکی دہلوی

واصل ہوئے اُسطرف کو حضرت — عالم مین ہے شورش قیامت
کیا عرض کرون مین اپنی حالت — دل ایک ہزار گونہ حسرت
ہے جوش مین ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

کیون ابر مین آفتاب آیا — کیون خاک مین نور کو چھپایا
حضرت نے مجھے یہ کیا دکھایا — رنج و غم و درد مین پھنسایا
ہے جوش مین ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

خدام ہین سب بسر پریشان — کوئی ہے بیتاب کوئی نالان
مضطر ہے کوئی تو کوئی حیران — برپا ہے غضب ایک طوفان
ہے جوش مین ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

طوفانے صدمہ الم ہون — پامال ستم قدم قدم ہون
رنجور ہون سخت پھر بھی کم ہون — مین منتظر ورود غم ہون
ہے جوش مین ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر ؁

صدمے گذرا غم جدائی — حرمان سے ہے زور آزمائی
کی ضبط نے دل سے بیوفائی — ناچار یہ بات لب پہ آئی
ہے جوش مین ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

Marfat.com

عالم کے بدل گئے ہین کچھ ڈھنگ
آنکھون مین ہے خار گل گہر سنگ
ہے دیر خراب کا عجب رنگ
ہے کاہش ہر نفس سی جی تنگ

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

دریا مین جو قطرہ مل گیا ہے
کہتے ہین جسے فنا بقا ہے
گم ہوکے حقیقت آشنا ہے
پر مجھسے نہ پوچھیے کہ کیا ہے

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

لطمہ پہ ہے لطمہ موج پر موج
زنجیر بلا ہے سر بسر موج
ہر شام ہے لطمہ ہر سحر موج
ہین بیچ مین ہون ادھر اُدھر موج

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

رخصت ہوئے آپ جب سفر کو
بھولا نہین لطف کی نظر کو
مین تھام کے رہ گیا جگر کو
کس سے کہون درد بے اثر کو

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

دوری مین ہے کام نالہ کرنا
مشکل دم چند کا گذرنا
یا چشم کو آنسوؤن سے بھرنا
جینا ہر دم ہے مجکو مرنا

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

منشاء فساد و کون عالم
ہمراہ ہین یون ہی شادی و غم
ہے خندہ گل پہ اشک شبنم
حضرت کو وصال ہمکو ماتم

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

اب ایک ہوئے جو نام تھے دو
مجھسے بھی اٹھا دیں دوئی کو
تنہا مجھے چھوڑ کر گئے ہو
شاہ دل و جان مری خبر لو

ہے جوش مین ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

رہتا غم و درد مین گرفتار
[illegible] طور سے ہے مضطرب دل زار
یا کھینچنا آہ و نالۂ زار
پیدا ہین خرابیون کے آثار

Marfat.com

ہے جوشش میں ہجر کا سمندر	یا غوث علی شہِ قلندر
چھوڑیگا یہ اضطراب کیونکر	جائیگا یہ پیچ و تاب کیونکر
ہو جمع دلِ خراب کیونکر	ہو شعلۂ آتش آب کیونکر
ہے جوشش میں ہجر کا سمندر	یا غوث علی شہِ قلندر
لے واے یہ میری تفتہ جانی	دریاے سرشک کی روانی
اے مظہرِ شانِ بے نشانی	کب تک یہ جواب لن ترانی
ہے جوشش میں ہجر کا سمندر	یا غوث علی شہِ قلندر
آئے تھے جہاں میں جب سے آپ	پورا وہ کام کر گئے آپ
ہادی تھے دستگیر تھے آپ	ہوں ہیچ و [illegible] ایسے آپ
ہے جوشش میں ہجر کا سمندر	یا غوث علی شہِ قلندر
تھی ذات وہ محو ذات باری	تھا رنگ دوئی سے نقش عاری
ہاں صورت وصف اعتباری	ہے موجب [illegible] زاری
ہے جوشش میں ہجر کا سمندر	یا غوث علی شہِ قلندر
وہ آپ کی ہاے خوش بیانی	ایک جلوہ [illegible]
ہر حرف میں نکتۂ معانی	ہر لفظ میں راز [illegible]
ہے جوشش میں ہجر کا سمندر	یا غوث علی [illegible]
توحید [illegible]	تقلید نبی [illegible]
[illegible]	ہر بات میں [illegible]
ہے جوشش میں ہجر کا سمندر	یا غوث علی [illegible]
اے ہادیِ مسالکِ شریعت	اے عارف [illegible]
اے محرم [illegible] بزم خلوت	اے مونس خلوت [illegible]
ہے جوشش میں ہجر کا سمندر	یا غوث علی شہِ قلندر
اے قبلۂ آستاں کہاں ہو	ای کعبۂ [illegible] جہاں کہاں ہو

Marfat.com

اے معنیٔ جاودان کہان ہو — آنکھون سے مرے نہان کہان ہو
ہے جوش میں حیرت کا سمندر — یا غوث علی شہِ قلندر

جو لمعہ نور ذات میں تھا — وہ جلوہ ثنا صفات میں تھا
واجب وہی ممکنات میں تھا — دیکھا تو نہ شش جہات میں تھا
ہے جوش میں حیرت کا سمندر — یا غوث علی شہِ قلندر

ہے شعلہ شوق دل میں محبوس — فانوس میں جیسے شمع فانوس
کہتا ہون یہ ملکے دست افسوس — اب ہائے کہان وہ ذوق پابوس
ہے جوش میں حیرت کا سمندر — یا غوث علی شہِ قلندر

ہان لمعہ آفتاب تھا وہ — ہان جلوۂ بے حجاب تھا وہ
نظارۂ بے نقاب تھا وہ — جب آنکھ کھلی تو خواب تھا وہ
ہے جوش میں حیرت کا سمندر — یا غوث علی شہِ قلندر

ہے نظم بیان چشم پر خون — اشعار ہین نالہ ہائے موزون
پھونکا ہی یہ نجم دین نے افسون — دزات زکی میں کہہ رہا ہون
ہے جوش میں حیرت کا سمندر — یا غوث علی شہِ قلندر

دور آخر

اے نسیم صبح ایامِ بہار — در حریم کعبۂ جان کن گذار
روئے خود بر خاک پانی پت بسائی — شمۂ احوال آنجا بر کشائے
فصلے از غوغائے محشر کن بیان — کوس رحلت کوفت آن شاہِ زمان
غوث مارا وقت رحلت در رسید — رفت در غیب آن شہنشاہِ رشید
شاہباز قدس پرید از چمن — شد نور دیدہ بساطِ انجمن
بازگو [illegible] او — بازگو از بیدلانِ روئے او
بازگو [illegible] دریا [illegible] راز — موجۂ دریا بدریا رفت باز

Marfat.com

کن حدیثِ بحرِ ناپیدا کنار
بازگو زان موجهای نور بار

بازگو از بزمِ آن شاهِ وحید
شه سوارِ فرد و سلطانِ مجید

ای تو خوانِ غیب را خوش میزبان
ای تو خضرِ راهِ ما گمگشتگان

ای جهانِ معرفت را آفتاب
از رخِ روشن برافگندی نقاب

در نگر آوارگانِ خویش را
چاره کن بیچارگانِ خویش را

گوشهٔ چشمی بمهجوران بکن
یک نگه بر حالتِ دوران بکن

بشنو ای سلطانِ ایوانِ بلند
مرد و زنها آه و زاری میکنند

هی چه گفتم از غم و بگریستن
هست وهم این مردن و این زیستن

تو بری از اقتران و افتراق
از خیالات است این هجر و فراق

وهم هستی شد مجالِ اشتیاق
هیچ باشد مانع در اشتراق

بلبل و گل هیچ و بستان نیز هم
ذوق و شوقِ علم عرفان نیز هم

جذر و مدِ بحر و هم موج و حباب
گر ببینی جمله یک آبست آب

وسوسه بگذار بحر و موج کو
بی نشانی را [illegible]

موج خواند قصهٔ هجر و وصال
بحر مستغنی است از نقش [illegible]

بحر اگر ساکن بود امواج لاست
بی تموج بحر را شرح [illegible]

جوششی زد بحر و موج آمد پدید
شد نمایان آن قدیم [illegible]

جوش در بحر و موج میخوانیش نام
ورنه یک هستی است [illegible]

نیست مردانِ خدا را هیچ بند
برتر است از جسم و [illegible]

مردگان را خوفِ مردن در خورست
زنده را [illegible]

زنده را حتماً نباشد ممات
مرده را [illegible]

این حیات این ممات اشتراکیست
وحدتِ مطلق بود در خویش [illegible]

آنکه او زنده است حی و قائم است
لایموت و لایزال و دائم است

دائم است قائم است و زنده است
لایزال و لم یزل [illegible]

Marfat.com

زندگی بے نہایت بے زوال
برتر آمد از تکاپوے خیال

خود تو بودی خود تو باشی تا دوام
اے برون از گفتگوہا و کلام

تو دُرِ دریاے وحدت بودہ
ہم چنانکہ بودہ آسودہ

جان تو خود جان جان زندگیست
از تو خرم بوستان زندگی است

سالہا گردیدہ در بحر و بر
ہم تو خود مقصود بودی از سفر

سالہا ارشاد را کردی بکار
ہم تو خود صیاد بودی خود شکار

از برون در بگفتی ما و من
وز درون خود گوش بودی خود سخن

از حقائق وز معارف وز یقین
نغز تر گفتی بوقت واپسین

چیست توحید آنکہ از غیر خدا
فرد آئی در خلا و در ملا

بحر توحید الٰہی خود توئی
بے تعین بے تشخص بے دوئی

مستی صہباے تو چون جوش زد
کے شود شور من و تو گوش زد

بیخودی بزم خودی آراستہ است
نعرہ ہا از خاموشی برخاستہ است

اے ندیم الشمس نجم الدین بیا
نعرۂ دیگر بزن لب برکشا

نعرۂ دیگر بزن اے نجم دین
ہاے و ہوے تست معنی آفرین

دیدہ چون [illegible] تو شیدا شود
در درون بحر رہ پیدا شود

کاروان بحر در شبہاے تار
بر کفت بنہند زمام اختیار

باز بنشین در سراپاے سخن
معنی اندر شیشۂ الفاظ کن

باز گو حرفے ز سلطان جلیل
تا نگردد قصۂ ہجران طویل

اے درخشان کوکب نور قدیم
از کجا جوئیم انفاس کریم

از کجا جوئیم آن شام و سحر
چون قند [illegible] حضرت پاکت گذر

از کجا جوئیم گلہاے سرور
از کجا یابیم آن انس و حضور

از کجا جوئیم قرب اختصاص
اے در تو قبلہ گاہ عام و خاص

Marfat.com

از کجا جوئیم آن خوش حال‌ها کز دلِ پاکت برون زد سالہا
پرتو حالِ خوشت چون سر زند مرغ اندوه و الم کے پر زند
پرتوِ حال خوشت چون کوہسار ہست در عرصات جان بریک قرار
حسرت واندوه زائد از خیال نے بہ پیش پرتوِ خورشیدِ حال
پرتوِ حالِ تو پاک ازبیش وکم تاخت بیرون از وجود واز عدم
پرتوِ حالِ تو پاک از نیک وبد برزده نقش ازل را برابد
پرتوِ حالِ تو پاک ست از علل استوار و پائدار و بے خلل
پرتوِ حالِ تو پاک از فہم عام ہست لاشرقی ولاغربی مدام
پرتوِ حالِ تو اے سلطانِ حال ہست بالاتر ز پرواز خیال
ذات تو پاکست از حال ومقام شہپر عنقاے تو بشکست دام
کشف ہرحالے ز تو یابد کشود ہر مقامے از تو میگیرد وجود
نقد حال تست ذاتِ پاک تو ذاتِ پاک تست ز ادراک تو
درمیانِ گردشِ لیل ونہار ہیچو تو کم دیده باشد روزگار
خضرِ ربانی و فردِ کاملے عارفِ بیباک ومردِ کاملے
پاک و بیباک ومجرد از علل شاہبازِ اوجِ افلاکِ ازل
زندهٔ جاوید وپاک از جسم وجان شہسوارِ عرصہ ہاے بے نشان
بے نشانے را شناسا در توئی ہم شناسا و شناسا گر توئی
بے نشانے رانشان آمد ز تو بحر و کان گوہرفشان آمد ز تو
لا والا ہر دو پیشت چیست لا ما و تو گم گشت باقی کیست [illegible]
ہرچہ میگوئیم قولِ ماست این گفتگو با محو
محو را ہم محو کن اے چاره ساز ہست فرق از بے نیازی تا نیاز
نیست جاے گفت وتشبیہ ومثال لیس شی مثلہ کم کن خیال
گر بگوئیم ورنہ گوئیم شانِ تست ہم خیال وبے خیالی آنِ تست

Marfat.com

اے بری از مرگ و ہم از زندگی	نے خدائی زیبدت نے بندگی
ہم خداے بندگانے اے خدا	بندہ ہستی یا خدا یا خود جدا
خود جُدائی خود تو وصلی خود توئی	اے منزہ از یکے واز دوئی
اے بری از حدِ اعداد و شمار	با وجودت نیست کس را اعتبار
با وجودت نیست چیزے معتبر	عقل تیرہ گشت و خیرہ شد نظر
ہم چو کافر باید م بت خانۂ	تا ز تو گویم بتو افسانۂ
خویش را ثابت کنم تا خوانمت	سر بنادانی دہم تا دانمت
بت تراشم گر ترا یاد آورم	آذرم من گر ترا طاعت برم
کافرم من گر ترا آرم سجود	من چہ باشم تا نہم خود را وجود
دامن از گردِ حدوث افشاندۂ	در جہان غیب مرکب راندۂ
کشور تن را فرو بگذاشتی	آئینہ از پیش ما برداشتی
گفتگو ہا از پس آئینہ بود	گفتگو را غیر ازین آئین نبود
گفتگو بر جاست تا گردیدہ فوت	لیک بیرون از لباسِ حرف و صوت
پردۂ صورت ز رو انداختی	معنیِ معنی نمایان ساختی
جانِ جان بودی و جانِ جان شدی	ہر چہ بودی ہر چہ ہستی آن شدی
بر شکستی ساغر و مینا ے ما	اے غنی الطبع بے پرواے ما
بزمِ اُنسِ بیدلان برہم زدی	پشت پا بر ہستیِ عالم زدی
بزم اُنس بیدلان دادی بباد	اے ز رویت انجمن خالی مباد
اے ز تو خالی مبادا جائے تو	منظرِ حق روئے جان افزائے تو
اے دریغا کاروان شہر جان	رخت بربست و بزد طبلِ گران
اے دریغا روزگارِ وصل شد	جلوہ کردو بہار وصل شد
ای امیر المشرق نجم الدین بیا	نعرہ میزن شور میکن سے بے ندا
مشرقت جان و دل ویرانِ ما ست	بے سرو سامانیت سامانِ ما ست

Marfat.com

نعرۂ تو دل بجنباند ہمی — شورِ تو جانہا بشوراند ہمی
ہمت والا بما ہمراہ کن — رو بسوے بارگاہِ شاہ کن
شاہِ ما پاکست از مرگ و ہلاک — گر فنا گردد دو عالم نیست باک
زندگی و مرگ نبود جز فریب — نیست کس را سود و سرمایہ عجیب
ہرکہ دارد مایہ بے مایہ اوست — وانکہ اندر فقر شد بے سایہ اوست
ہرکہ جانداری کند بیجان ترست — وانکہ سامان یافت بے سامان ترست
سود و سرمایہ خیالے بیش نیست — مایۂ درویش جز درویش نیست
نقدِ درویشان تہیدستی بود — دستمزدِ شان ہمین مستی بود
چیست گنج خوشدلی کیسہ تہی — اصل دانشہا بود ناآگہی
ہستی مطلق سراسر نیستی ست — اصلِ ہستی نیستی در نیستی ست
زندگی را ترکِ جان بخشد وجود — خود توئی گر بیخودی گیرد نمود
بیخودی و باخودی ہم ناروا ست — بے نشانی حضرت سلطان ما ست
حضرتِ سلطان نگردد بیش و کم — نے مثالش نے وجودش نے عدم
حضرتِ سلطان ندارد ماسوا — راست بر جاے خود ست این ماجرا
حضرتِ سلطان بسویش بار نیست — سالکانش را سرِ دستار نیست
حضرتِ سلطان نمیگنجد بگفت — در سخن کس دُرّ این معنی نسفت
من ندانم حضرتِ سلطان کجاست — دل کجا و تن کجا و جان کجاست
حضرتِ سلطان ندارد بوئے غیر — ہست خود بر گرد خود در دور و سیر
حضرتِ سلطان چہ باشد لب ببند — قاصر آمد نزد باہنا و کمند
ہوش را بفروش و حیرت وام کن — قطرۂ از بیخودی در [illegible]
باکہ گویم کن تو خود کن یا مکن — اعتبارِ قطرہ در دریا مکن
قطرہ گشتی و سوے دریا شدی — راہ بنمودی و رہ پیدا شدی
قطرگی گم گشت و دریا موج زد — وہم پستی محو شد بر اوج زد

Marfat.com

وہم را بشکن کہ برخیزد دوئی — تا توئی گردی پراگنده دوئی
از دو بینی ہست این مرگ و ہلاک — حضرتِ سلطان ما پاکست پاک

پاک را کے مرگ آید در خیال — زنده را مردن بود امر محال
وصل او دائم بود با زندگی — ذات او را زنده گویا زندگی
زندهٔ را حلقهٔ ماتم چرا است — از پے گنج مسرت غم چرا است
زندهٔ در زندگی بے پرده شد — مردگان را دل چرا آزرده شد
زنده را بزم طرب آراستند — مردگان بہر عزا برخاستند
زنده گرد از دامن جان برفشاند — مردگان را صبر و آرامش نماند
مرده آن باشد کہ وہمش زندگیست — پیش وہم خویشش اندر بندگیست

مرده پندارد کہ ما خود زنده ایم — زندگی را لائق وار زنده ایم
زنده آن باشد کہ مردن جانِ اوست — خانہ ویران ساختن سامانِ اوست
زنده آن باشد کہ از ہستی برست — ہست اندر نیست اندر نیست ہست
زنده آن باشد کہ بال جان کشاد — نیست گشت و محو گشت و نامراد
زنده آن باشد کہ پیش از مرگ مرد — مرده گشت و تن بہ بحر جان سپرد
مرگ او جان داد و جانش زنده شد — در جہان خوشدلی تا زنده شد

او ز وہم زندگی آگاه نیست — مرگ را ہم سوئے ذاتش راه نیست

شمس ربانی توئی اے نجم دین — بر فرازِ منبر جان بر نشین
ہان بیا و نعرهٔ دیگر بزن — خامشی تست سرجوش سخن
ہوش را بر درگہش کن نثار — ہائے و ہوئے بر فگن دیوانه وار
من کجا بودم تو خود بودی مدام — تہمتے بربافتی از ننگ و نام
طوق ما کردی زنیکی و بدی — راه بنمودی و راهِ ما زدی
مرده گشتم تا مرا دادی حیات — گم شدم چون یافتم راهِ نجات

Marfat.com

از دمِ پر عشوه ها و پر فریب | بے سبب کردی تو مارا ناشکیب
اتحادِ تو مرا بیگانه ساخت | عقل و هوشِ تو مرا دیوانه ساخت
از نزولِ ذاتِ تو پست آمدم | تو کشیدی جام و من مست آمدم
خوے آزادِ تو در دامم کشید | تو شدی پنهان مرا کردی پدید
از غناے تو شدم من مستمند | علمِ تو مارا بنادانی فگند
وصلِ تو مارا به هجران در سپرد | حی و قائم تو شدی ما خورد و مرد
عدلِ تو مارا بظلم آگند و جهل | مشکلِ ما جمله پیشِ تست سهل
تا تو کردی خنده من گریان شدم | تو شدی روپوش و من عریان شدم
تو بیاسودے شدم من پائمال | من به هجر افتادم و تو در وصال
من شدم سرگشته تو برجاستی | من شدم تنها تو بزم آراستی
تو گرفتی جاے و من رفتم ز جاے | سر کشیدی تو من افتادم زپاے
تو شدی گنجے و من ویرانه ام | عقلِ کُل هستی تو من دیوانه ام

تو خرامیدی و من رفتم ز دست | تو شدی بت آفرین من بت پرست
تو زمن گشتی و من گشتم ز تو | تو زمن بگذر که بگذشتم ز تو
گر نماند این من و تو درمیان | نے ترا سود است نے مارا زیان
چون تو خود هستی نمیری زینهار | نیستم من پس کجا گیرم قرار
نجمِ دین اے مطلعِ انوارِ جان | نعرهٔ دیگر بزن بے این و آن

خود مخاطب باش و خود میکن خطاب | خود توئی اصلِ سوال و هم جواب
خود بخود با خود بکن گفت و شنید | نعرهٔ از قعرِ جان باید کش[illegible]
رمزِ خود با خویشتن آغاز کن | نعره هاے بے [illegible]
انچه ناید بر زبان گفتارِ تست | انچه مخفی ماند آن اظهارِ تست
من نه گویم بلبل و پروانه | بان براه سوختن مردانه
بے تبِ هجران و بے ذوقِ وصال | خود بسوز و خود بساز و خود بنال

Marfat.com

از خزان واز بہاران در گذر — وز گدایان قصہ پیش شہ ببر
اے شہ والا کہ در رہ آمدی — خود گدا گشتی وخود شہ آمدی
در حریم خاص در سیری شدی — خود یگانہ بودی وغیری شدی
بازی نیرنگ خوش در باختے — اسپ وفرزین پیل و بیذق ساختے
بر کشادی پاے رفتار ہمہ — فرق پیدا گشت در کار ہمہ
لیک در معنی بغیر ذات نیست — اندرین بازی ترا شہ مات نیست
ذات تو پاکست کے گردد بدل — اے بری از رنج وآفات وخلل
ہر چہ داری نے کم آید نے فزون — نے بہ پیشت فرق بیرون ودرون
نے بہ پیشت جسم وجانہا را وجود — نے مکان ونے زمان دار ونمود
نے بہ پیشت ظاہر وباطن دو چیز — نے بہ پیشت اندک وبسیار ونیز
نے بہ پیش تو فنا ونے بقا — نے بہ پیشت ابتدا و انتہا
نے بہ پیشت آسمانہا وزمین — نے شریعت نے حقیقت نے یقین
نے بہ پیشت ناجہا ونے نشان — نے بہ پیشت کفر ودین نے این وآن
نے بہ پیش تو وجودست وعدم — نے بہ پیش تو حدوث ونے قدم
پیش تو تعلیل وتوجیہات نیست — پیش تو امثال وتشبیہات نیست
نیستی ہم پیش تو گردید نیست — غرقۂ توحید جز توحید نیست
چیست توحید آنکہ از غیر جدا — فرد آئی در خلاؤ در ملا"
خود تو گفتی خود تو بشنودی ز خویش — خود تو رفتی آمدی خود پیش پیش
من چہ گویم من چہ باشم من کیم — خود تو بودی خود تو ہستی من نیم
چون تو بودی چون تو خود ہستی بیا — من کجایم من کجایم من کجا
انچہ باشی باش من باشم نہ تو — خود بہ بین وخود بدان وخود بگو
خواہ پنہان باش وخواہی آشکار — بیدلان را بافضولیہا چہ کار
من ندانم تو نہانی یا عیان — نے بگنجے در یقین نے در گمان

Marfat.com

گر توئی از من نے آید خبر
بے من و تو کار نگشاید بگفت
این عبارات و اشارات و خیال
پس چہ باشد زندگانی چیست گ
ذاتِ تو لاریب پاکست و صمد
ہم ازل مستغرق تو ہم ابد
قال را بگذار و حال خود بجو
حال و قال از تفرقہ ظاہر شود
جمع و تفریق ہمی گردد عیان
آگہی از سرِ مطلق کے بود
راست نبود ہر چہ گوئی زین نمط
از صحیح و از غلط ہم دور باش
نے غلط کردی نیاوردی صحیح
نے قبیح و نے حسن نے خوب و زشت
علم و عرفان نیست گشت و غرق شد
غرقہ را نبود مقام و منزلے
بارگاہِ اوست بے جا و مقام
ہر کجا سر بر زند خود جائے اوست
ہست آزاد و ندارد پائے بند
ہم زمان و ہم مکان خیزد از و
نامرادی ہم از و مقصود ہم
ہر چہ مے خیزد نہ بیرونش بود
ہیچ گر دد نے خودست و نے خدا

ور منم از تو نیابم اثر
رمزِ وحدت خود نے آید بگفت
گشتہ پیش سرِ وحدت پائمال
ذاتِ تو قائم بود بے ہیچ برگ
نے ازل گردِ تو گردد نے ابد
امر کردی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد
کے بمیرد غرقۂ دریائے ہو
کیست تا از اصل خود ماہر شود
اصل این ہر دو نیاید در بیان
انچہ در فہم تو آید شے بود
خود غلط انشا غلط املا غلط
ہر چہ خواہی گو بجو د مسر درباش
نے حسن پیداست اینجا نے قبیح
نیست کعبہ نیست دیر و نے کنشت
زورق اندر بحرِ وحدت غرق شد
غیر دریا نیست اورا حاصلے
نے نشانے باشدش نے ہیچ نام
بے سر و سامانیش ماوائے اوست
نے اسیر وقت نے [illegible]
اعتبارِ جسم و جان [illegible] از و
عبد از و پیدا شود معبود ہم
ہر چہ غیرست آن نہ ما دونش بود
اتحادی نے حلولی نے جدا

Marfat.com

پاک ازناپاک و پاک ازپاک ہم — اصلِ نور و اصلِ نار و خاک ہم
گفتہ و ناگفتہ یکسان پیشِ اوست — دیدہ شد نادیدہ چہ دشمن چہ دوست
ہست خود تنہا و ہم خود انجمن — گاہ نو میگردد و گاہے کہن
معنیش واحد عبارتہا بسے — نیست نقصان گرنے فہمد کسے
ازعبارت تا معنی فرق نیست — گر بدانی ظاہر و باطن یکیست
شد عبارت روئے معنی را حجاب — معنی آمد در عبارت آفتاب
ہم عبارت گشت معنی را شہود — در عدم معنی عبارت در وجود
وربسنجی این مثالِ ہیچ ہیچ — غیر معنی نیست خود موجود ہیچ
معنیِ آزاد خود پابست شد — نیست شد معنی عبارت ہست شد
آن عبارت نیست خود معنی ست آن — در نہان معنی عبارت در عیان
نیست معنی و عبارت جز مثال — جملہ وہم ست و گمان ست و خیال
ازعبارت وز معانی پاک شو — خاکِ مردان خدارا خاک شو
ازبیان و گفتگو لب بستہ بہ — خامہ گر جنبش کند بشکستہ بہ
ذکر و فکر و فہم و ادراک و قیاس — این ہمہ بگذار و ویران کن اساس
کار دارد سوختن نے ساختن — ہست کار اینجا سپر انداختن

قطعہ تاریخ

شد آن غوث علی سلطان ذیشان — کہ مارا قبلۂ دنیا و دین بود
مآب خلق عالم بارگاہش — تو گوئی آسمانے بر زمین بود
شہِ فقر و فنا دریائے توحید — ورائے عرصۂ علم و یقین بود
فریدے بے حجابے راست گوئے — بعرفان و حقیقت دوربین بود
زہر گونہ کمالش بہرۂ خاص — نشانِ اولین و آخرین بود
دلش تفسیر لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ — کہ فارغ از غم دنیا و دین بود

Marfat.com

بہمت پیشرو فرد جریدہ ۔ بگنج خوشدلی عزلت گزین بود
بتوحید و توکل یک سوارہ ۔ بترکِ دونِ حق خلوت نشین بود
بایثار و کرم ابر گہر بار ۔ ظہورِ شانِ رب العالمین بود
سخن ہائے بلند و ارجمندش ۔ مذاقِ اہل حق را انگبین بود
کلامش ہر یکے صد بابِ حکمت ۔ نکاتش طالبان را دلنشین بود
براتِ قسمت خود ہر کسے یافت ۔ جہانے خرمنش را خوشہ چین بود
بجیب اندر محیطِ سرمدی داشت ۔ رموزِ وحدتش در آستین بود
خراباتِ حقیقت را قلندر ۔ شریعت را امام المتقین بود
ز آب و گل منزہ ذاتِ پاکش ۔ اگرچہ درمیانِ ماوطین بود
کلیدے بود اسرارِ ازل را ۔ نقودِ گنج غیبی را امین بود
ہمش حق الحقیقت بود ہیم ۔ ہمش ملکِ صفا زیرِ نگین بود
ندانم من چہ بود آن بحرِ مواج ۔ نہ خود بود و نہ آن بود و نہ این بود
برون از بود و نابود ست بودش ۔ چرا گویم چنان بود و چنین بود

بہ بحرِ غیب چون کشتی فرو برد
خرد گفتا کہ خضرِ راہ دین بود
۱۸۸۰ ع

دیگر

شد غوث علی شہ زمانہ ۔ سلطانِ حقیقت و طریقت
تاریخ وصال گفت ہاتف ۔ او بود شہنشہ حقیقت
۱۲۵۰ ھ

ہفتم خاتمۃ الکتاب مشتمل بر
بعضے حالات بعد از وصال و حال راقم

جسوقت جناب قبلۂ انام و کعبۂ خاص و عام کا وصال ہو چکا تو اول اس خاکسار دل افگار کو تعمیل وصیت کی فکر ہوئی گیارہ بجے شب کے چند صاحبون کو ہمراہ لیکر اسی میدان مین پہنچا جس کا نشان حضرت نے بوقت وصیت دیا تھا۔ بعد جستجو وہ جگہ پسند آئی جہانپر اب مزار مبارک بنا ہوا ہے۔ راقم نے اُس زمین کی کیفیت ملکیت وغیرہ دریافت کی تو اہل پانی پت سے معلوم ہوا کہ یہ زمین لاوارث ہے بجز ذات پروردگار کے کوئی اُس کا والی وارث نہین مگر ہان شاملات طرف افغانان کہلاتی ہی۔ کسیکا خاص دعوی اور کسی خاص شخص کا قبض و دخل نہین ہے۔ علی الصباح اپنے چند پیر بھائیون کو مع دیگر اشخاص کے زمین مجوزہ دکھائی سب صاحبون نے اتفاق رائے کیا۔ اُس وقت راقم نے اپنے ہاتھ سے قبر کا نشان بنالیا اور تیاری قبر شروع کرا دی وہان سے آکر تجہیز و تکفین کا سامان کیا اور نماز صبح سے پہلے سب اشیاے ضروری خود جاکر بازار سے خرید لایا اور غسل کی تیاری کرا دی۔ مولوی راغب اللہ صاحب و قاضی عبدالحق صاحب و محمد اکبر صاحب و میانجی عبدالحق صاحب و ابراہیم خان پہلوان و چھوٹے خان و حبان محمد عرف جانا و مولوی عبدالصمد خان ٹونکی و نصیب خان جھاجھری اور راقم۔ شریک غسل ہوئے۔ اُسی حجرہ کے اندر جس مین حضور قیام پذیر تھے دروازہ بند کرکے غسل دینا شروع کیا۔ اسی اثنا مین ایک شخص اجنبی مسافر سفید لباس سر پر عمامہ گندم گون درمیانہ قد ریش گرد و مقطع سفید بال کم سیاہ زیادہ ہاتھ مین اگر کی بتی بے دھڑک دروازہ کھول حجرہ کے اندر آگیا اول اگر کی بتی روشن کی پھر لوٹا لیکر غسل مین شریک ہوگیا۔ ہم مین سے کوئی اس کو نہین جانتا پوچھا آپ کون ہین۔ تو کہا کہ مین پیران کلیر سے آتا ہون ایک اگر بتی مخدوم علی احمد صاحب کے مزار پر روشن کی

Marfat.com

تھی اور ایک بتی یہان کے روشن کرنے کے لئے لایا ہون - ہم نے سمجھا کوئی مسافر ہون گے خیر تا نماز جنازہ ہمارے شریک حال رہے - جناب مولوی قاری حافظ محدث و مفسر حضرت استاذی مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب انصاری پانی پتی نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد ہر چند اُس مسافر کو تلاش کیا - کہین پتا نشان نہ ملا - معلوم نہین کہان سے آیا تھا اور کہان چلا گیا - ہزارہا آدمی ہند و مسلمان خاص شہر اور گرد نواح کے رہنے والے جنازہ شریف کو اُٹھانے کے لئے جمع ہو گئے تھے دو بار نماز پڑھی گئی - مجاوران قلندر صاحب نے بہت شور و غل مچایا کہ ہم حضرت کو اپنی زمین مقبوضہ مین رکھین گے لیکن اُن کا فتنہ و فساد پیش نہ گیا جو کچھ وصیت ہوئی تھی اُس کی تعمیل کی گئی - جب قبر تیار ہو گئی تو شیخ بو علی بخش صاحب قریشی نے اس مجمع کثیر و جم غفیر مین کہ نائب تحصیلدار و تھانہ دار مع عمال و اہلکاران اور افسران محکمہ بندوبست اور اکثر عمائد و روسائے پانی پت اور ہزارون ہند و مسلمان جمع تھے یہ بات جملہ افغانان پانی پت سے کہی کہ گو یہ زمین لاوارث شاملات طرف افغانان ہے لیکن چونکہ تمھاری پٹی سے منسوب ہے - لہذا تم سب صاحبون کی خدمت مین عرض ہے کہ یا تو اس زمین کی قیمت لیکر بیعنامہ تحریر کردو یا اس زمین کے عوض مین اور زمین لے لو یا بنام خدا وقف کردو ایسا نہ ہو کہ بعد مین کچھ فتنہ و فساد برپا ہو افغانون نے کہا کہ ہم لوگ باہم مشورہ کر کے جواب دیتے ہین تمام افغانون نے الگ بیٹھ کر مشورہ کیا اور حکیم موج خان نے بطور سر گروہ کے سب کی طرف سے علی الاعلان یہ جواب دیا کہ سنو صاحبو ہم لوگون نے یہ قطعہ زمین حضرت کے مزار شریف کے واسطے وقف کیا ہمکو اور ہماری اولاد کو کسی طرح کا دعوی نہین ہوگا خدا و حضرت کو ہر طرح اس قطعہ زمین کا اختیار ہے اس جواب پر ہر طرف سے صدائے آفرین بلند ہوئی اول راقم قبر کے اندر سرہانے کی جانب اُترا اور محمد اکبر صاحب مخدوم زادہ پانی پتی قاضی عبدالحق صاحب اور مولوی عبدالصمد خان نے پکڑا اور جسد مبارک کو اس چٹیل میدان مین دفن کیا گیا اور حسب وصیت ایک کنگر سرہانے اور ایک پائنتی مین لگا سب لوگ با دل پردرد و آہ سرد واپس ہوئے اسکے بعد افغان اپنے قول سے منحرف ہو گئے اور عام لوگ

Marfat.com

بجائے تحسین کے نفرین کرنے لگے۔

احوال روز سوم

جبکہ تیسرا دن ہوا تو موافق رسم زمانہ ایک مجمع عام فاتحہ خوانی کے لئے مجتمع ہوا حافظ سعد اکبر صاحب مخدوم زادہ پانی پتی نے اس راقم عاجز کی طرف اسطرح خطاب کیا کہ اسوقت تمام عمائد شہر اور تمھارے اکثر برادران طریق موجود ہین انکی خواہش ہے کہ دستار خلافت تمھارے سر پر رکھین کیونکہ جناب قبلہ کی عنایت بغایت تمھارے حال پر بہت تھی اور نیز ایام ضعف و علالت مین تمھارے ہاتھ پر چند آدمیون کو خود حضرت نے بیعت کرایا پس سب کے نزدیک تم اس دستار کے مستحق ہو مینے بجواب اسبات کے عرض کیا کہ اول تو مین ایک آزاد سیاح خانمان برباد آج یہان کل وہان نہ رہنے کا بھروسہ نہ قیام کا ٹھکانا خلافت کے لئے ایسا شخص چاہیے جو جانشین و گوشہ گزین رہے دوسرے یہہ کہ اگر جناب قبلہ و کعبہ اپنے دست مبارک سے ایک پاپوش بھی میرے سر پر رکھدیتے تو مین اُس کو فخر دو عالم سمجھتا ورنہ غیرون کے ہاتھ سے تو تاج سلطنت بھی ہیچ ہے۔ تیسرے یہ کہ نہ ہمانے قبلہ و کعبہ نے اسطرح کی دستار باندھی نہ مین باندھون۔ اور جس طرح جناب قبلہ کو اجازت و خلافت ملی تھی وہ مجکو خود عطا فرما چکے ہین اب اس دستار کی کیا ضرورت ہے پھر حافظ سعد اکبر صاحب نے فرمایا کہ اچھا تم جس کو کہو اُس کو دستار باندھی جاوے کیونکہ ایک آدمی کا رہنا خانقاہ مبارک پر ضروریات سے ہی مینے کہا کہ یہ تین صاحب بزرگ موجود ہین۔ منشی فضل رسول صاحب حافظ محمد یوسف صاحب۔ صاحبزادہ علی حسن صاحب ان حضرات کو اختیار ہے خود باندھین یا کسیکو بندھوائین یہہ جواب سنکر حافظ صاحب موصوف منشی فضل رسول صاحب کی طرف متوجہ ہوئے منشی صاحب نے جواب دیا کہ مین ایک دنیادار آدمی ہون اور یہہ دستار دستار فقر ہے نہ تو مین خود اختیار کرسکتا ہون نہ کسیکو دے سکتا ہون اس لئے کہ یہ کام مردان حق یعنی اہل بصیرت کا ہے کہ جس کو قابل دستار سمجھین اُس کے سر پر باندھین اور اگر یہہ دستار چودھراہٹ یا نمبرداری کی دستار ہے تو آپ لوگ مختار ہین جس کے سر پہ جی چاہے آج رکھدیجئے کل اُتار لیجئے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ صاحب ہم لوگ تو

Marfat.com

آپکو فقیر سمجھتے ہین اور یہ دستار بھی دستار فقیری ہے کیونکہ سجادہ نشینان حضرت قلندر صاحب وشاہ ولایت صاحب ومخدوم صاحب لائے ہین منشی صاحب نے کہا کہ آپ لوگ دنیادار ہین یا فقیر کہا کہ ہم تو دنیادار ہین لیکن دستار از جانب فقرا ہے تب منشی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ مجھکو فقیر تصور کرتے ہین تو جائے تعجب ہے کہ فقیر دنیادارون کے ہاتھ سے دستار باندھے ہان قلندر صاحب وحضرت شاہ ولایت صاحب یا جناب مخدوم صاحب اپنے دست مبارک سے ایک پورانی جوتی ہمارے سر پر رکھدیتے تو وہ ہزار دستار سے بہتر وبرتر تھی اور اگر ان سجادہ نشین صاحبون مین کوئی بزرگ صاحب بصیرت اور مرد خدا ہین تو بسم اللہ وہ خود لائق دستار کو چشم باطن سے منتخب کرلین گے اور دوسری بات یہ ہے کہ دستار بندی ہمارے خاندان کا دستور نہین نہ تو ہمارے قبلہ وکعبہ نے کسی کی دستار باندھی ہے نہ ہم باندھین جس کو اللہ تعالے منظور ومقبول فرمائے گا اُس کو دستار خود عنایت ہو جائے گی بعد ازان حافظ سعد اکبر صاحب. حافظ محمد یوسف صاحب کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ آپ کی کیا مرضی ہے جواب دیا کہ مجھکو حضرت نے چار دفعہ حیدرآباد جانے کی تاکید فرمائی لیکن مجھ سے بڑی خطا ونافرمانی ہوئی کہ حضور کے سامنے نہ چلا گیا اب عزم مصمم ہے کہ چار روز کے بعد حیدرآباد کو روانہ ہو جاؤن گا پس [illegible] صاحبزادہ محمد حسن صاحب کو دستار باندھی جائے تو مناسب ہے اچھا [illegible] نے کہا کہ صاحبزادہ صاحب کو اختیار ہے کہ مریدین مین سے جس کو لائق سمجھین اُس کے سر پر دستار باندھین نہ یہ کہ مرید کی دستار خود [illegible] باندھلین یہ امر خلاف طریقہ قدما سے جب یہ بات طے ہو چکی تو دستاربندی موقوف رہی اور مجلس برخاست [illegible]

راقم کی آوارہ گردی [illegible]

حال اس آوارہ گردی کا یہ ہے کہ جب میری عمر [illegible] برس کی ہوئی تو اس وقت [illegible] پڑھنے لکھنے کی [illegible] تو بجز لہو ولعب کے سوا کوئی مشغلہ نہ تھا سیر و شکار [illegible]

Marfat.com

سوا کسی چیز کی رغبت نہ تھی حضرت والد ماجد نے یہ کیفیت ملاحظہ فرما کر ازراہ شفقت پدری بغرض اصلاح حال و تحصیل و تکمیل علوم مروجہ بخدمت جناب مولوی عبدالغنی صاحب مدرس اعلی اور مولوی احمد حسن صاحب نائب مدرس مدرسۂ تعلیم المعلمین راولپنڈی روانہ فرمایا مدرسہ مین داخل ہوکر سال بھر تعلیم پائی بفضلہ تعالے امتحان سالانہ مین کامیاب ہوا۔ اور سند حاصل کرکے ملازمت سرکاری اختیار کی دو سال اس شغل مین گذارے۔ پھر چند احباب نے سوات بنیر کا عزم کیا معلوم ہوا کہ بخدمت جناب قبلہ اخوند عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ بارادۂ بیعت جاتے ہین مین بھی رخصت لیکر مسافرون کا ہمدم و ہمقدم ہوا لیکن مجھکو کچھ تمیز نہ تھی کہ اس کام کا مآل اور اس فعل کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور پیری مریدی کیا چیز ہے خر برفت و خر برفت کا مضمون تھا ان کی دیکھا دیکھی مین نے بھی شرف بیعت حاصل کیا اور واپس آکر پھر اُسی دھندے مین مصروف ہوگیا جب سات برس نوکری مین گذر چکے اور عمر کا اکیسوان سال شروع ہوا تو ایک روز خیال آیا کہ افسوس تو نے دنیا کا علم تو حاصل کیا مگر علوم دینی سے بے بہرہ رہ گیا اسی خیال مین استعفا داخل کردیا لیکن حاکم نے منظور نکیا دوبارہ و سہ بارہ دیا تو یہ حکم آیا کہ اگر تم استعفا دوگے تو سزا ملے گی طبیعت کا یہ حال اور حاکم کی یہ کیفیت نہایت حیران و پریشان ہوا کہ الٰہی اب کیا کرون یہ نوکری تو وبال جان ہوگئی۔ دو تین دن کے غور و فکر کے بعد یہ بات دل مین ٹھانی کہ خیر جو ہو سو ہو چپ چاپ یہان سے نکل چلو ہم نے کوئی چوری نہین کی ہے کہ خواہی نخواہی سرکار گرفتار کرے گی۔ یہ سوچکر ایک رات جنگل کی راہ لی بعد قطع منازل وطی مراحل حضرت سلطان باہو صاحب کی خانقاہ مین پہنچا جو ملتان سے تیس کوس بجانب شمال وغرب واقع ہے اور دل مین خیال گذرا کہ ان بزرگ سے اس معاملہ مین استصواب کرونگا۔ کہ اب کدھر کو جاؤن اور کہان سے میرا مطلب حاصل ہوگا کیونکہ یہ مزار اس باب مین مشہور تھا کہ جو شخص اپنے حل مطالب کا سوال کرتا ہے اسکو کچھ اشارہ ہوجاتا ہے بارہ دن اسی توقع مین رہا مگر کچھ سراغ حصول مدعا کا نہ لگا میرے دل مین نہایت پریشانی اور

Marfat.com

تردد پیدا ہوا - ایک کامل مجذوب اس خانقاہ مین رہتے تھے ایک روز مجکو ملول دیکھکر بولے کہ گل حسن ادھر آؤ - مجکو نہایت تعجب ہوا کہ اس شخص نے میرا نام کیونکر جان لیا مین اُنکے قریب گیا تو فرمایا کہ تم آزردہ مت ہو کیونکہ بادشاہ سلامت دہلی گئے ہین اور وہان کے اہل دفتر نے رخصت لی ہے جب وہ تشریف لاوین گے توہم تمکو رخصت کرادین گے خاطر جمع رکھو - چلو تمکو باغ کی سیر کرائین یہ کہکر باغ مین لے گئے ایک پھول گلاب کا توڑا اور میرے سر پر رکھدیا سیر کرتے کرتے عصر کا وقت ہوگیا فرمایا کہ چلو نماز پڑھین ہم دونو نے ایک کنوے پر وضو کیا اور مسجد مین جاکر مین تو جماعت مین شامل ہوگیا وہ ایک طرف بیٹھ کر بڑ بانکنے لگے بعد نماز مجذوب تو چلدے مین خانقاہ کی مسجد مین بیٹھا رہا دوسرے دن مجذوب مجکو تلاش کرتے ہوئے آئے اور کہا کہ چلو بادشاہ سلامت آگئے ہین تمکو رخصت کرادون میرا ہاتھ پکڑکر خانقاہ کے اندر لے گئے جھک کر سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ سلامت یہ شخص بہت دنون سے بیٹھا ہے اسکا گلا کاٹ دو پھر بڑ بانکنے لگے ذرا دیر مین بولے کہ جاؤ تمھاری رخصت ہوگئی - مین چلا آیا رات کو سویا تو خواب مین دیکھا کہ سلطان باہو صاحب [illegible] کہ تم ہندوستان کو جاؤ وہان تمھارے سب مقاصد حاصل ہونگے غرض [illegible] دن بھاگ مین وہان سے رخصت ہوا اور براہ ملتان و پاک پٹن و بنگلہ فتح آباد و [illegible] ورہتک وبہادر گڈھ دہلی مین پہنچا چار دن وہان رہا گرچہ [illegible] اور دل [illegible] پانچوین روز دہلی سے بعزم لاہور روانہ ہوا جب آگرہ عمارت پائی بہت [illegible] دل نے تسکین پائی اس خاک پاک کی آب وہوا نے [illegible] جان ڈالدی شہر مین داخل ہوا تو خود بخود در و دیوار سے دل [illegible] تھی ؎ گفت از جا بکدا ہین خوشتر است ہ گفت آن شہر [illegible]

رات کو قلندر صاحب کی خانقاہ مین رہا دن نکلا تو شہر [illegible] اور کبوترون والی مسجد مین قیام پسند کیا ؎ [illegible] شہر تبریز است و کوے دلبران [illegible] مولوی فتح محمد صاحب سے ملاقات

ہوئی اُن سے میزان ومنشعب کا سبق شروع کیا چند روز کے بعد خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک بزرگ سفید ریش نورانی چہرہ فرماتے ہین کہ تم قلندر صاحب کی درگاہ مین جایا کرو مین خاموش ہو رہا آنکھ کھلی تو سوچا کہ یہہ بھی ایک وہم وخیال ہے۔ دو تین دن کے بعد پھر وہی بزرگ خواب مین آئے اور فرمایا کہ تو گیا نہین آج ضرور جایا کرو ورنہ تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا آنکھ کھلی تو گمان گذرا کہ یہہ بھی وسوسہ ہے مین طالب علمی کرنے اور پڑھنے کے واسطے آیا ہون نہ قلندر صاحب کی زیارت کے لئے بار بار لاحول پڑھی اور خواب کو دل سے محو کیا۔ دو تین دن کے بعد پھر وہی خواب دیکھا وہ بزرگ غصہ کی راہ سے فرماتے ہین کہ تو ہمارا کہنا نہین مانتا کیا تیری کمبختی آئی ہے مین نے جواب دیا کہ صاحب مین پڑھنے کے واسطے آیا ہون مجکو قلندر صاحب سے کیا غرض کہا کہ جو ہم کہتے ہین وہ کر ورنہ تیری گردن توڑ دین گے مین نے کہا کہ خیر بہت اچھا جایا کرون گا مگر اس شرط پر کہ قلندر صاحب ہون فرمایا کہ تجکو قادری چشتی سہروردی نقشبندی سے کیا مطلب جو ہم کہتے ہین سو کر۔ اتنے مین آنکھ کھل گئی دلپر خوف طاری ہوا کہ الٰہی یہ کون شخص میرے پیچھے پڑ گیا ہے قہر درویش بر جان درویش عصر کے وقت قلندر صاحب کے مزار پر گیا اور فاتحہ پڑھکر حوض کے گوشہ شرقی وشمالی پر جو چبوترہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اُس پر آ بیٹھا اور حوض کی سیر دیکھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد جناب قبلہ وکعبہ مرشدنا ومولانا سید **محمد غوث علی** شاہ صاحب مبارز خان صاحب کی مسجد کی سمت سے تشریف لائے اور میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مین نے جواب سلام عرض کیا پھر استفسار فرمایا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو اور یہان کیون آئے ہو چونکہ طبیعت مین ایک وحشت تھی مین نے جواب دیا کہ آپ کیون پوچھتے ہین آپکو اس سے کیا فرمایا کہ تمھاری صورت مسافرانہ معلوم ہوتی ہے اور ہم بھی نووارد ہین چھ مہینے سے یہان مقیم ہین قاعدہ ہے کہ مسافر کو دیکھکر مسافر خوش ہوتا ہی اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ ہمارا جی چاہتا ہے کہ تمھارا حال سنین اپنا کہین تاکہ غم غلط ہو مین نے عرض کیا کہ حضرت کیا مین ہی مسافر ہون اس شہر مین اور بہت سے مسافر ہونگے

Marfat.com

کسی کو بلا لیجیے اور غم غلط کیجیے مین باتین کرنے کے لئے یہان نہین آیا ہون آپ ہنسکر
بولے کہ اب تو ہماری تمھاری مورچہ بندی ہوگئی جب تک فیصلہ نہ ہولے گا ہم تمکو چھوڑین گے
نہین چلو حجرہ مین بیٹھین اور خوب لڑین یہ فرماکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور حجرہ شریف کی
طرف لے چلے وہان بیٹھکر گفتگو ہونے لگی آخر آپنے یہ شعر پڑھا ؎

رات تھوڑی حسرتین دل مین بہت	اصلح کیجیے بس لڑائی ہوچکی

مین اپنے دل مین بہت نادم ہوا کہ یہ مرد بزرگ تو مہربانی سے پیش آتے ہین اور تو
وحشت اور سخت کلامی کرتا ہے اسمین تیرا کیا حرج و نقصان ہے اپنا حال سنا دے
یہ خیال کرکے مین نے اپنی تمام سرگذشت بیان کردی فرمایا کہ ہم سے ہر روز ایک دفعہ
مل جایا کرو تو کچھ تمھارا حرج نہوگا اور تمھارے دیہ گرمی ہے یہ درود شریف پڑھا کرو
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَابِقًا نُوْرُہٗ وَّ ظَاھِرًا ظُھُوْرُہٗ
وَرَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وُجُوْدُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ مین نے عرض
کیا کہ بہت اچھا پھر مین نے اپنی گستاخی کا قصور معاف کرایا اور رخصت ہوا اس
روز سے یہ معمول ہوگیا کہ ہر روز دو بار حاضر خدمت ہوتا۔ روز بروز محبت زیادہ ہونے لگی
اور کمال مہربانی سے قبل از بیعت ہی تعلیم فرمانا شروع کردیا۔ اور حضور کی فیضان صحبت
پیری و مریدی کا نتیجہ اور بیعت و ارادت کی حقیقت منکشف ہوئی کئی مرتبہ نے بیعت
کی درخواست کی اور بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ ابھی وقت نہین آیا چند روز صبر کرو
اور حزب البحر کی زکوۃ دو۔ بموجب ارشاد کے زکوۃ دی فرمایا کہ [illegible]
مین نے درخواست کی کہ حضرت کوئی ورد تعلیم فرمائے ارشاد کیا کہ یہان [illegible]
رہا کرو۔ مین نے اصرار کیا فرمایا کہ اچھا آج رات کو قلندر صاحب [illegible]
بارہ بجے کے بعد پڑھنا کیونکہ دس گیارہ بجے تک تو ہمارے [illegible]
اسوقت تمھاری خبر نہ ہوسکے گی وہ ورد یہ ہے۔ حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہ مَافِیْ
قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ حسب الارشاد رات کے
بارہ بجے در مزار پر بیٹھ کر مین نے یہ ورد شروع کیا تھوڑی دیر بعد ایک [illegible]

Marfat.com

طاری ہوئی اسی حالت مین ایک مار سیاہ نہایت دراز جس کے سر پہ سیاہ دل بالشت بھر لمبے اور آنکھین شمع کی طرح روشن میرے گرد تین چکر دیکر اور ران پر سر رکھکر سو گیا لیکن مجھکو اصلا خبر نہوئی جب اُسکے سر کی گرمی ران کو پہنچی تو مین بیدار ہوا۔ چراغ روشن تھا اس اژدہے کی صورت دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے تسبیح ہاتھ سے گر پڑی سکتہ کا سا عالم ہو گیا اب کرون تو کیا کرون تھوڑی دیر کے بعد خیال آیا کہ یہہ تو بہر طور اُٹھے گا اور جو ہونا ہے وہ ہو کے رہے گا تو ہی اس کو بیدار کر۔ مین نے ران کو جنبش دی وہ گھبرا کر اُٹھا اور پھن اُٹھا کر میرے سر کے مقابل کھڑا ہو گیا اور بالشت بھر کی زبان نکالنے لگا یہہ کیفیت دیکھ کر حواس جاتے رہے آنکھین بند ہو گئین گردن جھک گئی تھوڑی دیر بعد مین نے کن انکھیون سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بدستور کھڑا ہے اور بار بار زبان نکالتا ہے پھر مین نے دل کو مضبوط کیا اور سیدھا ہو کر اس سے کہنے لگا کہ مین از خود یہان نہین آبیٹھا مجھکو تو کسی نے بیٹھایا ہے اگر تجھکو کاٹنا منظور ہے تو کاٹ کھا ورنہ چلا جا ناحق ستانے سے کیا فائدہ اتنا کہتے ہی وہ سانپ اپنے چکر کھولکر قلندر صاحب کے روضہ مین چلا گیا۔ حاجی سید فریدالدین مرحوم میرے قریب سوتے تھے آواز سُنکر جاگ اُٹھے پوچھا کیا ہے مین نے ماجرا بیان کیا وہ لکڑی لیکر اُٹھے اور سانپ کو ڈھونڈا لیکن پتا نہ ملا۔ مین پھر تسبیح سنبھال کر ہو بیٹھا اور ورد شروع کیا جب صبح کا وقت قریب آیا تو تسبیح رکھکر دوپٹا باندھنے لگا پھر جو تسبیح اُٹھاتا ہون تو ایک سانپ میرے ہاتھ کو لپٹ گیا مین نے حاجی صاحب کو پکارا کہ دوڑیو مجھکو سانپ نے کھا لیا حاجی صاحب مرحوم لاٹھی لیکر دوڑے اور مین نے بمشکل تمام سانپ کے بل پینچے اور بازو سے کھولے اور ہاتھ جھٹک دیا سانپ گرا حاجی صاحب نے لکڑی ماری وہ تڑپنے لگا جب غور سے دیکھا تو وہی تسبیح ہے اور اس ضرب سے کئی دانہ بھی ٹوٹ گئے ہین حاجی صاحب بھی حیرت مین رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہہ کیا بھید ہے مین نے کہا کہ صاحب مین خود حیران ہون پھر مسجد مین آیا نماز پڑھی کچھہ دیر بعد حاضر خدمت مبارک ہوا تو دیکھا کہ جناب وقبلہ حجرہ کا دروازہ کھولے کواڑون کو پکڑے ہوئے کھڑے

Marfat.com

ہین مجھکو دیکھتے ہی یہہ شعر ارشاد کیا ؎

بانبی پانی بھر گیو اور سر پر لاگی آگ	باجن لاگی بانسری اور نکسن لاگے ناگ

پھر فرمایا ارے میان رات یہہ کیا شور وغل تھا مین نے تمام کیفیت عرض کی فرمایا کہ ہان تم نے بانسری بجائی تو سانپ بھی نکلا مین نے عرض کیا کہ حضرت اگر یہی بانسری اور یہی سانپ ہین تو ایک ایک دن میری روح تحلیل ہوجائے گی آپ ہنسنے لگے پھر مین نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا بات تھی فرمایا کہ یہہ قلندر صاحب کے بہروپ ہین مین نے عرض کیا کہ نہین حضور مجھے تو یہہ بہروپ زندہ قلندر کے معلوم ہوتے ہین یہہ بات سنکر خاموش ہو گئے۔ ایک روز مین نے عرض کیا کہ حضرت کوئی عمل خضر علیہ السلام کی ملاقات کا بھی ہے فرمایا کہ ہان بہت عمل ہین لیکن ہم کو تو کوئی یاد نہین۔ چند روز کے بعد مجھکو ایک کتاب ضخیم عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اس کی سیر کرو اور دیکھو اسمین کیا لکھا ہے مین نے مکان پر لیجا کر اس کا مطالعہ کیا تو ایک مقام پر یہہ عمل نظر پڑا کہ اول دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت مین بعد فاتحہ تین بار آیۃ الکرسی تین بار الم نشرح گیارہ دفعہ سورہ اخلاص اور بعد سلام اس عزیمت کو سات بار پڑھکر سینہ پر دم کرے اور بصورت مُحَمَّدْ قبلہ رخ شمال کو سر کرکے زمین پر سو رہے تو خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو۔ تا سہ روز یہہ ہی عمل کرتے لیئے شب چہارشنبہ و پنجشنبہ و جمعہ۔ وہ عزیمت یہ ہے۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حُبٌّ قُبٌّ طَبَایِقٌ طَاءٍ طِبٌّ شَافِعٌ وَ شَفِیْعٌ وَ مُجْتَمِعٌ وَحِرْزٌ وَحَرِیْزٌ وَدِیْقٌ وَ جَنَّۃٌ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ مین نے اس ترکیب کے بموجب عمل کیا تو پہلی شب مشرف بزیارت خضر علیہ السلام ہوا اور جو کچھ دیکھا گیا بیان مین نہین آسکتا البتہ اتنا کہہ سکتا ہون کہ اس وقت قلب مثل آئینہ ہو گیا تھا۔ صبح کو یہ کیفیت جناب قبلہ و کعبہ سے عرض کی [illegible] فرمایا میان دوڑو دوڑو اُس کتاب کو لاؤ۔ مین جھٹ پٹ گیا اور لا دی فرمایا کہ عمل ہم کو بھی نقل کر دو مین نے اپنی قلم سے دیوان نیاز پر نقل کر دی تب ارشاد کیا کہ تم اجازت دو ہم بھی اس عمل کو کرین گے کیونکہ تم اسکے عامل ہو گئے ہو مین نے عرض کیا کہ حضور آپکی کتاب اور آپ ہی کا عمل ؎

Marfat.com

دیدار مینمائی و پرھیز میکنی	بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

اس کے بعد مین نے بیعت کے لئے باصرار التماس کیا تو فرمایا کہ قصیدہ بردہ حفظ کرو جب حفظ کر لیا تو اُس کی ترکیب ارشاد کی بموجب ارشاد کے رات کو پڑھ کر سو رہا خواب مین دیکھا کہ جناب رسول الثقلین صلعم قلندر صاحب کی مسجد مین نماز عصر پڑھاتے ہین مین بھی وضو کر کے جماعت مین شریک ہو گیا بعد سلام قدمبوس ہوا۔ حضرت نے قرآن شریف کا آخری پارہ عنایت فرمایا۔ بیدار ہوا تو یہہ کیفیت جناب و قبلہ سے عرض کی فرمایا کہ آج پھر پڑھو۔ پھر پڑھا رات کو خواب مین دیکھا کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مذکور مین نماز فجر پڑھاتے ہین مین بھی وضو کر کے شامل ہوا اور بعد سلام آپنے تمام قرآن مجید من اولہ الی آخرہ عنایت فرمایا۔ بعد بیداری یہہ خواب بھی حضرت قبلہ سے عرض کیا حکم ہوا کہ آج پھر پڑھو۔ جب پڑھکر سویا تو دیکھتا ہون کہ جناب رسول صلعم کے فراق مین دریا و صحرا اور کوہ و بیابان طے کرتا ہوا ایک ریگستان مین پہنچا اور بیہوش ہو کر پڑا ہون اور سطح ریگ پر پڑا تڑپتا ہون کہ ناگاہ محبوب کبریا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت کثیر کے ساتھ تشریف لائے اور میرے سر کو اُٹھا کر اپنے زانوے مبارک پر رکھا اور ردائے شریف سے گرد و غبار میرے چہرہ کا صاف کیا مین ہوش مین آیا تو حضرت کے روئے منور پر نظر پڑی مین نے رو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری فریادرسی فرمائیے اس کے جواب مین رسول صلعم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا گھبرا مت اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کریگا اور تیرے سارے مقاصد حاصل ہو جائینگے خاطر جمع رکھ بیقرار نہ ہو۔ ابھی وقت نہین آیا تھوڑے عرصہ مین منزل مقصود کو پہنچ جائیگا اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو اُس وقت ایک عجیب کیفیت طاری تھی کہ عبارت مین نہین آسکتی صبح کو یہہ تمام حال جناب و قبلہ کی خدمت مین عرض کیا فرمایا کہ تم کو مبارک ہو مبارک ہو میان یہ حال تو ہم پر بھی نہین گذرا تھا جو تم پر گذرا لو تمکو حج بھی نصیب ہو گا اور مدینہ منورہ کی راہ مین تم انھین آنکھون سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھو گے اور یہ خواب کی واردات بیداری مین تمپر گذرے گی

Marfat.com

لیکن تم پہچانوگے نہین ایک روز مین نے عرض کیا کہ حضرت توجہ کیا چیز ہے اور اُس مین کیا کیفیت گذرتی ہے اور اُس کا حاصل کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ میان کتابون مین تو یون لکھا ہے کہ مرشد طالب کو سامنے بٹھا کر اللہ کی ضرب اُس کے قلب پر لگاتا ہے۔ اُس وقت ایک نور مرشد کے قلب سے نکلکر مرید کے سینہ مین جاتا ہے۔ اور توجہ کی بہت سی قسمین ہین اُن مین سے ایک توجہ اتحادی ہے کہ پیر مرید کو اپنے جیسا بنالیتا ہے یہانتک کہ دونو کی شکل صورت ایک ہوجاتی ہے کچھ تفاوت باقی نہین رہتا۔

اندرین یم ماہیان پرفن اند	مار را از سحر ماہی مے کنند

اس توجہ کا اثر قیامت تک رہتا ہے کسی حال مین زائل نہین ہوتا۔ مین نے عرض کیا کہ حضرت مین کتابی بات کا سوال نہین کرتا بلکہ میری غرض حصول کیفیت سے نہ بیان اُس کا۔ فرمایا کہ ہان یہہ اور بات ہے اتنے مین کچھہ اور گفتگو شروع ہوگئی وہ بات آئی گئی ہوئی۔ کئی دن کے بعد رات کو مین سویا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک [illegible] کے اندر کسی بزرگ کی قبر ہے جانب غرب تو جناب قبلہ بیٹھے ہین اور جانب شرق ایک مجذوب ہین میانہ قد فربہ اندام سانولی رنگت کشادہ پیشانی گھنگر[illegible] ریش گنجان کچھہ سفید کچھہ سیاہ اور دونو حضرات مشغول مراقبہ ہین مین نے [illegible] سلام کیا جناب قبلہ نے اشارہ کیا کہ حضرت کی خدمت مین جاؤ مین مجذوب [illegible] کی طرف گیا اُنھون نے فرمایا کہ نہین مولانا صاحب سنیئے آپ حضرت [illegible] ہین کہ نہین قبلہ چہے آپ آخر مجذوب صاحب نے فرمایا کہ اچھہ بیٹھو اور [illegible] قلب پر ہوکی ضرب لگائی اُسدم آنکھون مین ایک [illegible] ہوگیا تھوڑی دیر مین ہوش آیا تو کہا جناب میری تسلی [illegible] مولانا صاحب کی خدمت مین جاؤ مین [illegible] تو جناب قبلہ [illegible] کی مین فوراً بیہوش ہوکر تڑپنے لگا ہوش آیا تو وہ سوال کیا کہ حضرت میری تسلی نہین ہوئی فرمایا کہ بس اب مجاہدہ عرض کیا کہ گو جاؤن [illegible]

Marfat.com

آپ نے دوبارہ القا فرمایا مین پھر بیہوش ہوگیا بڑی دیر بعد ہوش وحواس درست ہوے تو درخواست کی کہ حضرت میری تشفی نہین ہوئی فرمایا کہ اب تیرا قلب پھٹ جائیگا بس کر- اس کے بعد آنکھ کھلی تمام جسم عرق عرق ہے اور ہر بن مو سے اسم ذات جاری ہے قلب کی یہہ حالت کہ سینہ سے باہر نکلا پڑتا ہی جسم کو دیکھتا ہون تو گویا آئینہ حلبی ہے- جدھر دیکھتا ہون شرق سے غرب تک کوئی چیز حاجب نظر نہین تمام روے زمین من وعن پیش نگاہ ہے یہہ کیفیت مشاہدہ کرکے دل مین خیال آیا کہ تو عالم بیداری مین ہے یا خواب مین بار بار اپنی آنکھین ملتا اور یہہ شعر جامی پڑھتا تھا ؎

بہ بیداری ست یارب یا بخواب است	کہ جان من بجانان کامیاب ست

دو ڈیڑھ گھنٹہ تک یہی حالت رہی اس کے بعد وہ بات جاتی رہی تو دل مین نہایت بیقراری و بیتابی پیدا ہوئی فجر کے وقت حاضر خدمت مبارک ہوا دیکھتے ہی آپ ہنسے اور فرمایا کہ تم تو کوئی ہماری ہی بات سمت لائے ہوگے چونکہ ہم سے محبت زیادہ رکھتے ہو خواب مین بھی ہم کو دیکھتے ہوگے مین نے عرض کیا کہ حضرت مجھکو تو اس سے کچھ مطلب نہین کہ آپ تھے یا کون تھا لیکن ایک روز آپ نے یہہ فرمایا تھا کہ کاملین کی توجہ کا اثر تا مدت تک رہتا ہے کسی صورت سے نہین جاتا سو مجھکو تو دونو صاحب کامل معلوم ہوتے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ جو بات حاصل ہوئی تھی دو گھنٹہ مین سب زائل ہوگئی- فرمایا کہ تم سمجھے نہین یہہ روح کی توجہ روح پر تھی اور اسکے اثر کا دو ساعت تک جسم مین قائم رہنا بہت بڑی بات ہے یہہ ہر ایک کا کام نہین ہے اگر ایسی توجہ جسم سے جسم پر ہوتی تو تمہارا جسم جلکر خاکستر بنجاتا مین نے عرض کیا کہ حضور اب تو دونو طرف سے سمجھ مین آیا آپ مسکرا کر خاموش ہورہے پھر مین نے پوچھا کہ حضرت وہ دوسرے صاحب کون تھے فرمایا کہ جو شکل وشباہت تم بیان کرتے ہو اس سے قلندر صاحب معلوم ہوتے ہین- الحاصل اس چھ برس کے عرصہ مین جو واردات اور جو حالات مجھ پر گذرے اگر مفصل تحریر کردن تو ایک دفتر عظیم اور کتاب ضخیم جداگانہ

Marfat.com

در کار ہو بقول شیخ رحمۃ اللہ علیہ گر آن جملہ را سعدی انشا کند ۔ مگر دفترے دیگر املا کند ۔
اب یہان سے کچھ حال مختصر بیان کرتا ہون تاکہ کتاب کو طوالت نہ ہو جاوے اور ہمارے احباب کو تکلیف نہو۔ اس چھ سال کے عرصہ مین طالب علمی کی کیفیت یہہ تھی کہ منطق مین ملا حسن - فقہ مین کنز - شرح وقایہ - ہدایہ - تفسیر جلالین - اور پانچ پارہ بیضاوی - اصول شاشی - نور الانوار - مشکوٰۃ شریف - اور کچھہ حصہ بخاری شریف کا یہہ سب کتابین پڑھین اور طاق نسیان مین رکھدین اسکے بعد مین نے پھر درخواست بیعت کی حکم ہوا کہ جاؤ پہلے مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب رامپوری سے ملو وہان پہنچا اُنکی عظمت و جلال سے لوگ تھراتے تھے - بڑی لڑائی بھڑائی کے بعد ملاقات ہوئی یہہ قصہ بہت طول طویل ہے آخر ان بزرگوار نے اپنا عذر تقصیر کیا بیس دن تک انکی خدمت مین رہا پھر واپس آیا اور ماجرا خدمت عالی مین عرض کیا - چند روز کے بعد حج بیت اللہ کا ارادہ ہوا ایک دن کمر باندھکر حضور مبارک مین جا کھڑا ہوا پوچھا کہ خیر ہے مین نے اپنا ارادہ ظاہر کیا فرمایا کہ [illegible] تک اور توقف کرو اس روز تو زبردستی ٹھہرا لیے دن بعد [illegible] باندھکر پھر طالب اجازت ہوا آپنے خیال فرمایا کہ یہہ ٹھہرے گا نہین [illegible] یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد کیا ۔

تو عزم سفر کردی [illegible] دل [illegible] ما
[illegible] [illegible] ما

بوقت رخصت الحمد اللہ [illegible] یہ [illegible] یاد رکھنا ۔

الست حق [illegible] بہ جاروی
[illegible]

یہان سے [illegible] ہو کر بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف [illegible] مدینہ منورہ کو قافلہ چلا تو میرے دل مین خیال آیا کہ مدینہ [illegible] ہو کر جانا تو بے ادبی ہے پیادہ پا جانا چاہیئے چنانچہ پیدل [illegible] و نصف پانو [illegible] کا [illegible] کی [illegible] ہو گیا [illegible] ناچار ایک [illegible] بیہوش ہو کر گر پڑا ۔

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من	پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند

کچھ ہوش آیا تو خیال گذرا کہ بس اب تیری مدت حیات پوری ہوچکی اس بیابان بے آب و دانہ مین زندگی معلوم۔ افسوس کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت بھی نصیب نہوئی اسی حسرت واندوہ مین بے اختیار آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے مین اسی حال مین تھا کہ یکایک گوشۂ بیابان سے ایک غبار بلند ہوا ذرا دیر مین دامن گرد کو چاک کر کے ایک جماعت سواران ترک کی منودار ہوئی وردی پہنے ہتیار لگائے عربی گھوڑے زیر ران مین ان کی زرق برق کو دیکھکر حیرت مین تھا کہ وہ جماعت میری طرف متوجہ ہوئی سردار خیل نے میرے پاس آکر فرمایا کہ یا شیخ فہ قافلہ راح مین نے جواب دیا یا سیدی انا مریض فی مرض شدید وداء کثیر یہ بات سنکر وہ گھوڑے سے اوتر پڑے اور میرے سر کو زانو پر رکھا ایک رومال سے چہرہ کے گرد و غبار کو صاف کیا اور فرمایا کہ فایں مرضک مین نے ذبل کیطرف اشارہ کیا کہ شف ھذا انھون نے میری تمام ٹانگ پر ہاتھ پھیرا معاً درد موقوف ہوگیا اس کے بعد بہت تسلی و تشفی کے الفاظ فرمائے اور ایک ناقہ سوار کو حکم دیا کہ تم اس کو قافلہ مین پہنچا دو اور فلان شخص کو تاکید کردو کہ بآرام تمام مدینہ تک لیجائے۔ وہ ناقہ سوار صبا رفتار مجھکو لیکر چلا راہ مین بار بار کہتا کہ یا شیخ میرے لئے دعا کر۔ آخر کار قافلہ مین جا ملا اور ایک اونٹ پر سوار کرا کے معلوم نہین کدھر گیا اہل قافلہ نے نہایت خاطر و مدارات کی مین سمجھا کہ یہ سامان واسباب اسی ترکی سردار کا ہے جس کے حکم سے میری خاطرداری ہوتی ہے میرے خیال کو اس بات سے اور بھی تقویت ہوئی کہ جب قافلہ منزل پر مقیم ہوا تو ایک عمدہ خیمہ نصب کیا گیا اور سب سامان اپنے موقع پر لگا دیا گیا مین اُس خیمہ کے زیر سایہ منتظر رہا کہ شاید وہ سردار اب آتا ہوگا۔ مگر کوئی نہ آیا اور وہ خیمہ یون ہی خالی پڑا رہا اُس وقت مہتمم کاروبار سے مین نے کیفیت

Marfat.com

حال استفسار کی اُس نے کچھ نہ بتایا ہر چند اصرار کیا کہا تم کو اس سے کیا مطلب تیسری
روز قافلہ قریب مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس نے شہر سے باہر مجھکو اُتار دیا اور پھر اُس کا
پتا نہ لگا کہ کہان گیا۔ جب مدینہ طیبہ مین پہنچ لیا تو مجھکو وہ خواب یاد آیا جو حضرت قبلہ
کے روبرو بیان کیا تھا کف افسوس ملکر رہ گیا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ چالیس
دن تک وہان رہکر واپس چلا آیا اور ممبئی پہنچکر قیام کیا دوسرے سال پھر حج
کیا اور بیت اللہ شریف مین جناب مولانا ابراہیم رشید صاحب محدث مصری سے
ملاقات ہوئی آپ نے خاندان خضریہ مین بیعت کرکے تمام مراتب و دقائق اس
خاندان کے تعلیم فرمائے اور تعلیم کی اجازت دیکر رخصت فرمایا وہان سے مدینہ
طیبہ کی زیارت کو گیا اور پھر ممبئی مین واپس آیا۔ وہان سے روانہ ہو کر جزیرہ
سراندیپ کو گیا اور پھر ممبئی مین آگیا۔ اس سیر و سفر کے بعد چوتھے سال پانی پت
پہنچا اور جناب و قبلہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا۔ اور مولوی فتح محمد [illegible]
کی معرفت درخواست بیعت کی چنانچہ وہ درخواست منظور ہوئی اور [illegible]
کو خاندان قادریہ جدیدیہ کی تعلیم فرمائی دو برس تک حاضر [illegible]
میں رہا تیسرے سال سفر کابل کا اتفاق ہوا دو برس تک اس [illegible]
کی سیر کی اور پھر پانی پت مین پہنچکر دولت دیدار مبارک سے مشرف ہوا
اس کے بعد جناب و قبلہ نے خاندان نقشبندیہ مین بیعت فرماکر مراتب [illegible]
اس خاندان کے تعلیم فرمائے ایک روز راقم حاضر خدمت تھا کہ
میر نصیر الدین صاحب دہلوی منشی نجم الدین صاحب کے [illegible]
کا خط بحضور اقدس اس مضمون کا آیا کہ منشی نجم الدین [illegible]
آپ نے خط پڑھکر تین چار دفعہ فرمایا کہ منشی جی [illegible]
ہمکو بڑا رنج اور افسوس ہے دوسرے روز کیا [illegible]
یہی ارشاد ہوا مین خاموش رہا آپ نے فرمایا کہ [illegible] ملاقات
نہین وہ تو اکثر آیا کرتے ہین۔ مین نے عرض کیا کہ حضرت [illegible] ملاقات [illegible]

Marfat.com

دکنار روشناسی بھی نہین آپ خاموش ہو رہے۔ اگرچہ ڈپٹی نجم الدین صاحب سولہ برس سے جناب وقبلہ کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے مگر وہ آزادین بے طمع پھر اُنس ہو تو کیونکر ہو ایک دوسرے کے نام سے بھی واقف نہ تھے تین مہینے کے بعد منشی صاحب حاضر خدمت ہوئے اُس وقت مین خط لکھ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ میان نجم الدین آ گئے مین جاکر ملو مین نے عرض کیا کہ بہت اچھا خط لکھ کر جاتا ہون آپ نے فرمایا کہ نہین خط رکھدو پہلے جاکر ملو غرض تین بار ارشاد ہوا کہ ابھی جاکر ملو ناچار تعمیل حکم اُن کے جا ئے قیام پر گیا یہ پہلے ہی سے میرے منتظر تھے اُس وقت ملاقات ہوئی اور طرفین کے دلون مین خودبخود ایک ایسا اُنس پیدا ہو گیا کہ جس کا بیان نہین ہو سکتا اور ہنوز وہی لطف اتحاد ہے صحبت اخوان الصفا چہ دروئے چہ درقفا۔ جناب قبلہ انکی شان مین فرمایا کرتے تھے کہ نجم الدین سفید قلندر ہے ایک روز کسی شخص نے شکایت کی کہ نجم الدین حضور کی خدمت مین کبھی عرضی نہین بھیجتے آپ نے فرمایا کہ ارے میان وہ سفید قلندر ہے کبھی اُسکا یہان آجانا ہی غنیمت سمجھو اگر نہ آئے تو ہم اُسکا کیا کرینگے غرض اُن کے حال پر حضرت ہمیشہ نہایت مہربان رہے۔ منشی نجم الدین صاحب کے سبب سے پھر میر نصیر الدین صاحب سے ملاقات ہوئی پھر مولوی عبدالحکیم صاحب میرٹھی سے محبت ہو گئی ان کی شان مین حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مولوی عبدالحکیم بڑے ظریف وصاحب ذوق وشوق ہین پھر مولوی محمد اسمعیل صاحب دوست ہمرنگ منشی نجم الدین صاحب سے الفت ہوئی جناب وقبلہ ان کے حق مین فرمایا کرتے تھے اسمعیل فرشتہ ہے ہر وقت سکوت کے عالم مین رہتا ہے پھر قاضی فتح محمد صاحب دوست قلبی منشی نجم الدین صاحب سے اتحاد ہوا جناب وقبلہ نے قاضی صاحب کو بہت تعویذ وعملیات ذکر وشغل عطا فرمائے تھے۔ غرض کہ حضور اقدس کی شفقت وعنایت ومحبت ان صاحبون کے حال پر بدرجۂ غایت تھی اسیواسطے مجھکو بھی ان صاحبون سے انس ہو گیا۔ اسی عرصہ مین

Marfat.com

راجگڈھ علاقہ بندیلکھنڈ کے نواب نے اپنے دو خاص معتمد خدمتِ عالی مین بھیجے اور درخواست کی کہ یا تو حضور قدم رنجہ فرمائین یا مجھکو حاضری کی اجازت دین کئی مہینے تک اہلکاران نواب اسی تمنا مین حاضر آستانہ رہے اور متواتر عرائض نوابصاحب کی طرف سے آئے۔ لیکن آپ نے انکار فرمایا۔ آخر اہلکاران نواب نے یہ استدعا کی کہ اپنے کسی خادم ہی کو روانہ فرمائیے بہت اصرار کے بعد یہ بات منظور کی گئی اور راقم کو حکم ہوا کہ معتمدین نواب کے ہمراہ راجگڈھ جاؤ ہم جلدی واپس بلالینگے عرض کیا کہ۔ تعمیل حکم مستعد سفر ہون لیکن مین تو کچھ جانتا نہین وہان جا کر کیا کرون گا۔ اس وقت ایک بات ارشاد کی اور فرمایا کہ خدا پر بھروسہ رکھو کسی بات کا اندیشہ نکرو۔

تو چون ساقی شوی دردِ تنک ظرفی نمے ماند	بقطرہ رنجہ باشد وسعت آغوش ساحل را

یہ کہکر رخصت کیا۔ راجگڈھ پہنچا نواب صاحب سے ملاقات ہوئی ان کو ایک ہولناک مرض لاحق تھا کہ جس سے کسی طرح نجات نہ تھی۔ طبیبون سے عاملون سے فقراسے سب سے چارہ جوئی کی۔ کوئی تدبیر کارگر نہوئی۔ اس جمع ہوتے آتے اور کھا پیکر چلے گئے۔ نواب سب سے بد عقیدہ اور مایوس ہوگیا۔ لیکن اپنے پیر کا نہایت معتقد اور ان کو بہت یاد کرتا تھا کیونکہ انھون نے بارہا یہ کمال دکھایا تھا کہ بزرگان دین کی زیارت عالم بیداری مین کرادیتے تھے اور اسی سبب سے اس کمال کا شہرہ تمام راجگڈھ مین تھا اور اسی کمال کو دیکھکر یہ نواب ہنود سے مسلمان ہوا تھا۔ مجھ سے بھی نواب صاحب نے اپنے پیر کی صفت وثنا بیان کی۔ مین وہی بات جو جناب قبلہ نے ارشاد کی تھی عرض
نواب صاحب کے سر پر ہاتھ رکھدیا۔ جس کی برکت سے ان کے پیر صاحب کی وہی شکل وصورت ان کی آنکھون کے سامنے آگئی۔ یہ بات دیکھکر وہ نہایت گرویدہ اور دنگ ہوگئے۔ لیکن مین نے سرِ دربار یہ بات کہی کہ تم اس کو کمال سمجھتے ہو ہمارے نزدیک تو یہ شعبدہ اور بھانمتی کا

Marfat.com

سانگ ہے بھلا بزرگون کو کیا غرض ہے جو اس طرح جابجا دوڑتے پھرین۔ یہ تسخیر جنات کا عمل ہے جس بزرگ کی صورت چاہو نظر آسکتی ہے۔اس بے لاگ تقریر کو سنکر نواب بہت ہی متحیر ہوا اور نہایت اصرار اور التجا سے مجھکو ٹھہرانا چاہا مگر یہان تو صرف جناب و قبلہ کے حکم کی تعمیل تھی کسی شاہ و نواب سے کیا مطلب۔مین نے ٹھہرنے سے انکار کیا اور چند روز مین حضرت کا کرامت نامہ بھی بطلب خادم صادر ہوا وہان سے چلکر حاضر خدمت ہوگیا اور استدعائے نواب نسبت ازالۂ مرض گذارش کی کچھ دنون تک آپ خاموش ہو رہتے تھے آخر ایک روز التماس قبول ہوا۔اُس کے چند روز بعد خط آیا کہ نواب صاحب کو صحت کلی ہوگئی۔جسدن سے کہ مین راجگڈھ سے واپس آیا تھا جناب و قبلہ نے شام کا کھانا اپنے دسترخوان خاص پر مقرر فرمایا تا ہنگام وصال ہمیشہ یہی معمول رہا۔روز اول سے جس ناز و نیاز کے ساتھ دولت دیدار حضرت کی حاصل ہوئی تھی آخر تک وہی طریقہ جاری رہا غالباً مہینے مین ایک بار وہی صورت پیش آتی کہ مین خفا ہو کر چلا جاتا اور آپ نہایت شفقت و محبت سے کسی خادم کو بھیجکر مجھکو بلواتے اور فرماتے کہ میان ہم بھی مسافر تم بھی مسافر۔مسافرون کو لڑنا نہین چاہیے صلح و سلوک سے رہنا مناسب ہے۔غرضکہ مجھکو بغیر اس بامزہ جنگ اور پرلطف صلح کے چین نہین پڑتا تھا۔اب بجز آہ و زاری اور لطف یادگاری کے کچھ باقی نہ رہا۔اب کس سے لڑین اور کس سے صلح کرین کس کی شفقت ہمارے ناز بیجا اُٹھائے کون ہم سے لڑے اور کون منائے۔ ؎

صلح بھی دیکھی لڑائی دیکھ لی	اے حسن ساری خدائی دیکھ لی
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی	حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی

تمت

Marfat.com

خاتمۃ الطبع از مؤلف

اے قلم پھر سنبھل دو چار قدم اور بھی چل کچھ اپنی سرگذشت کہہ کچھ ہمارا حال سن وہ صحرائے لق و دق جو تیرا مولد و مسکن تھا اور وہ بہار و خزان اور باد و باران جو تیری پرورش مین مصروف تھے اب کہان ہین۔ اس کتاب کی جذب محبت نے تجھکو کہان سے کہان پہنچایا ہموطنون سے بچھڑا نیستان سے اُجڑا بازار مین بکا قلمدان مین بند ہوا اور بالآخر اُس مونس غمگسار تک پہنچا جس کے لئے تو پیدا ہوا تھا لیکن افسوس کہ تیری خوش قسمتی کے دن بہت کم تھے۔ وہ کتاب جس کی تحریر مین تو نے سال بھر تک جبہ فرسائی کی ہے آج اُس کا آخر صفحہ بھی چھپ چکا اب وہ تجھسے ہمیشہ کے لئے جدا ہوتی ہے عمر بھر اس کی ملاقات کو ترستا رہے گا اور ایام وصال کی یاد مین ہماری طرح رویا کرے گا۔ ای قلم آج ہمارا شغلہ اور تیری سعی ختم ہوئی آ رخصت ہو اور الوداعی معانقہ کر۔ یہہ چند روزہ لطف ملاقات حسن اتفاق سے تھا پھر ہم کہان تو کہان اور یہہ کتاب کہان ! البتہ وہ [illegible] کتاب پر تجھسے یادگار ہین تیری جان فشانی کو ہمیشہ یاد دلاتی رہین گے۔ ای قلم [illegible] طاقت رفتار تھی نہ مجکو تاب گفتار۔ یہہ مضمون و معنی کے نقش و نگار نہ تو نے بنائے نہ ہم نے بنائے بلکہ چشم بصیرت سے دیکھ کہ یہ سب [illegible] کی صنعتگری اور [illegible] کمال ہے نہ ہم کو اُس کی حمد کا یارا نہ تجھکو اُس کے وصف کی مجال۔

ورقے تمام گشت و بپایان رسید عمر	ما همچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

الحمد للہ کہ آج وہ کام پورا ہوا جس کا آغاز ہم نے [illegible] تھا [illegible] اگر تیری توفیق رفیق حال نہوتی تو یہہ [illegible] الفاظ جو اس دماغ کے اندر [illegible] ایک کتاب کی صورت مین اس طرح جلوہ گر ہوسکتے تھے اور [illegible] تو اس شجر کا ثمر نہ بنتا اور تیری [illegible] اُس کی آبیاری [illegible] کو سایہ مین دم لینا کب میسر آتا جب حضرت [illegible] طبیعت کو محفوظ [illegible]

Marfat.com

کی مشکلات نے ڈرایا کہ نہ تو منشی ہے نہ مولوی نہ صوفی نہ مشایخ یہہ کار سترگ تجھ سے کس طرح سرانجام ہوگا لیکن اَلْهِمَّةُ اِسْمُ الْاَعْظَمِ کا خیال کرکے کمر ہمت کو چست باندھا اور قلم اُٹھایا۔ ع

دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا		درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا

دوسرے روز ایک جز کتاب کا لکھکر منشی فضل رسول صاحب کو سنایا نہایت پسند کیا اور باصرار تمام فرمایا کہ ضرور اس کو پورا کرو تمام برادران طریقت پر تمھارا احسان ہوگا اور یہ کام تمھارے سوا کوئی اور نہین کرسکتا کیونکہ جناب و قبلہ کی خدمت مین عرصہ دراز تک شرف صحبت و عز تربیت اسقدر کسی کو میسر نہین ہوا۔ غرضکہ ہمیشہ اس کام کی ترغیب و تاکید اور اس کے انجام دینے کی نسبت تقاضائے شدید فرماتے رہے۔ یہانتک کہ ایک سال کے عرصہ مین کتاب تیار ہوگئی۔ پھر جملہ احباب نے اس کے انطباع کی تمنا ظاہر کی۔ مگر مجھ کو اتنی استطاعت کہان تھی کہ چھپوا کر دوستون کو نذر کرتا۔ اگرچہ مجھکو یہہ صلاح بھی دیگئی کہ کتاب بعد طبع فروخت کی جائے یا قبل طبع پیر بھائیون سے مصارف مین مدد لی جائے۔ لیکن میری ہمت نے اس بات کو گوارا نکیا کیونکہ اس کتاب سے نہ کوئی دینی غرض متعلق ہے نہ دنیوی منفعت ملحوظ۔ مین نے خیال کیا کہ اگر اس کا چھپنا اور شایع ہونا منظور خدا ہے تو کوئی سبیل نکل ہی آئے گی مصرع خدا خود میر سامان است اسباب توکل را۔ اور جو خدا ہی کو منظور نہین تو ہماری سعی لاحاصل ہے۔ ناچار اس کام کو اُس وقت کے انتظار مین ملتوی کرنا پڑا جو تقدیر الٰہی مین اس کے لئے مقرر ہوا تھا۔ جب مجھکو کوئی مشغلہ باقی نرہا تو وحشت نے پھر سلسلہ جنبانی شروع کی۔ وہی گرد و غبار اور دشت و بیابان یاد آنے لگے جن مین اکثر حصہ عمر کا بسر ہوا تھا۔ بھلا یہ دل جس نے گھر کا رکھا نہ در کا بچپن ہی سے ملک ملک کی خاک چھنوائی اور جنگل جنگل کی ہوا کھلائی منشی نجم الدین کے بالاخانہ پر کاہیکو چین لینے دیتا۔ ایک دن علی الصباح اس دھن مین چل نکلا کہ اوچھہ شریف پہنچکر جہان جناب قبلہ کے آبا کرام و اجداد عظام نے اول قدم سرزمین ہند مین رکھا تھا سلسلہ نسبی کی تحقیق کرون۔ میرٹھہ سے چلکر ملک پنجاب کے شمالی اضلاع کی راہ لی امرتسر۔ لاہور ہوتا ہوا شاہ پور تک

Marfat.com

پہنچا وہان سنا کہ ایک درویش میان شادی شاہ خوشاب کے جنگل مین رہتے ہین۔ مین نے زیارت کا عزم کیا اور اُن کی خدمت مین پہنچا فی الحقیقت نہایت بزرگ اور [illegible] کمال فقیر تھے۔ مگر کسی سے کلام و گفتگو نہین فرماتے تھے۔ جذب بدرجہ غایت تھا [illegible] اُن کی خدمت مین پہنچ تو گیا الا موسم گرما کی صعوبت اور بیابان ریگ کے شداید نے ایسا در ماندہ کر دیا تھا کہ اب وہان سے قدم اُٹھانا دشوار معلوم ہوا۔ مین نے میان صاحب سے کہا کہ آپ اور کچھ گفتگو تو فرماتے نہین۔ سواری ہی دلوائیے کہ مین چلا جاؤن آپ ہنسے اور چپ ہو رہے۔ اسی فکر مین تھا کہ آدھی رات کو ایک شتر سوار اُس طرف آنکلا اور کہا کہ راستہ بھول گیا ہون مجھکو بتاؤ مین نے کہا کہ خیر تو نے راہ گم کی اور ہم نے پائی آ ہم کو بھی اپنے ساتھ لے۔ میان صاحب سے مین نے کہا کہ واہ [illegible] تو خوب راہ زنی کی اس پر بھی آپ ہنسے اور چپ ہو رہے صبح مین [illegible] کیا اور اونٹ کرایہ کرکے اُس کے ساتھ روانہ ہوا دریاے سندھ کے کنارے [illegible] پہنچ کر کشتی مین سوار ہوگیا۔ اثناے راہ مین ایک ور باد تند کا سخت طوفان [illegible] آیا جس نے بہت سی کشتیان تہ و بالا کر ڈالین ہماری کشتی میں [illegible] تھا وہ تو پھینکا گیا اور کشتی بمشکل تمام سلامت پہنچی ڈیرہ غازیخان [illegible] پھر براہ خشکی ملتان و بہاولپور واحمد پور شرقیہ ہوتا ہوا چار [illegible] پہنچا۔ اول حضرت مخدوم سید محمد غوث اوچی الجیلانی [illegible] شریف کی زیارت ہوگیا۔ وہان جاکر بیٹھا ہی تھا کہ [illegible] کیا آنکھ لگتے ہی مجھکو اشارہ ہوا [illegible] سے اور انطباع کتاب منشی نجم الدین کا [illegible] مین نے [illegible] کیا اور اس خاندان شریف کے بزرگون سے جو [illegible] اور جو امور تحقیق طلب تھے معلوم کئے [illegible] وہی اشارہ ہوا جو اول روز ہوا تھا [illegible] بہاولپور مین مرزا [illegible] بیگ صاحب کے پاس پہنچا وہان منشی نجم الدین [illegible]

Marfat.com

کا خط ملا اور جو اشارہ مجھکو ہوا تھا اُس کی بالکل تصدیق ہوگئی چند روز مین میرٹھ آگیا اور طبع کتاب کا تہیہ ہوگیا۔ ہمت مردان مدد خدا بفضلہ تعالیٰ طبع کتاب کا کام بھی بخیر وخوبی اختتام کو پہنچا۔ جن احباب کو انطباع کی تمنا تھی اُن کے واسطے یہ ہدیہ موجود ہی سبکو سلام ہذا مقطع الکلام فقط محررہ تاریخ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۰۱ھ ہجری مطابق ۹ جون ۱۸۸۴ء بروز دوشنبہ افتتاح برات۔

شہر شعبان دوشنبہ ۱۳۰۱	**فرد متضمن تاریخ کتاب از مؤلف**	بود روز افتتاح
بیاراے گل حسن اسناد تاریخ		حدیث مصطفےٰ الفقر فخری ۱۳۰۱

Marfat.com

ضمیمہ کتاب تذکرۂ غوثیہ

ای قلم کیون خاموش بیٹھا ہے۔ اور کس فکر مین مبتلا ہے۔ ذرا ہوش و حواس درست کرکے ایک قدم اور آگے چل۔ کہ پچیس سال کے بعد تیری وہ پیشین گوئی جو اسی کتاب تذکرہ غوثیہ کے صفحہ ۳۴۵ پر تو نے لکھی تھی۔ یعنے (افغانان پانی پت اپنے قول سے منحرف ہو گئے) پوری ہو چکی۔ اب تو اُس کے واقعات بتفصیل و بیانات بالتشریح تحریر مین لا۔ تاکہ اس کتاب کے دیکھنے والون کو ایک عجیب عبرت انگیز نظارہ پیش نظر رہی۔

وَهُوَ هٰذَا مخفی نہین کہ یکم شہر جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ ہجری قدسی کو مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء حافظ محمد یوسف صاحب مرحوم متولی و سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا مرشدنا سید غوث علیشاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک وصیت نامہ بنام راقم اس مضمون کا۔ کہ (بعد میرے مولوی گل حسن درگاہ شریف موصوف کے متولی و سجادہ نشین ہون گے۔ مین نے اس کام کے لائق سمجھکر اُن کو اپنی طرف سے مقرر کر دیا ہے۔) تحریر کرکے لفافہ رجسٹری کرکے صاحب ڈپٹی کمشنر کرنال کے اجلاس مین پیش کیا اور بطور داری ... امانت رکھوا دیا۔ بعدہ بتاریخ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ہجری مطابق ۱۴ جون ۱۹۰۷ء یوم ... عصر و مغرب حافظ صاحب مغفور نے اس جہان فانی سے بدارالبقا رحلت فرمائی ... اُن کی تجہیز و تکفین و خرچ و سامان کفن دفن و سوم و چہلم درگاہ شریف کی طرف سے کیا۔ سوم کے ... افغانان پانی پت جمع ہو کر آئے۔ اور راقم سے کہا کہ ہم خلیفہ محمد یوسف صاحب برادرزادہ ... کرنا چاہتے ہین۔ مین نے کہا کہ آپ صاحبان کو درگاہ کے معاملہ مین کچھ اختیار نہین۔ خلیفہ صاحب ... اس بات کا فیصلہ کر گئے ہین۔ وصیت نامہ جسٹری شدہ صاحب ڈپٹی کمشنر کرنال ... نکلوا کر دیکھ لو۔ اور اُس پر عمل کرو۔ جب وصیت نامہ ... خلیفہ صاحب افغانان پانی پت نے بوقت شب گیارہ بجے خلیفہ صاحب کی ...

فجر کے وقت مجھے اطلاع ہوئی مین نے ایک رقعہ سردار سید جلال شاہ صاحب ...

کا لکھکر بھیجا۔ تحصیلدار صاحب نے میرے رقعہ کو اپنے رقعہ کے ہمراہ ... صاحب کے پاس بھیجدیا۔ اہل پولیس نے یہان آکر افغانان پانی پت اور نمبرداران شہر کو بلا بھیجا۔ سب جمع ہوے۔ اہل پولیس نے اُن سے کہا۔ کہ تم لوگون نے مداخلت بیجا کی ہے۔ اگر درگاہ کی طرف سے تم پر مداخلت بیجا کا دعوی

Marfat.com

کیا جائے گا۔ تو آپ صاحبون کے حق مین اچھا نہین ہوگا۔ آخر کار قفل کھولکر اپنے آدمی کو اُٹھا کر
لیگئے جب راقم نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ ہم کو کسی طرح چین نہین لینے دیتے۔ تو بمجبوری تمام راقم نے ایک
درخواست بتاریخ ۲۵۔ جولائی ۱۹۰۴ء کو جب کہ ضلع کرنال کا بندوبست بھی شروع ہوگیا تھا۔ اس
مضمون کی بعدالت تحصیلدار صاحب پیش کی۔ کہ یہ [illegible] خام اراضی جس پر درگاہ کا قبضہ ہے۔
بتولیت گل حسن درگاہ کے نام داخل خارج ہو جاوے۔ سردار سید جلال شاہ تحصیلدار پانی پت
نے اکثر عمائد افغانان پانی پت کو درگاہ مین طلب کیا۔ اور چنانچہ اکثر بڑے بڑے لوگ جمع ہوئے۔
تحصیلدار صاحب موصوف نے دو گھنٹہ تک سمجھایا کہ تم لوگ حارج نہو۔ بلکہ تم خود یہ زمین جس کو تمھارے
بزرگ درگاہ کے نام ہبہ وقف کر چکے ہین درگاہ کے نام تم بھی بخوشی داخل خارج کرادو۔ لیکن کسی
فرد بشر کی سمجھ مین نہ آیا۔ اور سب نے بالاتفاق انکار کر دیا۔ کہ ہم یہ ہرگز نہین کرین گے۔ مین نے کہا کہ اچھا۔
اگر آپ صاحب یون نہین کرتے تو یون سہی کہ آپ اس بنجر زمین کے بدلے عمدہ زمین چاہی
مزروعہ لے لین۔ تو جواب دیا کہ ہم زمین بھی نہین لیتے۔ پھر مین نے کہا کہ اگر آپ زمین نہین لیتے
تو عمدہ زمین کی قیمت فی بیگہ سو روپیہ کے حساب سے آپ مجھ سے بارہ سو روپیہ لے لین۔ تو یہ جواب دیا
کہ ہم قیمت بھی نہین لیتے آخر مین نے اپنی ٹوپی اوتار کر سب کے سامنے ڈالدی۔ کہ بھائیو۔ اچھا تم للہ مجھ پر
رحم کرو اور جس طرح تمھارے بزرگون نے یہ زمین للہ دی تھی اور بعض صاحب آپ لوگون مین سے
اُس وقت بھی موجود تھے اور ذی ہوش تھے اُسی طرح آپ صاحب اب پھر یہ زمین للہ مجھ کو عنایت
فرمائین۔ تو اُس کے جواب مین کہا کہ ایسی ٹوپیان تو ہم نے بہت دیکھی ہین۔ ہم یہ زمین ہرگز ہرگز نہین
دین گے۔ تحصیلدار صاحب کو یہ امر سخت ناگوار معلوم ہوا اور اُٹھ کر چلے گئے۔ اور اس زمین کا داخل خارج
درگاہ کے نام بتاریخ ۲۵۔ ستمبر ۱۹۰۴ء کو تحصیلدار صاحب موصوف نے منظور کر لیا۔ افغانان صاحبان
نے مہتمم بندوبست کی کچہری مین اپیل کر دیا۔ صاحب مہتمم بندوبست نے ۲۲۔ نومبر ۱۹۰۴ء کو یہ فیصلہ کیا
کہ مولوی گل حسن کی تولیت اور سجادگی مین افغانان پانی پت کو کچھ اعتراض نہین۔ مگر زمین کے داخل خارج
مین عذر کرتے ہین۔ لہذا تولیت مولوی گل حسن قبضہ درگاہ بحال۔ اور زمین بدستور سابق شاملات طرف
رہے۔ اس پر راقم نے عدالت دیوانی مین دعوے استقرار حق دائر کر دیا۔ حافظ محمد یوسف صاحب ڈسٹرکٹ جج
ضلع کرنال نے فریقین کے گواہون کو طلب کرکے بعد ثبوت حقیقت حال یہ فیصلہ سنایا۔ اور وہ یہ ہے۔

Marfat.com

نقل فیصلہ عدالت دیوانی اجلاسی حافظ محمد یوسف صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر ضلع کرنال واقعہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء

نمبر مقدمہ ۵۰/۱ تاریخ مرجوعہ ۱۷ مئی ۱۹۰۵ء مالیت مقدمہ بغرض اختیار حد سماعت ال۱۱

قصبہ پانی پت ضلع کرنال تحصیل پانی پت۔ درگاہ مولوی غوث علیشاہ معرفت مولوی گلحسن ولد خدایار سکنہ پانی پت مدعی۔ بنام مسماۃ اسلاما دختر عبداللہ خان قوم پٹھان وغیرہ ۵۱۰ کس مدعا علیہم دعوے استقراریہ بغرض اس امر کے کہ ۲/۳ عہ خام زمین ۲۴۲ خسرہ واقعہ قبہ موضع طرف افغانان تحصیل پانی پت ملکیت درگاہ مولوی غوث علیشاہ کی ہے۔ ۱۸۶۲ء کے بندوبست کی مثل میں اراضی متدعویہ بلفظ ملکیت شاملات طرف افغانان۔ اور مقبوضہ مالکان درج ہوئی طرف افغانان ایک علیحدہ موضع قصبہ پانی پت کے قریب ہے۔ اس وقت یہ تمام زمین قسم غیر ممکن تھی۔ بندوبست کے بعد اس کا ایک بڑا حصہ مزروعہ قسم چاہی بنگیا۔ چنانچہ جمعبندی ۱۹۰۲و۳ء میں گیارہ بیگہ خام زمین چاہی۔ اور ایک بیگہ خام غیر ممکن لکھی ہے۔ غیر ممکن [illegible] پر بھی مسجد خانقاہ اور کنوان موجود ہیں۔ یہ خانقاہ مولوی غوث علی شاہ کی ہے جو پانی پت کے مشہور مشائخ سے تھے۔ اور جن کو وہاں کے باشندے بہت عزت اور بزرگی کی سے دیکھتے تھے تیس عام لوگون کو ان سے عقیدت تھی۔ یہان تک کہ اتفاقات [illegible] کہ ۲۵۔ فروری ۱۸۸۱ء کو مولوی غوث علیشاہ کا قلندر صاحب کے مکان متبرک میں انتقال ہوا۔ اور اُن کی وصیت کے مطابق اراضی متنازعہ کے ایک حصے میں اُن کو دفن کیا گیا [illegible] بعد قبر مزار کے موقع پر ایک بڑی پختہ عمارت بنائی گئی۔ اور اُس کے ارد گرد کی زمین پر [illegible] مسجد اور اور مکانات تیار ہوئے۔ زمین مزروعہ کی گئی اور اُس میں چاہی آبپاشی [illegible] اس وقت یہ سب زمین اور عمارتین مولوی غوث علیشاہ کی خانقاہ [illegible] مین مولوی گلحسن اُن کے مرید عام اہتمام اس خانقاہ کا کرتے ہیں۔ مولوی گلحسن [illegible] محمد یوسف مولوی غوث علیشاہ کے مرید یہ کام کرتے تھے۔ [illegible] خلیفہ محمد یوسف [illegible] مولوی [illegible] خانقاہ متذکرہ بالا کا سجادہ نشین تسلیم نہین کرتے اگرچہ کاغذات مال میں مولوی محمد یوسف کا نام

Marfat.com

بلفظ سجادہ نشین اس درگاہ کے درج تھا۔) تنازعہ برپا ہونے کی بنا یہہ ہوئی۔ کہ ۲۵۔ جولائی ۱۹۰۴ء کو (جب بندوبست اس ضلع کا جاری تھا) مولوی گلحسن نے اپنے آپ کو درگاہ مذکور کا سجادہ نشین ظاہر کر کے پٹواری کے رجسٹر انتقال مین ایک رپورٹ لکھائی کہ اراضی متنازعہ وقت انتقال مولوی غوث علیشاہ کے اُن کے نام ہبہ کی گئی تھی۔ لہذا کاغذات مال مین خانہ ملکیت کا اندراج اس طرح ترمیم ہونا چاہیے کہ یہ زمین درگاہ کی ملکیت ہے۔ اس پر چند افغانان (جو مالکان طرف افغان تھے) عذر کیا کہ یہہ اراضی ہبہ نہین کی گئی بلکہ اس طور پر دی گئی تھی۔ کہ اُس کا لگان مزار پر خرچ کیا جائے۔ اُنھون نے مولوی گلحسن کی سجادہ نشینی بھی قبول نہین کی۔ ۲۵۔ ستمبر ۱۹۰۴ء کو تحصیلدار صاحب پانی پت نے داخل خارج ہبہ بموجب استدعائے مولوی گل حسن کے منظور کیا۔ لیکن شمس الدین خان وغیرہ افغانان کے اپیل پر ۲۲۔ نومبر ۱۹۰۴ء کو صاحب بہادر مہتمم بندوبست نے ہدایت فرمائی کہ ملکیت کا اندراج بدستور رکھا جائے۔ مگر خانہ قبضہ مین مولوی گلحسن کا نام بجائے مولوی محمد یوسف درج کیا جائے۔ اب یہ نالش واسطے قرارداد اس امر کے دائر کی جاتی ہے کہ اراضی متنازعہ کے حقوق ملکیت مالکان طرف افغانان نے درگاہ مولوی غوث علیشاہ کے حق مین ہبہ کر دی تھی اور مالکان مذکور کے بجائے درگاہ بتولیت مولوی گلحسن سجادہ نشین اور متولی کے اس زمین کی مالک ہے۔ دعوے کا مدار ان امور پر تھا۔ کہ (الف) ۲۵۔ فروری ۱۸۳۱ء کو اراضی متدعویہ بانی ہبہ ہوئی۔ (ب) فوراً قبضہ دیا گیا۔ چنانچہ بہت بڑی لاگت سے مولوی محمد یوسف نے عمارت پختہ اس زمین پر تیار کرائی۔ اور نیز زمین کو بنجر سے قابل زراعت بنایا۔ (ج) بلا لحاظ ہبہ اس وجہ سے بھی مالکان طرف افغانان کا حق اراضی متنازعہ پر باقی نہین رہا کہ عرصہ دراز تک وہ عملاً و فعلاً درگاہ کو قطعی مالک تسلیم کرتے رہے۔ (د) مولوی محمد یوسف نے ۱۶۔ ستمبر ۱۹۰۱ء کو وصیت نامہ سجادہ نشینی اس خانقاہ کا مولوی گلحسن کے حق مین لکھا۔ اور وہ دفتر رجسٹری مین داخل کیا گیا۔ اور یہہ کہ مولوی محمد یوسف سجادہ نشین خانقاہ کے تھے جن کا ۱۴۔ جون ۱۹۰۴ء کو انتقال ہوا۔ بوجہ کثیر التعداد ہونے مدعا علیہم کے (جو اراضی متنازعہ مین ایک ہی حق رکھتے تھے) دو اشخاص (بھورے خان اور شمس الدین خان افغان) پر سمن جاری ہوئے۔ اور باقی مدعا علیہم کی نسبت زیر دفعہ (۳۰) ضابطہ دیوانی کارروائی کی گئی۔ جملہ مدعا علیہم کی طرف سے بھورے خان اور شمس الدین خان نے جواب دیا۔ کہ کوئی ہبہ نہین ہوا۔ نہ بروئے شرع محمدی ہبہ جائز تھا۔ اور گو چند مالکان طرف افغانان نے اراضی متدعویہ مین مولوی غوث علیشاہ کے دفن کرنے اور عمارت بنانے کی اجازت

Marfat.com

دی۔ الامالکان نے حقوق ملکیت کو کبھی ترک نہین کیا اسی لئے درگاہ کا قبضہ اجازتی تھا۔ مولوی محمد یوسف کی سجادہ نشینی سے مدعاعلیہم کو انکار رہا۔ اور اسی بنا پر وہ مولوی گل حسن کو جائز متولی یا سجادہ نشین تسلیم نہین کرتے۔ انھون نے یہہ بھی حجت کی کہ درگاہ کیطرف سے نالش نہین ہو سکتی مگر آخرکار یہہ عذر چھوڑ دیا گیا۔ امور تنقیح طلب حسب ذیل قائم ہوئے تھے۔

(۱) کیا مدعی مولوی غوث علیشاہ کا مرید اور اُن کی درگاہ کے متولی ہونے کی حیثیت سے اراضی متنازعہ پر قابض ہے۔

(۲) آیا مالکان طرف افغانان نے اراضی متدعویہ کو واسطے اغراض تعمیر خانقاہ مولوی غوث علی شاہ اور دیگر مکانات متعلقہ خانقاہ اور مصارف خانقاہ کے قطعی اور جائز طور پر ہبہ کر دیا۔

(۳) کیا ہبہ کے ذریعہ قبضہ مالکانہ سجادہ نشین موجود الوقت نے پایا۔ یا۔

(۴) اراضی متنازعہ پر عمارات بنانے اور زمین کے قابل زراعت کرنے مین مالکان طرف افغانان کی اجازت لی گئی اور قبضہ اجازتی تھا۔

(۵) آیا مولوی محمد یوسف سجادہ نشین اور متولی اس خانقاہ کے تھے۔ اور اُنھون نے جائز وصیت [illegible] حق یہن کی۔

(۶) اگر کوئی صریح ہبہ ثابت ہو۔ تو کیا قبضہ [illegible] کے لحاظ سے خانقاہ کو حقوق ملکیت اراضی [illegible] حاصل ہوگئے۔ اور مالکان طرف افغانان کے طریق عمل سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ ان کے حقوق [illegible] مدعی کے گواہان نے جن مین چند معززشخاص [illegible] بہاؤالدین [illegible] پانی پت۔ محمد رزق اللہ [illegible] الاسلام محافظ دفتر ریاست [illegible] محمد رضا [illegible] پانی پت وغیرہ شامل تھے شہادت دی کہ مولوی [illegible] گل حسن خاص مرید اور خلیفہ مولوی غوث علی شاہ کے تھے محمد رضا [illegible] غوث علی شاہ بیمار ہوئے تو وہ ان ہی دونون شخصون کے ہاتھ سے [illegible] تھے۔ مولوی گل حسن نے بحیثیت گواہ مدعاعلیہم کہا کہ وہ مولوی غوث [illegible] اور سوائے اُن کے اور مولوی محمد یوسف کے مولوی غوث علی شاہ [illegible] ۱۸۸۳ء سے لیکر ۱۹۰۴ء تک [illegible] ان اراضی متدعویہ [illegible] شامل شامل ہین جن مین مولوی محمد یوسف کی حیات تک ان کو اور [illegible] مولوی گل حسن [illegible]

Marfat.com

سجادہ نشین درگاہ مولوی غوث علی شاہ کا لکھا گیا۔ حالانکہ اُس وقت تک کوئی خیال اس مقدمہ
کا کسی فریق کو نہین تھا منجملہ اُن کے دستاویز حرف (د) مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸٦ء اور دستاویز
حرف (ز) مورخہ ۵ مئی ۱۸۹۰ء پر ابراہیم خان مدعا علیہ۔ اور دستاویز حرف (ب) مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء
پر رحمت علیخان مدعا علیہ اور دستاویز حرف (ج) مورخہ ۱۹ جون ۱۸۸۳ء وزیر علیخان مدعا علیہ
(مالکان طرف افغانان) کی گواہیان تھین۔ اسی طرح بھورے خان مدعا علیہ (جوابدہی کنندہ مقدمہ
حال) کی گواہی دستاویز حرف (و) مورخہ ٦ ستمبر ۱۸۸٦ء۔ دستاویز حرف (ہ) مورخہ ۲۰ جون ۱۸۸۸ء
اور دستاویز حرف (س) مورخہ ۵ مئی ۱۸۹۰ء۔ اور دستاویز حرف (ط) مورخہ ۲۷ مئی ۱۸۹۲ء اور
دستاویز حرف (ی) مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۹۳ء۔ اور دستاویز حرف (ک) مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۰۱ء پر موجود
ہین۔ نیز دستاویز حرف (ح) مورخہ ۱ جون ۱۸۹۱ء خود بھورے خان کے ہاتھ سے لکھی گئی تھی۔ جس
مین یہ الفاظ بصراحت درج تھے۔ کہ (بیعہ خام زمین زرعی چاہ پختہ مولانا سید غوث علی شاہ مملوکہ
مقبوضہ محمد یوسف سجادہ نشین مولانا موصوف") اگرچہ مدعا علیہم نے بیان کیا۔ اور چند مزارعان
سے شہادت دلائی کہ بھورے خان مدعا علیہ نے ان کو زمین متنازعہ کاشت کے لئے دی
اور قبولیتین مولوی محمد یوسف کے حق مین لکھائی گئین۔ اگر مولوی محمد یوسف سجادہ نشین
نہ ہوتے۔ تو ان الفاظ کا اُن کے نام کے ساتھ متواتر تحریرات مین استعمال نہ کیا جاتا۔ نہ قبولیتون
مین یہ مین مملوکہ مقبوضہ سجادہ نشین لکھی جاتی۔ واقعات مذکور صریح دلالت کرتے ہین کہ اُس
وقت مدعا علیہم کو سجادہ نشینی کی حیثیت پر اعتراض کا خیال بھی نہین تھا۔ نہ زمین کی ملکیت کا
کوئی تنازعہ تھا۔ عرضی دعوے مین مولوی گل حسن کو سجادہ نشین اور متولی خانقاہ مولوی غوث علی
شاہ کا بیان کیا گیا ہے۔ بموجب بحث وکیل مدعی ان دونون کی مختلف تعریف ہے۔ یعنی
سجادہ نشین لغوی معنون مین تو نماز پڑھنے کے بوریا پر بیٹھنے والے کو کہا جاتا ہے۔ مگر اصطلاح
صوفیہ مین اس لفظ کا اطلاق اُس مرید کی نسبت کیا جاتا ہے جس کو اُس کے پیرومرشد نے
مرید بنانے کی اجازت دی ہو۔ اور متولی صرف اُس مہتمم یا منتظم کو کہتے ہین جو کسی مذہبی
جائداد (مثلاً مسجد خانقاہ وغیرہ) کا انتظام کرتا ہو۔ ان تعریفون کی مخالفت مین مدعا علیہم
کے وکیل نے کچھ نہین کہا۔ مقدمہ ۲۳ پنجاب رکارڈ ۱۸۹٦ء مین الفاظ سجادہ نشین اور

Marfat.com

متولی کی یہ تعریف ہوئی تھی کہ سجادہ نشین مکان مذہبی کے معاملات دینی کا اور متولی دیگر کاروبار متعلقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے نیز نظیر انڈین لا رپوٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ (۲۰۳) مین ان الفاظ کی زیادہ تشریح موجود ہے۔ ان تعریفات کے لحاظ سے ہم خیال کرتے ہین کہ مولوی یا خلیفہ محمد یوسف کو اس خانقاہ کے سجادہ نشین ہونے کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ کیونکہ [illegible] سال سے زیادہ مدت تک وہ بدون کسی اعتراض کے اراضی متنازعہ پر قابض او منتظم رہے۔ اور اس عرصہ مین بہت سی قیمتی عمارتین اراضی متدعویہ پر اُن کے اہتمام اور نگرانی سے تیار ہوئی اور مدعا علیہم مین سے کسی نے کبھی بھی اُن سے مزاحمت نہین کی۔ بلکہ اُن کو اس خانقاہ کا سجادہ نشین تسلیم کیا۔ اور بالآخر کاغذات مال مین اُن کا نام سجادہ نشین درگاہ مولوی غوث علی شاہ کی تعریف سے درج ہوگیا۔ شہادت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ سجادہ نشین اور متولی کے تمام فرائض اس خانقاہ مین ایک ہی شخص سے متعلق رہے ہین۔ مدعا علیہم کی یہ بحث ہو کہ سجادہ نشینی مولوی محمد یوسف کا تقرر مولوی غوث علی شاہ نے نہین کیا۔ بلکہ مدعا علیہم نے اُن کو خانقاہ پر مقرر کر دیا تھا تاکہ اراضی متنازعہ کی آمدنی خانقاہ کے کام پر [illegible] مولوی غوث علی شاہ کی حیات مین کوئی وجود اس مکان یا خانقاہ کا نہین تھا۔ [illegible] خاص طور پر اپنی خانقاہ کے لئے سجادہ نشین نہین بنا سکتے تھے۔ لیکن [illegible] خانقاہ تیار ہوئی مولوی محمد یوسف نے اُس کا اہتمام [illegible] مولوی غوث علی شاہ [illegible] مرید تھے اور مولوی گل حسن خلیفہ دوم [illegible] خلیفہ اول کو [illegible] سجادہ نشین [illegible] چنانچہ مولوی گل حسن اور نیز مدعا علیہم و فرقہ عوام الناس سے [illegible] مولوی محمد یوسف کو [illegible] شاہ کا قائم مقام ہونا تسلیم کیا۔ باقی یہ امر [illegible] مدعا علیہم [illegible] مولوی محمد یوسف کو سجادہ نشین اس شرط سے بنایا کہ [illegible] قائم رہے جس [illegible] استحقاق بھی شامل تھا کہ [illegible] منتخب کرین اور اس کا تصفیہ آیندہ کیا جاتا [illegible] شاہ کے انتقال پر قصبہ پانی پت کے [illegible] اطراف والوں نے اپنی اپنی طرف [illegible] ان کا دفن کرانا چاہا۔ کیونکہ جملہ مسلمانان باشندگان قصبہ پانی پت اون کے [illegible]

Marfat.com

اُن کے دفن کا یہی موقع تجویز ہوا جہان اُن کی قبر بنائی گئی۔ (۱) مولوی غوث علی شاہ نے اپنی زندگی مین کہا تھا کہ اُن کو خواجہ شمس الدین کی خانقاہ کے حصہ پائین مین دفن کیا جائے۔ اور اراضی متدعویہ اُسی موقع پر واقع تھی۔ (۲) افغانان لوگون نے جن کے سرغنہ و نمبردار قلندر علیخان حکیم اشرف خان عرف موجو خان جعفر علیخان۔ اور علی بخش خان نے اصرار کیا کہ طرف افغانان مین اُن کی مزار بنائی جائے اور قلندر علیخان وغیرہ کی طرف سے ایسے الفاظ ادا کئے گئے جن کے معنے یہ تھے کہ وہ بدون کسی قسم کے معاوضہ لینے کے اس زمین کو ہبہ یا وقف کرتے ہین۔ حالانکہ مولوی گل حسن نے اُن کو کہا تھا کہ زمین کی قیمت لے لیجائے۔ قلندر علیخان مسلماً مولوی غوث علی شاہ کا مرید تھا چنانچہ اُس کی قبر بھی اس زمین مین ہے۔ جس کی وفات تقریباً ایک سال بعد مولوی غوث علی شاہ سے ہوئی تھی۔ مدعا علیہم گواہی دلاتے ہین کہ گو مولوی گلحسن نے ہبہ کی خواہش ظاہر کی تھی مگر قلندر علیخان اور اشرف خان عرف موجو خان کی طرف سے اُن کو جواب مین کہا گیا کہ زمین مشترکہ ہونے کی وجہ سے اُس کو چند مالکان ہبہ نہین کر سکتے۔ صرف مولوی غوث علی شاہ کے وہان دفن کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اور مولوی گل حسن اس بات پر ناراض ہو گئے تھے کہ قلندر علیخان وغیرہ نے زمین ہبہ نہین کی۔ اور یہ کہ مصارف خانقاہ کے لیے مدعا علیہم یا سرگروہ افغانان کی طرف سے اراضی متنازعہ مزروعہ کرائی گئی۔ اور مکانات اس زمین مین اُن کی ہی اجازت سے تعمیر ہوئے۔ چند مزارعان کہتے ہین کہ اُنھون نے بھورے خان مدعا علیہ سے زمین متنازعہ کاشت کے واسطے لی اور قبولیتین بھورے خان کے کہنے پر مولوی محمد یوسف کے حق مین لکھائی تھین۔ مدعی کے وکیل نے فقرہ (۲) بیان تحریر مدعا علیہم (مورخہ ۲۲ جون ۱۹۰۵ء) کا حوالہ دیکر بحث کی کہ اُس سے اراضی متدعویہ کا وقف ظاہر ہوتا ہے۔ (فقرہ مذکور یہ تھا) ہم نے دفن کرنے اور عمارت بنانے کی اجازت بیشک دی۔ اور یہ بھی اجازت دی کہ آمدنی اراضی متنازعہ کی درگاہ پر خرچ کیجائے۔ کیونکہ ہم لوگ بھی مولوی غوث علی شاہ صاحب کے مرید تھے"۔ اور وقف کی تعریف ولیس صاحب کی شرع محمدی کی دفعہ ۴۲۱ صفحہ ۲۷۶ پر یہ کی گئی ہے "ایسا انتظام کہ ایک خاص زمین کی آمدنی خاص مطالب مذہبی پر خرچ کیجائے"۔ وقف کے لغوی معنی باندھنا یا روکنا ہین۔ اور ہدایہ کے دو خلیفون کی رائے کے مطابق وقف کنندہ کا حق ملکیت زائل ہو جاتا ہے۔ اور جائداد خدا کا مال بنجاتی ہے۔ اور جو شی ہبہ یا وقف کیجائے وہ قابل سترداد نہین ہوتی۔ مدعا علیہ کے وکیل کی طرف سے وقف کے اعتراض یا اُس کی تشریح کا جواب

Marfat.com

نہین دیا گیا بلکہ محض ہبہ پر حجت کی گئی - کہ وہ ان وجوہ سے ناقص تھی - (الف) امیر علی کی شرع محمدی
کے صفحہ ۵۴۲ کے مطابق موہوب لہٗ کا زندہ ہونا ضروری ہے - اس لیے کہ ہبہ بغیر قبول کے جائز نہین
اور کوئی شخص متوفی قبول نہین کر سکتا - نہ یہ بیان کیا گیا کہ ہبہ کس کے حق مین ہوا - (ب) بڑے
شرع محمدی مذکور صفحہ ۱۴۱ کے واہب مالک جائداد ہبہ شدہ کا ہونا چاہیے - حالانکہ یہان جائداد مشترکہ
اور مالکان سے صرف چند اُس وقت موجود تھے - (ج) بلا تعین مقدار کے ہبہ ناجائز ہے - نہ ایک
شخص کسی دوسرے کی جائداد کو ہبہ کر سکتا ہے - (حوالہ شرع محمدی مرتبہ امیر علی صفحہ ۷۷ و ۱۰۷) جواب
مین کہا گیا - کہ درگاہ بذاتہٖ قانونی شخص ہے - نہ ہبہ کے لئے موہوب الیہ کا موجود ہونا چاہیے - صورت
موجودہ مین ہبہ جو کہ درگاہ کے نام ہوا اور اُس کے سجادہ نشین نے اُس کو قبول کیا وہ کافی تھا -
لفظ ہبہ عام اور لفظ وقف خاص معنے رکھتے ہین - ہبہ خیراتی یا مذہبی کامون سے مختص نہین ہوتا لیکن
وقف کے اغراض خیراتی مذہبی ہوتے ہین - نظائر انڈین لارپوٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳ - اور جلد [illegible]
صفحہ ۱۱۶ مین قرار دیا گیا کہ وقف قائم کرنے کے لیے ٹھیک اُس لفظ کا استعمال ضرور نہین - لیکن
واقف کا صاف اور صریح ارادہ پایا جاتا ہو کہ کوئی جائداد یا اُس کی آمدنی واسطے قیام یا امداد [illegible]
کسی خیراتی یا نیک کام کے لگائی جائے - تو بلحاظ اُس نیت کے وقف کا جائز قیاس پیدا ہو گا [illegible]
مقدمہ مین بیان کیا گیا کہ اراضی متدعویہ واسطے تعمیر اور قائمی درگاہ کے دی گئی - اور اُس کی [illegible]
اسی غرض کے لئے مخصوص کی گئی جس سے مدعا علیہم کو انکار نہین - تو تجویز ہونا چاہیے کہ یہ زمین
وقف ہوئی تھی - اور مولوی محمد یوسف نے وقف کے ایجاب کو قبول کیا تھا - یہ اعتراض صحیح [illegible]
کہ زمین کی مقدار معین نہین کی گئی کیونکہ سوائے گواہان مدعی کے خود مدعا علیہم بھی اراضی [illegible]
کا دیا جانا تسلیم کرتے ہین - اور مدعا علیہم کی شہادت سے صاف عیان ہے کہ بعد دفن مولوی
غوث علی شاہ کے اراضی متنازعہ کو چارون طرف پشتہ بنا کر محدود کر دیا گیا تھا [illegible]
نہین کہ وقف یا عطیہ مین کے وقت کل جماعت مالکان کی موجود نہ [illegible]
کہ اراضی متدعویہ کے شاملات دہ ہونے کی وجہ سے اُس وقت [illegible] محمد [illegible]
مالکان تھے) وقف کا مجاز سمجھا گیا اور اسی خیال پر مولوی غوث علی شاہ کو وہان دفن کر دیا گیا
پھر بعد مین بہت قیمتی عمارات اراضی متنازعہ پر تیار کی گئی - اگرچہ یہی شخص ہبہ یا عطیہ کے جواز مین ہوتا

Marfat.com

تو مولوی غوث علی شاہ جیسے متبرک شخص کو بلا رضامندی مالکان زمین کے دفن نہ کیا جاتا کیونکہ ہر ایک مسلمان کی نسبت اس واقفیت کا قیاس ہے کہ بغیر رضامندی مالک کے کسی مسلمان کو کسی غیر کی زمین مین دفن نہین کیا جاسکتا۔ ناممکن ہے کہ مولوی محمد یوسف اور مولوی گل حسن جو شرعی اصول اور مشہور مسئلہ سے خوب واقف تھے اس کے خلاف عمل کرتے۔ اس وقت اراضی متنازعہ مین دو پختہ چاہ ایک مسجد تین سہ دریان علاوہ دو منزلہ مزار کے بنے ہوئے ہین۔ باقی تمام حصہ زمین کا مزروعہ ہے جس مین کچھ درخت بھی موجود ہین۔ اراضی متنازعہ ۱۸۸۱ء مین بنجر اور قطعی بے حیثیت تھی اور غالباً اسی وجہ سے اُن مالکان نے جو وقف کے وقت موجود نہین تھے اتنے سالہائے دراز تک (باوجود مزروعہ بنائے جانے زمین اور تعمیر عمارات ہائے کے) کچھ تعرض نہین کیا بلکہ اُس کی آبادی کو غنیمت سمجھا۔ بات یہ بھی ہے کہ صدہا شخص اس زمین کے مالک تھے اور تقسیم سے اُن کو کچھ فائدہ نہین تھا۔ لہذا بجائے تقسیم کے اُنھون نے بہتر خیال کیا کہ اراضی متنازعہ درگاہ کے تصرف مین رہے۔ مدعاعلیہم کا یہ عذر کہ قبضہ اجازتی رہا یا اُن کی اجازت سے زمین مزروعہ بنائی گئی۔ یا اُن کی معرفت وہ کاشت کے لئے مزارعان کو دیجاتی تھی ناقابل پذیرائی ہے۔ کیونکہ۔ (الف) جب ایکبار اُنھون نے اپنے ہی بیان کے مطابق اس زمین پر مکانات بنانے اور اُس کی آمدنی درگاہ پر صرف کرنے کی اجازت دیدی تو پھر متواتر موقعون پر کسی اور اجازت دینے کی کیا ضرورت تھی۔ (ب) قبضہ اجازت کا عذر خلاف دستاویزات قبولیت کے تھا جس مین زمین متنازعہ کو بلفظ مملوکہ و مقبوضہ مولوی محمد یوسف سجادہ نشین درگاہ مولوی غوث علی شاہ کا لکھا گیا اور اُن تحریرات پر بعض مدعاعلیہم کی گواہی تھی۔ مولوی غوث علی شاہ اور اُن کے دونون خلیفون کے بہت مرید اور عقیدت مند دور دراز مقامات مین تھے۔ اور شہادت سے پایا جاتا ہے کہ اُنھون نے مولوی گل حسن کی معرفت روپیہ دیا اور تمام عمارتین مولوی محمد یوسف کے اہتمام سے تیار ہوئین۔ مدعاعلیہم نے کچھ امداد و روپیہ دینے یا روپیہ بہم پہنچانے مین نہین دی۔ یہ بیان بھی درست نہین۔ مدعاعلیہم نے مولوی محمد یوسف کو اہتمام درگاہ کا سپرد کیا۔ اس عذر سے مدعاعلیہم کا منشا صرف یہ ہے کہ وہ آیندہ سجادہ نشین اپنی مرضی سے نامزد کرکے خود فائدہ اُٹھاوین۔ اوّل جب مدعاعلیہم اراضی متنازعہ کو قیام اور مصارف درگاہ کے لئے دے چکے تو اُن کو کوئی خاص حق سجادہ نشین مقرر کرنے کا نہین رہا تھا۔ دوئم کسی

Marfat.com

قابل اعتبار شہادت سے ثابت نہین کہ مولوی محمد یوسف کو مدعا علیہم نے سجادہ نشین بنایا بلکہ واقعات صاف دکھا رہے ہین کہ وہ کثیر التعداد مریدون اور عام مسلمانان سکنائے پانی پت کی پسندیدگی سے سجادہ نشینی کے لئے منتخب ہوئے۔ سوم وہ ہر طرح اُس منصب کے مستحق تھے کیونکہ سجادہ نشین عموماً اُس درگاہ کا محافظ ہوتا ہے جس مین اُس کا مرشد دفن کیا گیا ہو۔ سجادہ نشین کو بعض روحانی خدمات بھی بجا لانی ہوتی ہین۔ لہٰذا وہ صرف متولی نہین ہوتا بلکہ خود مرشد بھی ہوا کرتا ہے۔ اور قیاس کیا جاتا ہے کہ اُس کے ذریعہ سے سلسلۂ روحانی قائم رہے۔ نظائر انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹۔ صفحہ ۲۰۳۔ اور جلد ۲۰۔ صفحہ ۸۱۰ مین مفصل تشریح کی گئی ہو کہ درگاہ کی کیا تعریف ہے۔ اور سجادہ نشین کے کیا فرائض ہین۔ ان اصولون کے مطابق کوئی ایسا شخص جو مرید مولوی غوث علی شاہ کا ہو سجادہ نشین نہین ہو سکتا تھا۔ نہ مدعا علیہم اپنی مرضی سے کسی کو سجادہ نشین بنا سکتے تھے۔ لہٰذا یہ قرار دیا جاتا ہے۔ کہ مولوی محمد یوسف نے سجادہ نشین کی حیثیت سے اراضی متنازعہ پر ۲۔ فروری ۱۸۹۱ء کو قبضہ پایا۔ اور عرصہ دراز اُنھون نے علانیہ اور صریح افعال مالکانہ کا اراضی متدعویہ کی نسبت استعمال کیا۔ کبھی کسی شخص نے جو مالکان اراضی متنازعہ کی جماعت مین شامل تھا اُن کے مقابلہ مین [illegible] نہین کی نہ اپنے حقوق کا اظہار کرنا چاہا۔ بلکہ اپنے طریق عمل سے ثابت کر دیا کہ اراضی متنازعہ [illegible] قطعی طور پر تعلق رکھتی ہو پس گو کُل مالکان زمین ابتدائے وقف کے وقت موجود نہین تھے۔ [illegible] اُن سب نے اپنے رویّہ اور خاموشی عرصہ دراز سے اپنے حقوق ملکیت کو ترک کر دیا۔ اُن کا [illegible] موجودالوقت کے اہتمام سے ترقیان اور متواتر عمارتین بنائے جانے مین اعتراض نہ کرنا صاف [illegible] سکوت نمبر [illegible] رضامندی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ حجت بھی [illegible] کہ مولوی گل حسن [illegible] تذکرہ غوثیہ [illegible] مین لکھا تھا کہ افغانان لوگ اراضی متنازعہ کے متعلق اپنے قول سے منحرف ہو گئے۔ [illegible] نے پیش نہین کی لیکن دلیل مدعی سے ہم نے اُس کو منگا کر دیکھی۔ اُس کے صفحہ [illegible] حکیم موجو خان نے بطور سرگروہ کے سب کی طرف سے علی الاعلان [illegible] مزار شریف کے واسطے وقف کیا۔ اور خدام حضرت کی طرح اس [illegible] مین یہ فقرہ درج پایا جاتا ہو۔ اُس کے بعد افغان اپنے قول سے منحرف ہو گئے۔ [illegible] ۱۸۹۶ء سے بیس سال تک مدعا علیہم او قوم افغانان نے سجادہ نشین [illegible] کے افعال متعلقہ تعمیرات وغیرہ پر کوئی اعتراض

نہین کیا۔ اور برابر اُن کو مالکانہ قابض رہنے دیا۔ تو درگاہ کا قبضہ مخالفانہ زائد از دوازدہ سال کے لحاظ سے کامل حق ملکیت حاصل ہوگیا۔ اور مدعا علیہم کے حقوق بموجب دفعہ ۲۸۔ ایکٹ میعاد جاتے رہے۔ مولوی گل حسن بعد وفات مولوی محمد یوسف کے درگاہ اور اراضی متنازعہ پر قابض ہین۔ کاغذات مال مین بھی اُنہین کے حق مین قبضہ کا اندراج ہوا تھا۔ اور فی الواقع مولوی گل حسن کا تقرر مولوی محمد یوسف کی وصیت مورخہ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے ذریعہ عمل مین آیا۔ جو رجسٹری کے دفتر مین داخل کی گئی نیز شہادت سے ثابت ہے کہ وہ واقعی مولوی محمد یوسف نے کی تھی۔ بموجب نظائر انڈین لا رپوٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳۔ اور جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۲۴۔ و بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۵۵۵ و ۵۶۱۔ اصل سجادہ نشین کو اپنی مرضی سے جانشین مقرر کرنے کا اختیار ہے۔ اور ایسے تقرر کے لئے کسی حکم عدالتی کی ضرورت نہین۔ مدعا علیہم نے ثابت نہین کیا کہ کسی رواج کی رو سے اُن کو سجادہ نشین متوفے کے جانشین بنانے کا اختیار تھا یا ایسا کوئی اقرار ہوا۔ اور جو کہ ایک مرتبہ مولوی محمد یوسف کا تقرر بطور سجادہ نشین ہو چکا تو بعدم موجودگی کسی رواج مخالف کے (جو ثابت نہین کیا گیا) ضرور ہے کہ مولوی گل حسن (جن کو مولوی محمد یوسف نے اپنی وفات سے تین سال پہلے اپنا جانشین بنایا تھا) سجادہ نشین قرار دیئے جائین اُن کے تقرر سے قدرتی طور پر خیال کیا جائے گا کہ وہ اُن نصائح سے واقف ہین جو اُن کو مریدون کے لئے سکھانا چاہئین۔ اس طور پر کل امور تنقیح کا فیصلہ مدعی کے حق مین دیا جاتا ہے۔ مدعا علیہم کی طرف سے پنجاب کے بعض فیصلہ جات کا حوالہ دیا گیا کہ اس قسم کے مقدمات کا تصفیہ رواج پر ہونا چاہئے۔ اور جو اصول کسی مندر کے منتظم سے متعلق ہو وہ ہی اس مقدمہ پر بھی حاوی ہے۔ نظائر مقدمات ۸۷ و ۱۵۷ سنہ ۱۸۸۹ء و ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۰ء و ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۲ء و ۲۸۹ سنہ ۱۹۰۰ء پنجاب ریکارڈ کے تھے سوائے مقدمہ سنہ ۱۹۰۰ء باقی تمام مقدمون مین ہندو فریقین تھے اور جو کہ اس مقدمہ کا تصفیہ شرع محمدی کے اصول پر ہوگا اُن مقدمات کی پیروی نہین ہو سکتی۔ مقدمہ سنہ ۱۹۰۰ء مین مدعی نے اپنا حق اہتمام مسجد کا ثابت نہین کیا نہ وہ قابض تھا۔ یہ بھی ثابت نہین ہوا تھا کہ مدعی کب اور کس طرح متولی بنا۔ لہذا وہ مقدمہ اس مقدمہ سے صریحاً قابل تمیز ہے پس ہم مدعی کے حق مین ڈگری قرار داد ان امور کے دیتے ہین۔ کہ (الف) ۳/۴ حصہ خام زمین ۲۷/۴۲ خسرہ واقعہ رقبہ موضع طرف افغانان تحصیل پانی پت وقف اور قبضہ دیرینہ کے ذریعہ سے درگاہ مولوی غوث علی شاہ متوفے کی ملکیت تھی۔ اور (ب) مولوی گل حسن کو حیثیت سجادہ نشین و متولی اس

Marfat.com

درگاہ کی حاصل ہے۔ اور اسی حیثیت سے وہ قبضہ رکھتے ہین۔ خرچہ مقدمہ وہ مدعا علیہم ادا کرین گے جنھون نے مدعی کے حق پر اعتراض (اشخاص مذکور کی تشریح عرضی دعوے کے فقرہ (۷) مین درج ہے کیونکہ دیگر مدعا علیہم کی طرف سے کارروائی داخل خارج کے وقت یا دوران مقدمہ مین تنازعہ نہین ہوا

دستخط انگریزی حافظ محمد یوسف صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر ضلع کرنال ۱۹ ۱۹۰۶ء

پھر بعد اس حکم کے افغانان پانی پت نے اس فیصلہ کا اپیل بعدالت صاحب ڈویزن الکورٹ قسمت دہلی کیا۔ اور وہان سے ڈویزن الجج بہادر نے بعد نامنظوری اپیل یہ فیصلہ دیا۔ ترجمہ نقل فیصلہ یہ ہے:-

ترجمہ فیصلہ انگریزی عدالت ڈویزن الکورٹ قسمت دہلی باجلاس مسٹر ایس۔ کلیفرڈ صاحب بہادر اڈیشنل ڈویزنل جج قسمت دہلی مرقومہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۰۶ء

شمس الدین خان ولد علی بخش خان و بھورے خان ولد گھسیٹے خان و محمد وزیر علی خان [illegible]
و محمد خان ولد عبد اللہ خان و رحمت علی خان ولد قلندر علی خان و غلام حسین خان ولد [illegible]
و قمر الدین خان ولد علی بخش خان قوم پٹھان سکنائے پانی پت ضلع کرنال مدعا علیہم اپیلانٹان

بنام۔ درگاہ مولوی غوث علی شاہ بذریعہ گل حسن ولد خدا یار ساکن پانی پت ضلع کرنال [illegible]

اپیل مدخلہ شمس الدین خان و غلام حسین خان۔ اپیلانٹان

اپیل بناراضی حکم حافظ محمد یوسف صاحب ڈسٹرکٹ جج۔ کرنال مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء [illegible] روسے ڈگری حسب ذیل صادر ہوئی۔ (۱) یہ کہ [illegible] تمام آراضی خسرہ ۴۲/۲۴ [illegible] افغانان پانی پت وقف ہے۔ اور بلحاظ قبضہ دیرینہ درگاہ مولوی غوث علی شاہ [illegible] (۲) یہ کہ مولوی گل حسن صاحب کو حیثیت تولیت و سجادہ نشینی درگاہ مذکور حاصل ہے [illegible] اُن کا قبضہ ہے۔ اپیل بابتہ اس امر کے کہ حکم عدالت ماتحت منسوخ کیا جائے [illegible] پنڈت ہرے نراین منجانب اپیلانٹان شمس الدین خان و غلام حسین [illegible] عبد الواحد منجانب رسپانڈنٹ۔ مسٹر [illegible] رسپانڈنٹ [illegible]

حکم عدالت

فیصلہ ۱۱۔ جون ۱۹۰۶ء کو سنایا جائے گا۔ دہلی۔ ۲۲۔ مئی ۱۹۰۶ء۔ دستخط [illegible]

Marfat.com

اڈیشنل ڈویزنل جج - واقعہ ۱۱- جون ۱۹۰۶ع شمس الدین خان و غلام حسین خان - ڈوا پیلانٹان
حاضر - مسٹر کلارنس کرک پیٹرک منجانب مدعی رسپانڈنٹ - **تجویز عدالت**
یہ دعوے منجانب درگاہ مولوی غوث علی شاہ صاحب تھا - بابتہ استقرار اس امر کے - کہ درگاہ
بعض آراضی متعلقہ درگاہ واقعہ پانی پت کی مالک ہی - دعوے مین ڈگری صادر ہوئی ہے -
مدعا علیہم جو مالکان طرف افغانان پانی پت کے ممبر ہین اپیل کرتے ہین - یہ معلوم ہوتا ہے کہ
سید غوث علی شاہ کی بطور ایک مرد مقدس کے پانی پت مین بڑی عزت تھی اُن کا پانی پت
مین ۲۵- فروری ۱۸۸۱ع کو انتقال ہوا - جس پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن اطراف مین کہ پانی پت
منقسم ہے - اُن مین سے ہر طرف نے چاہا کہ اُن کا جسد شریف اُن کی طرف مین مدفون ہو بوجہ
اس امر کے کہ دیگر اطراف مین ایک ایک بزرگ مدفون تھا - اور اُن کے متعلق درگاہین تھین
یہ قرار پایا کہ طرف افغانان کو یہ حق ملنا چاہیے کہ وہ سید غوث علی شاہ صاحب کے جسد شریف
کو اپنی طرف مین مدفون کرین - مگر یہ معلوم ہوگا کہ قبل اس کے کہ سید غوث علی شاہ صاحب کے
مریدان بلا فصل اس انتظام پر رضامند ہون - اس امر کی خواہش کی گئی کہ مالکان طرف افغانان
متبرہ کے متعلق کرنے کے لئے یا تو کافی زمین بیع کرین یا دیدین اور مالکان یا منبرداران
جو مالکان کے قائم مقامان تھے آراضی متنازعہ حال دینے پر رضامند ہو گئے - نتیجہ
یہ ہوا کہ سید غوث علی شاہ صاحب کا جسد شریف شاملات آراضی کے جو اس طرح دی گئی - ایک
جزو مین مدفون ہوا - اور اُس آراضی پر وقتاً فوقتاً درگاہ - ایک مسجد - اور بعض دیگر مکانات تعمیر ہوئے -
اور ایک کنوان بنایا گیا اور کچھ آراضی زیر کاشت لائی گئی - یہ سب کا سب بظاہر حافظ محمد یوسف
نے جو متوفے کا ایک مرید تھا - کیا - بیشک اُس روپیہ سے جو اُس نے وقتاً فوقتاً پانی پت مین
اور اور جگہ سے جمع کیا - بہرصورت یہ صاف معلوم ہوتا ہے - کہ حافظ محمد یوسف کے انتظام یا اختیار
مین درگاہ کی آراضی وغیرہ متعلقہ درگاہ رہے ہین - حافظ محمد یوسف کا انتقال ۱۴- جون ۱۹۰۴ع
کو ہوا - جنھون نے ایک وصیت نامہ چھوڑا - اسس بارہ مین کہ مولوی گل حسن درگاہ کے انتظام
مین اُن کے جانشین مقرر ہون - اور یہ وہ مولوی گل حسن ہین کہ جنھون نے دعوے حال دائر
کیا ہے دعوے ہذا کارروائی ہائے بندوبست کا ظہور ہے - کیونکہ جیسا کہ عموماً واقع ہوتا ہے -

Marfat.com

جب کارروائی بندوبست شروع ہوتی ہے۔ تو فریقین یہ خیال کرنا شروع کرتے ہین۔ کہ کس طرح سے اُن کو مثل بندوبست جدید مین درج ہونا چاہئے۔ مولوی گل حسن صاحب نے یہ چاہا۔ کہ آراضی متنازعہ بطور ملکیت درگاہ درج ہوجائے۔ لیکن مالکان طرف افغانان نے مخالفت کی۔ جو اس امر کے دعویدار ہوے۔ کہ وہ بدستور بطور مالکان آراضی مندرج رہین بدین وجہ دعوے حال ہوا ہے۔ اس دعوے مین بڑا جواب یہ تھا۔ کہ مدعا علیہم نے حقوق مالکانہ ہبہ نہین کئے۔ اور یہ کہ مولوی گل حسن متولی جائز نہین ہین۔ اور اس لئے دعوے چلانے کے مستحق نہین ہین۔ سوالات فیصلہ طلب یہ ہین۔ (۱) آیا آراضی درگاہ کو پورے حق مالکانہ کے ساتھ دی گئی۔ یا اس قسم کا حق اور طرح پر حاصل کیا گیا۔ (۲) کیا دعوے جیسا کہ کیا گیا چل سکتا ہے۔ نسبت سوال اول ہم کو صاف ظاہر ہے۔ کہ آراضی پورے حق مالکانہ کے ساتھ ہبہ کی گئی۔ مدعا علیہم نے ہبہ کو تسلیم کیا۔ لیکن عذر کیا۔ کہ اُنھون نے پورے حقوق مالکانہ آراضی نہین دئے۔ یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ کوئی اس قسم کی تخصیص کرلی گئی ہو۔ بلحاظ اس غرض کے جس کے لئے غیر مزروعہ شاملات تھوڑا سا رقبہ دیا جاتا تھا۔ یا بلحاظ اس امر کے کہ متوسلے مرید آراضی کو لیتے تھے۔ اور اُس مین متوفے ولی کو دفن ہونے دیتے۔ بجز اس صورت کے مالکان طرف افغانان آراضی کو بلا تحقیق کسی حقوق کے ہبہ کردیتے بروقت سماعت اپیل یہ بحث کی گئی۔ کہ منبرداران کی جانب سے کوئی ہبہ جائز نہین ہوسکتی تھی اور یہ کہ ہبہ اس وجہ سے بھی ناجائز تھی۔ کہ اُس وقت منجملہ مالکان کے بعض خورد نابالغ ہون گے۔ اس امر واقعہ سے کہ بعد تین مالکان نے کوئی عذر نہین کیا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ منبرداران کے افعال مین رضامند ہوگئے۔ لیکن نیز اگر وہ رضامند نہین ہوئے۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ درگاہ آراضی پر بارہ برس سے مخالفانہ قابض ہے۔ یہ نہین ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ جب ہبہ کی گئی تو اس وقت منجملہ مالکان کے کوئی نابالغ تھے۔ لیکن یہ قیاس کرکے کہ چند نابالغ تھے کہ کس طرح اس امر سے جواب کو مدد ملتی ہے جہانتک ظاہر ہوتا ہے۔ اُنھون نے کوئی عذر نہین کیا۔ جب وہ بالغ ہوے۔ اور ہماری رائے مین کوئی شک نہین ہوسکتا کہ وہ اس ہبہ کی نسبت جو ۱۸۵۹ع مین ہوئی۔ رضامند ہوگئے۔ اگر وہ رضامند نہین ہوے۔ تو اُن کو

Marfat.com

بالغیت حاصل کرنے سے تین سال کے اندر دعوے کرنا چاہیے تھا۔ اور جو کوئی عذر وہ اب کرین وہ زائد المیعاد ہو گا۔ بلحاظ اُس عرصہ کے کہ جب سے آراضی بروے ہبہ ۱۸۸۱ء درگاہ کے قبضہ مین ہے۔ نسبت سوال دوم یہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ دعوے درگاہ کی طرف سے مولوی گل حسن کر سکتے ہین۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ حافظ محمد یوسف ہمیشہ بطور سرگروہ و منتظم درگاہ یا دوسرے لفظون مین بطور متولی یا سجادہ نشین مانے گئے ہین۔ یہ امر نہ ظاہر کیا گیا ہے۔ نہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ کبھی کوئی اور شخص تھا۔ واقعی یہ شخص حافظ محمد یوسف تھے۔ جنھون نے اس وقف کو پیدا کیا اور اس طرح سے اُن کو اس کی تولیت اختیار کرنے دی گئی۔ اُنھون نے بذریعہ وصیت خود گل حسن صاحب کو انتظام یا تولیت مین اپنا جانشین نامزد کیا۔ اور اس لئے گل حسن صاحب درگاہ کی طرف سے دعوے کرنے کے مستحق ہین۔ بوجہ مندرجہ بالا ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ دعوے مین درست طور پر ڈگری صادر ہوئی۔ پس حکم ہوا کہ ڈگری عدالت حافظ محمد یوسف ڈسٹرکٹ جج کرنال مورخہ ۱۹۔ جنوری ۱۹۰۶ء جس کی رو سے آراضی متدعویہ ملکیت درگاہ مولوی غوث علیشاہ قرار دیگئی۔ اور مولوی گل حسن صاحب قابض آراضی بحیثیت متولی درگاہ قرار دیے گئے بحال رہے۔ چنانچہ وہ بذریعہ ڈگری ہذا بحال رکھی جاتی ہے۔ اور اپیل معہ خرچہ نامنظور۔ خرچہ مقدمہ مرافع اولیٰ حسب الحکم عدالت ماتحت ادا کیا جاوے

آج بتاریخ ۱۱۔ جون ۱۹۰۶ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

اس فیصلہ کو شمس کرخان صاحبان نے پھر اس فیصلہ کا اپیل چیف کورٹ لاہور مین کر دیا۔ ججان چیف کورٹ لاہور نے بعد غور یہ فیصلہ سنایا۔ اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ فیصلہ چیف کورٹ پنجاب۔ بعدالت چیف کورٹ پنجاب

باجلاس آنریبل مسٹر ڈی۔ سی۔ جانسٹن و آنریبل مسٹر لال چند ججان

اپیل بنا راضی فیصلہ۔ ایس۔ کلیفرڈ۔ اڈیشنل دویزنل جج دہلی۔ مورخہ ۱۱۔ جون ۱۹۰۶ء دربارہ بحال رکھنے فیصلہ حافظ محمد یوسف ڈسٹرکٹ جج کرنال مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء نسبت خارج کرنے دعوے مدعی کے شمس الدین خان وغیرہ مدعا علیہم۔ اپیلانٹان۔ بنام درگاہ مولوی غوث علی شاہ معرفت مولوی گل حسن متولی ریسپانڈنٹ۔ دعوے استقرار یہ کہ متدادی ۳/۴ حصہ خام آراضی خسرہ ۲۷۴۲

واقع رقبہ طرف افغانان تحصیل پانی پت درگاہ مولوی غوث علی شاہ کی ملکیت قرار دیجائے
دعوے زیر اپیل۔ کہ ہر دو عدالت ہائے کی ڈگری منسوخ کیجائین۔ اپیلانٹان کی طرف سے
مسٹر شادی لال ایڈوکیٹ حاضر ہے۔ اور رسپانڈنٹ کی طرف سے لالہ دوارکا داس پلیڈر۔
فیصلہ۔ اس مقدمہ مین درگاہ مدعی موضع طرف افغانان کی ہے۔ جو بوساطت گل حسن جو کہ
سجادہ نشین اور منتظم درگاہ کا ہے۔ دعوے کرتی ہے۔ اور مدعاعلیہم گانو کے مالک ہین درگاہ کے
متعلق ایک رقبہ ؏ کا ہے۔ استدعا یہ ہے۔ کہ یہ آراضی کاغذات مال مین ملکیت مدعاعلیہم
بکاشت مدعی تابع مرضی مالک لکھی ہے۔ اس لئے یہ حکم ہونا چاہئے۔ کہ درگاہ بذات خود مالک
معرفت گل حسن مذکور ہے۔ مدعاعلیہم نے اس دعوے کے برخلاف جوابدہی کی۔ عدالت
ابتدائی نے یہ تنقیحات قائم کین۔ (۱) آیا گل حسن بطور متولی کے قابض ہے۔ (۲) درگاہ کے
نام یہ زمین قطعی طور پر ہبہ کی گئی ہے۔ (۳) آیا گل حسن کا اور درگاہ کا قبضہ مخالفانہ ہے۔ اور اُس کا
نتیجہ۔ (۴) محمد یوسف کا طریق عمل جس کا گل حسن جانشین ہوا اور اختیار کس قسم کا تھا۔ اور وصیت نامہ
جائز ہے۔ جو اُس نے گل حسن کے حق مین لکھا تھا۔ آخرکار عدالت نے مدعی کے حق مین دو امر کا فیصلہ
کیا۔ اول یہ کہ آراضی متنازعہ مدعی کی ملکیت ہے۔ اور دوم یہ کہ گل حسن متولی اور سجادہ نشین
خانقاہ کا ہے۔ فاضل اڈیشنل ڈویزنل جج نے عدالت ماتحت سے اتفاق کیا۔ اور اپیل معہ
خرچہ کے نامنظور کیا۔ یہ مقدمہ درست طور پر واقعات پر فیصلہ ہوچکا ہے۔ یہ مان لیا گیا ہے
کہ مدعاعلیہم یا اُن کے متقدمین نے ۱۸۳۸ء مین بنام درگاہ جب کہ مولوی غوث علی شاہ دفن کیا
گیا تھا۔ یہ زمین ہبہ کی تھی۔ اور غیر حاضرین اور نابالغان اُس وقت کے نے اتنے عرصہ دراز کی خاموشی
سے اُس ہبہ کو تسلیم کرلیا۔ اس فیصلہ کو منسوخ کرنے کے لئے اس عدالت کو بہت صاف ثبوت
اس امر کا طلب کرنا ضروری ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔ ہم نے سب واقعات سن لئے ہین [illegible]
عدالت ہائے ماتحت کو دیکھ چکے ہین۔ اور ہم مداخلت کے واسطے کافی [illegible]
طرف سے ہمارے پاس بڑی شہادت ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ جب ولی غوث علی شاہ
۱۸۸۰ء مین فوت ہوا۔ تو چارون طرف کے لوگون نے آپس مین اس بات پر جھگڑہ کیا کہ اس کو اپنے
حدود مین دفن کرین۔ اور یہ معلوم ہوا کہ طرف افغانان مین کسی بزرگ کی زیارت نہین تھی حالانکہ باقی

Marfat.com

ہر تین طرفون مین زیارتین تھین۔ اس لئے اس طرف کو ترجیح دی گئی۔ اور تدفین کے بعد محمد یوسف
باقاعدہ طور پر یا کسی اور طرح سے منتظم ہوا۔ اور اُس نے مزار بنایا۔ اور مسجد بنائی۔ اور بہت سا روپیہ تعمیر
پر خرچ کیا۔ اور اُس نے اس زمین متنازعہ پر قبضہ کیا۔ اور اُس مین کاشت کرائی۔ اور کنوا بنایا۔
اور تمام نفع اُس کا مزار کے واسطے لیتا رہا۔ اور یہ کا غذات مال مین ہمیشہ سے درگاہ بطور مزارع تابع
مرضی مالک درج ہوتا چلا آیا۔ لیکن مالکان نے ہرگز زمین پر کوئی مداخلت نہین کی۔ اور نہ کبھی لگان
طلب کیا۔ اور نہ کبھی مندرجہ بالا قیمتی مکانات کے بنانے پر اعتراض کیا۔ اور یہ کہ ۱۹۰۴ء سے
پہلے منیجر نے زمین کا احاطہ بنانا چاہا۔ اور بعض مالکان نے اعتراض کیا۔ مگر اُس نے باوجود اعتراض
کے احاطہ بنا دیا۔ ان تمام واقعات کی نسبت بہت کم بلکہ کچھ بھی تنازع نہین ہو۔ شہادت مین زیادہ
تر اختلاف اس بات کا ہے۔ کہ بروقت تدفین کیا واقعہ ہوا۔ یہ ہر دو فریقین مانتے ہین۔ کہ گانو کے
لوگون مین سے جو حاضر تھے۔ اُن سے ولی کے مریدون نے زمین مانگی تھی۔ مدعی کہتا ہے۔ کہ گانو
والون نے منظور کیا۔ حالانکہ مدعا علیہم کہتے ہین۔ کہ اس بات سے انکار کیا گیا تھا۔ میری رائے مین صرف
پہلی بات اغلب تر معلوم ہوتی ہے۔ اُس پاک جسم کے دفن کے اعزاز حاصل کرنے کے لئے بڑا مقابلہ
ہوا۔ ہمارے نزدیک یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کہ گانون والون نے ہبہ زمین کے دینے
سے جو اُس وقت غیر ممکن تھی۔ اور ایک آنہ کی پیداوار اُس سے نہین تھی۔ انکار کیا ہو۔ مزید بران کئی
معزز شہادتین اس ہبہ کی تصدیق کرتی ہین جن مین سے بعض مثلاً ڈپٹی انسپکٹر پولیس اُس وقت کا
جو اب پنشن یاب انسپکٹر ہے۔ بالکل بے لاگ گواہ ہے۔ اس کے علاوہ فریقین کا بعد کا طریق عمل
ایسے مقدمات مین بڑی قیمتی علامت ہے۔ اور یہان محمد یوسف اور گل حسن کا طریق عمل ہر ایک بات
مین بطور مالک کے ہے۔ وہ آراضی کو اجارہ پر دیتے رہے۔ اور مستقل عمارتون پر بہت سا روپیہ خرچ
کرتے رہے۔ اور علی ہذا القیاس۔ مدعا علیہم نے کبھی کچھ بھی نہین کیا۔ اُن کے حق مین صرف مدعی کا مزارع
تابع مرضی مالک کا متواتر اندراج ہے۔ میری رائے مین یہ بالکل صاف ہے۔ کہ یہ کوئی مستند اندراج
نہین تھا۔ یہ صرف اُن معمولی اندراجات مین سے تھا۔ جو پٹواری عموماً ایسے حالات مین جہان آراضی
کا قابض حکماً اُس کا مالک نہ تسلیم کیا گیا ہو۔ اور اُس کی اصلی حیثیت نہ معلوم ہو۔ کیا کرتے ہین۔ اس مین
شک نہین کہ ۱۸۶۰ء مین صدہا آدمیون مین سے ہر ایک نے باقاعدہ رضامندی نہین دی۔ لیکن جن

Marfat.com

خیال کرتا ہوں۔ کہ تمام کے طریق عمل سے پوری مجموعی رضامندی پائی جاتی ہے۔ مسٹر شادی لال
ہند قاعدن پر زور دیتا ہے۔ کہ جب کوئی شخص کوئی ملک وقف کرتا ہے۔ تو اس کو شک کی حد سے
نکال دینا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ کہ وقف کرنے کے واسطے کسی خاص الفاظ کا استعمال
کرنا ضروری نہین ہی۔ یہان پر اس بات کے ماننے مین مین کوئی مشکل نہین دیکھتا۔ کہ وقف کیا گیا
تھا۔ اب گل حسن کی بابتہ حیثیت کے سوال ہے۔ مسٹر شادی لال کہتا ہے۔ (کہ صرف وقف کنندگان
ہی متولی مقرر کر سکتے ہین۔ اور سجادہ نشین یا رہنمائے روحانی متولی سے الگ ہے اور اس مین بھی
شک ہے۔ کہ آیا خود محمد یوسف درحقیقت متولی تھا۔ اور یہ کہ بہر حال وہ گل حسن کو متولی نہین کر سکتا تھا۔
لیکن صرف مدعا علیہم کر سکتے تھے اور اُنھون نے کبھی نہین کیا۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔) مجھ کو معلوم ہوتا ہے۔
کہ اس تمام بات کو ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ یہ عام فہم بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ
محمد یوسف ۳۰ سال تک درگاہ کے قائم مقام انچارج رہا اور تمام وہ کام کرتا رہا جو ایک روحانی پیشوا
اور دینی منتظم کرتا ہے۔ اب یہ کہنا بہت بعید از وقت ہے۔ کہ وہ باقاعدہ متولی نہین تھا اور وصیت
جو اُس نے لکھا۔ اور سب جیٹھارکے پاس امانت رکھا۔ بالکل درست مانا جا سکتا ہے۔ اور اُس سے
گل حسن اُس کا جانشین مقرر ہوا ہے۔ یہ آسان بات ہے۔ کہ ایسی باتون پر دل کی کھال نکالی جائے
کہ مدعا علیہم گل حسن کو اصل متولی نہ بناتے۔ لیکن میری رائے مین وہ ہر حالت مین بطور مدعو یار
شخص ہے۔ اور اُس کا یہ دعوے کرنا درست ہی کہ زمین درگاہ کی ہے۔ اور مزید بران مین یہ کہتا ہون۔ کہ
اگر اس بات مین شک کیا جائے کہ مدعا علیہم نے درحقیقت وقف کیا۔ مگر اس مین شک نہین کہ
اُنھون نے کچھ زمین خانقاہ کے گذارے کے واسطے دی۔ لیکن مین یہ نہین سمجھ سکتا۔ کہ جب انھون نے
زمین دی۔ جس کا نفع خانقاہ کی کل آمدنی کا ایک بہت قلیل حصہ ہوتا ہے۔ تو پھر وہ کیون اور کسی غرض
کے واسطے منتظم مقرر کرتے۔ مجھے اس مین مداخلت کرنے سے انکار ہے۔ اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس

دستخط۔ ڈی۔ سی۔ جانسٹن جج۔ اور لال چند جج۔ مین بھی اتفاق

۸۔ اگست ۱۹۰۸ء۔ فیصلہ سنایا گیا۔ ۹۔ اگست ۱۹۰۸ء

جب افغانان پانی پت نے چیف کورٹ پنجاب سے بھی فیصلا اپنے خلاف ہی سنا تو مجبوراً افسوس
مل مل کر بہ آرام تمام چپ چاپ گھرون مین چادرین اوڑھ اوڑھ کر بیٹھ گئے۔ راقم خوشنما

Marfat.com

ساتھ مقابلہ۔ [illegible] ے گا وہ دنیا و آخرت مین ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا۔ ان لوگون نے خدا کے [illegible] یا تھا اور پھر اپنے قول سے منحرف ہو کر خدا کے ساتھ مقدمہ کر بیٹھے۔ اس [illegible] ت اُٹھائی۔ اگر کوئی صاحب یہ فرمائین کہ ان لوگون نے اپنے پیر کے ساتھ ایسا [illegible] ستاخانہ برتاؤ کیون کیا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ زمانہ سلف مین بھی ان ہی افغانان پانی پت کے آباؤ اجداد نے اپنے پیران عظام سے بھی اسی طرح گستاخانہ برتاؤ کیا ہے۔ وہان کے سلف تھے اور یہ اُن کے خلف ہین۔ اگر یہ لوگ اپنے پیر سے ایسا برتاؤ نہ کرتے تو بجائے خلف کے ناخلف کہلاتے۔ چنانچہ کتاب اقتباس الانوار کے صفحہ ۲۶۱ مین حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری نے افغانان پانی پت کی بہت کچھ تعریف لکھی ہے۔ جس کو شوق ہو اُس کتاب مین دیکھ لے۔ پس مین سب فقرا کی خدمت مین عرض کرتا ہون اور اپنے خاندان والون کو بطور وصیت کے لکھتا ہون کہ افغانان پانی پت کی پیری مریدی سے احتراز واجب جانین۔ ورنہ جو کچھ پیش آئے گا وہ خود دیکھ لین گے۔

تمت

اعلان

کتاب تعلیم غوثیہ مرآۃ الوحدت بھی تیار ہو چکی ہے عنقریب شایع ہو جائے گی

راقم

مؤلف کتاب ہذا

واضح ہو

کہ کاپی رائٹ کتاب تذکرہ غوثیہ مع ضمیمہ جدیدہ کا بحق مؤلف مولوی گل حسن صاحب محفوظ ہے بلا اجازت اُن کے کسیکو چھاپنے کی اجازت نہین۔ احقر نے حضرت مؤلف ممدوح الصدر کی اجازت سے اس کو طبع کیا ہے۔ شائقین مطبع مجتبائی دہلی سے طلب فرماوین۔

محمد عبدالاحد غفرلہ الصمد مدیر مطبع مجتبائی دہلی ماہ مارچ ۱۹۱۱ع

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com